

ولادت سے وفات تک کی
سنتوں کا مکمل نصاب

مسنون زندگی

قدم بہ قدم

جمع وترتیب آشرفیہ مجلس علم وتحقیق

تقریظ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا عمر فاروق راشد مدظلہ
استاد: جامعۃ الرشید، کراچی

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان (0322-6180738)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد کان لکم فی رسول اللہ ﷺ اسوۃ حسنۃ

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے
رسول اللہ کی ذات میں
ایک بہترین نمونہ ہے
(سورہ احزاب آیت ۲۱)

اللھم صل علی محمد النبی
الامی وعلی الہ وسلم تسلیما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحال است سعدی کہ راہِ صفا
توان رفت جز در پئے مصطفیٰ

خلافِ پیمبر کسی راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

کلام: یوسف

اے سعدی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
اتباع کے بغیر سیدھے راستے پر چلنا محال ہے
جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے علاوہ
کوئی اور راستہ اختیار کیا وہ ہرگز بھی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا

ہدیۂ محبت

بخدمت جناب ....

....

....

....

نوٹ: دوست احباب کو ہدیہ کر کے اپنے لئے صدقہ جاریہ بنائیے

ولادت سے وفات تک کی سنتوں کا مکمل نصاب

مسنون زندگی

11-2015

قدم بہ قدم

ولادت سے وفات تک پوری زندگی کو سنت کے
مطابق بنانے کیلئے ایک عام فہم مبارک کتاب

تقریظ
حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان
حضرت مولانا عمر فاروق راشد مدظلہ
(استاذ: جامعہ فاروقیہ کراچی)

جمع و ترتیب
اشرفیہ مجلس علم و تحقیق

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

مسنون زندگی

حصہ بہ حصہ

تاریخ اشاعت.............. محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

ناشر.............. ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..............

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ ... چوک فوارہ ... ملتان

مکتبہ سید احمد شہید ... اردو بازار ... لاہور — دارالاشاعت ... اردو بازار ... کراچی

مکتبہ علمیہ ... اکوڑہ خٹک ... پشاور — مکتبہ رشیدیہ ... سرکی روڈ ... کوئٹہ

اسلامی کتاب گھر ... خیابان سرسید ... راولپنڈی — مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار ... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K (ISLAMIC BOOKS CENTERE) — 119-121 HALLIWELL ROAD BOLTON BL1 3NE (U.K)

عرض مرتب وناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

اما بعد روئے زمین پر مقدس ترین جماعت حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہے۔

اس کے بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے .... جس کے ہر فرد کو براہ راست دربار رسالت سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا... اور ان سے زیادہ مقدس ومطہر جماعت تا قیامت نہ آئے گی۔

آج بھی صحابہ کرام کے واقعات کا مطالعہ دین کی محبت وعظمت اور ہر قسم کے حالات میں دین پر استقامت پیدا کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق بھی ادا فرمایا اور عظمت واطاعت کا جو حق ادا فرمایا... یہ واقعتہً انہی نفوس قدسیہ کا خاصہ تھا علیہم الرضوان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دو پہلو ہیں۔

ایک تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے .... بچپن کے واقعات چالیس سال کی عمر میں وحی کی ابتداء... مکہ مکرمہ میں دس برس دعوت وتبلیغ .... پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اور پھر دنیا سے پردہ فرما جانا.... حیات طیبہ کا یہ پہلو تاریخی سیرت اور احوال نبی کہلاتا ہے .... جس کا مطالعہ ومذاکرہ بڑا مبارک اور قابل رحمت ہے۔

سیرت طیبہ کا دوسرا اور اہم پہلو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس موقع پر کس طرح عمل فرمایا.... یہ حیات طیبہ کا عملی پہلو ہے.... جسے اعمال نبی کہا جا سکتا ہے... اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اعظم انہی اعمال کی اتباع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کے ناطے ہمیں جس طرح سیرت طیبہ کا پہلا پہلو

فراموش نہیں کرنا چاہیے... اسی طرح یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم زندگی کے ہر موقع پر... ہر خوشی غمی... نشست و برخاست... شکل و صورت... انفرادی و اجتماعی زندگی... معاملات ...معاشرت اور ازدواجی زندگی وغیرہ تمام امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔

زیر نظر کتاب "مسنون زندگی" قدم بہ قدم کی تالیف اسی جذبہ کے پیش نظر کی گئی ہے ...تاکہ ہر مسلمان آسانی بلاتکلف زندگی کے ہر شعبے... اور ہر حالت سے متعلق مسنون اعمال کا مطالعہ کرے... اور اسے موجودہ حالات میں ان پر عمل کی توفیق بھی ہو جائے۔

الحمدللہ اس موضوع پر متعدد کتب و رسائل موجود ہیں۔

یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ عامۃ المسلمین اس کے عام فہم مضامین آسانی سمجھ سکیں... اور موجودہ دور میں جن مسنون اعمال کو چھوڑا ہوا ہے... یا ان کے بارہ میں غفلت یا لاعلمی عام ہے ...انہیں خصوصی طور پر ذکر کیا جائے.... شروع میں مقدمہ کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف عظام رحمہم اللہ کے ایسے واقعات جمع کیے گئے ہیں... جن کے مطالعہ سے سنت کو اپنانے کا ذوق و شوق پیدا ہوگا۔

ادارہ کے زیر اہتمام "اشرفیہ مجلس علم و تحقیق" جو کہ چند مشق اہل علم پر مشتمل ہے جن میں شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالرؤف رحیمی، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا قاری ابوبکر رحیمی اور مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم شامل ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب کا زیادہ تر کام مفتی صاحب مدظلہ نے کیا ہوا ہے۔ ان اہل علم کی شبانہ روز کاوشوں کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ ان اہل علم حضرات کو دین و دنیا کی ترقیات سے نوازیں۔ آمین

اہل علم اور باذوق قارئین کیلئے ادارہ کی دوسری کتاب "سنت نبویہ میں راہ اعتدال" نہایت مفید ہے جو علماء طلباء کیلئے لائق مطالعہ ہے۔

والسلام

محمد اسحاق غفرلہ،

۳ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ

بمطابق نومبر ۲۰۱۵ء

تقریظ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ العالی

(استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

حدیث شریف کی بعض اُمہات الکتب مثلاً سنن ابی داؤد کے متعلق حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ جس گھر میں یہ کتاب موجود ہو تو

"کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتکلم فی بیتہ"

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں خود کلام فرما ہیں۔

تاہم ان کتب کو سمجھنا اور ان سے استفادہ کرنا ذی استعداد علماء کا کام ہے۔ عامۃ الناس کے لیے اُن سے استفادہ نہ صرف مشکل بلکہ بعض اوقات صرف ترجمہ حدیث دیکھنے کی صورت مضر بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ ذخیرۂ احادیث میں حدیث صحیح، مرفوع، موقوف، مرسل منقطع اور معمول بہ یا منسوخ کو سمجھنا صرف علماء راسخین ہی کا کام ہے۔ عام آدمی کی ضرورت سنن نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کے لیے ایک ایسی کتاب ہے جس میں عام فہم انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معمول بہا سنن مبارکہ کا جامعیت کے ساتھ ذکر کر دیا جائے۔

بحمداللہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے مدیر حضرت حافظ محمد اسحاق صاحب زید مجدہم اور اُن کی نگرانی میں قائم کردہ "اشرفیہ مجلس علم و تحقیق" نے "مسنون زندگی، قدم بہ قدم" مرتب فرما کر اس ضرورت کو باحسن وجوہ پورا کر دیا ہے۔ یہ مبارک کتاب اسم بامسمّی ہے اور فرق مراتب کے ساتھ اس کتاب کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس گھر میں یہ کتاب موجود ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں خود تکلم فرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرما کر مؤلفین، ناشر، راقم السطور اور قارئین کے لیے باعث عمل اور ذریعہ سعادت بنائیں۔

والسلام   محمد ازہر (مدیر الخیر، خیر المدارس ملتان)   ۱۰ صفر ۱۴۳۷ھ

تقریظ

ایک کتاب، ایک نصاب

حضرت مولانا عمر فاروق راشد مدظلہ

(استاذ: جامعۃ الرشید، کراچی۔ کالم نگار: ہفت روزہ ضرب مومن)

ذرا دیر کو "دیدۂ دل" وا کیجیے۔ تخیل کو مائل بہ پرواز کیجیے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو جایئے۔ باادب، باملاحظہ۔ نادم اور شرمندہ۔ رنجیدہ اور نمدیدہ۔ کچھ لمحوں کے لیے گوش ہوش سے غفلت کے پردے بھی ہٹایئے۔

پھر سنیے اور ادب کے سنیے۔ کیا آواز آتی ہے؟

ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کیا فرما رہے ہیں؟ آج کے، 15 ویں صدی ہجری کے مسلمان سے نبی رحمت کو کیا شکوہ ہے؟

ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارے لیے معاصر حالات میں کیا ہدایت ہے؟

دھیان لگایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا تو جتنے لوگ اس سنت پر عمل کریں گے، ان سب کے برابر اجر ملے گا اور اس سے ان لوگوں کے اجر میں کمی نہیں آئے گی......

اور جس نے گمراہی کا کوئی طریقہ ایجاد کیا، جس سے اللہ اور اس کے رسول کبھی راضی نہیں ہو سکتے تو جتنے لوگ اس طریقے پر عمل کریں گے، ان سب کے برابر اسے گناہ ہوگا اور اس سے ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئی گی۔" (ترمذی)

سنتے رہیے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مزید بھی ہم سے مخاطب ہیں۔ وہ ہم سے وہی

بات ارشاد فرما رہے ہیں جو انہوں نے اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمائی تھی

"اے میرے بیٹے! اگر تم ہر وقت اپنے دل کی یہ کیفیت بنا سکتے ہو کہ اس میں کسی کے بارے میں ذرا بھی کھوٹ نہ ہو تو ضرور ایسا کرو...... اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔" (ترمذی)

یہ بھی سنیے کہ سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات ہمیں آج کے دور کی سب سے بڑی ذمہ داری سونپ رہے ہیں، ارشاد ہوتا ہے: "میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہاتھ میں چنگاری لینے والے کی طرح ہوگا۔" (کنز العمال)

یہ سچ ہے آج کے دور کا سب سے بڑا مسئلہ، سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑا بحران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے دوری ہے، جبکہ عصر حاضر کے جملہ مسائل، سارے امراض اور کل مصائب کا بس ایک ہی حل ہے اور وہ ہے:

"اپنی مختصری زندگی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے نور سے آراستہ کرنا۔" یہ سو باتوں کی ایک ہی بات ہے۔ یہ سارے فلسفہ ہائے زندگی کا خلاصہ ہے۔

یہ آج تک کے افکار و اسرار کا بنیادی جوہر ہے۔ سنتوں سے دوری، سیرت طیبہ سے بے اتفاقی اور غیر مسنون اعمال و افعال کی کثرت ایک ہمہ گیر مسئلہ ہے۔ اپنی ذات سے گھریلو ماحول تک، وطن عزیز سے عالم اسلام تک اور انفرادی زندگیوں سے اجتماعی معاملات تک، وہی اک تشنگی ہے اور وہی اک خلا۔ ایسی صورت حال میں کوئی بھی ایسی آواز جو سنتوں پر عمل کی اہمیت کو اجاگر کرے، نہایت مبارک اور لائق تقلید ہوگی۔

آج "انقلاب اور تبدیلی" کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس ہو رہی ہے اور اس کے لیے طرح طرح کے اقدامات بھی ہو رہے ہیں، جبکہ حقیقی انقلاب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت کو سینے سے لگانے پر برپا ہوگا۔ بہرکیف دورِ حاضر میں "سنت نبویہ" ایک ایسا موضوع ہے جس پر سب سے زیادہ بولنے، لکھنے اور چھاپنے کی ضرورت ہے۔

"ادارہ تالیفات اشرفیہ" ملتان کی تازہ تالیف "مسنون زندگی، قدم بقدم" کا

مسودہ میرے سامنے ہے اور ماشاء اللہ اس قدر مبسوط اور تفصیلی ہے کہ صرف اس کا
سرسری جائزہ لینے مجھے آدھا گھنٹہ لگا۔
یہ کتاب دراصل معاصر دنیا کے مذکورہ ناگزیر مسئلے کے حل کے طور پر سامنے لائی گئی
ہے۔ اس تناظر میں یہ کاوش یقیناً "بروقت بھی ہے اور تیر بہدف بھی۔" سنت سے دوری
اور بدعت کے غلبے کے اس دور میں پیام سنت کو عام کرنے کی یہ بہترین صورت ہے۔
"مسنون زندگی، قدم بقدم" کو مسنون اعمال کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہہ سکتے ہیں۔ جس
میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اور اعمال و معمولات جامع انداز میں ملیں
گے۔ آپ اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھتے جایئے، نایاب سنتوں کا جامع ذخیرہ آپ
کے ہاتھ لگے گا۔ اس میں سنتوں کی اہمیت، فضائل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق سنت اور
اکابرات کا سنتوں سے عشق، اس کے ساتھ ساتھ صبح سے شام اور شام سے صبح تک اور
سال کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک کی مکمل زندگی کا سنتوں بھرا لائحہ عمل آپ کو ملے گا۔
کتاب کی حیثیت اگرچہ ایک کشکول اور زنبیل کی سی ہے، جسے اکابر و اسلاف کی
کتابوں میں سے چیدہ مواد کے ذریعے مرتب کیا گیا ہے،
یہی وجہ ہے کہ اس کی ترتیب 'تصنیفی ضوابط اور نزاکتوں' سے پوری طرح ہم آہنگ
نہیں، تاہم اپنی نوعیت کا یہ ایک نالیفی شہ پارہ ضرور ہے، جس سے عام شائقین،
خطیب اور ادیب تینوں فریق اپنی ضرورت کے مطابق استفادہ کر سکتے ہیں۔
اس کتاب کو قدر کے ہاتھوں لیجیے کہ یہ ہمارے لیے تعلیم بھی ہے اور تربیت
بھی۔ یہ ہماری مشکلات سے نجات کی واحد سبیل ہے۔ یہ دلوں میں عشق
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری سلگانے کا اہم ذریعہ ہے۔ کتاب، اصلاح
احوال کا پورا نصاب ہے۔ اسے حاصل کیجیے۔ یہ آپ کی ہر وقت کی ضرورت
ہے۔ اسے دل کی آنکھوں سے پڑھیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز پر
لبیک کہیے جو مدینے سے آرہی ہے، جو ہم سب کو پکار رہی ہے۔

فہرست عنوانات

حسن سلوک ـــ ہدایات اور نسخے





مقدمة الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید میں اتباع سنت کا حکم

1 وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ....(الحشر:۷)

"اور جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں.....اس سے باز رہو"....

"دیا" کئی طریقے سے ہوتا تھا.....کبھی ہاتھ سے اٹھا کر کوئی چیز دے دی.....روپیہ پیسہ دے دیا.....کبھی زبان سے کوئی حکم یا ہدایت دے دی کہ فلاں کام کرو.....فلاں نہ کرو.....فلاں جگہ چلے جاؤ.....بیویوں کے حقوق ادا کرو.....رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو وغیرہ وغیرہ.....خلاصہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی دیں.....اسے لے لیا کرو یعنی اسے قبول کرو.....اگر مال و دولت ہے تو اسے نعمت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تمہیں دلوائی ہے.....کوئی ہدایت اور رہنمائی ہے تو اسے زندگی بھر کے لئے اپنے لئے مشعل راہ بناؤ.....اور جس چیز سے روکیں.....اس سے رک جاؤ یعنی جس جس گناہ سے بھی آپ روک دیں.....اس کی خلاف ورزی نہ کرو.....

2۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:۳)

"اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں.....یہ تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے"....

یعنی دینی معاملات میں آپ جو کچھ فرماتے ہیں.....وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی

ہوئی وحی کے مطابق ہوتا ہے.... اس کے خلاف نہیں ہوتا مثلاً فلاں چیز جائز ہے.... فلاں ناجائز ہے.... فلاں فرض ہے.... فلاں واجب ہے.... فلاں عمل کا اتنا ثواب ہے وغیرہ یہ سب دین کی باتیں ہیں.... ان میں سے کوئی بات آپ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے البتہ یہاں دنیا کے معاملات مراد نہیں مثلاً کسی کو مشورہ وغیرہ دے دیا یا کوئی اور بات کہہ دی وغیرہ تو وہ یہاں مراد نہیں.... اس تفصیل سے بھی یہی معلوم ہوا کہ آپ کی ہدایات اور احکام کی پیروی فرض وواجب ہے....

3۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران ۳۱)

"(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو.... خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا"....

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے.... اس پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے.... اگر وہ آپ کی پیروی نہیں کر رہا تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں.... اور آپ کی پیروی یہی ہے کہ آپ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا.... اسے کرو اور جس سے منع کیا.... اس سے باز آ جاؤ....

اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہے

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو.... اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا"....

تفسیر درمنثور میں کثرت سے روایات ذکر کی گئی ہیں کہ بہت سے لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے.... اس پر یہ آیت نازل ہوئی.... اللہ جل شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی محبت کیلئے علامت قرار دیا....

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس دین کے تابع نہ بن جائیں جو میں لے کر آیا ہوں"....

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بر (نیکی) کے نیک کاموں میں تقویٰ میں ہے تواضع میں اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے میں۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اتباع سنت ہے....

مشکوٰۃ میں مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"مجھے قرآن دیا گیا ہے اور قرآن ہی کے برابر دوسری چیزیں (یعنی سنت).... قریب ہے کہ کوئی آدمی پیٹ بھرا اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے یہ کہے کہ تم لوگ صرف قرآن ہی کو لو.... جو اس میں حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو"....

حالانکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے۔ وہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے (یعنی جس چیز کی حرمت یا حلت حدیث سے ثابت ہو وہ ایسے ہی ہے جیسے قرآن سے ثابت ہو) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "پیٹ بھرا" کا لفظ اس وجہ سے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کی خرافات جب ہی **سوجھتیں** ہیں جب لذائذ میں آدمی ہو.... فقر وفاقہ اور تنگ دستی میں یہ حماقتیں نہیں **سوجھتیں**۔

دوسری حدیث پاک میں عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون نقل کیا گیا ہے.... اس کے الفاظ یہ ہیں کہ "تم میں سے کوئی شخص اپنے گاؤ تکیہ پر ٹیک لگائے یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بجز اس کے جو قرآن پاک میں ہے حرام نہیں کی.... خبردار! خدا کی قسم میں نے بھی کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے اور نصیحت کی ہے اور بہت سی چیزوں سے روکا ہے.... وہ بھی قرآن کے مقدار میں ہے بلکہ زیادہ ہی ہے"....

اس حدیث میں "گاؤ تکیہ پر ٹیک لگائے" کا مطلب وہی ہے جو پہلی میں "پیٹ بھرے" کا تھا کہ ایسی حماقتیں ثروت ہی میں سوجھتی ہیں.... ان صفات کے ذکر کرنے سے مطلب یہ ہے کہ یہ لغویات جب ہی سوجھتی ہیں جب تکبر بہت بڑھ گیا ہو جیسا کہ متکبرین کی

عادت ہے جن کا دین کے معاملات میں اہتمام بہت کم ہوتا ہے.... اپنے گھر کے بچّوں اور ام میں پڑے رہتے ہیں.... علم کے سیکھنے سکھانے سے بے بہرہ ہوتے ہیں....

سُنّت کو لازم پکڑو

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز پڑھائی.... پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بڑا بلیغ وعظ فرمایا کہ جس سے آنکھیں بہہ پڑیں.... قلوب دہل گئے....

ایک آدمی نے کہا "یا رسول اللہ! یہ تو جیسے رخصتی وعظ ہو.... لہٰذا کوئی نصیحت ہمیں فرمائیے".... تو آپؐ نے فرمایا کہ "میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور دین میں نئی باتوں سے بچو.... کیونکہ ہر نئی چیز بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے"....

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس نے میری کسی ایک سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی تو اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا عمل کرنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ ہوگی.... اور جو کوئی دین میں نئی چیز پیدا کرے جو اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہے تو اس کو عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی.... نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے.... جو جماعت سے نکلے گا جہنم میں جائے گا....

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی میری سنت پر عمل کرے میری امت کے فساد کے وقت تو اس کو سو شہیدوں کا اجر ملے گا.... نیز ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میرے اتباع بغیر چارہ نہ ہوتا....

مؤطا امام مالک میں حدیث مرسل نقل کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں.... جب تک ان کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور سنت....

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو کسی بدعتی کی تعظیم کرے تو اس نے گویا اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کی"

یہ چند احادیث مشکوٰۃ شریف سے اتباع سنت کے اہتمام میں نقل کی ہیں....

سنت کی مثال

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے اکابر فرمایا کرتے تھے کہ سنت کو پکڑنا نجات ہے.... اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ سنت مثل کشتی نوح علیہ السلام کے ہے.... جو اس میں بیٹھ گیا وہ بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا.... (الاعتصام ج ۱ ص ۷۳)

معیار ولایت اتباع سنت ہے

اصل چیز اتباع سنت ہے.... اور جس کو پرکھنا ہو اسی معیار پر پرکھا جائے گا جو شخص اتباع سنت کا جتنا زیادہ اہتمام کرے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و مقرب ہوگا.... روشن دماغی چاہے اس کے پاس کو بھی نہ آئی ہو.... اور جو شخص اتباع سنت سے جتنا دور ہے اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا ہی دور ہے چاہے وہ مفکر اسلام مفکر دنیا مفکر سموات بن جائے....

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت کو مضبوطی سے پکڑیں.... ان میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ جو اس کے دل میں آئے اس پر بغیر کتاب و سنت کی موافقت کے عمل کرے.... اور یہ قاعدہ کلیہ جس پر جملہ اولیاء اللہ متفق ہیں.... جو اس کے خلاف کرے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہوگا.... بلکہ یا تو کافر ہوگا یا جاہل.... اور یہ بات مشائخ کے کلام میں کثرت سے پائی جاتی ہے....

چنانچہ شیخ ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ میرے قلب میں بعض صوفیانہ رموز وارد

ہوتے ہیں مگر میں انہیں بغیر دو گواہ (کتاب وسنت) کے قبول نہیں کرتا۔۔۔اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ علم (تصوف) قرآن اور سنت کے ساتھ مربوط ہے۔ جس نے قرآن وحدیث نہ پڑھا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ ہمارے علوم میں کلام کرے۔

حضرت ابوعثمان نیساپوری فرماتے ہیں کہ جس نے سنت کو اپنے قول وفعل میں حاکم بنایا اس کا کلام حکمت ہوگا اور جس نے خواہشات نفس کو حاکم بنایا وہ بدعت میں مبتلا ہو گا۔۔۔اس لئے کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔۔۔۔

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (یعنی رسول کا اتباع کرو گے تو ہدایت پاؤ گے)

اور ابن نجید فرماتے ہیں "ہر وہ حال جس پر کتاب وسنت کی شہادت نہ ہو وہ باطل ہے"۔۔۔دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ عمل جب تک خالص اور صواب نہ ہو قابل قبول نہیں۔۔۔خالص کا تو مطلب یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور صواب کا مطلب یہ ہے کہ سنت کے موافق ہو۔۔۔حضرت ابوسلیمان دارانی نے فرمایا کہ جس کے دل میں کوئی خیر کی بات آئے اسے اس وقت تک اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ اس کے لئے کوئی اثر نہ مل جائے۔۔۔اس سلسلہ میں جب کوئی اثر مل لے تو نور علیٰ نور ہے۔۔۔حضرت سہل تستری کا ارشاد ہے کہ "ہر وہ عمل جو بدعت پر ہوگا وہ نفس پر عذاب ہے۔۔۔اور جو عمل اکابر کی اقتداء کے بغیر ہوگا وہ نفس کا دھوکا ہے"۔۔۔۔

اس بارے میں بہت کثرت سے اقوال شیخ الاسلام نے بھی نقل کئے ہیں اور دوسرے حضرات نے بھی کہ جو عمل اتباع سنت کے بغیر ہوگا وہ گمراہی ہے۔ ([illegible] اتباع شریعت کی روشنی میں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کیلئے تاکیدات

1۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا تو جتنے لوگ اس سنت پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے اجر ملے گا اور اس سے ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے گمراہی کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جس سے اللہ اور اس

کے رسول کبھی راضی نہیں ہو سکتے تو جتنے لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے گناہ ہوگا اور اس سے ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (ترمذی)

2۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تم ہر وقت اپنے دل کی یہ کیفیت بنا سکتے ہو کہ اس میں کسی کے بارے میں ذرا بھی کھوٹ نہ ہو تو ضرور ایسا کرو پھر آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! یہ میری سنت میں سے ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (ترمذی)

3۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ روایت بیہقی کی ہے اور طبرانی میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ اسے ایک شہید کا ثواب ملے گا۔ (الترغیب)

4۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے کو ایک شہید کا اجر ملیگا (طبرانی)

5۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہاتھ میں چنگاری لینے والے کی طرح ہوگا۔ (کنز العمال)

6۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (سجزی)

7۔ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سقیفہ بنی ساعدہ والے دن بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات جائز نہیں ہے کہ مسلمانوں کے دو امیر ہوں۔ کیونکہ جب بھی ایسا ہوگا مسلمانوں کے تمام کاموں اور تمام احکام میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ان کا آپس میں جھگڑا ہو

جائے گا اور پھر سنت چھوٹ جائے گی اور بدعت غالب آ جائے گی اور بڑا فتنہ کھڑا ہو گا اور کوئی بھی اسے ٹھیک نہ کر سکے گا۔ (اخرجہ البیھقی ۱/۸ ۱۳۵)

8۔ حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور ان سے مصافحہ کیا اور ان کے ہاتھ کا بوسہ لیا پھر دونوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو یاد کر کے) تنہائی میں بیٹھ کر رونے لگے۔ حضرت تمیم فرمایا کرتے تھے کہ (بڑوں کے) ہاتھ چومنا سنت ہے۔ (اخرجہ عبدالرزاق، اخرجہ [illegible])

9۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ کل اللہ کی بارگاہ میں امن کے ساتھ حاضر ہو وہ ان پانچوں نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرے جہاں اذان ہوتی ہے اس لئے کہ یہ کام ایسی سنتوں میں سے ہے جو سراسر ہدایت ہیں اور ایسے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے اور کوئی یہ نہ کہے کہ میرے گھر میں نماز کی جگہ ہے میں اس میں نماز پڑھا کروں گا کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑنے والے ہو جاؤ گے اور اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ ۱/۲۳۵)

10۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ (اللہ والے) صحیح راستہ اور سنت کو لازم پکڑو کیونکہ روئے زمین پر جو بندہ بھی صحیح راستہ اور سنت پر ہو گا پھر وہ اللہ کا ذکر کرے گا اور اس کے ڈر سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں گے تو اسے اللہ تعالیٰ ہرگز عذاب نہیں دیں گے اور روئے زمین پر جو بندہ بھی صحیح راستہ اور سنت پر ہو گا وہ اپنے دل میں اللہ کو یاد کرے گا اور اللہ کے ڈر سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے تو اس کی مثال اس درخت جیسی ہو جائے گی۔

جس کے پتے سوکھ گئے ہوں اور تیز ہوا چلنے سے اس کے پتے بہت زیادہ گرنے لگیں تو ایسے ہی اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ گرانے لگ جائیں گے اور اللہ کے راستے اور سنت کے خلاف بہت زیادہ محنت کرنے اس لئے تم دیکھو چاہیے تم زیادہ محنت کرو

چاہیے درمیانی رفتار سے چلو لیکن تمہارا ہر عمل انبیاء علیہم السلام کے طریقے اور سنت کے مطابق ہونا چاہئے۔ (اخرجہ اللالکائی فی السنۃ کذافی الکنز ۱/۹۰۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

"حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "من احبنی فقد اطاعنی و من اطاعنی کان معی فی الجنۃ" جس نے مجھ سے محبت کی بے شک اس نے میری اتباع کی اور جس نے میری اتباع کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا.... اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا ثمرہ لازمی اطاعت ہے.... اگر اطاعت اور اتباع سنت نہیں ہے تو دعوائے محبت باطل ہے نیز عاشق دعویٰ نہیں کرتا عاشق تو عمل کرتا ہے.... عشق کی اولین منزل ترک دعویٰ یعنی فنائیت محض ہے اور جو مدعی بنا ہوا ہے تو مدعی اپنی بقاء کا قائل ہے اس میں فنائیت کہاں؟ اس لئے اگر کوئی عاشق رسول ہے تو اس کی علامت یہ ہے کہ دعویٰ نہ ہو کہ میں عاشق رسول ہوں بلکہ نادم ہو کہ جتنا عشق کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کر سکا".... (جواہر حکمت)

سنت کا مفہوم اور اس کی اہمیت

لفظ "سنت" آپ کثرت سے سنتے ہیں.... اس کا مفہوم ذرا تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے.... لفظ "سنت" کے لغوی معنی ہیں "طریقہ".... جب یوں کہا جائے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت" تو اس کا مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ.... کس چیز میں طریقہ؟ پوری زندگی کے اعمال میں زندگی کے تمام شعبوں میں....

شریعت کی اصطلاح میں لفظ "سنت" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے.... نماز اور وضو وغیرہ میں آپ پڑھتے ہیں کہ نماز میں اتنی سنتیں اور وضو میں اتنی سنتیں ہیں اور اتنے فرض.... اتنے واجبات اور شرائط ہیں.... اس جگہ سنت سے مراد ہوتا ہے "واجب سے کم درجے کے اعمال".... لیکن آج ہم جس باب کا آغاز کر رہے ہیں.... اس جگہ سنت کے یہ معنی مراد نہیں

بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں..... نہ صرف یہاں بلکہ عام طور پر قرآن وسنت کی اصطلاحات میں جب لفظ "سنت" بولا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ خواہ وہ فرض ہو یا واجب..... سنت مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ..... آداب میں سے ہو یا شرائط میں سے..... یہ سب سنت کے اصطلاحی مفہوم میں داخل ہیں..... مثلاً ایمان لانا تو سب سے بڑا فرض ہے..... جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا..... وہ بھی سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے..... اسی طرح ہم نماز ادا کرتے ہیں مثلاً صبح کو دو فرض..... ظہر کے چار فرض..... عصر میں چار فرض..... مغرب میں تین اور عشاء میں چار فرض پڑھتے ہیں.....

یہ پانچ نمازیں بھی سنت ہیں حالانکہ فرض ہیں لیکن اس اعتبار سے سنت ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے..... اس معنی کے اعتبار سے زکوٰۃ بھی سنت ہے اور روزہ بھی..... حج بھی سنت ہے اور ایمان بھی اور کلمۂ توحید وشہادت کہنا بھی سنت ہے..... غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال وافعال جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں..... وہ سب کے سب سنت ہیں کیونکہ وہ آپ کا طریقہ ہیں..... البتہ پھر حکم کے اعتبار سے کوئی فرض ہے اور کوئی واجب..... کوئی سنت ہے اور کوئی مستحب.....

اسی سے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ پاکستان کے آئین میں جو یہ عبارت درج ہے کہ اس ملک کا کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا..... اس سے مراد بھی یہی دوسرے معنی ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے جو کچھ ثابت ہے..... اسکے خلاف قانون نہیں بنایا جائیگا.....

غلط فہمی کی وجہ

عام طور پر سنت کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ یہ واجب نہیں..... یہ بہت بڑا مغالطہ ہے اور یہ مغالطہ اس وجہ سے لگتا ہے کہ جب نماز وغیرہ میں فرائض اور سنتوں کو گنوایا جاتا ہے تو اس وقت سنت سے مراد "واجب سے کم درجے کا عمل" ہوتا ہے تو اس مغالطے کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جب بھی اور جہاں بھی سنت کا لفظ بولا جائے گا تو اس سے واجب سے کم درجے کا عمل مراد ہوگا.....

ڈاڑھی رکھنا سنت سے ثابت اور عملاً واجب ہے

اسی سے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مشت کے برابر ڈاڑھی رکھنا اور جب تک مشت بھر سے بڑھ نہ جائے..... اسے نہ کاٹنا "سنت" ہے تو عام طور پر لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ واجب نہیں..... یہ سمجھنا بالکل غلط ہے..... ڈاڑھی رکھنا واجب ہے..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بار بار حکم دیا ہے اور تاکید سے حکم دیا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں تو وہ فرض اور واجب ہوتی ہے..... لہٰذا ڈاڑھی رکھنا اس معنی میں تو سنت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ واجب نہیں..... خوب سمجھ لیجئے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے..... اس لئے یہ واجب ہے..... اس کا کٹوانا گناہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے.....

سنت کا وسیع مفہوم

مذکورہ تفصیل کے بعد اب ہم اس باب کی تشریح بیان کرتے ہیں..... آج ہم اس باب کا آغاز کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پابندی لازم ہے..... آپ کی سنت کی پیروی ضروری ہے..... پیروی کے مختلف درجات ہیں..... کہیں یہ پیروی فرائض میں ہوگی تو کہیں واجبات میں..... کہیں سنن میں ہوگی تو کہیں مستحبات میں..... کہیں شرائط میں ہوگی تو کہیں آداب میں..... مثلاً یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اور انہیں فرض قرار دیا تو ہم بھی انہیں فرض کہیں گے..... یہ سنت بھی ہیں اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھلایا ہے اور چونکہ اسے فرض کہا ہے اس لئے یہ فرض ہیں..... اور فجر کی نماز سے پہلے جو دو سنتیں ہیں..... انہیں آپ نے فرض نہیں کہا..... اس لئے ہم بھی انہیں فرض نہیں کہتے..... البتہ یہ سنت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہیں.....

بعض سنتیں فرض وواجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب ہیں مثلاً جوتا پہننے کا طریقہ جو سنت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب جوتا پہنیں تو دائیں پاؤں میں پہلے پہنیں..... بائیں میں

بعد میں پہنچیں.... ایسا کرنا ضروری نہیں لہٰذا اگر اس کے برخلاف کرو گے تو گناہ نہیں
لیکن اگر اس کے مطابق کرو گے تو ثواب ملے گا.... یہ مستحب عمل ہے لیکن اسے سنت
کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسی طرح تھا....

اس باب میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے
طریقے کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

اتباع سنت کے دو فوائد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے دو نتائج اور فوائد ظاہر ہوں گے....

۱۔ یحببکم اللہ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا)... یہ ایک عجیب بات ہے۔
عام قاعدہ یہ ہے کہ آپ کسی سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی محبت
کرے... چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی یہ خواہش
ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے سعادت کی
کیا بات ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بنا دیا کہ تم مجھ
سے محبت کرنا چاہو... کرو لیکن تمہاری محبت اس وقت معتبر ہوگی جب تم میرے رسول کی پیروی کرو
گے... جب تم میرے رسول کا اتباع کرو گے تو میں محبت کا جواب محبت سے دوں گا اور اگر
میرے رسول کی پیروی نہ کی تو میری طرف سے محبت کا جواب محبت سے نہیں ملے گا....

۲۔ ویغفر لکم ذنوبکم (اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے....
اسی طرح اگر اس سے گناہ ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں....

عمل صالح کی بنیادیں

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
"عمل صالح کی دو بنیادیں ہیں.... ایک اخلاص للہ اور دوسرا اتباع سنت....
اخلاص للہ کو کلمہ کا پہلا جز بیان کر رہا ہے.... وہ یہ ہے لا الہ الا اللہ اور اسی کلمہ کا دوسرا

جز محمد رسول اللہ سے اتباع سنت نکلتا ہے اسی لئے طریق صواب وہی ہے جس
کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا ہے یا جو آپ کے متبعین صحابہ کرام کا
حال ہے.... اس کا حاصل یہ نکلا کہ جس عمل میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
شامل ہوگا.... وہی عمل صالح ہوگا...." (جواہر حکمت)

اتباع سنت کی خاصیت

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ اتباع سنت کی خاصیت یہ ہے
کہ اس میں محبوبیت ہے اور محبوبیت کا خاصہ ہے کہ جب انسان اتباع سنت کا طریقہ اختیار
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں.... قرآن مجید میں ہے "اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ
اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ"..... (آیت نمبر ۱۳ سورہ شوریٰ)
اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس شخص کو جو اللہ
تعالیٰ سے رجوع کرے....

چنانچہ حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں اتباع سنت میں محبوبیت کی خاصیت ہے
اور اس کی خاصیت کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص بھی اتباع سنت کے راستے پر چلے گا اللہ تعالیٰ
خود اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا ہمارے بزرگ فرماتے ہیں اتنے لمبے مجاہدات اور
ریاضتیں کیسے کرو گے؟ البتہ ایک کام یہ کر لو کہ اپنی زندگی کو اتباع سنت کے سانچے میں
ڈھال لو گویا تمہاری صبح سے لے کر شام تک کی زندگی نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت کی پیروی میں بسر ہونی چاہیے.... (معارف الاکابر)

اتباع سنت کچھ مشکل نہیں

اتباع سنت کے یہ معنی ہیں کہ زندگی کے ہر کام کو اس طریقے سے انجام دینا جو طریقہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور جس پر عمل کر کے دکھایا ہے.... یہ ہے اتباع سنت....
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنت پر عمل پیرا ہونا یہ بھی تو بڑا
مشکل کام ہے.... ہمارے حضرات نے اس کا بھی آسان طریقہ تجویز کر دیا اب کوئی

بعد میں پہنچیں.... ایسا کرنا ضروری نہیں لہٰذا اگر اس کے برخلاف کرو گے تو گناہ نہیں ہوگا لیکن اگر اس کے مطابق کرو گے تو ثواب ملے گا.... یہ مستحب عمل ہے لیکن اسے سنت کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اسی طرح تھا....

اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے طریقے کی پابندی کرنا ضروری ہے....

اتباع سنت کے دو فوائد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے دو نتائج اور فوائد ظاہر ہوں گے....

۱۔ یحببکم اللہ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا).... یہ ایک عجیب بات ہے عام قاعدہ یہ ہے کہ آپ کسی سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی آپ سے محبت کرے.... چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے سعادت کی اور کیا بات ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بتا دیا کہ تم جتنی محبت کرنا چاہو.... کرو لیکن تمہاری محبت اس وقت معتبر ہوگی جب تم میرے رسول کی پیروی کرو گے.... جب تم میرے رسول کا اتباع کرلو گے تو میں محبت کا جواب محبت سے دوں گا اور اگر میرے رسول کی پیروی نہ کی تو میری طرف سے محبت کا جواب محبت سے نہیں ملے گا....

۲۔ ویغفر لکم ذنوبکم (اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے.... اسی طرح اگر اس سے گناہ ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں....

عمل صالح کی بنیادیں

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"عمل صالح کی دو بنیادیں ہیں.... ایک اخلاص للہ اور دوسرا اتباع سنت.... اخلاص للہ کو کلمہ کا پہلا جز بیان کر رہا ہے.... وہ ہے لا الہ الا اللہ اور اسی کلمہ کا دوسرا

جز محمد رسول اللہ سے اتباع سنت نکلتا ہے اسی لئے طریق صواب وہی ہے جس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا ہے یا جو آپ کے متبعین صحابہ کرام کا حال ہے.... اس کا حاصل یہ نکلا کہ جس عمل میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شامل ہوگا.... وہی عمل صالح ہوگا...." (جواہر حکمت)

اتباع سنت کی خاصیت

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ اتباع سنت کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں محبوبیت ہے اور محبوبیت کا خاصہ ہے کہ جب انسان اتباع سنت کا طریقہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں.... قرآن مجید میں ہے "اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ".... (آیت نمبر ۱۳ سورۃ شوریٰ)

اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے....

چنانچہ حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں اتباع سنت میں محبوبیت کی خاصیت ہے اور اس کی خاصیت کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص بھی اتباع سنت کے راستے پر چلے گا اللہ تعالیٰ خود اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا ہمارے بزرگ فرماتے ہیں اتنے لمبے مجاہدات اور ریاضتیں کیسے کرو گے؟ البتہ ایک کام یہ کرلو کہ اپنی زندگی کو اتباع سنت کے سانچے میں ڈھال لو گویا تمہاری صبح سے لے کر شام تک کی زندگی نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں بسر ہونی چاہیے.... (معارف الاکابر)

اتباع سنت کچھ مشکل نہیں

اتباع سنت کے یہ معنی ہیں کہ زندگی کے ہر کام کو اس طریقے سے انجام دینا جو طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور جس پر عمل کر کے دکھایا ہے.... یہ ہے اتباع سنت....

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنت پر عمل پیرا ہونا یہ بھی تو بڑا مشکل کام ہے.... ہمارے حضرات نے اس کا بھی آسان طریقہ تجویز کر دیا اب کوئی

آدمی کرنا ہی نہ چاہے تو وہ بات الگ ہے لیکن طریقہ تو ہمارے بزرگوں نے بتا دیا کہ
ہی دن میں اور ایک ہی رات میں ساری سنتوں کو تم شائد نہ کر پاؤ لیکن اس راستے
طرف چلنا شروع کرو..... (حُبِّ جاہ اور اس کی علامات)

اتباع سنت تمام نیکیوں کی کنجی ہے

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ساری نیکیاں
ایک مکان میں جمع کردیں اور اس کی کنجی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے.....اب اتباع
ہے متابعت کرو قناعت میں..... حرص میں نہ پڑو..... رزق کی زیادہ فکر نہ کرو.....دنیا کو
ضرورت بھی آپ نے جمع نہ کی..... تم بقدر ضرورت تو جمع کرو لیکن ضرورت سے زیادہ جمع
کرو.....بھیک بھی مانگنا نہ پڑے اور فضولیات میں بھی نہ پڑ جاؤ یہ عام مسلمانوں کو حکم ہے
کو کچھ دو تو کچھ روک کر بھی رکھو.....آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کا ایک تہائی
بھی کم قبول کیا.....باقی واپس کردیا اور ایک شخص کو بالکل واپس کردیا جو اپنا سارے کا سارا
تھا اس سے خفگی بھی ظاہر کی یہ تو عام معمول تھا اور اپنے لئے اور خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے
لئے خصوصیت تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سارا مال قبول کرلیا.....ان کے درجات اور ہیں
غرض اعتدال سے جمع کرنے کا حکم ہے.....آج دل کو پکڑتے پھرتے ہیں.....کھانا ہضم نہ
ہوتا مگر دنیا کی زیب و زینت حاصل کرنے کا روگ ہوگیا ہے بغیر فرنیچر کے چین نہیں آتا۔
اور متابعت کرو فضول باتوں.....فضول مجلسوں.....فضول کاموں.....فضول کھانے
غرض ہر فضولیات سے بچو جہاں چار آدمی بیٹھتے ہیں غیبت اور لایعنی ہوتا ہے.....یہ
عذاب لگ گیا ہے قوم کے متقی لوگ بھی اس سے نہیں بچتے..... (مجالس مفتی اعظم)

ہماری حقیقی عزت اتباع سنت میں ہے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے ایک مقالہ میں فرماتے ہیں۔
بحمد اللہ ہم سب کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جو بر
امن اسلامی انقلاب برپا کیا.....وہ صرف اس طرح رونما ہوسکا کہ لوگوں نے عبادات

اخلاق سے لے کر معاملات و معاشرت تک ہر شعبہ زندگی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی سیرت و سنت کی پیروی کا اہتمام کیا.....اسی طرح اس پر بھی ہم سب کا اتفاق ہے کہ
ہمارے تابناک ماضی میں ہمیں جو عزت و کرامت اور ترقی و خوشحالی نصیب ہوئی اسے دوبارہ
واپس لانے کا واحد طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم ایک بار پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت
کی طرف رجوع کرکے اس کا حقیقی اتباع کریں.....

یہاں اہم ترین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اس ایمان و اعتقاد کا کوئی پھل کیوں نہیں
مل رہا؟ حالانکہ صحابہ کرامؓ اسی ایمان و اعتقاد کی بدولت عزت و کرامت کے بام عروج تک
پہنچ گئے تھے؟ جب ہم اس موضوع کا مطالعہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں کرتے ہیں تو ہمیں
نظر آتا ہے کہ دراصل اس حقیقت پر ان کا یہ ایمان محض عقلی یا نظریاتی ایمان نہیں تھا بلکہ وہ
ایک ایسا طبعی ایمان تھا جس کی جڑیں ان کے دلوں میں مستحکم تھیں.....اور اللہ اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی گہری عقیدت و محبت اس ایمان کی آبیاری کرتی رہتی
تھی.....چنانچہ معیشت و معاشرت.....

سیرت و اخلاق.....عبادات و معاملات..... یہاں تک کہ شکل و صورت اور لباس و وضع
تک زندگی کے ہر شعبے میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے سوا کوئی اور
طریقہ بھاتا ہی نہیں تھا.....ان کے اتباع سنت کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اس
معاملے میں نہ کبھی کسی کی ملامت کی پروا کی.....نہ کسی تردید و تنقید کو خاطر میں لائے.....اور نہ
کبھی غیروں کے تمسخر و استہزاء کا کوئی اثر قبول کیا.....انہوں نے کبھی غیر مسلموں کو خوش
کرنے یا ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی
چھوٹی سے چھوٹی سنت کو بھی چھوڑنا گوارا نہیں کیا.....

لہٰذا اگر ہم واقعۃً یہ چاہتے ہیں کہ اس عزت و کرامت اور اس عروج و ترقی کے مستحق
بنیں جو قرون اولیٰ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتباع سنت کی برکت سے حاصل
ہوا تو پھر یہ ناگزیر ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اسی طرح کریں جس طرح
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کرکے دکھائی تھی.....

اس اتباع میں نہ کسی تحریف وتاویل کا کوئی شائبہ ہو..... نہ خواہشات نفس کو راہ دینے کا اور نہ غیروں کے استہزاء کا خوف..... اس لئے کہ خدا کی قسم! ہمارے لئے نہ بلند عمارتیں سرمایہ عزت ہو سکتی ہیں..... نہ یہ عالیشان محلات اور زرق برق لباس سرمایہ افتخار بن سکتا ہے..... ہمارے لئے عزت ہے تو صرف نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیروی میں ہے جو ایک دن کھاتا اور ایک دن بھوکا رہتا تھا.....

جو چٹائی پر سویا کرتا تھا..... جو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودتا تھا..... اور جو تعمیر مسجد کے لئے اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں ڈھونے کی خدمت انجام دیتا تھا..... جب تک ہم اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اپنے آپ کو پوری طرح رنگنے کی کوشش نہیں کریں گے..... اس وقت تک ہمیں کوئی عزت اور کوئی سرفرازی حاصل نہیں ہو سکتی..... (جہان دیدہ)

۱..... سنت مؤکدہ کا مفہوم

وہ عمل جس کو رسول یا صحابہؓ نے دین جان کر پسند کیا اور ہمیشہ پابندی سے کیا اگر چہ کبھی ہوا تو البتہ چھوڑ دیا..... (تاکہ فرق رہ جائے عمل میں اور خدا کے حکم میں) اس کا حکم یہ ہے کہ

۱۔ اس کا منکر فاسق گناہگار..... اس کی اہانت وتمسخر ومذاق اڑانے والا کافر، اس کا تارک گنہگار و فاسق..... جو شفاعت رسول سے محروم رہے گا.....

۲۔ عذر کے وقت چھوڑنا گناہ نہیں..... بلکہ فرض اور سنت میں فرق ہے.....

۳۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جس کو اس کا پابند دیکھیں اس کو متبع سنت صالح مسلمان سمجھیں اور اس سے دوستی رکھیں اور جس کو اس کا پابند نہ پائیں اس کو نرمی سے تنہائی میں یاد دلائیں اور بتائیں..... زجر نہ کریں..... جیسے دن بھر میں ۱۲ رکعت.....

۲..... سنت غیر مؤکدہ کا مفہوم

وہ عمل جس کو رسول یا صحابہ رضی اللہ عنہم رسول نے اپنی طبیعت یا عادت سے پسند کر کے اکثر کیا اور بغیر کسی عذر کے خود ہی چھوڑ بھی دیا ہو اسی کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں جیسے عصر کی سنت.....

۳..... مستحب کا مفہوم

اسی کو مستحسن، مندوب اور نفل بھی کہتے ہیں) وہ نیک عمل جو رسول اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے کسی عمل کی نقل اور اسی کے مشابہ تو ہو..... خواہ اگر رسول اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو یا نہ ہو اس کا حکم یہ ہے.....

۱۔ ان کے کرنے میں ثواب ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنے کا حکم قرآن نے دیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کا حکم رسول نے دیا ہے تو گویا یہ عمل رسول اور خدا کے حکم کے ماتحت ہی ہے..... اس لئے ثواب ملے گا..... مگر نہ کرنے میں عذاب نہیں کیونکہ رسول نے ایسی سنت پر نہ پابندی کی نہ حکم دیا..... البتہ محبت رسول کا تقاضا ہے کہ ان کو کیا جائے.....

۲۔ شریعت میں ان سب پر پابندی بھی اسی طرح مطلوب ہے کہ کرو بھی اور چھوڑ بھی دو..... اور لطف یہ کہ یہ ناغہ (قولہ یہ ناغہ کرنا الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے ناغہ فرماتے تھے تاکہ امت پر واجب نہ ہو جائے امتی ضروری سمجھے بغیر دوام اختیار کرے تو یہ استقامت ہے جو نہایت پسندیدہ عمل ہے..... حدیث شریف میں ہے احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل کرنا بھی دوام ہی سمجھا جائے گا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرح اس پر دوام کیا تھا.....

۳۔ مسلمان نہ خود اس پر سخت (قولہ سخت پابندی کریں الخ یعنی ضروری نہ سمجھیں اگر پابندی سے کرتے رہیں تو ثواب ہے) پابندی کریں کہ فرض سے ملا دیں اور نہ ان کی تبلیغ میں تشدد ہو جیسے مُردہ نہلا کر خود نہانا.....

۴..... مکروہ تنزیہی کا مفہوم

وہ عمل جو رسول یا صحابہ رضی اللہ عنہم کو ناپسند رہا ہو اس کا حکم یہ کہ

۱۔ اس کے نہ کرنے (قولہ نہ کرنے میں ثواب ہے الخ یعنی نہ کرنا کرنے سے بہتر ہے)..... رہا ثواب یہ اسوقت ہوگا جب اس کام کے اسباب ہوں اور پھر نہ کرے (کمائی

ہو نیم) میں تو ثواب ہے کیونکہ رسول نے اپنی طبیعت اور عادت شریفہ سے اس کو پسند کیا
کیا لیکن اگر کوئی نہ کرے تو عذاب بھی نہیں البتہ محبت رسول کے خلاف ہے۔

۲۔ اس کا درجہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے جیسے چھینک کا جواب
(تو اس جیسے چھینک کا جواب نہ دینا اگر چھینک لینے والا جب الحمدللہ کہے تو اس کو
جواب دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا واجب ہے البتہ چھینک لینے والے کو الحمدللہ
کہنا مستحب ہے) نہ دینا۔

(اتباع) خوب یاد رکھنا چاہئے کہ تقلید اور عمل کرنے کے لئے مسلمان کے سامنے یا
رسول ہیں کیونکہ قرآن نے کہا ہے کہ آپ کے عمل میں مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے۔ یا
پھر صحابہ رضی اللہ عنہم رسول ہیں کیونکہ رسول ہی نے فرمایا ہے

"میرا طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کا طریقہ اختیار کرو۔"

یا امام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ رسول ہی نے فرمایا ہے "میرے صحابہ رضی اللہ عنہم
ستارے ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ٹھیک راستہ پر رہو گے۔" یا آخری درجہ میں تبع
تابعین کے دور تک کے علماء ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا ہے
کہ "بہترین زمانہ یا میرا اور میرے صحابہ کا زمانہ ہے" یا ان کا جو صحابہ کے بعد ہوں
(تابعین) یا پھر ان کا جو تابعین کے بعد ہوں (تبع تابعین)" پس مسلمانوں سے محبت
رسول کا یہ مطالبہ ہے کہ اپنے عمل کے لئے نمونہ بنانے میں۔ اتباع میں۔ اقتداء میں تقلید
میں اپنے سامنے رسول اللہ کو رکھیں۔ یا خلفاء راشدین کو یا صحابہ رضی اللہ عنہم کو یا تابعین کو
اور پھر تبع تابعین کو اور بس اس کے بعد خیریت کا زمانہ حسب فرمان رسول ختم ہو چکا۔ اس
کے بعد کے کسی ولی کو نمونہ ہرگز نہ بنائیں اس میں راز یہ ہے کہ ممکن ہے ان کے اعمال غلبہ
حال میں ہوں جو ان کے لئے مخصوص ہوں اور وہ حکم عام اور علاج عام نہیں بن سکتے۔

❀❀❀

اتباع سنت میں راہِ اعتدال

سنتوں میں بعض مؤکدہ ہیں اور بعض سنن زوائد۔ عبدیت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان
اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں کی پیروی کو اپنی سعادت سمجھے چاہے وہ عمل شرع میں جس درجہ کا
بھی ہو۔ تاہم فرق مراتب کا لحاظ ضرور پیش نظر رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربان ہیں۔
بالخصوص اُمت محمدیہ کے افراد پر اللہ تعالیٰ کی شفقت و عنایت دیگر اُمتوں سے کئی گنا
بڑھ کر ہے۔

اسی شفقت کی بناء پر دین میں فرائض و واجبات کی فہرست بہت مختصر ہے۔
مثلاً ایک مسلمان کیلئے ارکان اسلام چار ہیں۔ جن کا درجہ فرض کا ہے۔ یعنی نماز۔
روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور واجبات کی تعداد بھی
مختصر ہے۔ مثلاً وتر۔ صدقہ فطر۔ قربانی۔ نذر و منت کا پورا کرنا وغیرہ۔ اب
اسکے بعد اگلا درجہ سنتوں کا ہے

سنت مؤکدہ کی ادائیگی کا اہتمام تو بے حد ضروری ہے۔ البتہ سنت زوائد و سنن
عادیہ جن کو عرف عام میں اتباع سنت کہتے ہیں۔ اُن کا تو مطلوب ہے۔ لیکن ان
سنن کے ترک پر ملامت اور وعید نہیں۔

سُنت کی اہمیت

اتباع سنت کے تحت جو شخص سنن عادیہ (یعنی جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور
عادت مبارک کے کئے ہوں۔ جیسے عمامہ۔ عصا وغیرہ کی سنتیں ہیں) ان کا بھی اہتمام کرنا

ہے۔۔۔وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔۔۔اتباع سنت کی برکت سے اس کے سارے صغیرہ گناہ بھی معاف کر دیے جاتے ہیں۔۔۔

احادیث شریفہ اقوال صحابہ اور بزرگوں کے ارشادات میں اتباع سنت کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے۔اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔۔۔کہ انسانیت کی معراج۔۔۔اتباع سنت میں ہے

ایک انسان کی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اقوال و افعال و احوال میں جہاں تک ہو سکے۔۔۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرے۔۔۔کیونکہ چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کرنا بڑے بڑے نیک اعمال سے بڑھ کر ہے۔۔۔ایک چھوٹی سی چھوٹی سنت کی قیمت ساتوں زمین و آسمان سے زیادہ ہے۔۔۔

شرعی درجہ بندی کی بنا پر سنت کا درجہ اگرچہ فرض و واجب کا نہیں۔۔۔لیکن سنتوں کا اہتمام میں سعادت اور خوش بختی کی علامت ہے اور قرب الٰہی کا موثر ترین ذریعہ ہے۔۔۔

قطب العالم حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ تیس برس مجاہدہ کے بعد فقیری و درویشی کی حقیقت معلوم ہوئی۔۔۔

صرف اتباع سنت کا نام ہی فقیری و درویشی ہے۔

اصلاح طلب پہلو دیگر بے اعتدالیوں کی طرح اتباع سنت کے معاملہ میں بھی افراط و تفریط پایا جاتا ہے۔۔۔کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ جو سنت عادیہ میں اتباع سنت کو ضروری ہی نہیں سمجھتے۔۔۔نہ پوشاک میں سنت کا اہتمام۔۔۔

نہ خوراک میں، نہ نشست و برخاست میں۔۔۔بلکہ پوری زندگی میں سنتوں کا کہیں بھی اہتمام نظر نہیں آتا۔۔۔یہود و نصاریٰ کے طور طرز کو اختیار کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔۔۔

سنتوں کو یہ کہہ کر ترک کر دیتے ہیں کہ یہ ہیں تو سنتیں۔۔۔فرض و واجب تو نہیں۔۔۔

حالانکہ ہمارے حضرت ڈاکٹر مولانا عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سنن و مستحبات بھی اختیار کرنے کیلئے ہوتے ہیں ترک کرنے کیلئے نہیں ہیں۔۔۔شریعت نے ان کی ترغیب بلاوجہ نہیں دی۔۔۔

اسی طرح حضرت مولانا شاہ یعقوب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کوئی شخص کہتا کہ یہ سنت ہی تو ہے۔۔۔حضرت فرماتے ہاں یہ عمل تو سنت ہے۔۔۔لیکن تمہارا یہ لہجہ کفر ہے کیونکہ تمہارا یہ انداز سنت کی تحقیر اور ناقدری کا ہے

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب معلوم ہوتا کہ اچھا یہ عمل سنت ہے تو جان فدا کر دیتے اور تم لوگ یہ کہہ کر کہ سنت ہی تو ہے اس کو چھوڑ دیتے ہو۔۔۔دوسری طرف کچھ لوگ اتباع سنت میں غلو کا شکار ہو جاتے ہیں اور ترک سنت پر شدید ملامت کرنے لگ جاتے ہیں۔۔۔

ہمارے جاننے والے ایک دیندار ساتھی تھے۔۔۔

وہ اکثر اس بات پر لوگوں سے نالاں رہتے کہ یہ لوگ وضو گھر سے کیوں نہیں کر کے آتے اور مساجد کے وضو خانے پر بھی معترض ہوتے۔۔۔اگرچہ گھر سے وضو کر کے آنا مسنون باعث اجر اور بے انتہا ثواب کا باعث ہے۔۔۔

لیکن لوگوں کو اس وجہ سے ملامت کرنا یہ بھی نامناسب انداز ہے۔۔۔کیونکہ گھر سے وضو کر کے آنا سنت ہے فرض و واجب تو نہیں۔۔۔

ایسے ہی بعض لوگ امام مساجد پر معترض ہوتے ہیں کہ بغیر پگڑی کے نماز کیوں پڑھاتے ہیں۔۔۔حالانکہ پگڑی کا استعمال نماز کا کوئی رُکن نہیں ہے۔۔۔بلکہ اس کا درجہ سنت کا ہے۔۔۔اور یہ سنت عادیہ میں سے ہے۔جس کے ترک پر نکیر کرنا جائز نہیں ہے۔

اس لئے امام کو عمامہ کے بغیر امامت کرانے پر ملامت کرنا نامناسب ہے۔۔۔ہاں ترغیب دی جا سکتی ہے۔۔۔سنتوں کو بلاوجہ چھوڑنا سعادت سے محرومی ہے۔۔۔

کیونکہ پگڑی پہن کر جو نماز ادا کی جائے۔۔۔اُس نماز کی قیمت ستر گنا بڑھ جاتی ہے۔

راہ اعتدال مذکورہ بالا وضاحت کے بعد راہ اعتدال یہ ہے کہ تمام سنتوں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا مطلوب بھی ہے اور محبوب بھی۔۔۔سنتوں کا ترک باعث حرمان اور اخروی سعادتوں سے محرومی کا سبب ہے۔۔۔

لیکن شرعی درجہ بندی کے تحت چونکہ سنت کا درجہ فرض و واجب کے بعد کا ہے، سنتوں کے ترک پر شدید ملامت اور لوگوں پر اعتراض کرنا بھی نامناسب ہے۔

تنبیہ:۔ ہاں یہ بات بھی ضرور پیش نظر رہے کہ یہ ساری گفتگو سنن عادیہ سے متعلق ہے۔ کسی سنت کے چھوڑنے پر اگرچہ شدید ملامت مناسب نہیں لیکن اگر اس سنت کے ترک سے کسی رسم و رواج کو ترجیح ہوتی ہو یا کسی بدعات میں ابتلا ہوتا ہو تو وہاں اتباع سنت کا اہتمام ہر حال میں لازم اور شرعاً وعقلاً ضروری ہوگا...

وہاں اس حکم کو محض سنت کہہ کر ترک کرنا جائز نہیں ہوگا... جیسے شادی... خوشی... غمی کی تقریبات میں رسم و رواج کو ترجیح دے کر سنتوں کو چھوڑنا کسی طرح مناسب نہیں۔ اسی طرح ڈاڑھی اور تراویح کا درجہ سنت مؤکدہ کا ہے...

جس پر عمل واجب ہے لیکن علماء کا اجماع اور اُمت کے اہتمام سے یہ سنتیں ضروری ہیں۔ جن پر عمل کرنا امت کیلئے لازم ہے۔

حاصل تحریر:۔ یہ ہے کہ سنتوں کو شرعی درجہ بندی کے تحت فرض و واجب کا درجہ نہ دیا جائے اور نہ ہی سنتوں کے ترک پر ترک فرض و واجب جیسی نکیر کی جائے... لیکن جہاں تک عمل کی بات ہے تو تمام سنتوں پر عمل اہتمام اور پابندی کے ساتھ ہو... جیسے صوفیاء کرام تہجد پڑھنے کا اہتمام عملاً و حکماً فرض و واجب کے کرتے ہیں... لیکن تہجد کو شرعی درجہ بندی کے تحت صرف سنت سمجھتے ہیں... فرض و واجب نہیں سمجھتے۔ سنن زوائد سے متعلق یہی طرز عمل اور نقطہ نظر راہ اعتدال ہے۔

❀❀❀

چند مسنون اعمال کے دنیوی فوائد وثمرات جدید سائنس کی روشنی میں

بیٹھ کر پانی پینا سنت ہے

اگر پانی بیٹھ کر پیا جائے تو جسم کی حاجت کے مطابق پانی جسم میں جاتا ہے اور اگر زیادہ پانی جسم میں چلا جائے تو جسم کی ضرورت سے زائد ہوتا ہے اس کی وجہ سے ایک خطرناک مرض ہوتا ہے جسے استسقاء (Oekema) کہتے ہیں اور مریض کا تمام بدن پھول جاتا ہے....

کھڑے ہوکر پانی پینا خلافِ سنت ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا: (رہبر زندگی)

اگر پانی کھڑے ہوکر پیا جائے تو اس کی وجہ سے معدہ (Stomach) اور جگر (Liver) کی ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جن کے علاج میں معالجین عاجز آجاتے ہیں....

کھڑے ہوکر پانی پینے سے پاؤں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے اور اگر یہ پاؤں کی ورم شروع ہوجائے تو جسم کے تمام حصوں پر ورم کا خطرہ ہوتا ہے اور کھڑے ہوکر پانی پینے سے استسقاء (Oedema) ہوجاتا ہے....

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر تمہیں پتہ لگ جائے کہ کھڑے ہوکر پانی پینے کا اتنا نقصان ہے تو وہ پانی تم حلق میں انگلی ڈال کر باہر نکال دو....

تین سانس میں پانی پینا سنت ہے

احادیث میں پانی کو تین اور بعض میں دو سانس کیساتھ پینے کا حکم ہے (معمولات نبوی)
اگر پانی کو تین سانس میں نہ پیا جائے تو مندرجہ ذیل امراض پیدا ہو سکتے ہیں....

ا۔ پانی سانس کی نالی میں جا کر نظام تنفس (Respiration System) میں اٹک جاتا ہے، جس سے بعض اوقات موت واقع ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے....

۲۔ اس کا زیادہ نقصان دماغ کے پردوں (Meninges) پر پڑتا ہے....
کیونکہ پانی کی لہریں دماغ کے پردوں کیساتھ تعلق رکھتی ہیں دماغ میں فلوئڈ ہے اور اسکی نسبت پانی سے ہے.... اگر آہستہ آہستہ پانی پیا جائے تو مضر اثرات کبھی بھی دماغ پر نہیں پڑینگے....

۳۔ معدے میں فوراً زیادہ مقدار میں پانی چلا جائے تو اس کی سطحی اندرونی کیفیت میں انبساط یعنی پھیلاؤ ہوتا ہے اگر یہ پھیلاؤ اوپر کی سطح سے ہو تو دل (Heart) اور پھیپھڑوں (Lungs) کے نقصان کا خطرہ رہتا ہے اگر یہ دائیں طرف ہو تو جگر (Liver) کو نقصان پہنچتا ہے اور اگر یہ بائیں طرف ہو تو تلی (Spleen) کو نقصان پہنچتا ہے اگر یہ نیچے کی طرف ہو تو آنتوں (Intestines) پر دباؤ پڑتا ہے....

دائیں کروٹ لیٹنا سنت ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب رو بقبلہ ہو کر آرام فرماتے تھے ([illegible])
دل بائیں طرف ہے اگر بائیں طرف لیٹیں تو مندرجہ ذیل عوارضات کا قوی خطرہ ہوتا ہے۔
دل کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں کیوں کہ بائیں کروٹ لیٹنے سے معدہ اور آنتوں کا بوجھ دل پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے دوران خون (Blood Circultion) اور دل کی حرکات میں کمی پیدا ہو جاتی ہے....
جدید تحقیق سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دائیں طرف سونا دل (Heart) اور معدے (Stomach) کے امراض سے بچاتا ہے.... حتیٰ کہ بے ہوشی اور مسلسل بے

ہوشی (Coma) سے بھی محفوظ رکھتا ہے....
صاحب مدارج النبوۃ نے اس کی حکمت یہ نقل کی ہے کہ چونکہ بائیں جانب دل ہوتا ہے اگر اس کروٹ کے بل سویا جائے تو نیند بہت گہری آتی ہے (حتیٰ کہ آدمی اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے ہلکی آہٹ پر بھی آنکھ نہیں کھلتی ظاہر ہے کہ ایسی نیند محمود نہیں) اور اگر دائیں کروٹ سویا جائے تو دل معلق رہتا ہے اور شدید گہری نیند نہیں آتی (یعنی ذرا سی آہٹ پر آنکھ کھل جاتی ہے اس طرح خدانخواستہ کسی بھی ناگہانی صورت میں انسان اپنی اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کر سکتا ہے)
اور صبح کی نماز کے لئے آسانی سے آنکھ کھل جاتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر اگر صبح کے وقت کبھی آرام فرماتے تو دائیاں بازو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ کر آرام فرماتے تاکہ نیند زیادہ گہری نہ آئے۔
اور نماز فجر قضا نہ ہو جائے.... اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزاری.... (سنت نبوی اور جدید سائنس)

سونے سے قبل لباس کی تبدیلی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانک دیتے.... (معمولات نبوی)
حفظان صحت (Hygiene) کا اصول ہے کہ جس لباس میں آپ تمام دن رہے اسی لباس میں ہرگز نہ سوئیں بلکہ کسی ایسے لباس میں سوئیں جو ہلکا اور ڈھیلا ہو کیونکہ تنگ اور سخت لباس میں نیند کی دیوی نہیں ملتی....
سونے کا لباس یا سلیپنگ ڈریس (Sleeping Dress) اہل یورپ کی ہی اصطلاح ہے جسے وہ صحت کے اصولوں کے موافق اور فخر سمجھ کر پہنتے ہیں....
جبکہ اسلام نے اس سے قبل مسلمانوں کو رات کا لباس تہبند باندھنا بتایا ہے کیونکہ تہبند واحد لباس ہے جو کہ ہلکا کھلا اور ڈھیلا ہے.... (سنت نبوی اور جدید سائنس)

سفید لباس مردوں کیلئے سنت ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس کو پسند فرماتے تھے۔۔۔(اسوہ رسول)

سفید لباس ہر قسم کے (موسمی) سخت تغیرات کا مقابلہ کرتا ہے۔۔۔سخت گرمی کے موسم میں سفید لباس گرم نہیں ہوتا۔

کیونکہ یہ گرمی کو جذب نہیں کرتا بلکہ رادعِ حرارت ہے سخت سردی کے موسم میں اس کی وجہ سے لباس ٹھنڈا نہیں ہوتا۔۔۔

حاجت کے لئے دور نکل جانا سنت ہے

کتب احادیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے بہت دور نکل جاتے تھے۔۔۔(اسوہ رسول اکرم)

اس وقت جدید سائنس زیادہ چلنے پر زور دے رہی ہے حتی کہ امریکہ کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں یہ بات نمایاں ہے کہ پاؤں پہلے پیدا ہوا یا پہیہ۔۔۔ظاہر ہے کہ پاؤں پہلے پیدا ہوا اس کا مقصد قوم کو پیدل چلانا ہے۔۔۔

ایک بائیو کیمسٹری (Bio-Chemistry) کے ماہر نے لکھنے کی بات کی کہ جب سے شہر پھیلنے لگے، آبادی بڑھنے لگی اور کھیت ختم ہونے لگے اس وقت سے اب تک امراض کی بہتات ہو گئی ہے۔

کیونکہ جب سے دور چل کے حاجت کرنا چھوڑا ہے اس وقت سے اب تک قبض، گیس تبخیر اور جگر کے امراض بڑھ گئے ہیں۔۔۔

چلنے سے آنتوں کی حرکات (Instestine Movement) تیز ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے حاجت تسلی بخش ہوتی ہے آج حاجت غیر تسلی بخش ہوتی ہے جس کی وجہ سے بیت الخلاء میں زیادہ وقت گزارنا پڑتا ہے۔۔۔

عمامہ سنت

عمامہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے [illegible] کے بے شمار فوائد ہیں۔۔۔

جو آدمی عمامہ باندھے گا وہ لو لگنے (Sun Stroke) سے بچ جائے گا۔۔۔

پگڑی باندھنے سے دائمی نزلہ نہیں ہوتا اگر ہو بھی تو اس کے اثرات کم ہو جاتے ہیں

سر درد کیلئے عمامہ بہت مفید ہے۔۔۔جو عمامہ باندھے گا اسے درد سر (Headache) کا خطرہ کم ہو جائے گا۔۔۔

عمامہ دماغی تقویت اور یادداشت بڑھانے کے لئے عجیب الاثر ہے۔۔۔

عمامہ کا شملہ ریڑھ کی ہڈی کے ورم۔۔۔ (Inflammation of Vertebral Column) سے بچاتا ہے۔۔۔

عمامہ کا شملہ نچلے دھڑ (Lower Half of The Body) کے فالج سے بچاتا ہے۔۔۔کیونکہ عمامہ کا شملہ حرام مغز (Spinal Cord) کو سردی گرمی اور موسمی تغیرات سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے ایسے آدمی کو سرسام (Meningitis) کے خطرات کم رہتے ہیں۔۔۔

فزیالوجی کی تحقیق اور ریسرچ کے مطابق جب حرام مغز محفوظ رہے گا تو جسم کا اعصابی نظام (Nervous System) اور عضلاتی نظام (Muscles System) درست اور منظم رہے گا۔۔۔اور ایسا پگڑی کے شملے میں ممکن ہے۔۔۔

سفید عمامہ کی وجہ سے دماغ اور دماغی اعصاب (Brain Nerves) گرمی کی تمازت اور لو کے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔۔۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف سنت ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔۔۔(اسوہ رسول اکرم)

اسلام بیٹھ کر پیشاب کرنے کا حکم دیتا ہے۔۔۔اگر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جائے تو اس کے اندرونی و بیرونی نقصانات بڑھ جاتے ہیں۔۔۔

چونکہ پیشاب جراثیموں سے پر ہوتا ہے اور بعض اوقات اس میں بعض امراض

(سوزاک، آتشک، گردوں کا جراثیمی انفیکشن وغیرہ) کی وجہ سے پیپ بھی موجود ہوتی ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اس کے چھینٹے بدن اور لباس کو آلودہ کر دیں گے۔

اس سے غدہ قدامیہ (Prostatitis) پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ متورم ہو کر بڑھ جاتا ہے، جس سے پیشاب کا بند ہو جانا.... پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا.... تکلیف سے آنا، دھار کا پتلا ہونا جیسے امراض پیدا ہو سکتے ہیں....

سنتیں اور نوافل کے فوائد

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان ہر دن اللہ کے لئے بارہ رکعت نفل پڑھے جو فرض کے سوا ہیں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت میں گھر بنا دیتا ہے....

ترمذی کی روایت میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ چار رکعت فرض ظہر سے پہلے اور دو رکعت بعد فرض ظہر کے اور دو رکعت فرض مغرب کے بعد اور دو رکعت فرض عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان بارہ رکعتوں کو گھر میں پڑھا کرتے تھے.... اور جو عمل ایسا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فضیلت بتائیں اور خود بھی ہمیشہ کریں وہ سنت موکدہ ہوتا ہے جو شخص بلا عذر اس کو ترک کرے اور اس کے ترک پر اصرار کرے وہ گمراہ ہے اس کو سخت ملامت کی جائے.... (ردالمحتار)

اسلاف کا اِتباعِ سنت کا ذوق واقعات کی روشنی میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبۂ اتباعِ سنت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہر آن اس بات کا دھیان تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کس طرح ہو؟ صحابہ کرام ویسے ہی صحابہ کرام نہیں بن گئے....

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ

پہلا واقعہ:- ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے، خطبہ کے دوران آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کناروں پر کھڑے ہوئے ہیں.... جیسا کہ آج کل بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کوئی تقریر یا جلسہ ہوتا ہے تو کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ لوگ نہ تو بیٹھتے ہیں، اور نہ جاتے ہیں، اس طرح کناروں پر کھڑا ہونا مجلس کے ادب کے خلاف ہے، اگر تمہیں سننا ہے تو بیٹھ جاؤ، اور اگر نہیں سننا ہے تو جاؤ، اپنا راستہ دیکھو، اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے سے بولنے والے کا ذہن بھی تشویش میں مبتلا ہوتا ہے اور سننے والوں کا ذہن بھی انتشار کا شکار رہتا ہے....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کناروں پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''بیٹھ جاؤ'' جس وقت آپ نے یہ حکم دیا اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر سڑک پر تھے اور مسجد نبوی کی طرف آ رہے تھے، اور ابھی مسجد میں

داخل نہیں ہوئے تھے..... کہ اس وقت ان کے کان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی کہ "بیٹھ جاؤ" آپ وہیں سڑک پر بیٹھ گئے، خطبہ کے بعد جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو بیٹھنے کا حکم ان لوگوں کو دیا تھا جو یہاں مسجد کے کناروں پر کھڑے ہوئے تھے، لیکن تم تو سڑک پر تھے، اور سڑک پر بیٹھنے کو میں نے نہیں کہا تھا، تم وہاں کیوں بیٹھ گئے؟..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب حضور (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد کان میں پڑ گیا کہ "بیٹھ جاؤ" تو پھر عبداللہ بن مسعود کی مجال نہیں تھی کہ وہ ایک قدم آگے بڑھ جائے.....

اور یہ بات نہیں تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات کو جانتے نہیں تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سڑک پر بیٹھنے کا حکم نہیں دے رہے تھے، بلکہ اصل بات یہ تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کان میں پڑ گیا کہ "بیٹھ جاؤ" تو اب اس کے بعد قدم نہیں اٹھ سکتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کا یہ حال تھا، ویسے ہی صحابہ کرام نہیں بن گئے تھے، عشق و محبت کے دعوے دار تو بہت ہیں لیکن ان صحابہ کرام جیسا عشق کوئی لے کر تو آئے.....

دوسرا واقعہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر معاملات طے کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی بن کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، وہاں جا کر اپنے چچازاد بھائی کے گھر ٹھہر گئے، اور جب صبح کے وقت مکہ کے سرداروں سے مذاکرات کے لئے گھر سے جانے لگے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر آدھی پنڈلی تک تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا کہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا تو بالکل ناجائز ہے..... اگر ٹخنوں سے اوپر ہو تو جائز ہے..... لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول اور عادت یہ تھی کہ آپ آدھی پنڈلی تک اپنا ازار رکھتے تھے، اس سے نیچے نہیں ہوتا تھا..... چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی نے کہا کہ جناب امیروں کا

دستور یہ ہے کہ جس شخص کا ازار اور تہبند جتنا لٹکا ہوا ہو، اتنا ہی اس آدمی کو بڑا سمجھا جاتا ہے، اور سردار قسم کے لوگ اپنی ازار کو لٹکا کر رکھتے ہیں اس لئے اگر آپ اپنی ازار اس طرح اونچی پہن کر ان لوگوں کے پاس جائیں گے تو اس صورت میں ان کی نظروں میں آپ کی وقعت نہیں ہوگی، اور مذاکرات میں جان نہیں پڑے گی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے چچازاد بھائی کی باتیں سنیں تو ایک ہی جواب دیا، فرمایا کہ نہیں میں اپنا ازار اس سے نیچا نہیں کر سکتا، میرے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار ایسا ہی ہے۔ یعنی اب یہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں، یا برا سمجھیں، میری عزت کریں، یا بے عزتی کریں، جو چاہیں کریں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار دیکھ چکا ہوں، اور آپ کا جیسا ازار ہے، ویسا ہی میرا رہے گا اسے میں تبدیل نہیں کر سکتا.....

تیسرا واقعہ:۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، فاتح ایران، جب ایران میں کسریٰ پر حملہ کیا گیا تو اس نے مذاکرات کے لئے آپ کو اپنے دربار میں بلایا، آپ وہاں تشریف لے گئے..... جب وہاں پہنچے تو تواضع کے طور پر پہلے ان کے سامنے کھانا لا کر رکھا گیا، چنانچہ آپ نے کھانا شروع کیا، کھانے کے دوران آپ کے ہاتھ سے ایک نوالہ نیچے گر گیا..... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اگر نوالہ نیچے گر جائے تو اس کو ضائع نہ کرو وہ اللہ کا رزق ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے کونسے حصے میں برکت رکھی ہے، اس لئے اس نوالے کی ناقدری نہ کرو، بلکہ اس کو اٹھا لو، اگر اس کے اوپر کچھ مٹی لگ گئی ہے تو اس کو صاف کر لو، اور پھر کھا لو..... چنانچہ جب نوالہ نیچے گرا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آ گئی اور آپ نے اس نوالے کو اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا، آپ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو کہنی مار کر اشارہ کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو..... یہ تو دنیا کی سپر طاقت کسریٰ کا دربار ہے، اگر تم اس دربار میں زمین پر گرا ہوا نوالہ اٹھا کر کھاؤ گے تو ان کے ذہنوں میں تمہاری وقعت نہیں رہے گی اور یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑے ندیدہ قسم کے

لوگ ہیں اس لئے یہ نوالہ اٹھا کر کھانے کا موقع نہیں ہے، آج اس کو چھوڑ دو....

جواب میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کیا عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ

أَأَتْرُكُ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ؟

کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دوں؟ چاہے یہ اچھا سمجھیں، یا برا سمجھیں، عزت کریں، یا ذلت کریں، یا مذاق اڑائیں، لیکن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتا....

چوتھا واقعہ:۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اتباع سنت

آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ سنا ہوگا کہ ان کے آخری لمحات حیات میں ایک نوجوان ان کی عیادت کے لئے آیا، واپس جانے لگا تو حضرت نے فرمایا برخوردار تمہاری چادر ٹخنوں سے نیچی ہے،

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے.... ان کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اپنانے کا اس قدر شوق تھا کہ جب حج پر تشریف لے جاتے تو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر حج میں پڑاؤ کیا تھا وہاں اترتے جس درخت کے نیچے آرام فرمایا تھا اس درخت کے نیچے آرام کرتے، اور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فطری ضرورت کے لئے اترے تھے، خواہ تقاضا نہ ہوتا تب بھی وہاں اترتے، اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اس کی نقل اتارتے.... رضی اللہ عنہ بھی عاشقان رسول تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کے قدم بقدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ صرف اوراق کتب کی زینت نہیں رہی بلکہ جیتی جاگتی زندگی میں جلوہ گر ہوئی، اور اس کو بوئے عنبرین نے مشام عالم کو معطر کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ بہت سے ایسے ممالک میں پہنچے جن کی زبان نہیں جانتے تھے....

نہ وہ ان کی لغت سے آشنا تھے مگر ان کی شکل و صورت، اخلاق و کردار اور اعمال و

معاملات کو دیکھ کر علاقوں کے علاقے اسلام کے حلقہ بگوش اور جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے دام بن گئے یہ سیرت نبوی کی کشش تھی جس کا پیغام ہر مسلمان اپنے عمل سے دیتا تھا.... رضی اللہ عنہم.... (راہ جنت)

پانچواں واقعہ:۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور سلطنت روم کے درمیان جنگ بندی کا ایک معاہدہ ہوا.... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی مدت کے دوران ہی فوجوں کو سرحد کی طرف روانہ کرنا شروع کر دیا.... مقصد یہ تھا کہ جونہی صلح کی مدت ختم ہوگی فوراً حملہ کر دیا جائے گا رومی حکام اس خیال میں ہوں گے کہ ابھی تو مدت ختم ہوئی ہے.... اتنی جلدی مسلمانوں کا ہم تک پہنچنا ممکن نہیں، اس لئے وہ حملہ کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے اور اس طرح فتح آسان ہو جائے گی.... چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جیسے ہی مدت پوری ہوئی آپ نے فوراً پوری قوت سے رومیوں پر یلغار کر دی....

ظاہر ہے کہ رومی اس ناگہانی حملے کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہونے لگے.... عین اسی حالت میں جبکہ حضرت معاویہ کا لشکر فتح کی امنگیں دل میں لئے آگے بڑھ رہا تھا.... پیچھے سے ایک شہسوار آتا دکھائی دیا جو پکار پکار کر یہ کہہ رہا تھا کہ "اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر" (اللہ اکبر اللہ اکبر مومن کا شیوہ وفا ہے غدر و خیانت نہیں) یہ شہسوار قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمرو بن عبسہ صحابی ہیں.... حضرت معاویہؓ کی ذاتی رائے میں یہ چیز غدر و خیانت نہیں تھی.... کیونکہ حملہ جنگ بندی کی مدت ختم ہونے کے بعد ہو رہا تھا....

لیکن حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا.... "میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس عہد کو نہ کھولے نہ باندھے (یعنی اس کے خلاف کوئی حرکت نہ کرے) تاوقتیکہ یا اس معاہدے کی مدت گزر جائے یا کھلم کھلا معاہدے کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے...."

حضرت عمرو بن عبسہؓ کا مقصد یہ تھا کہ اس حدیث کی رو سے جنگ بندی کے دوران جس طرح حملہ کرنا ناجائز ہے اسی طرح دشمن کے خلاف فوج بھیجنے سے گریز کرنا ضروری تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے وہ مرحلہ کس قدر نازک تھا اس کا اندازہ شاید آپ اس وقت نہ کرسکیں۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ کی نصیحت اور مطالبہ پر عمل کرنے سے ان کی ساری اسکیم فیل ہورہی تھی ان کا وہ منصوبہ پیوند زمین ہو رہا تھا جو انہوں نے نہ جانے کب سے سوچ رکھا ہوگا۔ ساری فوج کے مشقت آمیز سفر کی محنت اکارت جا رہی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لشکر کی فتح کی امنگیں مجروح ہو رہی تھیں۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کا یہ ارشاد سننے کے بعد ان تمام مصلحتوں کو قربان کرکے لشکر کو واپسی کا حکم دے دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الایمان)

اس وقت نہ کوئی حکمت و مصلحت آڑے آئی۔۔۔ نہ ارشاد نبوی میں کسی تاویل کا کوئی خیال آیا، بلکہ انہوں نے اپنے اس عظیم اقدام کو فوراً واپس لے لیا اور مفتوحہ علاقہ تک دشمن کے حوالے کردیا۔

چھٹا واقعہ:۔ حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ مکہ مکرمہ میں اسلام سے پہلے عناق نامی ایک عورت سے ان کے تعلقات تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی کام سے مکہ مکرمہ بھیجا وہاں عناق ان سے ملی اور حسب سابق اپنے تعلقات جتائے لیکن حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ: "اسلام میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو چکا ہے"۔۔۔ اس پر عناق نے ان سے نکاح کی درخواست کی لیکن حضرت مرثدؓ نے فرمایا کہ "میں نکاح پر راضی ہوں لیکن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ نہ کرلوں اس وقت تک کچھ نہیں کرسکتا۔"
چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا اس پر یہ آیت قرآنی نازل ہوئی کہ:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ یعنی مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں) چنانچہ حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے اس امر الٰہی کے سامنے سر جھکا کر نکاح کا ارادہ ترک کردیا۔۔۔ (تفسیر مظہری ص ۲۵ جلد ۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سیرت طیبہ کی اتباع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کی نقل اتارنے کا اس قدر شوق اور اتباع سنت کا اس قدر اہتمام تھا کہ وہ اس معاملے میں غیروں کے استہزاء سے بھی مرعوب نہیں ہوئے بلکہ مخالف سے مخالف ماحول میں اپنی وضع اور اپنے طرز زندگی پر ثابت قدم رہے۔۔۔

ساتواں واقعہ:۔ حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جثامہ بن مساحق رضی اللہ عنہ کو ہرقل بادشاہ روم کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا۔۔۔ وہ ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ان کے اکرام کیلئے ہرقل نے انہیں سونے کی ایک کرسی پر بٹھایا۔۔۔
حضرت جثامہ فرماتے ہیں کہ میں شروع میں بے خیالی کے عالم میں اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن جب احساس ہوا کہ یہ سونے کی کرسی ہے تو اس سے فوراً اتر کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ ہرقل نے میرے اس عمل پر ہنس کر پوچھا کہ ہم نے تو اس کرسی کے ذریعہ تمہارا اکرام کیا تھا تم اتر کیوں گئے؟ میں نے جواب میں کہا:
"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم (سونے کی چیز) پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔۔۔" (کنز العمال)

آٹھواں واقعہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع سنت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد رشید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار تشریف لے گئے۔۔۔ میں بھی ساتھ تھا۔۔۔ پورے بازار میں گھومے۔۔۔ جو بھی ملتا رہا اسے سلام کرتے رہے۔۔۔ نہ کوئی چیز خریدی نہ فروخت کی اور نہ کسی چیز کا مول معلوم کیا اور نہ کسی دکان پر رکے۔۔۔ میں نے واپسی پر پوچھا: حضرت! آپ بازار

تشریف لے گئے تھے لیکن ویسے ہی واپس آ گئے؟ فرمایا: ہم اس لئے گئے تھے کہ مسلمان ملیں گے..... انہیں سلام کریں گے..... یہ سنت پر عمل کرنے کا جذبہ اور شوق ہے

نواں واقعہ:۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر معاملات طے کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر بن کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے..... وہاں جا کر اپنے چچا زاد بھائی کے گھر ٹھہر گئے اور جب صبح کے وقت مکہ کے سرداروں سے مذاکرات کے لئے جانے لگے تو اس وقت عثمان کا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر آدھی پنڈلی تک تھا.....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا جہنم میں جائے گا..... چنانچہ حضرت عثمانؓ کی یہ شان دیکھ کر ان کے چچا زاد بھائی نے کہا کہ جناب عربوں کا دستور یہ ہے کہ جس شخص کا ازار یا تہبند جتنا نیچے لٹکا ہوا ہے..... اتنا ہی اس آدمی کو بڑا سمجھا جاتا ہے اور سردار لوگ اپنی ازار کو لٹکا کر رکھتے ہیں..... اس لئے اگر آپ اپنی ازار اس طرح اونچی رکھیں گے اور وہاں جائیں گے تو ان کی نظر میں آپ کی وقعت نہیں رہے گی اور مذاکرات میں جان نہیں پڑے گی.....

حضرت عثمانؓ یہ سن کر فرمانے لگے کہ نہیں! میں اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے نہیں کر سکتا اس لئے کہ میرے آقا کی سنت یہی ہے اور میں اپنے آقا کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار ایسا ہی تھا اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ یہ لوگ میری عزت کریں یا بے عزتی..... میں اسے تبدیل نہیں کر سکتا.....

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فاتح ایران..... جب ایران مذاکرات کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں پہلے کھانے کے دسترخوان پر ان کو بلایا گیا..... کھانا کھانے کے دوران ان سے لقمہ نیچے گر گیا.....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ جب لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے دوبارہ کھا لینا چاہیے..... انہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا

لیا..... ساتھ آنے والے لوگوں نے ان کو منع کیا تو فرمایا: کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دوں؟ یہ نہیں ہو سکتا..... (اسلامی خطبات)

دسواں واقعہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا داعیہ یہاں تک تھا کہ حضرت علیؓ اونٹ پر سوار ہوئے، سفر میں جانے کے لئے آپ نے چند کلمات پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ..... اونٹ کو چابی ماری، ہنسے، کسی نے پوچھا یہ کیوں کیا؟ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ اسی طرح اونٹ پر سوار ہوئے تھے اسی طرح کلمات پڑھے..... اسی طرح اونٹ کو چابی ماری اور ہنسے..... اتنی اتنی باتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے تھے.....

گیارہواں واقعہ:۔ لشکرِ صحابہ کا واقعہ

صحابہ کرامؓ کی جماعت ایک مرتبہ اونٹوں پر سوار تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تشریف لے جا رہے ہیں..... سرخ چادریں یعنی اونٹوں پر پڑی ہوئی ہیں اور ایک عجیب منظر تھا خوشنما..... حضرتؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگوں کی طبیعتیں سرخی کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہیں..... بس فوراً اسے کودے..... اونٹوں سے چادروں کو پھاڑ پھاڑ کر ختم کیا..... جو چیز آقائے نامدار کو ناپسند ہو اس کو رکھنے کے لئے تیار نہیں..... یہ تھا اطاعت کا مادہ.....

بارہواں واقعہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جبہ پہن کر خدمتِ اقدسؐ میں حاضر ہوئے..... ریشمی جبہ تھا..... حضرتؐ نے فرمایا ریشم تو مرد کے لئے ناجائز ہے..... اُٹھے جبے کو اتارا..... سامنے تنور تھا روٹی پکانے کا..... جا کے تنور میں ڈال دیا جبے کو آگ میں..... دوسرے وقت حاضر ہوئے..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جبے کا کیا ہوا؟

عرض کیا حضرت میں نے اس کو جلا دیا.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عور[تو]ں کے لئے ہی تو ناجائز تھا.... بچیوں کے لئے کپڑے بنوا دیتے.... ان کے لئے درست تھا؟ بھائی جس شخص کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جمی ہوئی ہے ہر چیز پر غالب ہے.... جب وہ دیکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لباس ناپسند ہے تو سوچتا بھی نہیں کہ کسی اور کام آ سکتا ہے کہ نہیں.... وہ تو یہ سمجھے گا کہ وہ چیز آگ میں جلانے کے قابل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے....

ترکِ سنت پر تنبیہ کا واقعہ

حضرت حکیم الامۃ مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ میں نے بزرگان سلف کے تذکرے دیکھے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کی حالت اور طرز وہ نہ تھا جو آج کل کے اکثر مشائخ کا ہے....

ان مشائخ کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اتباع شریعت کو وصول الی اللہ کے لئے چنداں ضروری نہیں سمجھتے اور ان کا اعتقاد ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے.... بلکہ بزرگان سلف کا حال تقویٰ طہارت اور اتباع سنت میں صحابہ کا سا تھا....

چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ لکھا ہے کہ ایک بار آپ وضو کرنے میں انگلیوں کا خلال کرنا بھول گئے تو غیب سے آواز آئی کہ محبت رسول کا دعویٰ اور سنت کا ترک؟ آپ نے فوراً توبہ کی کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا.... اور لکھا ہے کہ آپ کی یہ حالت تھی کہ جہاں آپ آگ کو دیکھتے تو کانپ اٹھتے کہ کہیں قیامت کے روز اس کی سزا نہ ہو.... تو اتباع سنت میں ان حضرات کا وہی حال تھا جو حضرات صحابہ کا تھا....

حضرت شیخ ہندوستان کی ولایت پر آپ کو مامور فرما کر حج کو تشریف لے گئے حضرت کے یہاں سے واپسی پر مشاہیر مشائخ نجم الدین کبریٰ اور حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی وغیرہ حضرات کی زیارت و فیوض سے متمتع ہوتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے.... (تاریخ مشائخ چشت)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اتباعِ سنت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے" کون مسکراتا ہوا آ رہا ہے؟ جس پر یہود و منافقین کی زد بھی ہے مشرکین برسر پیکار بھی ہیں وحی کا بار امانت بھی ہے اور پھر اس بار امانت کو دوسروں تک پہنچانا بھی ہے اور اس کے علاوہ کتنے کثیر امور ہیں جو آپ کے ذمہ ہیں۔

ہمارے حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اپنے آپ کو شریعت کے مطابق خوب ڈھالا تھا ہمارے حضرت کی دو بیویاں تھیں آپ عصر کے بعد دونوں گھروں میں پندرہ پندرہ منٹ کے لئے تشریف لے جاتے' گھڑی دیکھ لیتے اور اندازہ لگا لیتے تھے کہ خانقاہ سے گھر تک کتنا وقت لگے گا اور وہاں سے دوسرے گھر' پھر وہاں سے خانقاہ تک پھر مغرب تک' یہ سب اوقات متعین تھے اب چونکہ عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ایک بات یاد آ گئی یا کچھ یاد آ گیا' حضرت تھانویؒ اس کے لئے دو منٹ چھوڑتے تھے' جب تیرہ منٹ ہو جاتے تو آپ کہتے کہ اب میں جاؤں گا۔ اگر گھر سے کچھ کہنا ہوتا تو دو منٹ میں بات ختم ہو جاتی اور اگر وہ کہتیں کہ کچھ نہیں کہنا' تو فرماتے کہ میں ٹہلتا ہوں پھر آپ دوسرے گھر تشریف لے جاتے اور اس طرح ۱۳ منٹ اور دو منٹ کا سلسلہ وہاں بھی ہوتا۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ میں نے ہمیشہ سے یہ عادت ڈالی ہوئی ہے کہ جب ایک گھر سے باہر قدم رکھا تو گھر کی طرف سے تمام کہی ہوئی باتیں بھلا دیتا ہوں اور ذہن خالی کر لیتا ہوں اور جب دوسرے گھر جاتا ہوں تو مجھے یاد ہی نہیں رہتا کہ پہلے گھر میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ کسی قسم کا تاثر لے کر نہیں جاتا۔

فرمایا۔۔۔ تاثر استغفار اور ذکر اللہ سے مٹ جاتا ہے فرمایا جب میں دوسرے گھر جاتا ہوں تو فوراً ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہوں اور ذکر اللہ اسی نیت سے کرتا ہوں۔ اس طرح سے یہ تاثر والی کیفیت خود بخود جاتی رہتی ہے۔ (انمول موتی ج ۱)

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی اتباع سنت

اتباع سنت آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی ہر موقعہ کی دعائیں یاد تھیں
موقعہ پڑھتے رہتے جب کار میں بیٹھتے تو سواری پر سوار ہونے کے وقت کی
پڑھتے.... سبحان اللہ الحمدللہ لا الہ الا اللہ استغفر اللہ....اور استغفر
دیر تک پڑھتے رہتے.... یہ سوچتے تھے....

خدانخواستہ گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور وقت آخر آ جائے تو توبہ کی ہوئی ہو
منزل مقصود پہنچتے تو زبان پر الحمدللہ جاری ہوتا کسی کے ہاں دعوت ہوتی تو آخر عمر
دعوت کیلئے مسنون دعائیں بغیر ہاتھ اٹھائے کرتے اور کبھی نہ بھولتے فرمایا کہ ایک دن
بھولنے لگی تھی مگر صاحب دعوت کے گھر سے نکلنے سے پہلے پڑھ لی تھی.... آپ کی زبان
اللہ سے تر رہتی.... بالخصوص لا الہ الا اللہ اکثر زبان پر جاری رہتا....

سونے سے پہلے کی سنتیں باقاعدگی سے ادا فرماتے.... مسواک فرماتے اور
فرماتے اگر کبھی تکلیف ہوتی تو تیمم فرما لیتے.... سونے سے پہلے کی دعائیں پڑھ
اور دائیں کروٹ پر لیٹتے تھے....

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
وجہ کسی کی نیند میں خلل نہ ڈالتے تھے.... حضرت کے خلیفہ خاص حضرت حاجی عبدالستار
بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب دوپہر کو مریض چلے گئے تو حضرت ڈاکٹر صاحب اور
حضرت مفتی عبدالحکیم صاحب مطب کے زنانہ وارڈ میں آرام فرما رہے تھے.... وہ جگہ
کی تھی.... کوئی عورت یا مریض مطب میں نہ تھا....

حضرت ڈاکٹر صاحب کی نیند پہلے کھل گئی.... جبکہ حضرت مفتی صاحب نیند فرما رہے
تھے حضرت وضو کرنے کیلئے مردانہ وارڈ میں جانا چاہتے تھے.... درمیان میں ایک کواڑ والا
دروازہ تھا.... جو زمین کی سطح سے ڈیڑھ فٹ اونچا تھا.... جب اس کو کھولا جاتا تو اس سے
آواز پیدا ہوتی.... حضرت نے دروازہ نہیں کھولا تا کہ اس کی آواز سے حضرت مفتی صاحب

کی نیند خراب نہ ہو.... بلکہ دروازے کے نیچے سے گھسٹ کر دروازہ پار کیا.... اب میں سمجھا
کہ حضرت مفتی صاحب ہی کی عظمت کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے....

اتباع سنت کیلئے سخت تکلیف اٹھانا

ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ کے سر کے بال گھنگریالے تھے وہ غسل کرنے کے بعد
چاہتے کہ سر کے بالوں میں مانگ نکالیں مگر نہ نکلتی انہیں بہت حسرت رہتی کہ میرا سر بھی نبی
علیہ السلام کے سر مبارک سے مشابہ ہونا چاہیے.... ایک دن فرط جذبات میں انہوں نے
لوہے کی سلاخ گرم کی اور سر کے درمیان میں پھیر دی.... چمڑا اور بال جلنے کی وجہ سے سر کے
درمیان ایک لکیر نظر آنے لگی لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی؟
فرمایا.... تکلیف تو بھول جاؤں گا جب میرے سر پر یہ مانگ اسی طرح نظر آئے گی جس
طرح نبی علیہ السلام کے سر پر نظر آتی ہے.... (سچی محبت اور اس کی علامات)

اتباع سنت کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب شیخ الاسلام
حضرت مدنی رحمہ اللہ آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ اسٹیشن پر شرف زیارت
کے لئے گئے.... حضرت کے متوسلین میں سے ایک صاحب زادہ محمد عارف ضلع جھنگ
دیو بند تک ساتھ گئے.... ان کا بیان ہے کہ ٹرین میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھا جس کو ضرورت
فراغت لاحق ہوئی.... وہ رفع حاجت کیلئے گیا اور الٹے پاؤں بادل ناخواستہ واپس ہوا....
حضرت مولانا مدنی سمجھ گئے.... فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں ادھر ادھر سے اکٹھی کیں.... لوٹا
لے کر پاخانہ میں گئے اور اچھی طرح صاف کر کے ہندو سے فرمانے لگے کہ "جائیے پاخانہ
بالکل صاف ہے".... تو جوان نے کہا "مولانا.... میں نے دیکھا ہے.... پاخانہ بالکل بھرا ہوا
ہے".... قصہ مختصر وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو پاخانہ بالکل صاف تھا.... بہت متاثر ہوا اور بھرپور
عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا "یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے"....

اس واقعہ کو دیکھ کر خواجہ نظام الدین تونسوی مرحوم نے ایک ساتھی سے پوچھا کہ "یہ

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنیؒ رحمہ اللہ کی اتباع سنت

اتباع سنت آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی ہر موقعہ کی دعائیں یاد تھیں..... ہر موقعہ پڑھتے رہتے جب کار میں بیٹھتے تو سواری پر سوار ہونے کے وقت کی دعائیں پڑھتے..... سبحان اللہ الحمدللہ لا الہ الا اللہ استغفر اللہ..... اور استغفر اللہ کافی دیر تک پڑھتے رہتے..... یہ سوچتے تھے.....

خدانخواستہ گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور وقت آخر آ جائے تو توبہ کی ہوئی ہو..... جب منزل مقصود پہنچتے تو زبان پر الحمدللہ جاری ہوتا کسی کے ہاں دعوت ہوتی تو آخر میں صاحب دعوت کیلئے مسنون دعائیں بغیر ہاتھ اٹھائے کرتے اور کبھی نہ بھولتے فرمایا کہ ایک دفعہ دعا بھولنے لگی تھی مگر صاحب دعوت کے گھر سے نکلنے سے پہلے پڑھ لی تھی..... آپ کی زبان ذکر اللہ سے تر رہتی..... بالخصوص لا الہ الا اللہ اکثر زبان پر جاری رہتا.....

سونے سے پہلے کی سنتیں باقاعدگی سے ادا فرماتے..... مسواک فرماتے وضو فرماتے اگر کبھی تکلیف ہوتی تو تیمم فرما لیتے..... سونے سے پہلے کی دعائیں پڑھتے اور دائیں کروٹ پر لیٹتے تھے.....

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا وجہ کسی کی نیند میں خلل نہ ڈالتے تھے..... حضرت کے خلیفہ خاص حضرت حاجی عبدالستار مدظلہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب دوپہر کو مریض چلے گئے تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اور حضرت مفتی عبدالحکیم صاحب مطب کے زنانہ وارڈ میں آرام فرما رہے تھے..... وہ جگہ یکسوئی کی تھی..... کوئی عورت یا مریض مطب میں نہ تھا.....

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی نیند پہلے کھل گئی..... جبکہ حضرت مفتی صاحب نیند فرما رہے تھے حضرت وضو کرنے کیلئے مردانہ وارڈ میں جانا چاہتے تھے..... درمیان میں ایک کواڑ والا دروازہ تھا..... جو زمین کی سطح سے فٹ ڈیڑھ فٹ اونچا تھا..... جب اس کو کھولا جاتا تو اس سے آواز پیدا ہوتی..... حضرت نے دروازہ نہیں کھولا تاکہ اس..... حضرت مفتی صاحب

کی نیند خراب نہ ہو..... بلکہ دروازے کے نیچے سے گھس کر دروازہ پار کیا..... اب میں سمجھا کہ حضرت مفتی صاحب کی عظمت کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے.....

اتباع سنت کیلئے سخت تکلیف اٹھانا

ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ کے سر کے بال گھنگریالے تھے وہ غسل کرنے کے بعد بالوں میں مانگ نکالتے مگر نہ نکلتی انہیں بہت حسرت رہتی کہ میرا سر بھی نبی علیہ السلام کے سر مبارک سے مشابہ ہونا چاہیے..... ایک دن فرط جذبات میں انہوں نے لوہے کی سلاخ گرم کی اور سر کے درمیان میں پھیر دی..... چمڑا اور بال جلنے کی وجہ سے سر کے درمیان ایک لکیر نظر آنے لگی لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا..... تکلیف تو بھول جاؤں گا جب میرے سر پر یہ مانگ اسی طرح نظر آئے گی جس طرح نبی علیہ السلام کے سر پر نظر آتی ہے..... (یہی محبت اور اس کی علامات)

اتباع سنت کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ اسٹیشن پر شرف زیارت کے لئے گئے..... حضرت کے متوسلین میں سے ایک صاحب زادہ محمد عارف ضلع جھنگ دیوبند تک ساتھ گئے..... ان کا بیان ہے کہ ٹرین میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھا جس کو ضرورت زائد لاحق ہوئی..... وہ رفع حاجت کیلئے گیا اور الٹے پاؤں بادل ناخواستہ واپس ہوا..... حضرت مولانا مدنیؒ سمجھ گئے..... فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں ادھر ادھر سے اکٹھی کیں..... لوٹا لے کر پاخانہ میں گئے اور اچھی طرح صاف کر کے ہندو سے فرمانے لگے کہ "جائیے پاخانہ بالکل صاف ہے"..... نوجوان نے کہا "مولانا..... میں نے دیکھا ہے..... پاخانہ بالکل بھرا ہوا ہے"..... قصہ مختصر وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو پاخانہ بالکل صاف تھا..... بہت متاثر ہوا اور بھرپور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا "یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو مجھ سے باہر ہے"..... اس واقعہ کو دیکھ کر خواجہ نظام الدین تونسوی مرحوم نے ایک ساتھی سے پوچھا کہ "یہ

کھدر پوش کون ہے؟" جواب ملا کہ "یہ مولانا حسین احمد مدنیؒ ہیں" تو خواجہ صاحب مرحوم بے اختیار ہو کر حضرت مدنیؒ کے پاؤں سے لپٹ گئے اور رونے لگے.... حضرت نے بمشکل پاؤں چھڑائے اور پوچھا... کیا بات ہے؟ تو خواجہ صاحب نے کہا "سیاسی اختلاف کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف فتوے دیئے اور برا بھلا کہا.... آج آپ کے اس اعلیٰ کردار کو دیکھ کر تائب نہ ہوتا تو شاید سیدھا جہنم میں جاتا.... حضرت مدنیؒ نے فرمایا "میرے بھائی! میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے اور وہ سنت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یہودی مہمان نے بستر پر پاخانہ کر دیا تھا.... صبح جلدی اٹھ کر چلا گیا جب اپنی بھولی ہوئی تلوار لینے آیا تو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اپنے دست مبارک سے بستر کو دھو رہے ہیں.... یہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا".... (ماہنامہ الرشید)

مجاہدہ میں اتباع سنت

پیر جی محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پر مقام نور (تصوف کا ایک مقام) آیا تو انہوں نے کھانا پینا ترک کر دیا.... حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ: "شریعت کے خلاف مت کرو خدا کا معاملہ بشر کے ساتھ جب تک رہتا ہے جب تک بشریت ہے ورنہ عبادت کے لئے فرشتے بہت ہیں.... یہ امر سنت کے خلاف ہے بطریق مسنون کھانا پینا ضرور چاہئے خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو".... (تذکرۃ الصابرین)

جذبہ عشق

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا معمول وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے کا تھا.... کسی نے عرض کیا حضرت! اس کا تو آدھا ثواب ہے.... حضرت نے فرمایا ہاں بھئی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں جی زیادہ لگے پڑھتا ہے.... ثواب زیادہ نہ ہو.... میرا خیال یہ ہے کہ ضابطہ میں تو آدھا ہی ثواب ہے مگر جذبہ عشق شاید پورا سے بھی بڑھ جائے.... (شیخ الحدیث اور ہمارے اکابر کا رمضان)

حضرت قاری محمد صدیق باندوی رحمہ اللہ کا اتباع سنت

حضرت قاری صاحب کے حالات میں لکھا ہے.... علاوہ ازیں اتباع سنت میں بھی آپ کا قدم بہت راسخ تھا.... معمولی سے معمولی سنت کی ادائیگی کا بھی نہایت اہتمام فرماتے.... گذشتہ سال ہم لوگ حاضر تھے.... رات میں آرام فرمانے سے قبل آپ نے وضو فرمایا.... پھر ارشاد فرمانے لگے "اب اٹھنے بیٹھنے تکلیف ہوتی ہے.... سوتے وقت وضو کا اہتمام دشوار ہوتا ہے لیکن بعض بزرگوں کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک رات باوضو سونے کے لئے انہیں ۱۲ مرتبہ وضو کرنا پڑا اور ہر مرتبہ پوری بشاشت سے وضو کرتے رہے تاکہ انہیں سنت کے موافق سونا نصیب ہو جائے.... ایسے بزرگوں کے حالات سے عمل کی ہمت ہو جاتی ہے"....

آپ ہر عمل میں اتباع سنت کو ہی ملحوظ رکھتے.... اور اسی نیت سے تمام امور انجام دیتے تھے آپ کا معمول تھا کہ جب کوئی عالم آپ سے ملنے بغرض ملاقات حاضر ہوتا تو اس کو طلبہ میں بیان کرنے کا حکم فرماتے.... ہم چند احباب حاضر ہوئے تو حسب معمول آپ نے تقریر کا پروگرام رکھا.... ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! ہم تو استفادہ کے لئے حاضر ہوئے ہیں.... افادہ کے لائق نہیں ہیں.... تو آپ نے فرمایا کہ "کیا مہمان کا اکرام سنت نہیں ہے"....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق آپ کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھا.... کبھی کبھی یہ عشقیہ جذبات الفاظ کے پیکر میں ڈھل کر منظوم کلام کی شکل اختیار کر لیتے اور اس کے لفظ لفظ سے آپ کے سوز و گداز اور درد دل کا اظہار ہوتا تھا.... ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں آپ نے بڑی دردانگیز نعت ارشاد فرمائی جس کے چند اشعار آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

دواؤں سے طبیعت رو بصحت ہے نہیں میری — طبیعت مضطرب ہے اب نہیں لگتی کہیں میری

نہیں سمجھا کوئی اس درد کو یہ درد کیسا ہے — دواؤں سے شفا ہرگز نہیں ہرگز نہیں میری

علاج اس کا فقط یہ ہے کہ طیبہ ہوں گا میں — دیار قدس میں اشکوں سے تر ہو آستیں میری

نہ دن میں چین ملتا ہے نہ شب میں نیند آتی ہے — سکوں باقی نہیں ہے خاطر اندوہ گیں میری

نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں واقف نہیں.... آپ ﷺ نے فرمایا اس فضیلت کا سبب یہ ہے کہ تم میری سنت کی اتباع کرتے ہو اور نیک لوگوں کی عزت کرتے ہو اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرتے ہو..... (روشنی)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی اتباع سنت

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ جب مسجد سے نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے یا کھڑاؤں پر رکھتے.... پھر دایاں پاؤں نکال کر پہلے اس میں جوتا یا کھڑاؤں پہنتے' پھر بائیں پاؤں میں جو پہلے سے جوتے پر رکھا ہوتا' پہنتے.... ایک شخص آئے' قصہ تو لمبا ہے.... حضرت قدس سرہٗ اس وقت استنجاء کے لئے گئے ہوئے تھے....

حضرت کے آنے پر کہا' آداب.... حضرت نے غصہ میں فرمایا یہ کون بے ادب ہے' جس کو شریعت کا ایک ادب بھی معلوم نہیں.... ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور بولے' حضرت سلامت! آپ کے چہرہ پر غصہ کا اثر ظاہر ہو گیا اور فرمایا' مسلمانوں والا سلام چاہئے' یہ کون ہے حضرت سلامت والا.... (شمع رسالت)

دوسرا واقعہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا واقعہ کافی ہے کہ حضرت ایک دن گھر تشریف لائے تو اہلیہ سے فرمایا کہ کل میں نے اپنی بچی صفیہ کا نکاح کرنا ہے... اہلیہ نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ اتنی بھی کیا جلدی ہے... ابھی ہم نے تیاری نہیں کی کل تک کیسے انتظام ہو سکتا ہے... لہٰذا آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں اور ہمیں مزید کچھ وقت دیں... تاکہ ہم حسب وسعت تیاری کر کے اپنی لخت جگر کو روانہ کر سکیں...

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بچی کا نکاح کل ہی ہو گا... یہ خبر حضرت کے سسرال اور بچی کے ننھیال والوں تک بھی پہنچ گئی... وہ سب جمع ہو کر حضرت کے پاس آئے کہ اس طرح اچانک بچی کی رخصتی کا کیا معنی؟

نہ آپ نے ہمیں بلایا ہے... نہ کوئی باہم مشورہ کیا گیا بچی کا نکاح اس طرح ہوتا

ہے... حضرت نے فرمایا کہ بھائی تم کل نکاح میں شرکت کر لینا... انہوں نے کہا کہ شرکت کی دعوت اس طرح دی جاتی ہے جیسے آپ دے رہے ہیں... آخر ہمیں اس طرح اچانک نکاح کر دینے کی وجہ تو بتایئے...

برادری والوں کے اصرار پر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح 16 برس کی عمر میں کیا تھا... کل میری بچی اس عمر کو پہنچ رہی ہے تو میں بھی اتباع سنت میں اپنی بچی کا نکاح کل ہی کر دوں گا۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا جذبہ اتباع سنت

حدیث پاک میں سرکہ کے متعلق آیا ہے کہ: بہترین سالن ہے.... حضرت شیخ الہندؒ کے یہاں جب بھی دسترخوان پر سرکہ ہوتا تو سب چیزوں سے زیادہ اس کی طرف رغبت فرماتے اور کبھی گھونٹ بھی بھر لیتے.....

ایک مرتبہ بدن پر پھنسیاں وغیرہ نکل آئیں، اطباء نے سرکہ کو منع کر دیا.... پھر بھی حضرت سرکہ نوش فرما ہی لیتے.... حضرت نے اپنی چاروں صاحبزادیوں کی شادی اپنے استاد حضرت نانوتویؒ کے طرز پر ایسی ہی سادگی اور اتباع سنت سے کی جو حضرت جیسے محدث اعظم اور عاشق سنت کے شایان شان تھی....

کبھی جامع مسجد میں نماز کے بعد اعلان کر کے داماد کو بٹھا کر نکاح پڑھ دیا، کبھی مدرسہ میں علماء اور طلباء میں بطریق مسنون عقد کر دیا اور معمولی کپڑے پہنا کر ڈولی میں بٹھا کر رخصت کر دیا.... (حیات شیخ الہند)

سیدؒ احمد شہید اور مولانا عبدالحئیؒ رحمہ اللہ کا ذوق اتباع سنت

حضرت سید احمد شہیدؒ جن سے بیعت لیتے تھے، ان کو اتباع سنت کی بہت تاکید کرتے تھے.... مولانا عبدالحئی صاحب سے ایک دفعہ کہا کہ اگر کوئی امر خلاف سنت مجھ سے ہوتا دیکھو تو مجھے اطلاع کر د

مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے کہا، جب کوئی مخالف سنت فعل آپ سے عبدالحئی دیکھے گا تو عبدالحئی آپ کے ساتھ ہوگا ہی کہاں، یعنی ہمراہی چھوڑ دے گا..... اس سے پتا چلتا ہوتا ہے کہ ان کی زندگیاں سنت میں رنگی ہوئی تھیں.....

مولانا عبدالحئی صاحبؒ کے اتباع سنت کی نگرانی کا یہ عالم تھا کہ: اپنے شیخ کو بھی خلاف سنت پر ٹوک دیتے تھے..... ایک دفعہ حضرت سید صاحبؒ کی نئی شادی ہوئی تھی، نماز میں اپنے معمول سے کچھ دیر سے تشریف لائے.....

پہلے دن تو مولانا عبدالحئی نے سکوت کیا، دوسرے دن بھی دیر ہوئی کہ تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی... مولانا عبدالحئی نے سلام پھیر کر فرمایا، عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت؟ سید صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف فرمالیا...

حضرت تھانوی کی اہلیہ اور اتباع سنت کا اہتمام

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ..... نے ایک مرتبہ فرمایا کچھ دن تک جب بھی میں گھر جاتا تو دیکھتا کہ لوکی پکی ہوئی ہے تو میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے آپ روزانہ لوکی پکاتی ہیں.....

تو انہوں نے کہا کہ میں نے کتاب میں پڑھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی پسند تھی (رواہ البخاری) جب میں نے یہ پڑھا تو میں نے نوکر کو ہدایت کی کہ بازار میں لوکی ملتی ہو تو لوکی ضرور لایا کرو.....

تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا گھر میں پکتا رہے..... حضرت فرماتے ہیں جب میں نے اپنی اہلیہ کے منہ سے یہ بات سنی تو میرے بدن پر ایک جھرجھری سی آ گئی..... اس خیال سے کہ اس عورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت عادیہ کا اتنا اہتمام ہے کہ جب تک لوکی بازار میں ملتی رہے لایا کرو.....

اور ہم علم کے دعوے دار ہیں ہم نے حدیثیں پڑھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشادات پڑھے مگر ہمارے دل میں اتنا اہتمام نہیں ہے.....

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے اتباع سنت کے واقعات اس قدر مشہور اور زباں زد ہیں کہ ان سب کا لکھوانا تو بہت مشکل ہے اور اس کے دیکھنے والے ابھی تک بہت موجود ہیں.....

اس ناکارہ نے اپنے اکابر میں اخیر شب میں رات کو گڑگڑاتے ہوئے رونے والا دو کو دیکھا ایک اپنے والد صاحب کو اور دوسرے حضرت شیخ الاسلام کو، ایسی ہچکیاں اور سسکیاں لیتے تھے جیسے کوئی بچہ پٹ رہا ہو.....

قاری محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی لکھتے ہیں کہ:

"تہجد میں اول دو رکعتیں مختصر پڑھتے اور اس کے بعد دو رکعتیں طویل جن میں ڈیڑھ دو پارے قرأت فرماتے..... تہجد کی قرأت قدرے جہر سے ادا فرماتے پاس بیٹھا ہوا آدمی غور سے سنے تو پوری قرأت سن سکے.....

قرأت کرتے وقت اس قدر خشوع اتنا گریہ.....

سینہ مبارک سے ایسے کھولتے ہوئے گرم سانس..... جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت احادیث میں ذکر کی گئی ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ایسی پڑھا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سے رونے کی وجہ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز کی طرح سے آواز آتی تھی....."

ہر کام کی ابتدا ''بِسْمِ اللّٰہِ'' سے کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کام کی ابتدا ''بسم اللہ'' سے نہ ہو (اور ایک روایت میں ہے کہ ''الحمد للہ'' سے) تو وہ کام بے برکت ہوتا ہے۔ (السنن الکبریٰ)

بِسْمِ اللّٰہِ...... ہدایات اور سنتیں

(۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے بسم اللہ کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) خط نویسی کی اصل سنت تو یہی ہے کہ ہر خط کے شروع میں بسم اللہ لکھی جائے لیکن قرآن وسنت کے نصوص واشارات سے حضرات فقہاء نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ جس جگہ بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھا جائے، اگر اس کاغذ کے بے ادبی سے محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں بلکہ وہ پڑھ کر یونہی ڈال دیا جاتا ہے تو ایسے خطوط وغیرہ پر بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھنا جائز نہیں۔ بلکہ ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ ادائے سنت کے لیے فقط زبان سے بسم اللہ پڑھ لے تحریر نہ کرے۔

(۳) بعض لوگوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے بجائے ''۷۸۶'' کا عدد اختیار کرلیا ہے حالانکہ شریعت اسلامیہ میں اعداد کو کبھی الفاظ کا بدل تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر الفاظ اعداد کا بدل ہیں تو کیا ہم اپنے معاملات میں ان اعداد کو اس لحاظ سے استعمال کرسکتے ہیں؟ مثلاً کوئی شخص کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے ''۷۸۶'' کہہ کر کھانا کھانا شروع کردے تو کیا یہ تسلیم کیا جائے گا کہ اس شخص نے سنت ادا کرلی ہے؟ یا کوئی شخص اذان کے کلمات کے اعداد نکال کر لاؤڈ اسپیکر پر زور زور سے وہ اعداد کہے تو کیا اسے اذان سمجھا جائے گا؟ یقیناً کوئی بھی ذی علم اور عقل مند آدمی اس منطق کو قبول نہیں کرسکتا تو ''۷۸۶'' بھی بسم اللہ کا

بدل قابل قبول نہیں ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں اور سرداروں کو جو مکتوب مبارک تحریر فرمائے ان سب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی تحریر فرمائی ہے۔ (بخاری)

ایک ضروری وضاحت

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک عدد ضروری نہیں کہ ایک ہی عبارت کو ظاہر کرے بلکہ ایک سے زائد عبارتوں کو مجموعی عدد کے بھی مساوی ہوسکتا ہے۔ مثلاً یہی عدد ''۷۸۶'' جسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بدل قرار دیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے باطل معبود کرشن کے نام کا نعرہ (ہرے کرشنا) کے عدد کا مجموعہ بھی ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بجائے ''۷۸۶'' اس لیے لکھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو اسے ادب سے رکھنا چاہیے لیکن ''۷۸۶'' لکھا ہوا ہو تو اس قدر احتیاط کی ضرورت نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے خیال میں بھی ''۷۸۶'' بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بدل نہیں ہے ورنہ اگر عدد بھی بسم اللہ ہی ہے تو اس کا احترام بھی اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح بسم اللہ کا اور یہ عجیب منطق ہے ''۷۸۶'' کا عدد بسم اللہ کا بدل صرف تحریر میں سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی بلا ادب واحترام، لیکن زبان سے بولنے میں نہیں سمجھا جاتا ورنہ ہر نیک کام کرنے سے پہلے بسم اللہ کے بجائے ''۷۸۶'' کیوں نہیں کہہ دیا جاتا۔

لہٰذا مسلمانوں سے گزارش ہے کہ ''۷۸۶'' کا عدد استعمال کرنے کے بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا کریں اور اگر مختصر لکھنا ہو تو (باسمہ تعالیٰ) لکھنا بھی جائز ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکتوں اور رحمتوں سے فیض یاب ہوسکیں۔ البتہ اگر بے ادبی کا احتمال ہو تو ادائے سنت کے لیے زبان سے بسم اللہ پڑھ لیں تحریر میں نہ لائیں۔

(۴) ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو، چراغ گل کرو (لیمپ وغیرہ بند کرو) تو بسم اللہ کہو، برتن ڈھکو تو بسم اللہ کہو، کھانا کھانے، پانی پینے، وضو کرنے، سواری پر سوار ہونے اور اترنے کے وقت بسم اللہ پڑھو۔ (معارف القرآن)

بچے کی ولادت اور نام رکھنا

ہدایات اور سنتیں

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برے ناموں کو بدل کر ان کی جگہ اچھے نام رکھ دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس میں ایک شخص تھا جس کو "اصرم" کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اصرم کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ آج سے تمہارا نام زرعہ ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ نیز انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاص، عزیز، حلہ، شیطان، حکم، غراب، حباب اور شہاب ناموں کو بدل دیا تھا۔ (ابی داؤد)

فائدہ:..... اصرم:..... اصرم کے معنی کاٹنے والا کترنے والا کے ہیں۔ یہ نام نامناسب تھا۔

عاص:..... عاصی کا مخفف ہے اور نافرمانی پر دلالت کرتا ہے جب کہ مومن مسلمان کی یہ صفت نہیں، لہٰذا عاص یا عاصی نام نامناسب ہے۔

عزیز:..... چونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم پاک ہے۔ لہٰذا عبدالعزیز نام رکھنا تو مناسب ہے لیکن صرف عزیز نام ٹھیک نہیں۔

حلہ:..... حلہ کے معنی ہیں غلظت و شدت جب کہ مومن کو نرم و ملائم ہونے کے

ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

شیطان:..... شطن سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہنا۔

حکم:..... حاکم کا مبالغہ ہے اور حقیقی حاکم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہٰذا عبدالحکم نام تو صحیح ہے لیکن صرف حکم کہنا ٹھیک نہیں۔

غراب:..... غراب کوے کو کہتے ہیں اس کے معنی دوری کے ہیں۔

حباب:..... حباب شیطان کا نام ہے اور سانپ کو بھی حباب کہتے ہیں۔

شہاب:..... شہاب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں جو فرشتے شیطانوں پر مارتے ہیں۔ البتہ شہاب کی اضافت دین کی طرف کی جائے تو صحیح ہے جیسے شہاب الدین۔ (مظاہر حق)

(۲) بعض لوگ پیار و اظہار محبت کی غرض سے اپنے بچوں کے اصلی ناموں کے علاوہ ایک اور عرفی نام رکھتے ہیں۔ مثلاً محمد اسماعیل عرف پیارو، عبدالرحمٰن عرف مانی، عبدالقادر عرف قادو وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔ یہ بات اس حد تک رہ جاتی تو کچھ برا نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ یہی عرفی نام شناخت بن جاتے ہیں یہ سراسر غلط ہے اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۳) بعض لوگ خوب صورت اشیاء کے نام بھی بچوں کے لیے رکھتے ہیں، جیسے عنبری، ثریا، قمر، مہر، بدر، گلناز، گل بدن، شمیم، نسیم، کوثر، تسنیم وغیرہ۔ اگرچہ یہ نام برے نہیں مگر ان سے مذہبی تہذیب و اخلاق کی جھلک نظر نہیں آتی۔ البتہ ان منفرد ناموں کو مرکب کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں جیسے نسیم احمد، کوثر احمد، شمیم الدین، تسنیم الدین وغیرہ۔

(۴) بعض لوگ اپنی اولاد کے لیے اچھے نام تو رکھتے ہیں مگر مقامی زبان میں اس کا ترجمہ کر کے پکارتے اور لکھتے ہیں جو بالکل مہمل اور غلط طریقہ ہے جیسے تامل ناڈو زبان میں شمس الدین کو کودان کہہ کر پکارتے ہیں یا عبدالرحمٰن کو تامل زبان میں مرگمال لکھتے ہیں یہ بات بری بات ہے اور مذہبی خصوصیات سے ناواقفیت کی دلیل ہے، یہ غیر اسلامی تہذیب کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

(۵) بعض لوگ اپنے بچوں کے وہی نام رکھ دیتے ہیں جن مہینوں میں وہ بچے پیدا ہوتے ہیں جیسے رمضان اور شعبان وغیرہ یہ طریقہ بہتر نہیں ہے۔

(۶) بعض پڑھے لکھے سنجیدہ لوگ بھی غلط ناموں کے عادی ہو گئے ہیں جیسے عبدالنبی،

عبدالمنی، عبدالحسین، عبدالنات، عبدالنبی، عبدالعلی وغیرہ نام عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ اس طرح ہم لوگ شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہٰذا عبد کا لفظ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہی کسی نام کے ساتھ رکھنا چاہیے جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالغفور، عبدالسمیع اور عبدالحلیم وغیرہ۔ اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے ناموں میں سے کوئی نام رکھنا بھی باعث خیر و برکت اور شعار ملت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور نام رکھنا ہو تو اپنے بزرگوں اور علماء دین سے مشورہ کرنا بہتر ہے۔

(٧) آج کل رسم ختنہ بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے۔ بعض مسلمان لڑکیوں کے ناک اور کان چھیدتے ہیں، بڑی دعوتیں اور تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ یاد رکھیے ان رسوم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

(٨) اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کو فطرت پر پیدا کیا ہے اور وہ فطرت اسلام ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:..... (ب) اللہ کی دی ہوئی فطرت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کردہ شے کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے، یہ سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یعنی ہر بچہ فطرت اسلام اور اچھی عادات پر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا والدین اس کو صحیح ماحول میں رکھ کر اس کی اصل فطرت اسلام کو مزید پروان چڑھائیں۔ خصوصاً حد بلوغت تک پہنچنے تک اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام رکھیں۔ (سورہ روم ٣٠)

(٩) بہترین اولاد وہ ہے جو اپنے والدین کی کما حقہ خدمت کرے اور ان کی وفات کے بعد ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہیں۔ اسی طرح بہترین والدین وہ ہیں جو اپنی اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت دیں۔

(١٠) بچے کی پیدائش کے وقت والدین اور عزیز و اقارب خوش ہوتے ہیں لیکن بچہ روتا ہے لیکن جب یہ بچہ بڑا ہو کر اپنی آخری عمر کو پہنچے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہنستا ہوا جائے اور پیچھے رہ جانے والے اس کے لیے رو رہے ہوں۔

اولاد کیلئے بہترین تحفہ اچھی تربیت ہے

اولاد کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی امانت سمجھ کر اس کی قدر کی جائے۔ حسب استطاعت ان کی ضروریات کا بندوبست کیا جائے۔ ان کو بوجھ نہ سمجھا جائے بلکہ ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ شائستگی اور اچھے اخلاق و سیرت کے حامل ہوں۔ ایک حدیث میں ہے کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔ اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب اولاد کو اس کی اولاد کا یہ حق بتایا ہے کہ وہ بالکل شروع ہی سے اس کی دینی تعلیم و تربیت کی فکر کرے۔

اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو قصوروار ہوگا۔ حدیث بالا میں بھی یہی حکم ہے کہ جب بچے سات برس کے ہو جائیں تو اس وقت سے ان کو نماز کی تاکید شروع کر دینی چاہیے تاکہ انہیں نماز کی عادت کم سنی ہی سے ہو جائے اور بچوں کو صحبت بھی اچھی دینا چاہیے کیونکہ بچہ ماحول اور صحبت کا اثر جلدی لیتا ہے۔ بچوں کو صحیح تربیت اور اچھی صحبت دینے کے ساتھ ساتھ ان کی کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے۔ جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے یوں دعا مانگی تھی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

ترجمہ:..... اے رب! عطا کر مجھ کو پاکیزہ اولاد۔ (سورہ آل عمران: ٣٨)

ایک دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف کی ہے جو اولاد اور بیوی کے لیے اور ان کے نیک صالح ہونے کے لیے اپنے پروردگار سے دعائیں کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ

ترجمہ:..... یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار لوگ ایسے ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بیوی بچے ایسے عطا فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (سورۃ الفرقان:۷۴)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد یہ ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول دیکھے۔ (معارف القرآن) اور اولاد و ازواج کی ظاہری صحت و عافیت اور خوشحالی بھی اس میں شامل کی جائے تو وہ بھی درست ہے۔

بچوں کی تربیت...... چند ہدایات اور سنتیں

(۱) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔ (الترمذی)..... نیز مسلمان بچہ کا پہلا حق یہ ہے کہ پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دی جائے اور آخری حق یہ ہے کہ اس کی وفات پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اس طرح یہ بتلا دیا گیا کہ مسلمان کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے اور وہ زندگی بس اس طرح گزرنی چاہیے جس طرح اذان کے بعد نماز کے انتظار اور اس کی تیاری میں گزر جاتی ہے۔ (الترمذی)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے بچوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے اور تحنیک فرماتے تھے۔......

فائدہ:..... کھجور یا ایسی ہی کوئی چیز چبا کر بچے کے تالو پر مل دیں اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیں جو خیر و برکت کا باعث ہو اس عمل کو تحنیک کہتے ہیں۔ کتب حدیث میں تحنیک کے بہت سے واقعات مروی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ جب بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی مقبول اور صالح بندے کے پاس لے جائیں، اس کے لیے خیر و

برکت کی دعا بھی کرائیں اور تحنیک بھی کرائیں۔ یہ ان سنتوں میں سے ہے جن کا رواج بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ (مسلم، کتاب الآداب)

(۳) صحیح بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ جس کو بچہ عطا فرمائے وہ عقیقہ کرے) لہٰذا بچہ کی طرف سے قربانی کرو اس کا سر صاف کرادو۔

عقیقہ ساتویں روز کیا جائے۔ (ترمذی) اگر ساتویں روز نہ ہو سکے تو پھر چودھویں روز ورنہ اکیسویں روز۔

(۴) لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ عقیقہ کے جانور نر ہوں یا مادہ۔ (ابوداؤد)..... اگر وسعت ہو تو دو ورنہ ایک بھی کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ کیا تو ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔ (ابوداؤد)

فائدہ:..... احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں صورتیں ثابت ہیں۔ یعنی لڑکے کے لیے ایک بکرا بھی اور دو بھی۔ نیز عقیقہ کے جانوروں کے رنگ کی کوئی قید نہیں اور عقیقہ کے جانور کے متعلق بھی وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانور کے متعلق ہیں۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کے ساتھ پکارے جاؤ گے۔ لہٰذا تم اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

وضاحت:..... ان ناموں کے پسندیدہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ اس میں بندے کی عبدیت کا اعلان ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام بھی پسندیدہ ناموں میں سے ہیں۔ چنانچہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا تھا اور اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام بھی پسندیدہ

ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نام بھی صحیح ہیں جو معنوی لحاظ سے اچھے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہی رہنمائی ملتی ہے کہ باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام [illegible] اپنے کسی بزرگ سے رکھوالے۔

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے اس کو چاہیے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اس کو اچھی تربیت دے۔ پھر جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست کرے، اگر شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی (اپنی غفلت اور بے پروائی سے) اس کی شادی کا بندوبست نہ کیا اور وہ اس کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو گیا تو اس کا باپ (بھی) اس گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔ افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دوسروں کے رسم و رواج کی تقلید میں شادی کو بے حد بوجھل بنالیا ہے۔ اگر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں تو یہ کام اتنا آسان ہو جائے جتنا کہ فقط جمعہ کی نماز کا ادا کرنا۔ پھر نکاح و شادی میں وہ برکتیں حاصل ہوں جن سے ہم بالکل محروم ہیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ہیں (جن کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے)...... (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جاتا ہے۔ (۳) نیک صالح اولاد جو اس کے لیے دُعا کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے صاحبزادے) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیا اور انہیں بوسہ دیا اور ناک لگائی۔ (بخاری)

(۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ یہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (بخاری)

(۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا (اور ذمہ داری کو پورا کیا) تو یہ بیٹیاں ان کے لیے جہنم سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔

(۱۱) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو بچی تھیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ مبارک پر سوار تھیں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، جب آپ رکوع کرتے تو انہیں آہستہ سے اُتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اُٹھا لیتے۔ (بخاری)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے جن کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تھی۔ ان کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ امامہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبت فرماتے تھے اور امامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانوس تھی۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں ایک زریں ہار آیا، تمام ازواج مطہرات اس وقت جمع تھیں اور امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے گوشہ میں مٹی سے کھیل رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہار میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ سب کا گمان تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ کو بلایا اور اوّل ان کی آنکھوں کو اپنے دست مبارک سے پونچھا، پھر وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ (سیرۃ مصطفیٰ حصہ سوم بحوالہ ابن سعد)

لباس...... ہدایات و سنتیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دُنیا میں شہرت (اور دکھاوے) کے لیے کپڑا پہنے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ" (معارف القرآن)

(۲) جس نے دُنیا میں ریشم (کا کپڑا) پہن لیا اس کو وہ آخرت میں پہننے کو نہ ملے گا۔ دوسری روایت میں فرمایا: دُنیا میں وہ شخص ریشم پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (بخاری)

البتہ تین چار انگل ریشم مرد کے لیے جائز ہے۔ (مسلم)

(۳) سفید لباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ (ترمذی)

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص (کرتا) پسند تھا۔ (ابی داؤد)

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستینیں ہاتھوں کے پہنچوں تک ہوتی تھیں۔ کرتے کا گلا سینے کی طرف ہوتا تھا اور اتنا فراخ کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ ڈال کر پشت کی جانب مہر نبوت کو برکت کے لیے چھو لیا تھا۔ (ابی داؤد)

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا تھا جبکہ مسلم کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسی طرح ہدایت فرمائی تھی۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ خریدا ہے لیکن عمر بھر تہبند ہی استعمال فرمایا

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاجامہ محبوب (پاجامے کے ستر کو بہتر طرح ڈھانپنے کی وجہ سے) تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پاجامہ پہنا کرتے تھے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۸) کپڑا جب تک پیوند لگانے کے لائق نہ ہو جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیب تن فرماتے۔ (یعنی جب تک پیوند لگا کر پہنا جا سکتا تھا، آپ زیب تن فرماتے تھے) البتہ جب اتنا بوسیدہ ہو جاتا کہ پیوند نہ لگ سکتا تو آپ اس کو ترک فرما دیتے۔ دوسری روایت میں فرمایا اگر نیا کپڑا پہننے کے بعد پرانا کپڑا نہ پہنے تو کسی غریب کو صدقہ کر دے۔ (مسند احمد)

(۹) مرد کو پاجامہ، شلوار اور تہبند وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ حدیث میں فرمایا: ٹخنوں کا جو حصہ ازار سے ڈھکا ہو گا وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری)

(۱۰) سوتی کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ استعمال فرمایا اور حبشی کپڑا بھی استعمال فرمایا۔ (اسوۂ رسول اکرم)

(۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں پسینے کی وجہ سے بو پھیلتی تو ان کو اتار دیتے تھے۔

(۱۲) گندے کپڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت تھی۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس شخص کو کوئی چیز (صابن وغیرہ) نہیں ملتی جس سے وہ اپنے کپڑوں کو دھو لے۔ (ترمذی)

(۱۳) سر پر عمامہ باندھنا سنت ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ عمامہ باندھا کرو اس سے علم میں بڑھ جاؤ گے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان ہوتا تھا۔ (اسوۂ رسول اکرم) سفید عمامہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا بھی سنت ہے۔ (ابی داؤد) شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ تقریباً سات گز تھا۔ (ترمذی)

(١٤) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑے کی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے جو سر کے ساتھ چمٹی ہوتی تھی۔ (اسوۂ رسول اکرم)

(١٥) عورتوں کی چادر اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ایک بالشت بلکہ ایک ہاتھ زمین پر گھسٹتی چلتی تھی۔ (ترمذی)

(١٦) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ دھاری دار کپڑا بھی پہنا ہے۔ (ابوداؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کالی کملی (چادر) بھی اوڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

(١٧) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند کو ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے تھے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچے ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی لنگی (تہبند) آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں کے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جائے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے۔ (بخاری)

(١٨) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے (مثلاً پینٹ وغیرہ پہنے) وہ گویا اسی قوم میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

(١٩) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو جو باوجود مال دار ہونے کے خراب اور خستہ کپڑے پہنے ہوئے تھا نصیحت فرمائی کہ اگر اللہ نے تجھے مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت کے اثر کو ظاہر کر اور اس نے جو تجھ کو عزت دی نمایاں کر (لیکن دکھلاوا یعنی ریا نہ ہو)۔ (ترمذی)

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو یہ بات مرغوب ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندوں پر ظاہر ہو۔ (ابوداؤد)

(٢٠) ایک شخص دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی)

(٢١) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زیب و زینت کے لباس کو (باوجود وسعت کے) کسر نفسی یا تواضع کے لیے چھوڑے گا اللہ اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائیں گے اور جو شخص اللہ کے لیے نکاح کرے اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھیں گے۔ (ابوداؤد)

(٢٢) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز پہنتے، لباس زیب تن فرماتے یا جوتیاں پہنتے تو پہلے داہنی طرف سے شروع فرماتے اور جب لباس یا جوتا اتارتے تو پہلے بائیں طرف سے شروع فرماتے۔ (بخاری)

(٢٣) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کپڑے کو اس طرح لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ دونوں ہاتھ اندر آ جائیں۔ نیز اس طرح کپڑا لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ ستر کھل جائے۔

(٢٤) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ بہت پسند تھا حبرہ سرخ یا سبز دھاریوں کی چادر تھی۔ (بخاری)

لباس میں معمول مبارک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف کی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیب تن فرماتے اور تعیین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی لباس قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ و نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ و حقیر کا خیال فرماتے جو کچھ موجود میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا کرتے۔ اکثر حالتوں میں آپ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا..... جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے..... منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں..... (شیخین نے روایت کیا ہے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند جانتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور پشت پر اونچا رکھتے.... (مدارج النبوۃ)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض کرتے یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ" (اکبر طبرانی)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے...." ایک اور حدیث شریف میں ہے: "اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ یُحِبُّ اللَّطَافَۃَ"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند کرتا ہے...." چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفود کے آنے پر ان کے لیے تجمل فرماتے اور جمعہ و عیدین کے لیے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدا لباس مخصوص رکھتے تھے.... (مدارج النبوۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین لباس قمیص (کرتہ) تھا.... اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا.... (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا؟ کہ کیا تیرے پاس از قسم مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے.... پھر فرمایا: خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے.... مطلب یہ ہے کہ تونگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو اور ایک اچھے

ہوئے بالوں والے پریشان حال کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے.... (یعنی بالوں کو کنگھا کرے) اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے.... فرمایا: کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھولے.... (یعنی صابن وغیرہ) (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے.... چاہیے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی سفید کفن دیں.... (مدارج النبوۃ۔۔۔شمائل ترمذی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کالی کملی اوڑھا کرتے تھے.... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی.... (شمائل ترمذی)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا.... (مدارج النبوۃ)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پشمینہ یعنی اونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے.... (مدارج النبوۃ)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں اطیب و لطیف تھے اس لیے اس کی علامت آپ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ کے جسم اطہر پر کبھی مکھی بیٹھتی تھی.... (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

لباس کے معاملہ میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہے جس کا آپ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی یا خود اس پر مسلسل عمل فرمایا.... آپ کا طریقہ (سنت) لباس یہ ہے کہ کپاس کا بنا ہوا یا صوف کا کتان کا بنا ہوا کوئی سا بھی ہو اور جو بھی لباس میسر

آئے پہن لیا جائے.....آپ نے یمنی چادریں..... جبہ..... قبا..... قمیص..... تہبند..... (سادہ)..... موزہ..... جوتا..... ہر چیز استعمال فرمائی ہے.....آپ نے دھاری دار (دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے.....سیاہ لباس اور سبز..... آستین والا لبادہ بھی پہنا ہے.....(زادالمعاد)

پاجامہ:۔ آپ نے ایک پاجامہ بھی خریدا ہے اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کے لیے خریدا ہوگا اور اصحاب کرام آپ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے.....(زادالمعاد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کمبل اور موٹے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی.....(زادالمعاد)

قمیص مبارک:۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ (قمیص) سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا نہ تھا اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی..... بیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ کے پاس صرف ایک ہی کرتہ تھا..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے لیے بچا کر رکھنے کا نہ تھا..... نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لیے بچانے کا تھا اور بعض اوقات کوئی کپڑا..... کرتہ..... چادر..... لنگی یا جوتہ دو عدد نہ ہوتے تھے..... مناوی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کا کرتہ (قمیص) زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی..... دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کا کرتہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا.....(شمائل ترمذی)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی.....(شمائل ترمذی۔ خصائل نبوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قمیص (کرتہ) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کشادہ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور جبہ وغیرہ پہنچے تک مگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا کرتہ (قمیص) وطن کے کرتے سے لمبائی میں تنگ اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا.....(زادالمعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔ کبھی آپ اپنے کرتے کا گریبان کھولا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے (شمائل ترمذی)

جب آپ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں.....(زادالمعاد)

ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے.....(ابن سعد)

عمامہ:۔ عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے..... چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے علم میں بڑھ جاؤ گے.....(فتح الباری)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے.....(عینی)

مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے سیاہ عمامہ آپ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا.....(خصائل نبوی)

آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے.....(نشر الطیب۔ شمائل ترمذی)

آپ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے..... شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ عمامہ تقریباً سات گز کا ہوتا تھا.....(خصائل نبوی)

عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے..... وطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے..... آپ نے سوزنی لگائے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے..... (السراج المنیر)

تہبند اور پاجامہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی پاجامہ پہننا منقول نہیں ہے..... بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحاب کو پہنتے دیکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاجامہ پہنتے ہیں؟ تو فرمایا کہ پہنتا ہوں..... مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے..... (خصائل نبوی۔ زاد المعاد)

آپ کی تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی (شمائل ترمذی) بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور ڈھائی ہاتھ چوڑی اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی.....

تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے..... تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا رہتا..... (خصائل نبوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی لنگی آدھی پنڈلی تک ہونی چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت میں حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر نہیں کریں گے..... (ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی..... (شمائل ترمذی)

کبھی آپ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر

ڈال لیتے..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے..... سفید لباس تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا ہی مگر تمیں لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا..... (زاد المعاد) خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا..... جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکر ان الفاظ میں ادا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَاصُنِعَ لَهٗ..... (زاد المعاد)

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَاصُنِعَ لَهٗ

ترجمہ: (اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ جس کیلئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔ جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے.....) نیز یہ دعا فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ"

ترجمہ: (سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ جس نے مجھے کپڑا پہنایا۔ جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اسکے ذریعے خوبصورتی حاصل کرتا ہوں اور جو کپڑا پرانا ہو جاتا اسے خیرات کر دیتے) (زاد المعاد)

آپ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے کبھی کبھی صوف اور کتان کا لباس بھی پہنا ہے۔ (زاد المعاد)

آپ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو..... غالباً لیٹنے کی حالت میں یہ معمول تھا..... حضرت ابو رمثہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے..... (شمائل ترمذی)

نعلین شریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔۔۔ آپ نے بے بال چڑی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپ کے نعلین مبارک میں انگلیاں میں پہننے کے دو تسمے تھے۔۔۔ (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دُہرا تھا۔۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعلین پاک ایک بالشت دو انگلیوں کے برابر لمبا تھا اور سات انگل چوڑا تھا اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔۔۔ بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے تھے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور آپ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔۔۔ (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں انگلیاں زمین سے لگ جاتی تھیں) آپ نے بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا بھی پہنا ہے۔۔۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو دائیں طرف سے ابتداء کرنا چاہیے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے۔۔۔ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہیے اور نکالنے میں مؤخر۔۔۔ (شمائل ترمذی)

جوتا بھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔۔۔ آپ اپنا جوتا اُٹھاتے تو اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اُٹھاتے۔۔۔ (شمائل ترمذی)

❀❀❀

کھانے کے آداب اور سنتیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اللہ کا نام لے کر (یعنی بسم اللہ یا السلام علیکم کہہ کر) گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے بھائیوں سے کہتا ہے۔ "لامبیت لکم ولا عشاء" تمہارے لیے اس گھر کے دروازے بند ہو چکے ہیں اور کھانے میں بھی تم شریک نہیں ہو سکتے (یعنی نہ یہاں رہ سکتے ہو نہ کھا سکتے ہو) اور اگر کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لینا (بسم اللہ وغیرہ کہنا) بھول جائے تو شیطان اپنے بھائیوں سے کہتا ہے کہ تم نے رہنے کے لیے گھر پا لیا اور جب بندہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا بھول گیا تو شیطان کہتا ہے "ادرکتم المبیت والعشاء" یعنی گھر میں رہنے کے ساتھ ساتھ کھانے میں بھی شریک ہو سکتے ہو۔ (مسلم، کتاب الاشربۃ)

(۱) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا۔ (ترمذی)

(۲) دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، اسی طرح کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کھانا لینا ہو تب بھی دایاں ہاتھ استعمال کرنا۔ (مسلم، کتاب الاشربۃ)

(۳) اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا، کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت (اور محبت) ہوگی۔ (ابو داؤد)

(۴) کھانے کی ہر مقدار اور ہر طرح کے کھانے پر قناعت کر لینا یعنی جتنا اور جیسا کھانا مل جائے اس پر راضی رہنا اور اللہ کا فضل سمجھ کر کھانا۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۵) کھانا کھانے کے لیے اکڑوں بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور سرین زمین پر ہو یا ایک گھٹنا کھڑا ہو اور دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر

قعدہ کی حالت میں بیٹھے اور آگے کی طرف ذرا جھک کر کھانا کھائے۔ (مسلم، کتاب الاشربہ)

(۶) جوتے اُتار کر کھانا کھانا۔ (دارمی)

(۷) کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ ہو اور بڑا ہو اُن سے شروعات کرانا۔

(۸) دسترخوان کو زمین پر بچھا کر کھانا کھانا۔ (بخاری)

(۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا "بسم اللہ علی برکۃ اللہ" پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔ (ابوداؤد)

(۱۰) اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے تو یوں پڑھے "بسم اللہ اوّلہ واٰخرہ" (ابوداؤد)

(۱۱) کھانا اپنی جانب والے کنارے سے شروع کرنا۔ برتن کے بیچ میں یا دوسرے آدمی کے آگے ہاتھ نہ ڈالنا۔ (ترمذی) (۱۲) کھانے میں پھونک نہ مارنا۔ (ترمذی)

(۱۳) دسترخوان پر مختلف کھانے ہوں تو ہاتھ گھمانا جائز ہے۔ (ترمذی)

(۱۴) گوشت کا بڑا پیس ہو تو اس کو چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے۔ (ترمذی)

(۱۵) تیز گرم کھانا نہ کھائیں۔ (مستدرک)

(۱۶) کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ زمین پر گر جائے تو چاہیے کہ اس کو اُٹھا لے اور اس کو صاف کر کے کھا لے۔ اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ (مسلم)

(۱۷) جب کھانا کھا چکے تو انگلیوں کو چاٹ لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (بخاری)

(۱۸) کھانا کھانے کے درمیان کوئی آجائے تو اس کو کھانے کی دعوت دینا۔ (ابن ماجہ)

(۱۹) جس خادم نے کھانا پکایا ہو اسے کھانے میں شامل کرنا یا اس کو کھانے میں سے کچھ الگ دے دینا۔ (ترمذی)

(۲۰) اس گھر میں خیر و برکت ہوگی جس گھر میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کی عادت ہو۔ (ابن ماجہ)

(۲۱) جو شخص پیالے میں کھائے اور پھر اس کو چاٹے تو پیالہ (وغیرہ) اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۲۲) اگر آپ کا ساتھی کھانا کھا رہا ہے تو حتی الوسع اس کا ساتھ دیں تا کہ وہ پیٹ بھر کر کھالے، مجبوری ہو تو عذر کر لے۔ (ابن ماجہ)

(۲۳) دسترخوان پہلے اُٹھایا جائے اس کے بعد کھانے والے اُٹھیں۔ (ابن ماجہ)

(۲۴) کسی دوسرے کے دسترخوان پر کھانا کھائے تو اس کے لیے یہ دُعا بغیر ہاتھ اُٹھائے پڑھے: "اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ" (مسلم)

(۲۵) کھانا کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھنا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" (ترمذی)

(۲۶) گھر میں سرکہ اور شہد رکھنا سنت ہے۔ (ترمذی)

(۲۷) کھانا کھانے کے بعد جب انگلیاں چاٹیں تو پہلے بڑی انگلی، اس کے بعد کلمے والی انگلی اس کے بعد انگوٹھا (اگر بقیہ انگلیاں استعمال ہوئی ہوں تو بعد میں)۔ (اسوۂ رسول)

(۲۸) دسترخوان اُٹھ جائے تو یہ دُعا پڑھنا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا" (بخاری)

(۲۹) کھانے میں سرکہ کا استعمال رکھنا۔ (ترمذی)

(۳۰) کھانا کھانے کے بعد پانی نہ پینا (پہلے یا درمیان میں پی لیں) (بخاری)

(۳۱) کھانا کھانے کے بعد فوراً نہیں سونا چاہیے یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے۔

(۳۲) دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا مسنون ہے۔

(۳۳) ٹیک لگائے بغیر کھانا۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۴) جب موسم کا پہلا پھل کھائیں تو یہ دُعا پڑھیں:
"اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ اَرِنَا اٰخِرَہٗ" اس کے بعد سنت یہ ہے کہ پہلے کسی معصوم بچے کو کھلائیں بعد میں خود کھائیں۔ (اسوۂ رسول)

(۳۵) بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ تا کہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آجائے۔ (اسوۂ رسول اکرم)

مسنون غذاؤں کے نام

اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، دنبہ، مرغ، خرگوش، نیل گائے اور پرندوں کا گوشت، کھجوریں اور پکی نیم پختہ ہر قسم کی کھجوریں۔ خشک چھوارے، جو کی روٹی، گندم کی روٹی، روٹی پر کھجوریں رکھ کر دونوں کو ملا کر کھانا، سرکہ اور روٹی، شوربے میں روٹی بھگو کر جس کو ثرید کہتے ہیں۔ گوشت دھوپ میں سوکھا ہوا، بھنا ہوا، سالن کے ساتھ پکا ہوا۔ گوشت شانہ اور دست کا گوشت، پٹھ کا گوشت، جسم کے اگلے حصے کا گوشت، دل، کلیجی، سرخاب کا گوشت، گیہوں کا حریرہ جو کے آٹے میں زیتون کا تیل ڈال کر جس میں کالی مرچیں اور دیگر مصالحہ توڑ کر ڈال دیا گیا تھا۔ جو آٹا اور چقندر ملا کر پکایا گیا، زیتون کے تیل سے روٹی لگا کر گھی سے روٹی چپڑ کر، پنیر و چھوارے اور گھی ملا کر کھانا بنایا ہوا، جو کی روٹی سالن کے ساتھ، کبھی پانی کے ساتھ کدو، پنیر اور مکھن کے ساتھ چھوارے اور گھی ملا کر کھانا بنایا ہوا، کبھی پانی کے ساتھ چھوارے اسی طرح خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، کھجوروں کے ساتھ ملا کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد مرغوب تھا۔ (ترمذی) (شرح سفر السعادات)

آپ کو کھرچن اچھی معلوم ہوتی تھی۔ (نشر الطیب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کے فوائد بیان فرمائے ہیں

سنترہ (بخاری) پیاز (ق) لہسن، کلونجی، رائی، میتھی، سونٹھ، روغن زیتون، سنا مکی، گھی کے برتن میں شہد ڈال کر اس کو ملا کر چاٹنا، سیب، چربی، ایلوا، عود ہندی، پیلو کے درخت کا پھل، بیر وغیرہ۔ (نشر الطیب)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔۔۔۔ (شمائل ترمذی)

(یعنی کھجوروں سے اگرچہ اس کی نوبت آ گئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو) کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے۔۔۔۔ (خصائل نبوی)

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا۔۔۔۔ (بخاری و شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا۔۔۔ نہ چھوٹی طشتریوں میں کھایا نہ آپ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی۔۔۔ آپ کھانا چمڑے کے دسترخوان پر تناول فرماتے تھے۔۔۔۔ (شمائل ترمذی)

مرغوبات:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔۔۔۔ (شمائل ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے: کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے۔۔۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔۔۔۔ (ابن ماجہ)

ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لیے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے۔۔۔۔ (شمائل ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ونگ کا گوشت پسند تھا۔۔۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔۔۔ (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا) دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔۔۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے (خصائل نبوی)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت بہترین گوشت ہے۔۔۔۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا۔۔۔ (ابن ماجہ۔۔۔ شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔۔۔ (زاد المعاد)

آپ نے مرغ۔ سرخاب۔ بکری۔ اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا۔ آپ ثرید (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی) کو پسند فرماتے تھے۔۔۔ آپ پنیر اور ستو بھی کھاتے تھے۔ آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا ملیدہ بھی) کھایا ہے۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔۔۔ آپ ککڑی خرمہ کے ساتھ کھاتے تھے۔ جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو اور آپ خرما تر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے۔ یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے۔ (ابن ماجہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔۔۔ (نشر الطیب)

کھانا کھانے میں مہمان کی رعایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمانوں سے کھانے کے لیے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے۔ ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا: اشرب۔۔۔ اور پیو اور پیو۔۔۔ یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا قسم ہے اس خدائے برتر کی! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے۔۔۔ (بخاری۔۔۔ مدارج النبوۃ)

کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپ ہی اٹھتے کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ جب دوسروں کو کھانے سے اُٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اُٹھ جاتے ہیں۔۔۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے۔۔۔ (زاد المعاد۔۔۔ ابن ماجہ۔۔۔ بیہقی۔۔۔ مشکوٰۃ)

اگر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا پینے کی عنایت فرماتے تو داہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حق دار سمجھتے اور اس کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لیتے۔۔۔ یہ ترتیب اور یہ عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا گو بائیں طرف کا آدمی کتنی ہی بڑی شخصیت کا ہوتا۔۔۔ (بخاری و مسلم۔۔۔ زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی مدعو ہوتے اور کوئی شخص بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپ اس کو ساتھ لے لیتے مگر داعی کے گھر پہنچ کر داعی سے اس کے لیے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ رکھتے۔۔۔ (مدارج النبوۃ)

کھانے کے متعلق مزید سنتیں

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے جب تک اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا اور فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔۔۔ (دارمی۔۔۔ مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اُتار ڈالو اس لیے کہ جوتوں کے اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔۔۔ (ابن ماجہ۔۔۔ مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ مضر ہضم ہے۔۔۔

جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہیے۔۔۔۔(مدارج النبوۃ)

آپ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے۔۔۔۔ اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہوں اور فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپا لاتا ہے۔ (جامع ترمذی۔۔۔ سنن ابن ماجہ۔۔۔ زاد المعاد)

کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے (مسلم)

آپ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے تھے (دل میں قساوت پیدا کرتا ہے)(زاد المعاد)

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا بھی مسنون ہے۔۔۔۔(زاد المعاد)

جس قدر کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہیے۔۔۔۔(موطا امام مالک)

اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کے لیے کھاتا ہوں۔۔۔۔(الترغیب والترہیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے تھے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کیلئے اور ایک تہائی پانی کیلئے اور ایک تہائی خود معدہ کیلئے چھوڑ دینا چاہیے۔ (زاد المعاد)

پھلوں۔۔۔ ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد)

کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے (ابن ماجہ)

چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعث برکت ہوتا ہے۔۔۔۔(ابوداؤد)

کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔۔۔۔(مشکوٰۃ)

کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا پیالہ سے گر جائے اسے اٹھا کر کھا لینا بھی ثواب ہے۔۔۔۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی۔۔۔۔ برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے اور انہیں عافیت دی جاتی ہے۔۔۔۔(مدارج النبوۃ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اسکی اولاد حسین و جمیل پیدا ہوتی ہے اور اس سے ناداری دور کی جاتی ہے۔۔۔۔(مدارج النبوۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر جبکہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کرانا چاہیے (مسلم)

کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔۔۔ شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔۔۔۔(ابن ماجہ۔۔۔ مسلم)

کھانے کے درمیان کوئی شخص آ جائے۔ تو اسے کھانے کے لیے پوچھ لینا چاہیے۔ (ابن ماجہ)

دسترخوان پہلے اٹھا لیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔۔۔۔(ابن ماجہ)

نئے پھل کا استعمال

جب آپ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا ارشاد فرماتے: "اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ اَرِنَا اٰخِرَهٗ"
ترجمہ: (اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھلایا (اسی طرح اس کا آخر بھی ہمیں دکھا) اور پھر آپ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا، اسکو عنایت فرماتے۔۔۔۔(صلی اللہ علیہ وسلم)(زاد المعاد)

پانی پینے کے آداب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اس طرح پانی پینا) سیراب کرتا ہے، صحت بخش ہے اور جلد ہضم ہوتا ہے۔ (بخاری)

پانی پینے کی سنتیں

پانی پینے کے متعلق سنتیں نقل کی جاتی ہیں:

(۱) دائیں ہاتھ سے پانی پینا کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پانی پیتا ہے۔ (مسلم)

(۲) تین سانس میں پانی پینا اور سانس برتن سے منہ الگ کرکے لینا چاہیے۔ (مسلم)

(۳) پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا۔ (ترمذی)

(۴) پینے کی چیز میں پھونک نہ مارنا۔ (ابی داؤد)

(۵) پانی دیکھ کر پینا۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶) بیٹھ کر پانی پینا۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۷) آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا۔ (بخاری)

(۸) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ (بخاری)

(۹) مشکیزے کے منہ سے یا جس برتن سے یکدم پانی نکل آنے کا خدشہ ہو اس سے منہ لگا کر نہ پینا۔ (بخاری)

(۱۰) چاندی یا سونے کے برتن میں کھانا نہ پینا۔ فائدہ: فرمایا جو شخص چاندی یا سونے

کے برتن میں کھاتا ہے یا پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکاتا ہے۔ (بخاری)

(۱۱) برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے نہ پینا۔ (ابی داؤد)

(۱۲) شب کو رکھا ہوا پانی دن کو پینے میں استعمال کرنا (یعنی ٹھنڈا پانی نوش کرنا) (بخاری)

(۱۳) جو شخص دوسروں کو پلائے اس کا خود آخر میں پینا۔ (ترمذی)

(۱۴) جو شخص دوسروں کو دینا ہو تو (پہلے) دائیں جانب والے کو دینا۔ (بخاری)

(۱۴) خود پی کر دوسروں کو دینا ہو تو ... "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ" اور دودھ پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ" (جامع ترمذی)

(۱۵) ہر پینے کی چیز پی کر یہ دعا پڑھنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھا اور ٹھنڈا پانی پسند فرماتے تھے۔ (جامع ترمذی)

(۱۶) رات کو چھوارے یا انگور پانی میں بھگو کر رکھ دیں اور صبح کو ان کا پانی پینا (اس کو نبیذ تمر یا نبیذ عنب کہتے ہیں) اگر گرمی کی وجہ سے یا دیر تک رکھا رہنے کی وجہ سے نشہ پیدا ہو جائے تو ہرگز نہ پییں۔ نشہ آور چیز حرام ہے۔

(۱۷) کوئی مشروب خود پی کر دوسرے کو بقیہ دینا ہو تو دائیں جانب والے کا حق ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(۱۸) جو شخص دوسروں کو پلائے وہ خود سب سے آخر میں پیئے (ترمذی)

(۱۹) شب کو رکھا ہوا باسی پانی دن کو پینے میں استعمال کرنا (بخاری)

(۲۰) ہر پینے کی چیز پی کر (سوائے دودھ کے) یہ دعا کرنا۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ

اور دودھ پینے کے بعد یہ دعا کرنا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (جامع ترمذی)

(۲۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس کے باہر لوہے کی پتی چڑھی ہوئی تھی۔ ہر پینے کی چیز اس میں ڈال کر پی لیتے تھے۔ ایک روایت میں شیشے کا پیالہ بھی آیا ہے۔ ([illegible])

مشروبات میں عادت طیبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصول شفاء کیلئے اچھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹالے.... (زادالمعاد ۔ شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا.... (زادالمعاد)

کھانے کے بعد پانی پینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں.... (زادالمعاد)

آپ ورزش کے بعد تھکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے.... (زادالمعاد)

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو.... (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آ رہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا.... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ سے منقول ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے.... نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے.... (زادالمعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دعا پڑھنی چاہیے: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ" ترجمہ: (اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما) اور جب دودھ عطا فرمادیں تو یہ دعا پڑھنا چاہیے: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ" (شمائل ترمذی) ترجمہ: (اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے اور زیادہ نصیب فرما)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ آب شیریں و سرد کو پسند فرماتے.... آپ کے لیے دور سے پانی لایا جاتا تھا.... (خصائل نبوی ۔ مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے.... (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کو پسند فرماتے تھے.... آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے کھانے کے بعد دعا فرماتے: "اَللّٰهُمَّ زِدْنَا خَيْرًا مِّنْهُ" ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما۔" (شمائل ترمذی)

آپ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی.... (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آب زم زم کا ڈول لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا) (شمائل ترمذی) بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آب وضو اور آب زم زم کے ساتھ خاص ہے.... (مدارج النبوۃ)

بیت الخلاء...... ہدایات

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے، فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

"بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور گندگی سے بچنے والے۔" (تفسیر عثمانی)

دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے پاکیزگی کا خاص اہتمام کرنے والی ایک جماعت کی مدح فرمائی، فرمایا:

"فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ"

"اس (بستی) میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔" (تفسیر عثمانی)

حضرت ابو ایوب انصاری، جابر اور انس رضی اللہ عنہم اجمعین راوی ہیں کہ جب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی جس میں قباء میں رہنے والے انصار کی ایک جماعت کی پاکیزگی کی تعریف فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت اللہ تعالیٰ نے پاکی کے معاملہ میں تمہاری تعریف کی ہے تمہاری پاکی کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا کہ ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت (ناپاکی) سے غسل کرتے ہیں اور ڈھیلے کے بعد پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ذاک فعلیکموہ"

"یہی (بات خدا کی محبت کا سبب) ہے لہٰذا تم اسے لازم پکڑو۔" (ابن ماجہ)

اس آیت کے پہلے جملے میں پاکیزگی حاصل کرنے والوں کی تعریف فرمائی اور

دوسرے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکی ہی کو پسند فرماتے ہیں اور یہ سنت رسول ہی میں ممکن ہے۔

بیت الخلاء کے بارہ میں سنتیں

(١) پانی لینے کے لیے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھولیں، پھر پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔ (ترمذی)

(٢) استنجاء کے لیے پانی اور مٹی کے ڈھیلے دونوں لے جائیں۔ تین یا پانچ پتھر ہوں تو مستحب ہے۔ (بخاری) اگر پہلے سے بیت الخلاء میں انتظام کیا گیا ہو تو کافی ہے۔ اگر ایک کا کیا گیا ہو مثلاً پانی کا تو ڈھیلے کا انتظام خود کر کے جائیں۔ آج کل فلش بیت الخلاؤں میں ڈھیلوں کی وجہ سے پانی کی نکاسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اس لیے بیت الخلاء میں ٹوائلٹ پیپر کا استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ فلش خراب نہ ہو۔

(٣) سر ڈھانک کر اور جوتا پہن کر بیت الخلاء میں جانا۔ (بہشتی زیور)

(٤) بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنا:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

"یعنی میں ناپاک جنوں، جنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔" (بخاری)

فائدہ: اس دعا کی برکت سے خبیث شیاطین اور بندہ کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے جس سے وہ شرم گاہ نہیں دیکھ پاتے۔ (ابن ماجہ)

(٥) بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھنا۔ (بہشتی زیور)

(٦) شرم گاہ کھولتے وقت آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہونا ممکن ہو نیچے ہو کر کھولنا۔ (ابی داود)

(٧) انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآنی آیات یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

لکھا ہو (اور وہ دکھائی دیتا ہو) تو اس کو باہر ہی چھوڑ جانا۔ (ابی داود)

فائدہ: تعویذ وغیرہ اگر موم جامہ کیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اسے ساتھ لے کر جانا جائز ہے۔ انگوٹھی وغیرہ اگر جیب میں ڈال کر جائیں تو یہ بھی جائز ہے۔

(۸) رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور نہ پیٹھ بلکہ شمالاً جنوباً ہو کر بیٹھنا یا ترچھے ہو کر بیٹھنا۔ (بخاری)

(۹) رفع حاجت کے وقت بلا ضرورت شدید کلام نہ کرنا اسی طرح زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہ کریں۔ اگر چھینک آئے تو دل میں الحمدللہ کہے۔ (ابن ماجہ)

(۱۰) داہنے ہاتھ سے عضو مخصوص کو نہ چھونا اور نہ ہی داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔ (بخاری)

(۱۱) پیشاب پاخانوں کی چھینٹوں سے انتہائی احتیاط برتنا کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ (ابی داود)

(۱۲) بیت الخلاء نہ ہونے کی صورت میں جیسے جنگل یا شہر سے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آ جائے تو اس وقت کسی چیز کی آڑ میں بیٹھنا یا قضائے حاجت کے لیے اتنا دور چلے جانا کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ (ابی داود)

(۱۳) مذکورہ بالا صورت میں پیشاب کرنے کے لیے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ چھینٹے نہ پڑیں اور زمین چھینٹوں کو جذب کرتی چلی جائے۔ (جامع ترمذی)

(۱۴) پیشاب بیٹھ کر کرنا نہ کہ کھڑے ہو کر۔ (جامع ترمذی)

(۱۵) استنجا پہلے ڈھیلوں سے کرنا اس کے بعد پانی سے کرنا۔ (جامع ترمذی)

(۱۶) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالنا۔ (جامع ترمذی)

(۱۷) پیشاب کے بعد اگر استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سکھانا۔ (جامع ترمذی)

(۱۸) استنجاء کے لیے ہڈی یا لید اور گوبر وغیرہ استعمال نہ کرے۔ (جامع ترمذی)

(۱۹) لوگوں کے راستے میں پاخانہ پیشاب کرنا اور نہ ہی لوگوں کے کسی سایہ کے نیچے پاخانہ پیشاب کرنا (اور نہ کسی کے گھر کے پاس پیشاب پاخانہ کرنا)۔ (مسلم شریف)

فائدہ: ریل گاڑی جب اسٹیشن پر کھڑی ہو تو اس کا بیت الخلاء استعمال نہ کریں اس سے اسٹیشن پر موجود لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

(۲۰) بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھنا:

"غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ"۔۔۔۔

"اے اللہ میں تیری بخشش کا طلبگار ہوں، سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے دور کیا مجھ سے تکلیف دہ چیز کو اور مجھے عافیت بخشی۔" (جامع ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ"۔۔۔۔

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے زیبا ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور وہ چیز باقی رکھی جو میرے لیے فائدہ مند ہے۔" (مظاہر حق)

انسان جب بھی بیت الخلاء میں جائے اور ان سنتوں پر عمل کرے تو دن رات میں آدمی کو کتنی بار قضائے حاجت پیش آتی ہے۔ اگر غور کریں تو اس ایک عمل سے سو سے زیادہ سنتوں پر عمل کر سکتے ہیں اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے آنا چاہیے کہ نظام ہضم اور نظام اخراج اگر ان دونوں نعمتوں پر کوئی غور و فکر کرے تو اسے احساس ہو کہ یہ کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج ایسے کتنے بے حس و لاپرواہ انسان ملیں گے جن کے شعور میں اس کا تصور بھی نہیں ہوگا۔

غسل کے آداب اور سنتیں

صبح اُٹھنے کے بعد بعض مرتبہ غسل جنابت (جو فرض ہے) کرنا ہوتا ہے۔ اگر خواب میں احتلام ہو جائے اور صبح اُٹھ کر کپڑوں پر منی کا اثر دیکھے تو غسل واجب ہے۔ اسی طرح اور اگر خواب میں احتلام ہوا مگر صبح اُٹھ کر کپڑوں پر کچھ بھی اثر نہ دیکھا تو غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر احتلام اسے یاد نہیں مگر جب صبح اُٹھا تو کپڑوں پر ایسے آثار دیکھے جیسے کہ احتلام ہوا ہو، جب بھی غسل واجب ہوگا۔ واضح رہے کہ یہی مسئلہ عورتوں کے لیے بھی ہے کیونکہ بعض عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیلات کے لیے کسی فقیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ کیونکہ یہاں مسائل پر بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ غسل کی فرضیت اور اس کا مسنون طریقہ بیان کرنا مقصود ہے۔ سورۂ مائدہ میں فرمایا: "وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا"......

"اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو لو۔" (تفسیر عثمانی)

معلوم ہوا کہ جنبی ہونے کی بنا پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو مثلاً پانی کے استعمال سے جان کا خطرہ ہے یا بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہے یا پانی کے حصول میں دشواری ہے۔ مثلاً جائے پانی پر دشمن کے حملے کا خطرہ ہے یا پانی نہیں مل رہا ہے تو ایسی تمام صورتوں میں تیمم کر لے۔

تیمم کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے پاکی کی نیت کرے، پھر پاک مٹی پر ہلکے سے دونوں ہاتھ مارے اور پورے منہ پر پھیر لے۔ اسی طرح دوبارہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کے پورے ہاتھ کہنی سمیت

پھیرے۔ اسی طرح تیمم غسل کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ ان مسائل کے بارے میں مزید معلومات کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

جس گھر میں جنبی ہو، وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

بعض لوگ غسل کرنے میں سستی کر جاتے ہیں، یہ انتہائی ناپسندیدہ بات ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اگر فجر ہو جانے کے بعد آدمی غسل جنابت نہ کرے اور جنابت کی حالت میں پڑا رہے تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے، پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے، پھر انگلیاں پانی میں ڈالتے، پھر انہیں نکال کر اپنے بالوں کی جڑوں میں خلال فرماتے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی لے کر سر میں ڈالتے اور پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہاتے۔ (بخاری شریف)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل شروع کرتے، اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے، پھر استنجاء کرتے اور اس کے بعد وضو فرماتے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ غسل میں پورے جسم کو دھونا فرض ہے حتیٰ کہ ایک بال کے برابر بھی جگہ خشک نہ رہ جائے، ناک اور منہ کے اندرونی حصے چونکہ جسم کے ظاہری حصے کہلاتے ہیں اس لیے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل جنابت میں فرض ہے۔

یوں غسل جنابت میں تین فرض ہوئے۔

(۱) کلی کرنا۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا۔

(۳) پورے جسم پر پانی ڈالنا۔ باقی تمام افعال جو روایات مذکورہ میں ہیں "مسنون" کہلاتے ہیں۔

غسل کے آداب اور سنتیں

(۱) جسم کے جس حصے پر ناپاکی لگی ہوئی ہو، اس کو تین مرتبہ دھونا۔ (ترمذی)

(۲) پیشاب اور پاخانہ دونوں سے استنجے کرنا (خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو)۔ (ترمذی)

(۳) شرمگاہ اور نجاست وغیرہ دھونے کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر (مٹی بازار نہ ہونے کی صورت میں صابن وغیرہ سے خوب صاف کرنا)۔ (بخاری)

(۴) غسل سے پہلے پورا وضو کرنا اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پھر پیروں کو نہ دھوئے بلکہ آخر میں یہاں سے ہٹ کر پاؤں دھوئے (پانی کی نکاسی کی صورت میں پہلے ہی دھولے)۔ (بخاری)

(۵) پہلے سر پر پانی ڈالنا پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے (پر اتنا پانی ڈالنا کہ قدموں تک پہنچ جائے) پھر بدن کو ہاتھوں سے ملنا اس طرح تین بار کرنا۔ (ترمذی)

(۶) غسل کے بعد کپڑے کو جسم سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی۔ لہٰذا جو بھی صورت اختیار کریں سنت ہونے کی نیت سے درست ہے۔ (ترمذی)

فائدہ: چار صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے۔

(۱) نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا (۲) عیدین کے لیے غسل کرنا۔

(۳) حج یا عمرے کے احرام کے لیے غسل کرنا۔

(۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال آفتاب غسل کرنا۔ (مشکوٰۃ)

فی الجملہ غسل کے تین فرض، چھ سنتیں اور چار صورتوں میں غسل کرنا سنت ہوا۔ ان صورتوں کے علاوہ بھی غسل کریں تو اس نیت سے کہ صفائی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے ان شاء اللہ سنت کا ثواب ملے گا۔

وضو کی سنتیں

ان کو ادا کرنے سے کامل طریقے سے وضو ہو جائے گا جس وقت بھی آپ

وضو کریں ان سنتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) وضو کی نیت کرنا مثلاً یہ کہ میں نماز کے مباح ہونے کے لئے وضو کرتا ہوں

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر وضو کرنا، بعض روایات میں وضو کی بسم اللہ اس طرح آئی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھونا۔

(۴) مسواک کرنا اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا۔

(۵) تین بار کلی کرنا۔

(۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔

(۷) تین بار ہی ناک چھنکنا۔

(۸) ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔

(۹) چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا۔

(۱۰) ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا۔

(۱۱) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔

(۱۲) سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا۔

(۱۳) اعضاء وضو کو مل کر دھونا۔

(۱۴) پے در پے وضو کرنا۔

(۱۵) ترتیب وار وضو کرنا۔

(۱۶) دائیں طرف سے پہلے دھونا۔

(۱۷) وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(۱۸) جس وقت وضو کرنا مشکل ہو اور بار بار وقت بھی خوب اچھی طرح سے وضو کرنا (ترمذی)

سنت-۱: جن اوقات میں نماز نفل پڑھنا مکروہ ہے ان کے علاوہ باقی اوقات میں جب وضو کریں وضو کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھنا (بخاری و مسلم)

اوقات مکروہہ یہ ہیں: صبح صادق کے بعد سے اشراق کے وقت تک، زوال کے وقت عصر کے فرض پڑھنے کے بعد سے غروب آفتاب تک اور سورج غروب ہوتے وقت۔

سنت-۲: نماز دھیان لگا کر پڑھنا (مسلم)

سنت-۳: تحیۃ الوضو کے بعد اپنے گناہوں کی معافی مانگنا۔ (احمد)

مسواک کی سنتیں

سنت-۱: ہر وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے (احمد)

سنت-۲: مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو (بحر الرائق)

مسواک کے دیگر اوقات

وہ اوقات جن میں وضو کے علاوہ مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے۔

(۱) قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے لئے۔

(۲) حدیث شریف پڑھنے یا پڑھانے کے لئے۔

(۳) منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت۔

(۴) علم دین پڑھنے یا پڑھانے کے وقت۔

(۵) ذکر الٰہی سے پہلے۔

(۶) خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت۔

(۷) اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد۔

(۸) بیوی کے ساتھ مجامعت سے پہلے۔

(۹) کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے۔

(۱۰) بھوک پیاس لگنے کے وقت

(۱۱) موت کے آثار پیدا ہو جانے کے وقت۔

(۱۲) سحر کے وقت۔

(۱۳) کھانا کھانے سے قبل۔

(۱۴) سفر میں جانے سے قبل۔

(۱۵) سفر سے آجانے کے بعد۔

(۱۶) سونے سے پہلے

(۱۷) سو کر اٹھنے کے بعد۔ (حاشیہ ترغیب و ترہیب للمنذری)

اب آپ وضو سے فارغ ہو گئے تو فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے مسجد کو چلیں اس وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھئے اور یہ پانچوں وقتوں میں خیال رکھنا ہوگا۔

سنت-۱: ہر نماز کے لئے باوضو ہو کر گھر سے چلنا (بخاری)

سنت-۲: گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے کی ہی کرنی چاہئے (بخاری)

سنت-۳: اذان سننے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا کہ ان مشاغل سے سروکار ہی نہیں ہے (ترغیب)

سنت-۴: تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنا (ترمذی)

اذان کے متعلق ہدایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) اذان دینے والے تو بزرگی میں ہم سے بڑھے جاتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح وہ کہتے جائیں (ساتھ ساتھ) تم بھی اس طرح کہتے جاؤ اور جب (اذان کے جواب سے) فارغ ہو جاؤ تو مانگو جو مانگو گے دیا جائے گا۔ (ابی داؤد)

اذان دینے والے کے لیے حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ مثلاً مسلم شریف میں ہے

"المؤذنون اطول الناس اعناقًا یوم القیامۃ" (ابی داؤد)

کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ اونچی گردن والے مؤذن ہوں گے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللّٰھم ارشد الائمۃ واغفر للمؤذنین" (صحیح مسلم)

"اے اللہ! اماموں کو ہدایت عطا فرما اور مؤذنین کی مغفرت فرما۔" اس طرح اور بھی بہت سی فضیلتیں آئی ہیں۔ اسی بناء پر اس صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) مؤذنین تو فضیلت میں بڑھے جاتے ہیں جب کہ اذان صرف ایک آدمی دے گا، اس لیے ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتا دیں جس پر چل کر ہم بھی یہ سعادت حاصل کر لیں۔ (امام نسائی)

اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بتایا کہ مؤذن اذان کے کلمات کہے تو تم بھی اس کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہراتے جاؤ۔ (سوائے "حی علی

الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" کے کہ ان کے جواب میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کہنا چاہیے) اس طرح تمہیں بھی ثواب مل جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اذان کے بعد دعا مانگی جائے تو فضیلت اور بزرگی میں اور اضافہ ہوگا۔

اذان کی سنتیں

(۱) اذان بلند آواز سے کہنا چاہیے اور تکبیر پست آواز سے۔ (ابی داؤد)

(۲) اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جائے اور اقامت جلدی جلدی۔ (جامع ترمذی)

(۳) اذان مسجد سے باہر بلند مقام پر دی جائے سوائے جمعہ کی دوسری اذان کے اور تکبیر مسجد کے اندر ہی کہی جاتی ہے۔ (ابی داؤد)

(۴) اذان اور اقامت قبلہ رو کہنی چاہیے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۵) "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا۔ خواہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی (مثلاً نومولود بچے کے کان میں اذان کہنا وغیرہ) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے پھرنے نہ پائیں۔ (ابی داؤد)

(۶) اذان اور اقامت کے الفاظ ترتیب وار کہنا۔ (اسوۂ رسول اکرم)

(۷) جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (ابن ماجہ)

(۸) اذان اور اقامت کا عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ادا کرنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کسی اور زبان میں یا منقول الفاظ کے سوا اور الفاظ سے (یا اضافی الفاظ سے) اذان یا اقامت صحیح نہ ہوگی بلکہ مسنون الفاظ کہے جائیں۔ (اسوۂ رسول اکرم)

(۹) وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے گی۔ (ابی داؤد)

(۱۰) کھڑے ہو کر اذان دینا۔

(۱۱) مؤذن نیک صالح ہو، فاسق کی اذان مکروہ ہے خواہ عالم ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر کوئی فاسق شخص اذان دے دے تو اعادہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۲) جنبی (جس پر غسل واجب ہو) اس کی اذان مکروہ تحریمی ہے، دوبارہ کہی جائے گی۔ مگر بے وضو اذان دی جا سکتی ہے لیکن عادت نہ بنائی جائے۔ (جامع ترمذی)

اذان کا جواب دینے کی سنتیں

(۱) جو شخص اذان کی آواز سنے مرد ہو یا عورت، پاک ہو یا جنبی اور وہ اذان کی دعوت ہو یا کوئی اور اذان مثلاً نومولود بچے کے کان میں دی جانے والی اذان، بہر صورت اس کے سننے والے پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

(۲) اذان کا جواب عملی طور پر دینا واجب ہے یعنی جو شخص مسجد سے باہر ہو اس کو مسجد میں آنا واجب ہے اور زبانی جواب دینا مستحب ہے۔ (ابی داؤد)

(۳) جو شخص اذان کی آواز نہ سنے مثلاً دور ہو یا بہرہ ہو تو اس پر جواب دینا ضروری نہیں۔

(۴) اگر اذان غلط کہی گئی ہو (یا خلاف شرع دی گئی ہو) تو اس کا جواب نہ دے بلکہ اذان سنے۔

(۵) اگر کئی مسجدوں کی اذانیں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ سنے تو اس پر پہلی اذان کا جواب دے خواہ وہ اپنی مسجد کی ہو یا قریب کی کسی دوسری مسجد کی۔

(۶) چلنے کی حالت میں اذان سنے تو افضل یہ ہے کہ اذان کے جواب کے لیے کھڑا ہو جائے۔

(۷) اگر اذان کا جواب دینا بھول جائے یا مشغول تھا تو اگر زیادہ دیر نہ گزری ہو تو جواب دے دے ورنہ رہنے دے۔ (۸) جمعہ کی دوسری اذان جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے زبان سے اس کا جواب دینا مکروہ ہے، البتہ دل میں جواب دے سکتا ہے۔

سات صورتوں میں اذان کا جواب نہ دے

(۱) نماز کی حالت میں اگرچہ وہ نماز نماز جنازہ ہو۔

(۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا۔

(۳) جماع میں مشغولیت کی حالت میں۔

(۴) پیشاب یا پاخانہ کرنے کی حالت میں، البتہ اگر ان چیزوں سے فراغت کے بعد اذان کو زیادہ دیر نہ گزری ہو تو جواب دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۵) حیض و نفاس کی حالت میں۔

(۶) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں۔ (۷) کھانا کھانے کی حالت میں۔

اذان کے بعد کی دعا

اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" (بخاری شریف) بخاری کے الفاظ "الذی وعدته" کے ہیں، آگے کے الفاظ سنن بیہقی رحمہ اللہ کے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ)

اذان واقامت کے دیگر مستحب مواقع

اذان واقامت سنت نہیں لیکن کچھ فرض نمازوں کے علاوہ دیگر نمازوں کے لیے اذان واقامت مستحب ہے۔

مواقع ایسے ہیں جن میں اذان واقامت کہنا۔

(۱) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا۔

(۲) جو شخص رنج وغم میں مبتلا ہو کوئی دوسرا شخص اس کے کان میں اذان دے۔ ان شاء اللہ اس کا غم زائل ہو جائے گا۔ (۳) مرگی کے مریض کے کان میں اذان دینا۔

(۴) جو شخص غم وغصہ کی حالت میں ہو اس کے کان میں اذان دینا۔

(۵) بدمزاج جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا مویشی جانور وغیرہ اس کے کان میں اذان دینا۔ (۶) کفار کے ساتھ لڑائی کی شدت میں اذان دینا۔

(۷) آتش زدگی کے وقت اور جلے ہوئے کان میں اذان دینا۔

(۸) جنات کی سرکشی کے وقت اذان دینا، جہاں کہیں جنات کا ظہور ہو اور وہ کسی کو تکلیف دیتے ہوں تب بھی اذان دینا۔ (۹) جب مسافر جنگل میں راستہ بھول جائے تو اذان دے۔

تنبیہ: ...... میت کے دفن کرتے وقت یا دفن کے بعد قبر کے پاس اذان کہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ سلف صالحین سے منقول ہے، اس لیے بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں اذان کی اہمیت عطا فرمائے اور سنت کے مطابق اذان کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (عمدۃ الفقہ)

اللہ تعالیٰ کا ذکر

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے۔ (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر تسبیحات وذکر فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے ذکر الٰہی سے آدمی کا دل زندہ رہتا ہے اور ذکر سے غفلت قلب کی موت ہے۔ اسی لیے علی الصبح ذکر کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ ہمارے دن کی ابتدا سنت رسول کے مطابق ہو اور نماز کے بعد ذکر الٰہی اور خاص طور پر قرآن مجید کی تلاوت سے دن کی شروعات ہوں۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک یا دو رکوع ہی تلاوت کلام پاک کر لی جائے۔ دل کی حیات کے لیے یہ نسخہ اکسیر ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین"......

"بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کتنے لوگوں کو پست کرتا ہے۔" (مسلم)

ذکر اللہ کی سنتیں

(۱) جب گھر سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھتے ہوئے نکلے: "وَاکْثِرْ ذِکْرَکَ وَاحْفَظْ وَجْهَکَ وَاکْثِرْ ذِکْرَکَ وَاحْفَظْ وَجْهَکَ" (ترمذی)

(۲) جب تہجد کی نماز کو اٹھے تو یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ ...

وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" (مسلم)

(۳) ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کریں اور ایک بار کہو: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (مسلم)

(۴) فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اللہ اکبر ایک مرتبہ اور استغفر اللہ تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ ذرا آواز کھینچ کر۔

(۵) فجر اور عصر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ (ابوداؤد)

(۶) فجر کی نماز کے بعد وہیں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے، پھر دو رکعتیں پڑھ لیں تو حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

(۷) جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے اس کے لیے جنت میں جانے سے کوئی چیز بجز موت کے مانع نہیں (یعنی مرتے ہی جنت میں جائے گا)۔ (مشکوٰۃ)

(۸) جو شخص رات کو سونے سے پہلے اپنے گھر میں آیت الکرسی پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور پڑوسیوں کے گھروں کو ہر مصیبت وآفت سے محفوظ رکھیں گے۔ (مشکوٰۃ)

(۹) کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو یہ پڑھے:
"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ" اور جب کوئی ناگواری کی حالت پیش آئے تو یوں کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" (ترمذی)

(۱۰) جب کوئی دشواری پیش آئے تو سر آسمان کی طرف کر کے کہے:
"سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ" (ترمذی)

(۱۱) جب کسی عزیز دوست وغیرہ کو رخصت کریں یا کسی لشکر یا جماعت کو تو یہ دعا ... وَاَمَانَاتِکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ" (ترمذی)

(۱۲) جب کسی بیمار کی عیادت کریں تو یوں کہیں:
"لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" (بخاری)

(۱۳) جب کوئی پریشانی یا خوف لاحق ہو تو یہ پڑھیں:
"اَللّٰهُ اللّٰهُ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" (ابن ماجہ)

(۱۴) جب غصہ آئے تو یہ پڑھے:
"أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" ایک روایت میں ہے کہ جب غصہ آئے تو وضو کرے یا کھڑے ہونے کی حالت میں ہے تو بیٹھ جائے، اگر بیٹھنے کی حالت میں ہے تو لیٹ جائے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۵) جب چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے، اگر کوئی اس کے جواب میں "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہے تو اسے یہ جواب دے۔
"يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" (شعب الایمان)

(۱۶) جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو تو اس نعمت کے متعلق قیامت میں سوال نہ ہوگا۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۷) اوپر چڑھیں (مثلاً سواری، درخت، پہاڑ، سیڑھیاں وغیرہ) تو اللہ اکبر کہیں اور جب نیچے اتریں تو سبحان اللہ کہیں۔ (مسلم)

(۱۸) دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں۔ وہ یہ ہیں:
"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" (بخاری)
کم از کم ایک تسبیح صبح اور ایک شام پڑھ لیا کریں۔

(۱۹) ذکر اللہ کی اکثر کتابوں میں ان تسبیحات کا کثرت سے ذکر آیا ہے:
"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" (ایک تسبیح)
"أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ" (ایک تسبیح)
روزانہ ہی ایک تسبیح صبح اور شام ان تسبیحات کا معمول بنالیں

(۲۰) "فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ. يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ" جو شخص یہ آیت مبارکہ رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار و اوراد کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اوراد و اذکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ (ابو داؤد)

(۲۱) "اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ"
"اے اللہ! اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تیرے لیے ہی حمد ہے اور تیرے لیے ہی شکر ہے۔" (ابو داؤد)
جس نے اس دعا کو صبح پڑھا تو دن کی تمام نعمتوں کا اور جس نے شام کو پڑھا تو رات کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

(۲۲) رات کو سونے سے پہلے ان تسبیحات کو پڑھ لیا کریں اہتمام کے ساتھ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر (بخاری)

(۲۳) سونے سے پہلے تین بار استغفار پڑھ لیا کریں: "أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ"

مسجد سے متعلق احکام وآداب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن کے اول حصہ یا آخری حصہ میں مسجد جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتے ہیں، خواہ وہ صبح کو جائے یا شام کو۔ (بخاری)

مسجد میں جانے والوں کے لیے خوشخبری

صبح اٹھنے کے بعد ہر نمازی مسجد جاتا ہے۔ اس مذکورہ حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔

چنانچہ جو شخص مسجد میں جاتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کے گھر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے گھر آنے والوں کی ضیافت کرتے ہیں اور انھیں اپنی رحمت سے محروم نہیں کرتے۔ مسجد میں کئی نیک کاموں کی نیت کرکے ہر ایک کا الگ الگ ثواب حاصل ہوتا ہے۔

(۱) ایک شخص مسجد میں جاتا ہے تو یہ نیت کرتا ہے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے جہاں آنے والا گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کو آتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہیں اور کریم کے لیے مہمان کی ضیافت ضروری ہوتی ہے۔ لہٰذا میں بھی اس کا اُمیدوار ہوں تو اس کو یہ ثواب حاصل ہوگا۔

(۲) جماعت کی نیت کرے۔ چونکہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص جماعت (کی نیت کرکے اس) کا انتظار کر رہا ہے وہ گویا حالت نماز میں ہے پس اس نیت کا اسے ثواب مل جائے گا۔

(۳) اگر یہ نیت کرے کہ کان، آنکھ اور تمام اعضاء بازار اور سڑک وغیرہ پر گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور یہاں مسجد میں آکر ان گناہوں سے محفوظ رہے گا تو اس نیت کا بھی اچھا ثواب الگ ہوگا۔ اس کے ساتھ مسجد میں آتے ہی اعتکاف کی نیت کرلیا کریں کیونکہ اعتکاف کی مدت کم سے کم ایک ساعت ہے تو یہ ثواب بھی کیوں نہیں لیا۔

(۴) یہ نیت بھی کرکے جائے کہ مسجد میں تنہائی اور سکون نصیب ہوتا ہے جہاں ذکر وفکر وتلاوت قرآن، وعظ ونصیحت باطمینان کیا جاسکتا ہے تو اس نیت کا ثواب بھی ملے گا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد میں ذکر و وعظ کے لیے جاتا ہے وہ گویا جہاد فی سبیل اللہ کے مرتبے میں ہوتا ہے اسی طرح کوئی جماعت مسجد میں بیٹھ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آپس میں وعظ و نصیحت کریں تو اس جماعت کو ملائکہ ڈھانک لیتے ہیں اور رحمت باری تعالیٰ کا ان پر سایہ ہوتا ہے۔

(۵) نیز یہ نیت کرکے مسجد میں جائے کہ وہاں لوگوں کے اجتماع سے تعلیم وتعلم اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مواقع میسر آئیں گے اور وہاں مسلمان بھائیوں سے ملاقات اور سلام دعا ہوگی۔ محاسبہ نفس اور تفکر فی الآخرت اور اپنے گناہوں سے استغفار کی توفیق نصیب ہوگی کیونکہ مسجد میں سکون اور دل جمعی کے ساتھ یہ کام ہو سکتا ہے جو دوسری جگہ مشکل ہے اور یہ نیت کرکے خوشبو لگا کر مسجد میں جائے کہ اس سے مسجد کی تعظیم ہوگی۔ ان تمام نیتوں کا اس کو ثواب ملے گا۔ بہرحال مسجد میں آنے کا عمل ایک ہے لیکن چونکہ نیتیں بہت زیادہ ہیں اگر ان کا خیال رکھے گا تو اس لیے ان سب نیتوں کا ثواب ہوگا۔

مسجد میں آنے جانے کی سنتیں

(۱) ہر نماز کے لیے باوضو ہوکر گھر سے چلنا۔ (بخاری)

(۲) گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا۔ (بخاری)

(۳) نماز پڑھنے کے لیے باوقار ہوکر قدرے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے روانہ ہو کیونکہ ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۴) اذان سن کر نماز کے لیے اس طرح دنیاوی مشاغل کو ترک کردیا گویا ان کاموں سے کوئی سروکار ہی نہیں۔

(۵) مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھے اور داہنا پاؤں جوتے سے نکال کر مسجد میں رکھے۔ (اسوۂ رسول اکرم)

(۶) مسجد میں داخل ہوتے ہی یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ

وَتَحَنُّنِكَ" اور بعض روایات میں یہ بھی ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ" (ابن ماجہ)

(۷) مسجد میں کوئی بدبودار درخت (مثلاً، پیاز، لہسن، سگریٹ وغیرہ) کھا کر نہ آئیں کیونکہ جس بدبو سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ (مسلم)

(۸) کسی کو پھلانگے بغیر جہاں تک ہو سکے اگلی صف میں جا کر بیٹھیں۔ امام کے بالکل پیچھے یا دائیں بائیں طرف۔ اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری پھر تیسری صف میں بیٹھیں، الغرض جب تک اگلی صف میں جگہ ملتی ہو پیچھے نہ بیٹھیں۔ (ابی داؤد)

(۹) تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھیں ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ (ابن ماجہ)

(۱۰) جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (اس لیے انتظار میں گزرتے لمحات کو بے کار نہ سمجھیں) (بخاری)

(۱۱) نماز فجر سے لیکر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ (ترمذی)

(۱۲) مسجد سے باہر آئیں تو یہ دعا پڑھیں "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" (ابن ماجہ)

(۱۳) مسجد سے باہر آئیں تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکال کر جوتے پر رکھیں، پھر دایاں پاؤں جوتے میں ڈالیں بعد میں بایاں جوتا پہنیں۔ (اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

یہاں تک تیرہ سنتوں کا بیان ہوا۔ مسجد میں مزید ان دس آداب کا خیال رکھیں:

(۱) بلا ضرورت شدیدہ دنیوی باتیں نہ کریں۔ (۲) لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر و تلاوت آہستہ کریں۔ (۳) قبلہ رُخ مسجد کے اندر یا باہر کہیں نہ تھوکیں۔

(۴) کسی بھی طرح کے گنگنانے سے احتیاط برتیں۔ (۵) قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائیں۔

(۶) باہر گم ہو جانے والی چیز کو مسجد میں تلاش نہ کریں اور نہ مسجد میں اس کا اعلان کریں۔

(۷) مسجد میں بدن، کپڑے یا کسی اور چیز سے نہ کھیلیں۔ (مسلم)

(۸) انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ چٹخائیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۹) مسجد میں بیٹھنے کے لیے ایک جگہ مقرر نہ کریں، یہ مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰) الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔

نماز کی سنتیں

تکبیر تحریمہ کے موقع کے سنن و مستحبات

(۱) قبلہ کے رُخ بالکل سیدھا کھڑا ہونا، سر یا کمر کو ذرا بھی نہ جھکانا۔

(۲) دونوں قدموں کا رُخ بالکل سیدھا قبلہ کی جانب ہونا، دائیں بائیں کج اور ٹیڑھا نہ ہونا، پیروں کا ترچھا نہ ہونا۔

(۳) دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی انگلیوں سے ۴ انگل کا فاصلہ ہونا۔

(۴) تکبیر تحریمہ سے قبل دونوں ہاتھوں کا کھلا اور سیدھا رکھنا نیت باندھنے کی طرح یا اس کے مثل نہ رکھنا۔

(۵) دونوں ہاتھوں کو کان کی لَو کے مقابل اُٹھانا۔

(۶) دونوں ہاتھوں کو بلا نیچے گرائے ہوئے باندھنا۔

(۷) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا سیدھا کھلا اپنی اصلی طبعی حالت پر ہونا نہ بالکل کھلا کشادہ ہونا نہ بالکل ملا چپکا ہوا ہونا، ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ قبلہ کی جانب اور پشت پورب کی جانب ہونا، ہتھیلیوں کا رُخ کان کی طرف نہ ہونا، ہاتھ اُٹھانے کے بعد "اللہ اکبر" مَلّا کہنا یا "اللہ اکبر" کہتے ہوئے فوراً ہاتھوں کا اُٹھانا۔

(۸) اگر جماعت بنی ہے اور شروع تکبیر میں امام کے ساتھ شریک ہے تو امام کے بعد تکبیر مَلّا کہنا کہ امام کی تکبیر کے ساتھ اس کی تکبیر بھی ہو جائے مگر امام کی تکبیر کے بعد مقتدی کی تکبیر ختم ہو پہلے نہ ہو۔

ہاتھ باندھنے کے اُمورِ مسنونہ

(۱) دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھنا۔

(۲) چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور بائیں گٹے کو پکڑنا۔

(۳) باقی ۳ انگلیوں کو بائیں کلائی پر سیدھے لمبائی میں پھیلا دینا۔

(۴) ہاتھوں کو ناف کے ذرا نیچے باندھنا (پیٹ پر نہیں کہ ناف کے اوپر پیٹ کہلاتا ہے)

(۵) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا نیچے لٹکانا بلکہ دونوں کا ایک دوسرے پر مقابل میں رہنا۔

(۶) قیام کی حالت میں نظر کا سجدہ گاہ کی جانب ہونا۔

تکبیرِ تحریمہ کے بعد کی سنتیں

(۱) ثناء پڑھنا امام مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کیلئے اور مسبوق کے لیے۔

(۲) "تعوذ" اور "بسم اللہ" پڑھنا امام، منفرد اور مسبوق کے لیے۔

(۳) مسنون قرأت کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھنا۔

(۴) قرأت کی رفتار میں نہ جلدی کرنا نہ آہستہ کرنا بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

(۵) سورۂ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے آمین کہنا، خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔

(۶) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

(۷) دوسری رکعت کے مقابلے میں پہلی رکعت کا ذرا طویل کرنا، خصوصاً فجر میں۔

(۸) دونوں پیروں پر برابر زور دے کر کھڑا ہونا، کسی ایک پیر پر زور دے کر دوسرے کو ہلکا کر کے کھڑا نہ ہونا۔

رکوع کے سنن و مستحبات

(۱) رکوع میں جاتے اور جھکتے ہوئے تکبیر "اللہ اکبر" کہنا۔

(۲) ختم سورہ کے بعد تکبیر شروع کرنا اور کمر جھکنے کے برابر ہو جانے پر ختم کرنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں سے گھٹنے کو پکڑنا۔

(۴) گھٹنوں کو پکڑتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کا کشادہ پھیلا ہوا ہونا اور انگلیوں کا زیادہ پنڈلی کی جانب ہونا، پیسا شانہ ہونا۔

(۵) سر کا اور سرین دونوں کا بالکل برابر اور مقابل میں ہونا کسی ایک کا دوسرے سے نیچا ہونا یا اٹھا ہوا نہ ہونا۔

(۶) پیٹھ کا بالکل برابر ہونا ٹیڑھا اور کج نہ ہونا۔

(۷) پنڈلیوں کا سیدھا کھڑا رکھنا، ٹیڑھا یا جھکا نہ رکھنا۔

(۸) دونوں ہاتھوں کو پہلو اور سینے سے علیحدہ جدا رکھنا۔

(۹) دونوں پیروں کا ایک دوسرے کے مقابل میں رکھنا کہ ایک ٹخنہ دوسرے کے سامنے ہو جائے آگے پیچھے نہ ہو۔

(۱۰) پیروں کا بالکل سیدھا قبلہ رُخ ہونا کہ انگلیوں کا رُخ جانب قبلہ رہے۔

(۱۱) کم از کم رکوع میں ۳ مرتبہ تسبیح "سبحان ربی العظیم" کا کہنا۔

(۱۲) رکوع کی حالت میں نگاہ کا قدم پر ہونا۔

(۱۳) دونوں پاؤں پر برابر زور دینا۔

رکوع سے اُٹھنے کی سنتیں

(۱) "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے اُٹھنا۔

(۲) سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے "سمع اللہ" کا شروع کرنا اور سیدھا ہونے کے بعد ختم کر دینا۔

(۳) قومہ میں تمام اعضاء کا ساکن اور مطمئن ہو جانا۔

(۴) مقتدی کا "ربنا لک الحمد" اور منفرد کا پورا "سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد" پڑھنا۔

قومہ سے سجدہ میں جانے کی سنن و مستحبات

(۱) اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جانا۔

(۲) ابتداء قیام میں تکبیر شروع کرنا اور سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے تک ... کی راہ کو ختم کر دینا۔

(۳) سجدہ کیلئے گھٹنے کے سہارے جھکنا، سر اور دھڑ کو پہلے نہ جھکانا۔ (شامی)

(۴) سر و جسم کو سیدھا رکھتے ہوئے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے سہارے ...

(۵) سجدوں میں جاتے ہوئے اولاً دونوں گھٹنوں کو پھر دونوں ہاتھوں کو ... زمین پر رکھنا۔ (شامی)

(۶) پہلے ناک پھر پیشانی کو رکھنا اور زمین پر اچھی طرح ٹیکنا۔

سجدہ کے سنن و مستحبات

(۱) دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ میں سر کو اس طرح رکھنا کہ ہتھیلیاں کانوں کے مقابل آ جائیں۔

(۲) سجدہ میں انگوٹھوں کا کان کے مقابل اور محاذاۃ میں آ جانا، کان یا کلائی سے ہتھیلیوں کا الگ رہنا، ملانا نہیں دونوں ہتھیلیوں کا بالکل سیدھا قبلہ رُخ رکھنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا بالکل سیدھا ملا ہوا ہونا خصوصاً انگوٹھوں کا انگشت شہادت سے ملا ہوا ہونا تاکہ تمام انگلیوں کا رُخ بالکل سیدھا قبلہ کی جانب ہو جائے۔

(۴) سجدہ کی حالت میں کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ الگ رہنا۔

(۵) دونوں ہاتھوں کا زمین سے بالکل الگ رہنا۔

(۶) دونوں رانوں کا پیٹ سے الگ رہنا۔

(۷) سرین (چوتڑ) کا ایڑیوں سے الگ اُٹھا ہوا رہنا۔

(۸) دونوں پیروں کی انگلیوں کے سرے مڑ کر قبلہ رُخ ہو جانا، دونوں قدم پورے سجدہ کی حالت میں زمین پر لگے رہنا نہ ہلنا اور کسی پیر کا اُٹھنا۔

(۹) دونوں قدموں کا بالکل برابر محاذاۃ میں ہونا کہ ایک ٹخنہ دوسرے کے مقابل ہو جائے۔

(۱۰) سجدہ میں ۳ مرتبہ تسبیح کا ادا کرنا۔

(۱۱) ناک کی نرم ہڈی کو زمین پر ٹیکنا۔

(۱۲) سجدہ کی حالت میں نظر ناک کی جانب ہونا۔

سجدہ سے اُٹھنے کی سنتیں

(۱) ابتداءً تکبیر کا شروع کرنا اور جلسہ میں اطمینان سے بیٹھنے میں ختم کرنا۔

(۲) سجدہ سے اُٹھنے میں پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر دونوں ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اُٹھانا۔

(۳) اگر دوسری رکعت کے لیے دوسرے سجدہ سے کھڑا ہونا ہے تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے سہارے کھڑا ہونا، ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اس کے سہارے کھڑا نہیں ہونا۔

(۴) دونوں پیروں کے سہارے سیدھا اُٹھ جانا۔

دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کی سنتیں

(۱) دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان و سکون سے بیٹھنا کہ تمام اعضاء اپنی جگہ پر آ جائیں۔

(۲) دونوں سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنا۔

(۳) ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا ہوا بالکل سیدھا ہونا۔

(۴) ہاتھوں کی انگلیوں کا نہ بالکل ملا ہوا اور نہ بالکل الگ ہونا۔

(۵) انگلیوں کے سرے سیدھے قبلہ کی جانب ہونا، زمین کی جانب مڑے ہوئے نہ ہوں، خصوصاً انگوٹھوں کا گود کی جانب گرا ہوا نہ ہونا بلکہ رُخ قبلہ ہونا۔

(۶) بیٹھنے میں دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا دینا۔

(۷) دونوں پیروں کی انگلیوں کو جانب قبلہ رکھنا۔

(۸) دائیں پیر کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ انگلیوں کے سرے مڑ کر قبلہ کی جانب ہو جائیں اور گوٹے کا رُخ پیچھے جانب مشرق کو ہو جائے۔

(۹) بائیں پیر کو اس طرح زمین پر بچھانا اور اس کی انگلیوں کو (انگوٹھا اور بیچ والی

انگلی) دائیں پیر سے اس طرح لگانا کہ اس کے سہارے حتی الوسع انگلیوں کے سروں کا رُخ قبلہ کی جانب ہو جائے۔

(۱۰) دونوں ہاتھوں کی کلائیوں اور کہنیوں کا ران سے ملا ہوا ہونا۔ (السعایہ صفحہ ...)

(۱۱) بیٹھنے کی حالت میں نگاہ کا گود اور دونوں ہاتھوں کے مابین ہونا۔ (مراقی الفلاح)

تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۱) جس طرح دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ ہے اسی طرح قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ ثانیہ میں بیٹھنے کا وہی طریقہ مسنون ہے۔

(۲) تشہد میں تشہد ابن مسعود جو ہمارے درمیان رائج ہے اسی کا پڑھنا مستحب ہے۔ (طحطاوی، صفحہ: ۱۵۵)

تشہد میں اشارہ کے متعلق سنتیں

(۱) کلمہ شہادت میں لا الٰہ کے وقت اشارہ کرنا سنت ہے۔

(۲) حلقہ بنا کر اشارہ کرنا مسنون ہے، بلا حلقہ بنائے انگلی کو پھیلائے ہوئے کی صورت میں اُٹھانا اشارہ کرنا خلاف سنت ہے۔

(۳) حلقہ کے مسنون طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ خنصر، بنصر کو مٹھی باندھنے کی طرح موڑے اور بیچ کی انگلی کے سرے کو انگوٹھے کے سرے سے ملا کر حلقہ بنائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔ (شامی، صفحہ ۵۰۸)

(۴) انگشت شہادت کو قبلہ کی طرف اُٹھاتے ہوئے اشارہ کرنا، آسمان کی طرف نہ اُٹھانا۔

(۵) لا الٰہ کے وقت انگشت شہادت کو اُٹھانا اور الا اللہ کے وقت گرا دینا۔ (طحطاوی، صفحہ ...)

(۶) شروع تشہد سے حلقہ نہ بنانا بلکہ کلمہ شہادت کے وقت حلقہ بنانا۔

(۷) حلقہ کو اخیر تشہد سلام تک باقی رکھنا۔ (السعایہ صفحہ ...)

تشہد کے بعد تیسری رکعت کیلئے اُٹھنے کا مسنون طریقہ

(۱) اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھنا۔

(۲) سجدہ سے تکبیر شروع کرنا اور سیدھے کھڑے ہونے تک تکبیر کو ختم کرنا۔

(۳) دونوں قدم کی انگلیوں کے سہارے سیدھے اُٹھنا۔

(۴) دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے اُٹھنا، ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اس کے سہارے نہ اُٹھنا۔

(۵) بلا بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جانا۔

تیسری اور چوتھی رکعت کی سنتیں

(۱) سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔

(۲) سورہ فاتحہ پڑھنے کی صورت میں بسم اللہ کا پڑھنا۔

(۳) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں خواہ امام ہو یا منفرد، سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کا نہ ملانا۔ (البتہ سنت و نفل کی ہر رکعت میں سورہ کا ملانا ضروری ہے)۔

آخری قعدہ کی سنتیں

(۱) تشہد اور شہادت سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف کا پڑھنا۔

(۲) درود شریف کے بعد قرآنی دعاؤں کا یا احادیث میں وارد شدہ دعاؤں کا پڑھنا۔

سلام کی سنتیں و مستحبات

(۱) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ادا کرنا۔

(۲) اوّل دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام کرنا۔

(۳) دائیں اور بائیں رُخ اس طرح سلام کرنا کہ اگر پیچھے کوئی ہو تو اسے سلام کرنے والے کا دایاں اور بایاں رُخسار نظر آ جائے۔

(۴) سلام میں دائیں بائیں رُخ اس طرح کرنا کہ دائیں سلام میں دایاں کندھا اور بائیں سلام میں بایاں کندھا نظر آ جائے۔

(۵) دائیں طرف سلام پھیرنے میں دائیں طرف کے انسان اور فرشتے اور صالح جنات کی نیت کرنا اسی طرح بائیں طرف بھی۔

(۶) امام کا مقتدیوں، فرشتوں، صالح جنات کی نیت کا کرنا۔

(۷) تنہا نماز پڑھنے والے کو سلام میں ملائکہ کی نیت کرنا اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہے تو دونوں سلام میں امام کی نیت کرنا۔

(۸) دوسرے سلام کا پہلے سلام سے کچھ پست کرنا۔

(۹) اگر جماعت میں شریک ہے تو امام کے سلام کے ساتھ سلام کرنا، دعا وغیرہ کے پورا کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔

(۱۰) مسبوق کو رکعت پورا کرنے کے لیے اُٹھنے میں امام کے دوسرے سلام کا انتظار کرنا، پھر اُٹھنا۔

سلام کے بعد کے اُمورِ حسنہ

(۱) دُعا کرنا۔

(۲) جن نمازوں کے بعد سنت ہے (مثلاً ظہر، مغرب وعشاء) ان میں سلام کے بعد امام کا مختصر دُعا مانگنا۔ مثلاً "اللّٰھم انت السلام الخ" یا "ربنا آتنا الخ" کی مقدار۔ طویل دُعا اور دور سے مانگنا خلافِ سنت ہے۔ (البتہ عصر اور فجر کے بعد کو طویل مانگنے کی اجازت ہے) دُعا وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد متصلاً سنتوں میں مشغول ہونا باتوں وغیرہ میں نہ لگنا۔

(۳) فرض کی جگہ کو بدل کر سنتوں میں مشغول ہونا۔

مردوں کی نماز سے عورتوں کی نماز کا فرق

(۱) عورتوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے پورے بدن کا ڈھانکنا ضروری ہے، صرف چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم کھلے رہ سکتے ہیں، بعض عورتوں کی کلائیاں، سر کے بال کھلے رہ جاتے ہیں، اس سے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) عورتوں کو ہاتھ کندھے ہی تک اُٹھانا سنت ہے۔ ہاتھوں کو دوپٹے یا چادر کے اندر ہی اندر کندھوں تک اُٹھائیں گی۔

(۳) دونوں ہاتھ دوپٹے یا چادر سے باہر نہ نکالیں گی۔

(۴) عورتیں ہاتھ سینے پر باندھیں گی، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیں گی۔

(۵) رکوع میں عورتیں پیٹھ اور کمر برابر نہ کریں گی، تھوڑا کم جھکیں گی۔ گھٹنوں پر انگلیاں ملی رکھیں گی، کھلی اور کشادہ نہ رکھیں گی۔

(۶) عورتیں رکوع کی حالت میں پاؤں کو بالکل سیدھا نہ رکھیں گی بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف کر کے جھکیں گی۔

(۷) رکوع میں عورتوں کے بازو پہلو (بغل) سے ملے اور لگے رہیں گے، الگ اور علیحدہ نہ رہیں گے۔

(۸) رکوع میں دونوں پیر بھی قریب ملے رہیں گے، قدم کے درمیان فاصلہ اور فرق نہ رہے۔

(۹) دونوں ٹخنے بھی قریب قریب ملے رہیں گے۔

(۱۰) رکوع میں دونوں ... سینہ جھکاتی ہوئی جائیں گی۔

(۱۱) عورتیں سجدے میں جاتے ہوئے سینہ جھکاتی ہوئی جائیں گی۔

(۱۲) عورتیں سجدے کی حالت میں تمام اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا کر اور دبا کر رکھیں گی یعنی پیٹ رانوں سے، بازو پہلو سے مل جائے اسی طرح ہر عضو ایک دوسرے سے ملا رہے گا۔

(۱۳) کہنی بازو سمیت زمین پر بچھا دیں گی۔

(۱۴) بیٹھنے کی حالت میں اپنے پیروں کو دائیں جانب نکال کر سرین پر بیٹھیں گی یعنی سرین زمین پر رکھ دیں گی اور دائیں پیر کی پنڈلی کو بائیں پیر پر رکھیں گی اور بائیں کولہے پر بیٹھیں گی۔

(۱۵) دو سجدوں کے درمیان اور تمام تشہد میں خواہ اول ہو یا آخر اسی طرح بیٹھیں گی۔

(۱۶) سجدے میں اور بیٹھنے کی حالت میں اُنگلیاں ایک دوسرے سے ملی رہیں گی، ان کے درمیان کشادگی نہ رہے گی۔

(۱۷) فجر کی نماز عورتوں کو صبح صادق کے بعد جلد اندھیرے میں پڑھنا مسنون ہے۔

(۱۸) عورتوں کو نماز میں زور سے قرأت وغیرہ ممنوع ہے۔

(۱۹) عورتوں کی جماعت مکروہ ہے خواہ فرائض کی ہو یا نوافل کی ہو۔

(٢٠) عورتوں کو مسجد میں تنہا یا شریک جماعت ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی، جلد: ا، صفحہ ۵۰۲، بحر الرائق)

(٢١) عورتیں تراویح کی نماز گھروں میں جماعت کے ساتھ مرد کے پیچھے پڑھ سکتی ہیں۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد کی سنتیں

(١) نماز فرض کا سلام پھیرنے کے بعد اللہ اکبر ایک مرتبہ استغفر اللہ تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ ذرا آواز سے کھینچ کر پڑھنا مستحب ہے۔ (ترمذی)

(٢) فجر و عصر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔ (الترغیب)

(٣) پانچوں وقتوں میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے اس کے لئے فرشتے برابر دعائے مغفرت اور دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب)

(٤) نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق کے وقت تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ (ترمذی)

فائدہ: صبح و شام کے جو ذکر احادیث سے ثابت ہوئے جس کو دل چاہے پڑھ لیا کریں باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ اگر دل چاہے احادیث میں سے انتخاب کر کے مندرجہ ذیل اذکار لکھ دیے ہیں صبح و شام ان کا ورد کر لیں تو ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔

ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ آیت الکرسی ایک مرتبہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

ایک مرتبہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ.

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

(٢) تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. پڑھ کر سورۂ حشر کی یہ آخری آیات ایک مرتبہ پڑھیں۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک (٣) چاروں قل۔

(٤) سات مرتبہ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

(٥) ایک مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

(٦) ایک مرتبہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ

(٧) تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(٨) تین مرتبہ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا

(٩) ایک مرتبہ سید الاستغفار اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

(١٠) سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ

(١١) ایک مرتبہ اَللّٰهُمَّ مَاۤ اَصْبَحَ بِىْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ

(١٢) ایک مرتبہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَيُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ (حصن حصین)

نماز جمعہ کے آداب اور سنتیں

۱۔ جمعرات ہی سے جمعہ کا اہتمام شروع کر دے' مثلاً کپڑے صاف کرے' خوشبو ہو تو خوشبو لگا کر رکھے خط بنوائے زیر ناف کے بال صاف کرے اور جمعرات کو عصر کے بعد استغفار بھی زیادہ کرے۔ (احیاء العلوم)

۲۔ جمعہ کے دن غسل کرے' سر پر بال ہوں تو ان کو اور بدن کو خوب صاف کرے' مسواک کرے' جو پاس ہوں عمدہ سے عمدہ کپڑے پہنے ہو سکے تو خوشبو لگائے ناخن وغیرہ کتروائے (احیاء العلوم)

۳۔ جامع مسجد میں بہت جلدی چلا جائے جتنا جلدی جائے گا اتنا ہی زیادہ ثواب پائیگا (بخاری و مسلم)

۴۔ نماز جمعہ کیلئے پا پیادہ جائے۔ ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے (ترمذی)

۵۔ فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں الم سجدہ' دوسری رکعت میں ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ کی سورت پڑھے' کبھی کبھی ترک بھی کر دے۔ (صحاح)

۶۔ جمعہ کی نماز میں امام پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ' دوسری میں سورہ منافقون یا پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی دوسری رکعت میں ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھے۔

۷۔ جمعہ کی نماز سے پہلے یا بعد میں کوئی سورۃ کہف پڑھے تو اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا جو قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام

آئے گا اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے ہیں سب معاف ہو جائیں گے۔ (سفر السعادت) مراد گناہ صغیرہ ہیں۔

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنا' نماز جمعہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی جب سب لوگ جمع ہو جاتے اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے جب تک منبر نہ بنا تھا کسی کمان یا لاٹھی سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے منبر بن جانے کے بعد پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کام ذکر نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرما دیتے خطبہ پڑھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی ایسے دشمن سے جو عنقریب آنے والا ہو اس کی لوگوں کو خبر دے رہا ہو اکثر خطبے میں یہ فرماتے "میں اور قیامت اس طرح بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو انگلیاں بیچ کی اور شہادت کی انگلی ملا دیتے تھے ایک صحابی کہتے ہیں' آپ اکثر خطبے میں سورۃ ق پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے سورۃ ق حضرت سے سن کر ہی یاد کی ہے اور کبھی سورۃ والعصر اور کبھی لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ الخ کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا سے مَاکِثُوْنَ تک۔ (فروع ج۳ ص۱۳۷)

۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل چار سنت پڑھا کرتے جو ایک سلام سے ہوتی تھیں۔ (ابن ماجہ)

۹۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد اپنے گھر جا کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھا کرو (ابن ماجہ) ابن عمر چھ رکعت پڑھا کرتے تھے بہتر یہ ہے کہ دونوں پر عمل ہو جائے یعنی جمعہ

کے بعد پہلے چار رکعت سنت پھر دو رکعت سنت پڑھ لیا کریں (طحاوی)

۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے (ابن ماجہ)

سورج گرہن پر نماز

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے لوگوں نے صف باندھ لی آپ نے تکبیر کہہ کر نماز پڑھائی۔ قرأت شروع کی اور لمبی قرأت کی پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہا پھر کھڑے ہوئے اور لمبی قرأت کی مگر پہلی دفعہ سے کچھ کم تھی پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا لمبا رکوع کیا مگر پہلی بار سے کم تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہا پھر دو رکعت پوری کیں اسی طرح دوسری رکعت پڑھی (اس وقت آپ نے) چار رکوع کئے اور چار سجدے کئے اور نماز سے فراغت سے قبل ہی آفتاب صاف ہو گیا تھا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی جیسا کہ وہ لائق حمد ہے پھر فرمایا آفتاب و ماہتاب اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن میں نہیں آتے جب تم یہ دیکھا کرو تو نماز کی طرف دوڑا کرو۔ (ابن ماجہ)

بارش مانگنے کیلئے نفل پڑھنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش مانگنے کی نماز کے لئے عیدگاہ میں تشریف لے گئے دو رکعت نماز پڑھائی اور قبلہ رو ہو کر چادر مبارک کو پلٹا دیا ایک روایت میں ہے اذان یا تکبیر نہیں کہی ہاں خطبہ پڑھا خطبے کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا اور قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (ابن ماجہ)

نماز استخارہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صلوٰۃ استخارہ کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جیسے کہ قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے فرمایا جب تم کو کوئی کام فکر اور سوچ میں ڈال دے (یعنی کرنا یا نہ کرنا) تو اسے دو رکعت نفل پڑھنی چاہئے نماز کے بعد یہ کلمات کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ

(اس جگہ جو کام درپیش ہے اس کا قصد کرے)

خَيْرًا لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ اَوْ خَيْرًا لِّىْ فِىْ عَاجِلِ اَمْرِىْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر دل کا منشاء ظاہر کرے) اِنْ كَانَ شَرًّا لِّىْ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِىْ بِهٖ (ابن ماجہ)

اس کے بعد جو دل میں خیال آئے وہ پہلو بہتر سمجھے۔

نوافل کی سنتیں

اشراق کی نماز

سنت-۱: فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھا رہے۔

اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی بھی جگہ بیٹھ جائیے۔

ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتا رہے جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آ جائے۔ تقریباً آفتاب نکلنے کے پندرہ منٹ بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

فضیلت: اشراق کے وقت چار رکعت نفل پڑھے تو اس کی کھال کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی (بیہقی)

صبح کا ناشتہ

سنت-۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہد میں پانی ملا کر پیا کرتے تھے۔ نیز تمر پینا بھی آیا ہے (نبیذ تمر یعنی رات سے کھجوریں پانی کے برتن میں ڈال کر صبح کو وہ پانی پی لیں) (ترمذی)

چاشت کی نماز

اشراق کے بعد حلال روزگار و مشاغل دنیوی میں لگ جائیے پھر چاشت کے وقت چاشت کی نماز پڑھیں۔

چاشت کا وقت: جب آفتاب میں اور دھوپ میں تیزی آ جائے اندازاً ۹ بجے کے بعد سے زوال سے ایک گھنٹہ قبل تک کے درمیان دو رکعت یا چار رکعت یا چھ رکعت یا آٹھ رکعت نفل پڑھیں۔ (اس کو چاشت کی نماز کہتے ہیں) (مسلم)

فضیلت: چاشت کی صرف دو رکعت پڑھنے سے آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام گناہ صغیرہ کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (مسلم) اگرچہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

چاشت کی چار رکعت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دن بھر کے بڑے بڑے کام اس بندے کے آسانی پورے کرا دیتے ہیں۔ اس کے کاموں کی کفالت فرما لیتے ہیں۔ (احمد)

جو شخص چاشت کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے گھر سے باوضو ہو کر چلے تو اس کو عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابو داؤد)

جو شخص چاشت کے وقت آٹھ رکعت نفل پڑھے تو اس کو قانتین (عابدین) میں سے لکھ دیا جاتا ہے اگر بارہ رکعت نفل پڑھے تو جنت میں ایک مکان بنا دیا جاتا ہے (احمد) چاشت کے وقت کے نوافل سے فارغ ہو کر پھر اپنے حلال روزی کے حصول میں لگ جائیے۔

ظہر کی نماز سے متعلق سنتیں

نوٹ: تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد ظہر کے وقت دونوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

تحیۃ الوضو کا طریقہ: وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ جان کر خیالات کو نہ لائیں اس طرح پڑھنے سے اس کے تمام صغیرہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے (ترمذی)

وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں علاوہ اوقات مکروہ کے جب بھی وضو کریں یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں اس طرح مسجد کے داخلے کے شکرانے کی دو رکعت نفل پڑھا کرتے ہیں ان کو نماز تحیۃ المسجد کہتے ہیں وہ بھی مستحب ہیں (ترمذی)

نوٹ: نماز کے لئے وضو کرنے' گھر سے چلنے' راستے کی اور مسجد میں داخل ہونے

مسجد میں بیٹھنے، صف باندھنے اور جماعت کی تمام سنتوں کا خیال رکھیں جو فجر کے وقت میں
بیان کی گئی ہیں۔

ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت اور فرضوں کے بعد دو رکعت سنتیں ہیں۔

جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو دوڑ کر نہ چلیں کہ سانس پھول جائے بلکہ سکون و وقار کے
ساتھ آیئے۔ (ترمذی)

امام کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو نماز کے مسائل سے زیادہ واقف ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرش پر چٹائی پر اور زمین پر نماز پڑھنا ثابت ہے (ترمذی)
زمین پر نماز پڑھنا چٹائی سے افضل ہے اور چٹائی پر کپڑے کے مقابلے سے
افضل ہے (شرح نقایہ) ظہر کی نماز کے بعد اپنی مصروفیات میں مشغول ہو جائیے اور
عصر کی نماز کا خاص طور سے خیال رکھیے۔ قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے
کہ عصر کی نماز باجماعت ادا ہونی چاہئے جب آپ عصر کی نماز کی تیاری کریں تو
گزری ہوئی سنتوں کو ادا کرتے ہوئے چلیں۔

نمازِ عصر سے متعلق سنتیں

عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنت ہیں (ترمذی)

جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو صفیں سیدھی رکھنے کا خاص اہتمام رکھیں دوسرا
آدمی یا پیش امام آگے پیچھے ہونے کو کہیں تو تعمیل کریں اور ہر نماز کو یہ سمجھ کر ادا کریں کہ
شاید یہ میری آخری نماز ہو۔

فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی کرتا رہے اس وقت
دن و رات کے مقررہ فرشتوں کی ڈیوٹی بدلا کرتی ہے اگر ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور
۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرتے ہیں۔ پھر دعا مانگیں۔

عصر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک مسجد میں رہ کر جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے
اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا سا

ثواب ہوتا ہے (ترغیب) کاروبار میں بھی مشغول ہو جائے تو وقت بوقت ذکر کرتا رہے
جھوٹ، جھوٹی قسم اور دیگر گناہوں سے پرہیز کرے ویسے تو ان باتوں کا تمام عمر میں
ہر برے خیال، گناہ اور گناہوں سے بچنا ضروری ہے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینا چاہئے۔
دنیا کی بے ساختگی سے تنہائی اور یاد الٰہی بہتر ہے۔
جب سورج غروب ہونے لگے تو چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکالیں اگر باہر
ہوں تو ان کو گھر بلا لیں اس وقت شیطانی لشکر پھیلتا ہے اب آپ مغرب کی نماز پڑھیں
کے جملہ سنن کا خیال رکھیں اکثر سنتیں ہر نماز کے وقت سامنے آتی ہیں ایک دفعہ بیان کر
دی ہیں آپ پانچوں وقت خیال رکھا کریں۔

نمازِ مغرب سے متعلق سنتیں

مغرب کی اذان کے بعد فرضوں سے پہلے سنت نہیں ہیں۔ البتہ اذان کے وقت مغرب
یہ دعا کرنا منقول ہے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ
دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِىْ (مشکوٰۃ)

مغرب کے فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت ہیں (ترمذی)
ان دو سنتوں کے بعد چھ رکعت نفل پڑھے تو اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا
ہے اس کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔
عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل نہ سوئیں (مشکوٰۃ) مبادا عشاء کی نماز جماعت سے فوت ہو
جائے بچوں کو دین کی باتیں بتانے کا یہ اچھا وقت ہے اب آپ عشاء کی نماز کی تیاری کریں۔

اَوّابین

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد جو نوافل پڑھے جاتے ہیں انہیں اوابین کہتے ہیں
ان کی کم از کم تعداد ۶ اور زیادہ سے زیادہ ۲۰ ہے۔
حضرت عمار بن یاسرؓ کے صاحبزادے محمد بن عمارؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے
والد ماجد عمار بن یاسر کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد ۶ رکعت پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے

کہ میں نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ
رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ
بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

مسئلہ: مغرب کے فرضوں کے بعد ۲ رکعت نفل پڑھ کر صرف ۶ رکعت سنت ہو کر
اور پڑھ لے تو اوابین کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

نصف شب کے بعد سو کے اٹھ کر جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے تہجد کہتے ہیں اس کی کم از کم
رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعتیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عموماً آٹھ رکعت پڑھا کرتے تھے

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔"اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری درمیانی حصہ میں
ہوتے ہیں پس اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس (مبارک) وقت
میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو تم ان میں سے ہو جاؤ۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
۔"فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیان رات کی نماز ہے (یعنی تہجد)

نماز عشاء سے متعلق سنتیں

عشاء کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت ہیں (مشکوٰۃ)

عشاء کے فرضوں کے بعد دو رکعت سنت ہیں (مشکوٰۃ)

عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو
شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے (الترغیب) اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلی ہو تو یہ چار
رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں تو تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل
جائے تو اس وقت بھی تہجد کی نماز پڑھ لیں ورنہ یہ چار رکعت بھی کافی ہو جاویں گی۔

وتروں کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان نفلوں میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ
کے بعد اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قُلْ یٰاَیُّهَا

الْکٰفِرُوْنَ پڑھے تو یہ دو رکعت قائم مقام تہجد کے ہو جاتی ہیں (الترغیب)

چونکہ ہو سکے تو دونوں جگہ یعنی وتروں سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت
نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ تہجد کی فضیلت و ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع (یعنی مکروہ تنزیہی) ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اندھیری رات ہو روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشاء ادا کرنا
موجب بشارت ہے (ابن ماجہ)

ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا (الترغیب)

جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس
کے لئے دوزخ سے برأت (بری ہونا) لکھ دیا جاتا (ابن ماجہ)

وتروں کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی دوسری
رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا
(ابوداؤد) کبھی کبھی چھوڑ دیا کریں)

وتر کی نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ آواز کے ساتھ سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوْسِ پڑھنا تیسری مرتبہ ذرا کھینچ کر پڑھنا۔ (مشکوٰۃ)

تہجد پڑھنے والوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس مرد پر رحمت
فرمائے جو رات کو نیند چھوڑ کر تہجد کی نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے اگر وہ انکار کرے
یعنی اس کو گہری نیند آئی ہو تو اس کے چہرے پر پانی کا چھینٹا مارے اور حق تعالیٰ اس عورت پر
رحمت فرمائے جو رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اگر وہ انکار
کرے تو اس کی چہرے پر پانی کا چھینٹا مارے۔ (ابوداؤد)

رمضان کے روزوں کی سنتیں

سحری:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اس کو ہرگز نہ چھوڑو! اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ سحری میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں.... (مسند احمد.... معارف الحدیث)

افطار:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے.... یعنی غروب آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے.... (معارف الحدیث.... جامع ترمذی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اس لیے کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے.... (مسند احمد.... ابی داؤد.... جامع ترمذی.... ابن ماجہ.... معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے.... (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: "ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" (سنن ابی داؤد.... معارف الحدیث)

معاذ بن زہرہ تابعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: "اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ" (سنن ابی داؤد.... معارف الحدیث)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کی ایک بھی دعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی (ابن ماجہ.... معارف الحدیث)

تراویح:۔ اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے.... آئمہ اربعہ میں یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ.... امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں.... (خصائل نبوی)

قرآن مجید کا پڑھنا

رمضان شریف میں قرآن کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے.... اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کر سکیں گے تو پھر الم تر کیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں.... ہر رکعت میں ایک سورت ہو پھر دس رکعت پوری ہونے پر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ لے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے.... (بہشتی گوہر)

تراویح پورے مہینہ پڑھنا

تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے.... اگرچہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے.... مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے....

تراویح میں جماعت:۔ تراویح میں جماعت سنت علی الکفایہ ہے.... اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو....

تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا

تراویح دو دو کر کے پڑھنا چاہیے۔ چار رکعت کے بعد اس قدر توقف کرنا چاہیے جس قدر نماز میں صرف ہوا ہے لیکن مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے وقت کم بھی کیا جا سکتا ہے۔ (بہشتی زیور)

تراویح کی اہمیت

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے.... (عورتیں اکثر تراویح کی نماز کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھے.... جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے.... (بہشتی زیور)

تراویح کی تعداد

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ....

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے (مجمع الزوائد ص ۱۷۲ ج ۳۔ بحوالہ طبرانی)

(اگرچہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین کا مسلسل عمل اس پر رہا ہے اس لیے محدثین اور فقہاء کے اصول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے) حضرت سائب بن یزید اور یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے.... (بیہقی۔ آثار السنن۔ ص ۲۰۳۔ بحوالہ مؤطا امام مالک)

تراویح کے درمیان ذکر

تراویح کے درمیان ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت حدیث میں نہیں ملتا... البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قہستانی اور منح العباد کے حوالے سے نقل کیا ہے

کہ یہ ذکر کیا جائے: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ○ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ○ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ○ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ○ (شامی ص ۶۶۱ ج ۱)

ترجمہ: میں پاکی بیان کرتا ہوں عالم اجسام اور عالم ارواح والے کی.... پاک ہے عزت و عظمت والا اور قدرت اور بڑائی اور غلبہ والا.... پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے سوتا نہیں اور مرتا نہیں ہے.... بڑا پاک ہے نہایت پاک ہے ہمارا اور فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (اے اللہ) ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں....

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح میں تلاوت قرآن پڑھنے سننے کے لیے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن کہ اس کی ماں نے جنا تھا.... (نسائی۔ حیات المسلمین)

اعتکاف

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی ہے اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا.... رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں

سے باہر تشریف لاتے تھے......(معارف الحدیث)

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے دو حج اور دو عمروں کا ہوگا (یعنی اتنا ثواب ملے گا)......(بیہقی۔۔۔معارف الحدیث)

مستحبات اعتکاف

نیک اور اچھی باتیں کرنا ☆ قرآن شریف کی تلاوت کرنا ☆ درود شریف کا ورد رکھنا ☆ علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا وعظ و نصیحت کرنا ☆ نماز پنجگانہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا (بہشتی زیور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرمایا: کہ معتکف کے لیے دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے باہر نکلے نہ عورت سے مقاربت کرے اور اپنی ضرورتوں کے لیے بھی مسجد سے باہر نہ جائے سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت۔۔۔پیشاب۔۔۔پاخانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا چاہیے) بغیر روزہ کے نہیں۔۔۔(سنن ابی داؤد۔۔۔معارف الحدیث)

اعتکاف مسنون

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہو جاتی ہے۔۔۔

اعتکاف اور معتکف کے لیے مسنونہ اعمال

☆ دس دن کا اعتکاف سنت ہے اس سے کم کا نفل ہے۔ ☆ عورت کے لیے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ ☆ حالت اعتکاف میں قرآن کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔۔۔(بہشتی زیور)

شب قدر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔۔۔(صحیح بخاری)

شب قدر کی دعا

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عرض کرو: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ط ترجمہ: اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں (اور) کریم ہیں عفو کو پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا مجھ سے درگزر کر دیجئے (معارف الحدیث)

رمضان کی آخری رات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رمضان کی آخری رات میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کے لیے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا گیا۔۔۔وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اُجرت مل جاتی ہے۔۔۔(مسند احمد۔۔۔معارف الحدیث)

صدقہ فطر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکۃ المکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے۔۔۔خواہ مرد ہو یا عورت۔۔۔آزاد ہو یا غلام۔۔۔چھوٹا ہو یا بڑا۔۔۔دو مد (تقریباً دو سیر) گیہوں کے یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زیادہ) غلہ کا (اور صدقہ) نماز عید کو جانے سے قبل دے دینا چاہیے۔۔۔(ترمذی)

خوشی منانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ارشاد فرمایا: کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف اُٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔۔۔(شرح معانی الآثار)

رمضان المبارک کے علاوہ دیگر ایام کے روزے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی.... کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی کئی دن روزے رکھتے تھے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول (روزے کے معاملہ میں) بھی عجیب نرالا تھا کہ مصالح و تنبیہ کے تحت میں خاص خاص ایام کے روزے رکھتے اور بسا اوقات افطار فرماتے.... (شرح شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی متواتر روزے رکھتے تھے اور ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہ رکھیں گے لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔ ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا.... (ابوداؤد۔ شمائل ترمذی)

شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال کے چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا..... (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

خاص روزے

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے....

☆ عاشورہ کا روزہ۔
☆ عشرہ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ تک کے روزے
☆ ہر مہینے کے تین روزے اور
☆ قبل فجر کی دو رکعتیں (سنن نسائی)

ہر ماہ تین روزے

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: رکھتے تھے میں نے مکرر پوچھا کہ مہینے کے کن ایام میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہ تھا جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے..... (شمائل ترمذی)

مسلسل روزے رکھنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے کثرت عبادات نماز روزہ کے متعلق علم ہونے پر) مجھ سے فرمایا: کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں) تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ اولاد کا بھی حق ہے۔ ملنے والوں کا بھی حق ہے۔ (شمائل ترمذی)

چاند کی تین تاریخوں کے روزے

حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی مہینہ کی تیرہویں.... چودہویں اور پندرہویں کو روزہ رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ ہر مہینہ کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے.... (سنن ابی داؤد۔۔۔ معارف الحدیث)

عشرہ ذی الحجہ کے روزے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں ہے جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہے (جامع ترمذی.... معارف الحدیث)

پندرہویں شعبان کا روزہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں.... کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں.... کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں.... اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں.... غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے.... (سنن ابن ماجہ)

جمعرات کا روزہ

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے.... (جامع ترمذی۔ نسائی۔۔۔ معارف الحدیث)

ایک روایت میں اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ پیر اور جمعرات کے دن حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں (شمائل ترمذی)

یوم عاشورہ کا روزہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ میں روزے رکھنا اپنا معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک و تشابہ والی صورت پیدا ہو جاتی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے....

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لیکن اگلے سال کا ماہ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا.... (صحیح مسلم۔۔۔ معارف الحدیث)

عیدین کے متعلق سنتیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے... حضرت
بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ
الفطر.... یوم النحر.... یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے....

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن
فرماتے... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سبز وسرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے...
چادر یمن کی ہوتی جسے بُردِ یمانی کہا جاتا ہے وہ بھی چادر ہے... عید کیلئے زیب وزینت کا
مستحب ہے مگر لباس شروع ہو.... (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر عیدگاہ جانے سے
پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے.... ان کی تعداد طاق ہوتی یعنی تین.. پانچ.. سات
وغیرہ.... (بخاری۔ طبرانی)

☆ عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے چنانچہ حدیث
شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے.... عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے....
جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے.... پھر اپنی قربانی کے
گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے.... (جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ مدارج النبوۃ)

نماز عید

سنت: عیدین کی نماز میں کبھی اذان و اقامت نہیں ہوئی اور خطبے سے پہلے عید کی نماز ادا کی۔ (ابن ماجہ)

سنت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ
اور دوسری رکعت میں ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھا کرتے تھے (ابن ماجہ)
سنت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے خطبے کے درمیان بار بار تکبیر کہتے تھے (ابن ماجہ)
سنت: عید کی نماز سے قبل کوئی نفل نہیں پڑھتے تھے ہاں نماز کے بعد گھر آ کر دو
رکعت نفل پڑھا کرتے تھے (ابن ماجہ)
سنت: نماز عید کے لئے آپ پیدل جاتے پیدل ہی آتے (ابن ماجہ)
سنت: ایک راستے سے جاتے تو دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے (ابن ماجہ)

عیدگاہ

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ نماز عید... عیدگاہ (میدان)
میں ادا فرماتے تھے.... یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد
میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس فضل وشرف کے
جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کو حاصل ہے.... نماز عید کیلئے عیدگاہ (میدان) میں
باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے.... (ابوداؤد۔ مدارج النبوۃ)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت
تکبیر سے مزین کرو.... عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے.... (طبرانی)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تک پا پیادہ تشریف لے جاتے اور اس پر عمل کرنا
سنت ہے.... بعض علماء نے مستحب کہا ہے.... (سنن ابن ماجہ)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد
پڑھتے.... (مدارج النبوۃ۔ مسند شافعی)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدگاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرما دیتے....
نہ اذان.... نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعۃ وغیرہ کی نداء کچھ نہ ہوتا.... ☆ تکبیرات عیدین
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین

تکبیریں رکعت اوّل میں قرأت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد.... ☆حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے.... ☆حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستے سے تشریف لاتے....(بخاری۔ترمذی۔مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سنت کی شدت کے باعث طلوع شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عیدگاہ تک تکبیر کہتے رہتے....(ابوداؤد۔زاد المعاد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب عیدگاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں صرف دو رکعتیں ادا کرتے....(زاد المعاد)

پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قرأت شروع فرماتے.... سورۃ فاتحہ پھر اس کے بعد سورہ "قٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ" ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" پڑھتے....(زاد المعاد)

لیکن یہ سورتیں متعین نہیں.... دوسری بھی پڑھی جا سکتی ہیں....

عید کا خطبہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے۔ لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے وعظ کہتے۔ وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے۔ عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے....(زاد المعاد)

نیز مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن (نویں تاریخ) فجر کی نماز سے لے کر

ایام تشریق کے آخری دن (تیرہویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.." (زاد المعاد)

نماز عید کی ترکیب

نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے.... پہلی رکعت میں "سبحانک اللّٰھم" پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے.... دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے.... تیسری بار پھر اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور قرأت شروع کرے.... باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قرأت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے.... چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے....(بہشتی گوہر)

☆عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے صرف دو رکعت ہے....(مسلم)

☆عیدگاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے اور نماز عید سے پہلے گھر پر بھی.... ☆جس کی نماز با جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس کے لیے جماعت شرط ہے البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کر لینا واجب ہے(بہشتی گوہر)

عید کا خطبہ:۔ ☆بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں ہوتی ہے....

خطبہ میں تکبیر

عیدین کے خطبہ میں پہلی تکبیر سے شروع کرے.... اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ دوسرے میں سات مرتبہ....(بہشتی گوہر)

☆عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ میں آواز بلند کہنا چاہیے....(بہشتی گوہر)

صدقۂ فطر کا وجوب

☆ ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد و عورت) پر واجب ہے جبکہ وہ اتنے مال کا
ساوی مالک نصاب کے ہو... خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا ضرورت سے زائد ہو
شکل میں ہو یا مال تجارت ہو... رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو اپنی طرف سے اور
نابالغ بچوں کی طرف سے جو اس کی زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں)
یا اس کی قیمت ادا کریں... صدقۂ فطر نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے...

عید الاضحیٰ کے مسنون اعمال

☆ عید الاضحیٰ کی رات میں طلب ثواب کے لیے بیدار رہنا اور عبادات میں مشغول رہنا
سنت ہے۔ ☆ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے
بعد جو باجماعت ہو اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے... ایک مرتبہ تکبیرات تشریق
آواز سے ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر، عورت اور منفرد کے لیے بھی بعض علماء کا قول ہے کہ
اگر کہہ لیں تو بہتر ہے لیکن عورت اگر تکبیر کہے تو آہستہ کہے۔ ☆ نماز عید الفطر سے پہلے
کھجوریں کھانا اور عید الاضحیٰ میں اگر قربانی کریں تو نماز عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا بلکہ
اپنی قربانی کے گوشت سے کھانا ☆ جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کو ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے
بعد جب تک قربانی نہ کر لے اس وقت تک حجامت نہ بنوانا اور ناخن نہ کتروانا مستحب ہے (بہشتی زیور)

قربانی کا ثواب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔
انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے؟ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی... انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون والا
جانور ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی... (حاکم)

اُمت کی طرف سے قربانی

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ قربانی اس کی
طرف سے ہے جو میری اُمت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی...
(موصلی و طبرانی کبیر و اوسط... یہ حدیث جمع الفوائد میں ہے)... فائدہ: مطلب حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کو ثواب میں شامل کرنا تھا... نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اس
طرح ادا ہو گئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی باقی نہیں رہی... غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں اُمت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
بھول جائیں اور ایک حصہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ کریں... (حیات المسلمین)
حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو
اس سے محبت بڑھتی ہے... (ابو داؤد)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا
جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ اب قربانی کرنے تک
بال یا ناخن بالکل نہ تراشے... یہ مستحب ہے ضروری نہیں... (معارف الحدیث بحوالہ صحیح مسلم)

قربانی کا طریقہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے لیے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے مونڈھے
پر رکھتے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہتے اور ذبح کرتے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ
جلدی کریں اور اچھے انداز سے کریں یعنی چھری تیز ہو اور جلدی ذبح کریں... (زاد المعاد)
ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عیدگاہ میں عید الاضحیٰ کے دن
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک
مینڈھا لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا

کر یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے ذبح نہیں کیا پھر
صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں قربانی ذبح کیا کرتے تھے۔ (دارمی)
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربانی کے
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی
کی... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی:

إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّأُمَّتِهٖ ○ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ.... پھر ذبح کیا۔

ترجمہ: "میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا... اس حال میں کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) حنیف کے دین پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں... بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں... اے اللہ! یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے... محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے... شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے...." (احمد، ابو داؤد... ابن ماجہ، دارمی)

ذبح کرنے کے بعد پڑھنے کیلئے یہ دعا ماثور ہے

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ....

ترجمہ: "اے اللہ! اسے میری جانب سے قبول فرما لیجیے جیسے کہ آپ اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی قبول فرما چکے ہیں...." اگر یہی دعا دوسرے کی طرف سے پڑھی جائے تو (منی) کے بجائے من کہے اور پھر اس کا نام لے....

نیند..... ہدایات اور سنتیں

(۱) بستر پر سونے سے پہلے ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ (مسلم، کتاب الدعوات)

(۲) سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھیں۔ (بخاری)

(۳) سونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى" اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور جیتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

(۴) سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر ان امور کو انجام دیں، دروازہ بند کریں۔ آگ وغیرہ جس سے آگ لگنے کا اندیشہ ہو بجھا دیں، برتن ڈھانک دیں، ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے جس کھلے ہوئے برتن سے گزرتی ہے اس میں وبا کا کچھ حصہ ضرور داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم) اگر پانی کی بالٹی (وغیرہ کہ جس کو پورا بند نہ کر سکے) تو اس کے منہ پر کوئی لکڑی (وغیرہ) بسم اللہ پڑھ کر رکھ دیں۔ (مشکوٰۃ) جن برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں ان سب کو (بسم اللہ پڑھ کر) ڈھانپ دیں۔ (مسلم)

(۵) بستر بچھا ہوا ہو یا لپٹا ہوا ہو تو لیٹنے سے پہلے اس کو جھاڑ لیں، تہبند کے ایک کونے ہی سے جھاڑ لیں۔ (مشکوٰۃ)

(۶) سونے کے لئے پھر مسواک کر لیں۔ (مشکوٰۃ)

(۷) سونے کے قبل دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر پھونک ماریں ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۃ اخلاص پڑھیں پھر پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور دونوں

ہاتھوں کو سر سے پاؤں تک جہاں تک ہاتھ پہنچیں پھیر لیں پہلے سامنے سر سے شروع کرے پیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف کو پھیر لیں اس طرح سے تین بار کریں (ترمذی)

(۸) خود بستر بچھانا (مسلم) (۹) تکیہ لگانا (مسلم)

(۱۰) سرمہ دانی رکھیں اور سوتے وقت خود بھی ڈالیں اور بچوں سے بھی اہتمام کروائیں، تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں، پہلے تین مرتبہ دائیں میں پھر تین مرتبہ بائیں میں ڈالیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۱) جب بچے دس سال کی عمر کے ہو جائیں تو بہن بھائی کے بستر الگ کر دیں (ابوداؤد) (۱۲) بیوی، بچوں کو نصیحت آمیز واقعات سنائیں اور خوش طبعی کی باتیں کریں۔

(۱۳) دائیں کروٹ پر قبلہ رو ہو کر سوئیں۔ (مسلم، کتاب الدعوات)

داہنا ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھیں۔ (بخاری)

الٹا لیٹنا اس طرح سے کہ سینہ زمین کی طرف اور پیٹھ آسمان کی طرف ہو منع ہے (کیونکہ اس طرح شیطان سوتا ہے)۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۴) رات کو سونے سے پہلے مسواک کرنا، وضو کر کے سونا مسنون ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تمام چیزوں پر استراحت فرمانا ثابت ہے۔ بوریہ، چٹائی، کپڑے کا فرش، زمین، تخت، چارپائی، چمڑا اور کھال۔ (مسند ابی یعلی)

ان میں سے ہر ایک سنت کی نیت کرنے سے آپ کو ثواب مل سکتا ہے۔

(۱۵) تہجد کی نماز کے لیے اٹھنے کی نیت سے مصلے وغیرہ ساتھ رکھ کر سونا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۶) قرآن مجید میں سے کوئی سورت ضرور پڑھیں۔

فائدہ:۔۔۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں، آیتوں اور دوسری بعض دعاؤں کے متعلق رات کو پڑھنے کا حکم آیا ہے، جس کو جتنا آسان لگے پڑھ لیا کریں۔

(۱۷) وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے رکھنا۔ (صحیح مسلم)

(۱۸) آنکھ کھل جانے پر صبح صادق سے پہلے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا۔

فائدہ:۔۔۔ نماز تہجد کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت سنت ہے۔ اگر نماز عشاء کے بعد وتر کی نماز نہ پڑھی تو نماز تہجد کے بعد پڑھیں۔ اس کے بعد چاہے تو قرآن مجید کی تلاوت یا ذکر الٰہی کرتے رہیں یا درود شریف و دیگر وظائف پڑھتے رہیں یا تہجد پڑھ کر پھر سو جائیں تب بھی درست ہے مگر فجر کی نماز باجماعت ادا کریں کیونکہ اس کی زیادہ فضیلت ہے۔

نماز تہجد شروع کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (صحیح مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں کبھی تو بلند آواز سے قرأت فرماتے تھے اور کبھی پست آواز سے۔ (ابوداؤد) لہٰذا جیسا وقت اور موقع دیکھے اس کے مطابق عمل کرلے، دونوں طرح سے قرأت مسنون ہے۔

(۱۹) جب خواب میں اچھی چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے۔ لیکن دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

کیونکہ جب دوست اور خیر خواہ اسے سنے گا تو اچھی تعبیر دے گا لیکن جب دشمن و ناواقف سنے گا تو بری تعبیر دے گا عموماً پہلی تعبیر کے موافق خواب کی تعبیر ہو جاتی ہے۔

(۲۰) جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تھتکار دے یا تھوک دے (مسلم) اس طرح تھتکارے کہ منہ کی ہوا کے ساتھ تھوک کے کچھ ذرات بھی نکل جائیں۔ (مسلم)

شیطان اور اس خواب کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ تین مرتبہ مانگے۔ (مسلم)

پناہ مانگنے کے لیے مثلاً یہ الفاظ کہے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَمِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا" تین بار کہے اور کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہ کرے، جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے یا اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ ایسا کرنے سے ان شاء اللہ وہ خواب نقصان نہ دے گا۔ (مسلم)

(۲۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو جاگ جائے اور جاگتے وقت یہ کلمات کہے: "لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله" پھر "رب اغفر لی" کہہ کر اپنے رب سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اگر وہ کھڑا ہوا، وضو کیا، پھر نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔ (بخاری)

(۲۲) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو دس بار اللہ اکبر، دس بار الحمد للہ، دس بار سبحان اللہ وبحمدہ، دس بار "سبحان الملك القدوس"، دس بار استغفر اللہ اور دس بار لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تھے، پھر دس بار ہی یہ دعا پڑھتے: "اللهم إني أعوذ بك من ضيق الدنيا وضيق يوم القيامة" (مسلم شریف)

(۲۳) جاگنے کے بعد جب اٹھنے کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھے: "الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور" (بخاری، کتاب الدعوات)

قیلولہ سنت ہے

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنی سورۃ الملک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دن میں پانچ چھ گھنٹے کام کر کے طبعاً آدمی تھک جاتا ہے تو دن کے بیچ کا حصہ قیلولہ کیلئے رکھا اور اسے سنت قرار دیا گیا۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیچ دن کے مختصر آرام یعنی دس بیس منٹ آدھا گھنٹہ قیلولہ کرنے سے عمل میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

نیند سے جاگتے وقت کی سنتیں

۱: نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملنا تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)

۲: جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھنا

الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (شمائل ترمذی)

۳: جب بھی آپ سو کر اٹھیں تو مسواک کرنا (ابوداؤد)

فائدہ: وضو میں دوبارہ مسواک کی جائے گی وہ علیحدہ مسنون ہے۔ سو کر اٹھتے ہی

مسواک کرنا علیحدہ سنت ہے۔ پھر دیکھو نیند سے جاگنے کے بعد کپڑے پہنتے ہوتے ہی کپڑے پہنتے وقت ان سنتوں کا آپ خیال رکھیں۔

۴: پاجامہ، شلوار پہنیں تو اول دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہنئے! کرتا یا بنیان پہنیں تو پہلے دائیں آستین دائیں ہاتھ میں پہنئے پھر بائیں ہاتھ میں بائیں آستین پہنئے۔ ایسے ہی اچکن شیروانی وغیرہ داہنی طرف سے پہننا شروع کیجئے۔ ایسے ہی جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہنئے اور جب اتاریں تو پہلے بائیں طرف کا اتاریئے پھر دائیں طرف کا اتاریئے (ترمذی) اور بدن کی پہنی ہوئی ہر چیز کا یہی مسنون طریقہ ہے۔

اس کے بعد عام طور پر صبح اٹھنے کے بعد پیشاب پاخانے کی حاجت ہوتی ہے لہٰذا جب بھی یہ ضرورت پیش آئے مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں۔

۵: پانی لینے کے وقت پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھو لیں تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں (ترمذی)

۶: استنجے کے لئے پانی اور ڈھیلے دونوں لے جائیں، تین ڈھیلے یا پتھر ہوں تو مستحب ہے اگر پہلے سے بیت الخلاء میں انتظام کیا ہوا ہے تو کافی ہے۔ (ترمذی، بخاری، مسلم)

۷: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو جوتا پہن کر جاتے اور سر ڈھک کر جاتے تھے۔ (ابن سعد)

۸: بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

بسم الله اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث (ترمذی)

۹: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اندر پہلے بایاں قدم رکھیں (ابن ماجہ)

۱۰: جب بدن ننگا کریں تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچا ہو کر کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے (ترمذی، ابوداؤد)

۱۱: انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآن شریف کی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس کھدا ہوا ہو (اور وہ دکھائی دیتا ہو) اس کو اتار کر باہر ہی چھوڑ جانا چاہئے (نسائی)

فائدہ: فراغت کے بعد باہر آ کر پھر پہن لیں، تعویذ جس کو موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔

۱۲: رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کریں نہ اس طرف کو پیٹھ کریں بلکہ شمالاً یا جنوباً ہو کر قبلہ سے پھر کر بیٹھیں۔ (ترمذی) ۱۳: رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدیدہ) کلام نہ کریں اسی طرح زبان سے اللہ کا ذکر بھی نہ کریں۔ (مشکوۃ)

۱۴: پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں (بخاری و مسلم) ۱۵: پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچیں کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے (ترمذی)

۱۶: بعض مرتبہ بیت الخلاء نہیں ہوتا تو اس وقت ایسی آڑ کی جگہ میں رفع حاجت کرنا چاہیے جہاں دوسرے آدمی کی نگاہ نہ پڑے (ترمذی) ۱۷: جنگل یا شہر کے باہر میدان میں رفع حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے (ترمذی)

۱۸: یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے (قرآن کریم)

۱۹: پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین کی تلاش کریں تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اچھلیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے (ترمذی) ۲۰: بیٹھ کر پیشاب کریں کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں (ترمذی) ۲۱: استنجا پہلے ڈھیلوں سے کریں اس کے بعد پانی سے کریں (ترمذی نسائی)

۲۲: بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں (ترمذی)

۲۳: بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ترمذی)

۲۴: پیشاب کرنے کے بعد استنجا وغیرہ سے جلد سے جلد فارغ ہو کر آدمی کھڑے ہو جانا چاہیے (ترمذی بخاری)

اسی طرح بعض اوقات غسل جنابت جو فرض ہے کرنا ہوتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں بغیر غسل کے نماز ہی نہ ہوگی اس لئے غسل کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔

۲۵: صبح صادق ہو جانے کے بعد جب آنکھ کھلے تو غسل کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو جلدی کر لینا چاہیے (ترمذی) تاکہ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا ہو۔ فجر ہو جانے کے بعد بھی آدمی فرضی غسل نہ کرے جنابت کی حالت ہی میں پڑا رہے تو اس کے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ)

جسم کے بالوں سے متعلق سنتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے سر اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔

سر، داڑھی اور دیگر بال..... ہدایات و سنتیں

(۱) حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "قزع" سے منع فرماتے سنا۔ نافع سے پوچھا گیا قزع کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتلایا قزع کے معنی ہیں بچے کے سر کے بعض حصہ کو منڈوانا اور بعض حصہ چھوڑ دینا۔ (مسلم) ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارا سر منڈوا دو یا سارا چھوڑ دو۔ (مشکوۃ المصابیح)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کاندھوں سے اوپر اور کان کی لو سے نیچے ہوتے تھے۔ بعض روایات میں کانوں تک بعض میں کانوں کی لو تک بھی ثابت ہیں۔ (بخاری)

(۳) پیشانی کے بیچ میں بالوں کی مانگ نکالنا سنت نبوی ہے۔ (ابی داود)

(۴) بالوں کو دھونا، تیل لگانا اور کنگھا کرنا مسنون ہے لیکن ایک آدھ دن بیچ میں ناغہ کر لینا چاہیے۔ (ابی داود)

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں بہتر سے بہتر خوشبو جو میسر ہوتی تھی لگاتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی خوشبو کی چمک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مجھ کو نظر آتی۔ (بخاری)

حضرت ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں

۱۲: رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کریں نہ اس طرف کو پیٹھ کریں بلکہ شمالاً یا جنوباً ہو کر قبلہ سے پھر کر بیٹھیں۔ (ترمذی) ۱۳: رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدید) کلام نہ کریں اسی طرح زبان سے اللہ کا ذکر بھی نہ کریں۔ (مشکوٰۃ)

۱۴: پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں (بخاری و مسلم) ۱۵: پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچیں کیونکہ عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے (ترمذی)

۱۶: بعض مرتبہ بیت الخلاء نہیں ہوتا تو اس وقت ایسی آڑ کی جگہ میں رفع حاجت کرنی چاہیے جہاں دوسرے آدمی کی نگاہ نہ پڑے (ترمذی) ۱۷: جنگل یا شہر کے باہر میدان میں رفع حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے (ترمذی)

۱۸: یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے (قرآن کریم)

۱۹: پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین کی تلاش کریں تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اچھلیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے (ترمذی) ۲۰: بیٹھ کر پیشاب کریں کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں (ترمذی) ۲۱: استنجا پہلے ڈھیلوں سے کریں اس کے بعد پانی سے کریں (ترمذی، رزین)

۲۲: بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں (ترمذی)

۲۳: بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ترمذی)

۲۴: پیشاب کرنے کے بعد استنجا وغیرہ سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑے ہونا چاہیے (ترمذی)

اسی طرح بعض اوقات غسل جنابت جو فرض ہے کرنا ہوتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں بغیر غسل کے نماز نہ ہوگی اس لئے غسل کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔

۲۵: صبح صادق ہو جانے کے بعد جب آنکھ کھلے تو غسل کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو جلدی کر لینا چاہیے (ترمذی) تاکہ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا ہو فجر ہو جانے کے بعد بھی آدمی فرض غسل نہ کرے جنابت کی حالت ہی میں پڑا رہے تو اس کے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

جسم کے بالوں سے متعلق سنتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے سر اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔

سر، داڑھی اور دیگر بال..... ہدایات و سنتیں

(۱) حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "قزع" سے منع فرماتے سنا۔ نافع سے پوچھا گیا قزع کیا ہے؟ انہوں نے بتلایا قزع کے معنی ہیں بچے کے سر کے بعض حصہ کو منڈوانا اور بعض حصہ کو چھوڑ دینا۔ (مسلم) ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارا سر منڈوا یا سارا چھوڑ دو۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کاندھوں سے اوپر اور کان کی لو سے نیچے ہوتے تھے۔ بعض روایات میں کانوں تک بعض میں کانوں کی لو تک بھی ثابت ہیں۔ (بخاری)

(۳) پیشانی کے بیچ میں بالوں کی مانگ نکالنا سنت نبوی ہے۔ (ابی داؤد)

(۴) بالوں کو دھونا، تیل لگانا اور کنگھا کرنا مسنون ہے لیکن ایک آدھ دن بیچ میں ناغہ کر لینا چاہیے۔ (ابی داؤد)

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں بہتر سے بہتر خوشبو جو میسر ہوتی تھی لگاتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی خوشبو کی چمک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مجھ کو نظر آتی۔ (بخاری)

حضرت ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں

تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال پریشان تھے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ
ان بالوں اور داڑھی کو درست کرلے۔ چنانچہ اس نے اپنے بالوں کو درست کرلیا پھر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ (اچھی
صورت) اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کوئی شخص پریشان و پراگندہ بالوں کے ساتھ آئے
گویا وہ شیطان ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) (۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"ان مردوں اور عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جو مرد عورتوں کی اور جو عورت مردوں کی
مشابہت اختیار کرے۔" (یعنی بالوں میں لباس میں یا جوتا پہننے میں)۔ (بخاری)

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر لعنت فرمائی ہے (جو زنانہ شکل و
صورت اختیار کریں) اور حکم دیا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ (بخاری)

(۸) جب سر کے بالوں میں کنگھی کریں تو دائیں جانب سے شروع کریں کیونکہ
منڈانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، یعنی یا تو سارے بال رکھے یا سارے
منڈوالے، ایک حصہ کے بال رکھنا اور ایک حصہ کے منڈوانا یا ترشوانا (یا کہیں سے بالکل
چھوٹے اور کہیں سے بالکل بڑے) یہ فعل حرام ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۹) داڑھی میں تیل لگائیں تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع کریں جو گردن
سے ملا ہوا ہے اور جب سر میں تیل لگائیں تو پیشانی کے رخ سے شروع کریں۔
(اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو (کیونکہ
مشرک داڑھی کتواتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں) ایک اور روایت میں ہے کہ مونچھوں کو
پست کرو یعنی اچھی طرح اور داڑھی کو بڑھاؤ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ کر مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم)
ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کتروانے اور داڑھی کے
بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔ (مسلم)
فائدہ: ـــــ مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کا رکھنا تمام پیغمبروں کی سنت اور مسلمانوں کا
شعار ہے اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کتروانا مشرکوں اور مجوسیوں کا شعار ہے۔ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من تشبہ بقوم فھو منھم" یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت
کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔ پس جو لوگ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کتواتے ہیں
مسلمانوں کا شعار ترک کرکے اہل کفر کا شعار اپناتے ہیں جس کی مخالفت کا آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے ان کو اس وعید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان کا
قیامت کے دن انہی غیر قوموں کے ساتھ حشر نہ ہو۔

(۱۱) ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مونچھیں نہ
کتروائے وہ ہم میں سے نہیں، جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہو وہ
اس وعید پر غور کرے۔ (ابی داؤد) فائدہ: ـــــ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ہر
مسلمان پر واجب ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ پس مذکورہ بالا روایات سے
معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا یا کتروانا حرام ہے۔

(۱۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، ان میں سے مونچھیں کتروانا اور داڑھی کا
بڑھانا۔ (۱۳) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اتنی گھنی اور گنجان تھی کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔

(۱۴) ایک مشت یا اس سے بڑی داڑھی رکھنا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کے طول و عرض سے نکلے ہوئے زائد بال
کاٹا کرتے تھے اس کی وضاحت صحیح بخاری کی جلد دوم کتاب اللباس کی روایت سے ہوتی
ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مٹھی بھر داڑھی رکھ کر

تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس مضمون کی روایت منقول ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے معلوم ہوا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار (تینوں اطراف سے) کم از کم ایک مشت ہے (بدائع کتاب الصوم)

پس جس طرح داڑھی کا منڈانا حرام ہے اسی طرح ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے

داڑھی کٹوانے یا اسکے ساتھ ہنسی مذاق کرنیوالوں کیلئے تنبیہات

اسلام کے شعائر کی توہین کرنا، مذاق اُڑانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا تمسخر کرنا کفر ہے جس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت فرمایا ہے۔ پس جو لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں یا اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا ان کے اعزہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے اور وہ اسے روکتے ہیں یا اس کو طعنہ زنی کرتے ہیں یا وہ لوگ کہ داڑھی منڈائے بغیر اس کو رشتہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے یا داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں اس قسم کے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق بنا دیں۔ (حسب ایمان جلد ۲)

بال داڑھی اور مونچھوں کے متعلق سنتیں

سنت-۱: سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اتنی گھنی اور گنجان تھی کہ آپؐ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی (شمائل ترمذی)

سنت-۲: (ایک مشت ہو جانے کے بعد) داڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال لینا تاکہ خوبصورت ہو جائے (شرح الشمائل)

سنت-۳: ایک مشت یا اس سے بڑی داڑھی رکھنا (ترمذی)

سنت-۴: مونچھوں کو کتروانا اور کتروانے میں مبالغہ کرنا (ترمذی)

سنت-۵: حد شرعی میں رہ کر خط بنوانا، سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے تیل ڈالنا (موطا امام مالکؒ) سنت-۶: سر اور داڑھی میں کنگھا کرنا (ترمذی)

سنت-۷: سر پر سنت کے مطابق پٹے رکھنا (مشکوٰۃ)

سنت-۸: زیر ناف، بغل، ناک کے بال لینا (بخاری)

(چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوگا) (مرقات)

سنت-۹: داڑھی کو مہندی وسمہ کا خضاب کرنا یا سفید ہی رہنے دینا دونوں باتیں سنت ہیں۔ (موطا امام مالک) سنت-۱۰: عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا (ابوداؤد)

(۱۱) لبوں کے بال کتروانے، ناخن کٹوانے، بغل کے بال اُکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے میں چالیس دن سے زیادہ وقفہ نہ کریں۔ (مسلم) چالیس روز سے زیادہ گزر جائیں تو گناہ گار ہوگا، جتنا بھی ہو سکے جلد سے جلد صفائی کریں۔ کم از کم ایک ہفتہ میں ان تمام اُمور کی صفائی ہو۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ

(۱۷) سیدھے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی، پھر بیچ کی اُنگلی، پھر اس کے برابر والی اُنگلی، پھر چھنگلیا، پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا، پھر اس کے برابر والی اُنگلی، پھر بیچ کی اُنگلی، پھر اس کے برابر والی اُنگلی، پھر انگوٹھا اس کے بعد سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا، سیدھا پاؤں چھنگلیا سے شروع کرے اور بالترتیب انگوٹھے پر ختم کرے اور اُلٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرے اور بالترتیب چھنگلیا پر ختم کرے۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہویں دن ناخن کاٹتے تھے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۹) عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہیے۔ آج کل نیل پالش کی وبا عام ہو رہی ہے اگر کسی نے لگایا ہو تو وضو اور غسل جنابت کے لیے اس کو صاف کر لے ورنہ وضو و غسل نہیں ہوگا۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ میں چہرۂ انور دیکھتے تو زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا فرماتے: (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ وَاَوْسِعْ عَلَيَّ فِيْ رِزْقِيْ

ایک روایت میں یہ دعا بھی ہے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ" (اسوۂ رسول اکرم)

(۲۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بالوں کو نہ اکھاڑو کیونکہ یہ قیامت کے دن مومن کیلئے نور ہوں گے۔ (ابی داؤد)

ناخن کاٹنا سنت نبوی بھی، علاج بھی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایات میں جمعرات کے دن ناخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا.....(اسوہ رسول اکرم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہویں دن ناخن کاٹتے تھے.....(اسوہ رسول اکرم)

میڈیکل کے اصول اور قانون کے مطابق پیٹ کے کیڑوں کے انڈے انسانی ناخن میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسان جب کھانا کھاتا ہے تو یہ انڈے کھانے میں شامل ہو کر پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اندر ہی اندر پھلتے پھولتے رہتے ہیں.....

میڈیکل کے قانون کے مطابق آنتوں کے کیڑوں کی گولی ہاتھ سے نہ اٹھائی جائے بلکہ کسی خشک کاغذ سے اٹھا کر منہ میں ڈالی جائے کوئی کھانے سے قبل غسل کریں دھوپ میں خشک کئے ہوئے کپڑے پہنیں.....بستر کو دھوئیں، بستر کی چادر کو دھو کر دھوپ میں خشک کریں اور پھر استری کر کے بچھائیں رات کو گولی کھائیں پھر صبح اٹھیں تو اسی طرح غسل کریں، بستر بدلیں، چادر بدلیں، لباس بدلیں اور نیم گرم پانی سے نہائیں کیونکہ بعض اوقات کیڑوں کے انڈے ہاتھوں، بدن اور کپڑوں پر لگنے کی وجہ سے جسم کے اندر چلے جاتے ہیں اور اگر اس لباس کو صاف کریں گے اور ناخن کاٹیں گے تو انڈے دفع ہو کر صحت اور تندرستی کا باعث بنیں گے.....

تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں.....

ایسی خواتین نفسیاتی امراض کا زیادہ شکار ہوں گی.....حتیٰ کہ ایک ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان کو اتنا نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے کہ انسان خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے.....(سنت نبوی اور جدید سائنس)

گھر میں آنے جانے کے آداب اور سنتیں

(۱) گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتا رہے۔ (حصن حصین)

(۲) جب گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے:
"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (ترمذی شریف)

(۳) جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:
"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا" (ترمذی شریف)

(۴) گھر میں موجود بیوی بچوں وغیرہ کو سلام کرے۔ (ابی داؤد)
بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے:
"اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ" (الحصن الحصین)

(۵) گھر میں داخل ہونے سے قبل گھر والوں کو کنڈی یا پیروں کی آہٹ یا کھنکھار سے خبردار کر دینا کیونکہ بعض مرتبہ والدہ، بہن، بیٹی وغیرہ ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو شرم وحیا آتی ہے۔ (مسلم شریف)

(۶) جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کے لیے نکلو تو اثناء راہ میں یہ دعا پڑھو:
"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا. اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا" (ابوداؤد)

(۷) جب کسی کے گھر کے دروازے پر جائیں تو سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں اور (بات چیت سے پہلے) السلام علیکم کہیں۔ (موطا امام مالک)

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں خانگی کام (بھی) کرتے تھے اور جب نماز کا

وقت آتا تو نماز کے لیے چلے جاتے۔ اس وقت سارا کام کاج چھوڑ دیتے اور گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر اور گھر والوں کی خدمت اور کام کاج میں لگے رہنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور صالحین کے طور طریقوں میں سے ہے بشرطیکہ گھریلو کام کاج سنت سمجھ کر کرے۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز (نفل) پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے وہاں بیٹھتے (پھر گھر تشریف لے جاتے)۔ (بخاری شریف)

(۱۰) فرمانِ رسول ہے: جب تم سونے لگو تو گھروں میں آگ نہ چھوڑو یعنی گھر میں کسی جگہ آگ ہو تو اس کو بجھا دو۔ (بخاری شریف)

(۱۱) جب دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد واپس لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ ایسے ہی اگر رات گئے دیر سے آئے تو فوراً گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہے کہ صبح کو (یا اطلاع کر کے) مکان میں جائے۔ البتہ گھر والے تمہارے دیر سے آنے پر آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (مسلم)

گھریلو معاملات کی سنتیں

قرآن میں ہے "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ"

ترجمہ:... اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی گزران اور نباہ کرو.... اگر تم کو ان کی کچھ بات ناگوار بھی گزرے تو ممکن ہے کہ جس بات کو تم پسند نہیں کرتے... اللہ تعالیٰ اس کے اندر بہت سی خوبیاں اور بھلائیاں بھی بنا دے.... (نساء)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مرد نے اپنی بی بی کی کج خلقی پر صبر کیا... اللہ اس کو اتنا اجر دے گا.... جتنا حضرت ایوبؑ کو ان کے امتحان پر دیا تھا.... اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بدمزاجی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو آسیہ بی بی کا سا ثواب دے گا.... (رزین)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کچھ کام (بیبیوں کے ہاتھ بٹانے کے لئے) خود بھی کر لیا کرتے.... جھاڑو دے لیتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے....

فرمایا:... تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ زیادہ اچھا ہو اور میں تم سب سے زیادہ بہتر سلوک اپنی بیبیوں کے ساتھ کرتا ہوں.... (ترمذی)

فرمایا:... اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بُرا شخص وہ ہے کہ اس نے خلوت میں بی بی سے کچھ کہا یا بیوی نے کچھ کہا.... پھر یہ شخص عورت کا راز ظاہر کرتا پھرے.... (مسلم)

فرمایا:... جب کسی کو کوئی اجنبی عورت اچھی معلوم ہو تو اسے فوراً اپنی بیوی کے پاس جانا (اور اس سے فراغت کرنا) چاہئے کیونکہ عورت ہونے میں دونوں برابر ہیں.... (دارمی)

فرمایا:... جب بیوی کے پاس جاؤ تو لباس پہنے رہو.... جانور کی طرح ننگے نہ ہو جاؤ.... (جمع الفوائد)

فرمایا:... جو حیض میں بیوی کے پاس جائے اور حمل رہ جائے پھر بچہ کو کوڑھ ہو

جائے تو وہ خود اپنے آپ کو الزام دے.... (جمع الفوائد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مباشرت کے بعد (بدن ٹھنڈا ہونے پر) [illegible] غسل یا وضو کر لیا پھر سو رہے اور صبح کو نہائے.... کبھی ایسا بھی ہوا کہ ویسے ہی سو رہے صبح کو نہائے.... اگر ایک بار کے بعد پھر ارادہ ہوا تو درمیان میں غسل یا کم سے کم وضو ضرور فرما لیتے.... (جمع الفوائد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو کبھی کہانی سنائی اور کبھی ان سے کہانی سنی (جمع الفوائد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں میں غسل فرما کر گرم ہونے کیلئے بی بی کے پاس لحاف میں لیٹ رہتے.... (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کے حیض کی حالت میں پاس بیٹھتے ساتھ کھاتے، ان کو چھوتے، بوسہ لیتے اختلاط کی باتیں بھی کر لیتے مگر صحبت نہ فرماتے.... (جمع الفوائد)

فرمایا:.... اپنی بی بی کو کوئی بے دردی سے نہ مارے.... شاید شب میں پھر اس کے پاس جانا چاہے تو پھر آنکھیں کیسے ملیں گی.... (بخاری)

حضور نے ایک بار حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا.... آؤ عائشہ دوڑیں.... دوڑ ہوئی بی بی عائشہؓ آگے نکل گئیں.... چند سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا آؤ عائشہ دوڑیں.... دوڑ ہوئی تو حضورؐ آگے نکل گئے اور فرمایا عائشہ! یہ اس پہلی دوڑ کا بدلہ ہے.... (جمع الفوائد)

فرمایا:.... اگر مرد بیوی کو بستر پر بلائے تو وہ انکار نہ کرے.... شوہر ناخوش ہوگا.... تو خدا بھی ناخوش ہوگا.... (جمع الفوائد)

بیوی کے متعلق آداب و احکام

۱۔ بی بی کو لونڈی، ماما نہ سمجھنا چاہئے.... بلکہ برادری میں مرد کے برابر شریف اور ہمسر ہے گو گھر میں کچھ چھوٹی.... پس اس کے ساتھ سلوک گزران کرنے میں، کھلانے پلانے میں، یا معاملہ گفتگو میں، یا کسی کام کہنے وغیرہ میں اس کو دوست اور محبوب سمجھ کر سلوک کرنا چاہئے....

۲۔ عورت ایک خدائی حکم سے مرد کے یہاں آتی اور اپنے والدین، سہیلی، مکان اور ہر محبوب چیز کو چھوڑ کر آتی ہے.... مرد کا گھر اس کے لئے نئی جگہ ہے اس لئے انسانیت یہ ہے کہ

اس کی بعض کوتاہیوں سے درگزر کیا جائے اور اس کی دل جوئی کا زیادہ خیال رکھا جائے.... اس کے ساتھ [illegible] کہ اس کو ماں باپ، بہن بھائی، وطن سب کچھ بھول جائے....

۳۔ عورت کو اس کا احساس زیادہ اور برابر رہتا ہے کہ مرد میرا محتاج ہے اس لئے اس میں ایک طرح کا انکار، پندار، استغنا، ناز اس کی فطرت ہی سے پیدا ہوتا ہے.... اور شاید یہی وجہ ہے "عورت پسلی کی ہڈی کی طرح ٹیڑھی ہے" (اپنی معنوی وسعتوں کے لحاظ سے اس کی فطرت پر بھی روشنی ڈالتی ہو) پس اس کا ٹیڑھ تو نکل نہیں سکتا.... مردوں کو چاہئے کہ اس کے ٹیڑھ کی گنجائش اپنے دل میں نکال لے، وہ حوا کی بیٹی ہے.... وہ ہوا بنے تو بنے مرد کو ہوا بننے کا کوئی موقع نہیں.... بڑے کی بڑائی تو اسی میں ہے کہ اس میں حلم و تحمل زیادہ ہو.... یہ اللہ کی خاص صفت ہے.... اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے....

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی خیال سے اپنی ازواج مطہرات میں ہنستے بولتے رہتے۔ بی بی عائشہؓ کے ساتھ جن کی عمر حضور کے وصال کے وقت بھی ۱۸ سال سے زائد نہیں تھی.... حضور کی دوڑ حالانکہ آپ کی عمر ۵۳ اور ۶۳ سال کے بیچ میں تھی.... ان کی دل جوئی کے خیال سے تھی.... نیز اس لئے تھی کہ عورتیں اپاہج نہ ہونے پائیں.... اسی طرح آپ کی ازواج میں باہم مذاق تفریح اور جائز رقابت کی باتیں آپ کے سامنے ہوتیں۔ آپ اس سے لطف اٹھاتے دیکھتے رہتے.... اگر کوئی قابل اصلاح بات ہوتی تو فوراً تعلیم و اصلاح فرماتے....

۵۔ عورت کی بدمزاجی اور سرکشی ہو تو مرد کو چاہئے کہ اول تحمل کرے.... پھر عورت کو خود نرمی سے سمجھائے.... اگر نہ مانے (تو اپنے دینی مصلح سے عرض حال کر کے حسب ہدایت عمل کرے)

۶۔ بدمزاجی نہ چھوڑے تو دھمکائے اور غصہ کا اظہار کرے.... اس پر بھی نہ مانے تو تین دن تک یا دس دن تک بستر الگ کر دے مگر گھر میں رہے باہر نہ جائے.... پھر بھی سزا و سختی کی ضرورت ہو تو مارے مگر چہرہ پر نہ مارے.... نہ اتنا مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے.... یا زخم ہو کر خون نکل آئے....

اگر بدچلنی دیکھے تو جلدی نہ کرے پوری تحقیق کرکے تب طلاق دے۔۔۔ کہ اس میں جلدی نہ کرے۔۔۔۔

۷۔ اگر دونوں میں جھگڑا ہو تو طرفین کے دو دو پنچ جمع ہو کر صلح کرا دیں گے۔ اگر وہ دونوں صفائی کرلینا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ موافقت کرا دے گا۔۔۔۔

۸۔ مرد پر لازم ہے کہ اس کو دین سکھائے، نیک تمیز سکھائے، بدی اور دھوکہ بازی کو شروع ہی سے روکے۔۔۔۔

۹۔ عورت کو خرچ دیکر صاف بتا دے کہ یہ رقم تم کو ہبہ ہے یا گھر کے خرچ کے لئے ہے جو زائد بچے وہ میرا ہے امانت رکھا جائے۔۔۔ اسی طرح زیور یا قیمتی کپڑے بنائے تو صراحت کر دے کہ تم کو دے ڈالتا ہوں تم مالک ہو یا میری امانت ہے ابھی استعمال کرو پھر لے لوں گا۔۔۔ مالک میں ہوں۔۔۔۔

۱۰۔ مرد کو لازم ہے کہ جماع میں اعتدال ملحوظ رکھے اس کی زیادتی سے عقل خراب ہو جاتی ہے۔۔۔ رعشہ اور مرگی وغیرہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔۔۔ حیض میں جماع سے بچے۔ اس وقت فاسد مادہ اس کے بدن سے نکلتا ہے وہ مرد کو مضر بھی ہے اور شرعاً معمولات اس وقت جماع حرام بھی ہے۔۔۔۔

اجنبی عورت پر نگاہ پڑنے اور پسند آنے پر حضور نے علاج بتایا ہے کہ مادہ کا اسی وقت نکل جانا بہتر ہے۔۔۔ پس بیوی سے خلوت کرلے۔۔۔ مباشرت کے کچھ دیر بعد پیشاب کر لینا۔۔۔ پھر غسل یا کم سے کم وضو کر لینا۔۔۔ مباشرت کے وقت منہ بند رکھنا۔۔۔ غسل کے بعد کچھ میٹھا کھا لینا طب میں مفید ہے۔۔۔۔

۱۱۔ عورت کو مرد کے حکم کے خلاف کبھی نہ کرنا چاہئے۔۔۔۔
اس کی خوشی میں خدا کی بھی خوشی ہے اگر چولہے پر کچھ پکا رہی ہو۔۔۔۔ اور مرد بلائے تو ہانڈی چھوڑ کر اس کے پاس چلی جائے۔۔۔۔

۱۲۔ بچوں کے لئے جو سامان بنائے ان کا مالک ان کو نہ بنائے۔۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر استعمال جانور اور ان کے نام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کا ذکر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھوڑے تھے جس کے نام یہ تھے:
(۱) السکب (۲) مرتجز (۳) لحیف (۴) مراز (۵) ظرب (۶) سبحہ (۷) الورد۔

پہلا گھوڑا جس پر جنگ اُحد میں سواری فرمائی:۔۔۔۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا نام ضرس تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام السکب رکھا اور جنگ اُحد میں اسی پر سواری کی۔ (سیرۃ الشامی، ص:[illegible])

آپ نے کس کس پر سواری فرمائی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ، خچر، گدھے پر سواری کی، گھوڑے کبھی زین کے ساتھ کبھی بلا زین، کبھی تیز دوڑاتے، اکثر تنہا سوار ہوتے اور بسا اوقات اپنی بغل میں کسی کو ردیف بھی بناتے، کبھی اپنی بیوی کو بھی سوار فرما لیتے۔ (زاد المعاد، ص:۱۵۹)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصواء اونٹنی ناقہ صہباء پر سواری فرمائی۔ (سیرۃ الشامی، ص:۴۰۹)

اونٹوں کی تفصیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کی تفصیل یہ ہے:
(۱) قصواء (۲) عضباء (۳) صہباء (۴) عسکر (۵) ثعلب (۶) سمیہ۔ ([illegible])

خچروں کی تفصیل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خچر تھے۔ (۱) دلدل (۲) فضہ (۳) ابن العلماء نے ہدیۃً دیا تھا۔ (۴) شاہ کسریٰ نے دیا تھا۔ (۵) دومۃ الجندل نے بھیجا تھا۔ (۶) نجاشی نے دیا تھا۔ (۷) حمارہ شامیہ۔ (شمائل کبریٰ، ۲، ۱۰۰)

آپ کے دراز گوش کا نام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز گوش کا نام عفیر تھا۔ ایک کا نام یعفور تھا۔

سواری کے پیچھے بچوں کو بٹھانا

سواری کے پیچھے بچوں کو بٹھانا سنت ہے۔

دراز گوش کی سواری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراز گوش پر بھی سواری فرمائی ہے۔ (سیرۃ الشامی، ۷، ۴۰۶)

بکریاں پالنا سنت ہے۔ (ابن سعد، ص: ۴۹۶)

آپ کے پاس کتنی بکریاں تھیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو بکریاں تھیں۔ (ابن سعد، ص: ۱۶۰)

سو بکریوں سے زائد نہ ہونے دیتے:۔ سو بکریوں سے زائد ہونے پر ذبح کر دیتے تھے۔

ہر گھریلو چیزوں کے نام رکھنا بھی سنت ہے

آپ کی عادت تھی کہ ہر چیز کا نام رکھتے۔ گھوڑے حتیٰ کہ عمامہ تک کا بھی نام رکھا۔

آپ کی دس بکریوں کے نام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس بکریوں کے نام یہ ہیں: (۱) عجوہ (۲) زمزم (۳) سقیا (۴) برکۃ (۵) ورسہ (۶) اطلال (۷) اطراف (۸) قمرہ (۹) غوثہ (۱۰) یمن۔ (ابن سعد، ص: ۴۹۵)

تجارت وکاروبار سے متعلق ہدایات اور سنتیں

(۱) نماز کے وقت کاروبار بند کرنا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو بیچنے میں اور خریدنے میں اور تقاضا کرنے میں نرمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی تجارتی زندگی میں زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تجارتی معاملات میں زیادہ قسمیں کھانا (ظاہراً تو) کاروبار کو رواج دیتا ہے مگر برکت کھو دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب البیوع)

وضاحت:۔۔۔ یعنی لوگ قسم پر اعتماد کر کے خریداری کی طرف مائل ہوں گے لیکن جس شخص کو زیادہ قسمیں کھانے کی عادت ہو گی تو اس سے جھوٹی قسموں کا صدور ہونے لگے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک تو باطنی طور پر اس کی تجارت کی خیر و برکت نکل جائے گی دوسرے اس کا اعتبار آہستہ آہستہ اٹھ جائے گا۔

حلال آمدنی کی کوشش کرنا

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی کو جو ملے گا وہ اس کی پروا نہیں کرے گا کہ حلال ہے یا حرام ہے۔ (بخاری)

دنیا کے دو بازو ہیں ایک حلال کھانا دوسرا سچ بولنا

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ (تمام عیوب سے) پاک ہے۔ اور اس کی بارگاہ میں صرف وہی (اعمال) مقبول ہوتے ہیں جو (شرعی عیوب سے) پاک ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے اسی چیز کا حکم مومنوں کو بھی دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا"..... ترجمہ: یعنی اے رسولو! حلال روزی کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

ترجمہ:..... کہ اے ایمان والو! صرف وہ پاک اور حلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور مثال کے) ایک شخص کا حال ذکر کیا کہ طویل سفر اختیار کرتا ہے پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام، لباس اس کا حرام اور پرورش اس کی حرام غذا سے ہوئی، پھر کیونکر اس کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔ (مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

فائدہ:..... مثلاً ایک شخص حج اور دیگر عبادات کے لیے طویل سفر کرتا ہے اور مقامات مقدسہ جاتا ہے جہاں مانگی جانے والی ہر دعا باب قبولیت تک پہنچتی ہے۔ پھر وہ دست سوال اٹھاتا ہے اور سفر کی طوالت و مشقت کی وجہ سے بال پراگندہ اور پورا جسم گرد و غبار سے آلود ہے۔ یعنی ایک تو وہ عبادات گزار، پھر وہ مسافر جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اس کی دعا باب قبولیت کو ضرور پہنچتی ہے۔ مزید یہ کہ اس جگہ دعا مانگ رہا ہے جہاں مانگی جانے والی ہر دعا کی لاج رکھی جاتی ہے۔ الغرض قبولیت کے سارے آثار موجود ہیں مگر اس شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی، آخر کیوں؟ اس لیے کہ جس ذات سے وہ دعا مانگ رہا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ شخص حرام مال سے پرہیز نہیں کرتا کیونکہ دعا کے دو بازو ہیں۔ (جن کے سہارے وہ باب قبولیت تک پہنچتی ہے) ایک تو حلال کمانا اور دوسرا سچ بولنا۔ (مظاہر حق)

خرید و فروخت میں سچ بولنا سنت ہے

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اختیار حاصل رہتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں اور جب بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں سچ بولتے ہیں (اس چیز کے عیب کو اور قیمت کو) ظاہر کرتے ہیں (تاکہ کسی دھوکہ کا سبب نہ بنے) تو ان کی خرید و فروخت میں برکت عطا کی جاتی ہے اور جب وہ عیب چھپاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ختم کر دی جاتی ہے۔ (مسلم، کتاب البیوع، ج ۲)

ذخیرہ اندوزی نہ کرنا سنت ہے

(۷) حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص احتکار کرے (یعنی گراں فروشی کی نیت سے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرے) وہ گناہگار ہے۔ (مسلم، کتاب البیوع، ج ۲)

یعنی ہر ایسی چیز کو جو انسان یا حیوان کی غذائی ضرورت میں کام آتی ہو، گراں بازاری کے اوقات میں خرید کر اس نیت سے اپنے پاس روک رکھے کہ جب اور زیادہ گرانی ہوگی تو بیچوں گا۔ یہ احتکار کہلاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (باہر سے غلہ لانے والے کو) رزق دیا جاتا ہے اور احتکار کرنے والا ملعون ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب البیوع)

یعنی جو شخص باہر سے غلہ وغیرہ لاتا ہے کہ اسے موجودہ نرخ پر فروخت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے جس میں برکت عطا کی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی پریشانیوں اور غذائی قلت سے فائدہ اٹھا کر غلہ وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی کرے تو یہ شخص خیر و بھلائی سے محروم ہے اور اسے برکت بھی حاصل نہیں ہوتی۔

(۸) سلم ایک طرح کی بیع کا نام ہے جس میں خریدی جانے والی چیز بعد میں لی جاتی ہے اور قیمت پہلے ادا کر دی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں میں ایک سال، دو سال، تین سال کی بیع سلم کیا کرتے تھے (یعنی پیشگی قیمت دے کر کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک سال بعد

سال یا تین سال کے بعد پھل پہنچا دیتا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
کی بیع سلم کرے اسے چاہیے کہ معین وزن اور معین مدت کے لیے سلم کرے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص کسی چیز کے لیے بیع سلم کا معاملہ کرے تو اس چیز کو قبضہ میں کرنے سے
پہلے کسی دوسرے کی طرف منتقل نہ کرے۔ (ابوداؤد، کتاب البیوع)

چیز جب تک اپنے قبضہ میں نہ آ جائے اسے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرے
اور نہ ہبہ کرے۔ اسی طرح اس چیز کو کسی دوسری چیز سے نہ بدلے یعنی جس چیز کی بیع
ہوئی ہے، معاملہ کے مطابق اسی کو لے اور جب تک اپنے قبضہ میں نہ آ جائے اس کے
بدلے میں کوئی دوسری چیز لینا، فروخت کرنا یا تبدیل کرنا درست نہیں۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کا مال (بطور قرض کے)
لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ مال ادا کرا دیتے ہیں (اس
طور پر کہ یا تو دنیا میں قرض ادا کرنے کی استطاعت مل جاتی ہے یا آخرت میں حق دار کو
راضی کر دیتا ہے) اور جو شخص لوگوں کا مال لے اور اس کو ضائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (یعنی
واپسی کا ارادہ نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب استطاعت
(ادائیگی قرض میں) تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو صاحب استطاعت کے
حوالہ کیا جائے تو اس حوالہ کو قبول کر لینا چاہیے۔ (مسلم، کتاب البیوع)

(۱۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے
اسے چاہیے کہ وہ مفلس و تنگ دست کو اپنا قرض وصول کرنے میں مہلت دے یا اس کو
معاف کرے (یعنی اپنا پورا قرض یا جس قدر ممکن ہو معاف کر دے)۔ (مسلم، کتاب البیوع)

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تنگ دست کو مہلت
دے یا اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اپنے سایہ رحمت میں جگہ

دے گا۔ (مسلم، کتاب البیوع) ۔۔۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو شخص مفلس و تنگ دست کو مہلت دے تو ادائیگی کا دن آنے تک اس کو ہر دن کے بدلے
صدقہ کا ثواب ملتا رہے گا۔ (متفق علیہ)

(۱۱) نقد رقم ادھار پر دینا قرض حسنہ کہلاتا ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور اگر مقروض
وقت پر ادا نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دینا قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا
ہے۔ اور اگر قرض پر منافع وصول کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ مسلمانوں کو ہر معاملہ میں
صرف دنیا کا نفع ہی مقصود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ آخرت کے نفع کے لیے بھی کچھ کرنا چاہیے۔
کسی ضرورت مند کو قرض حسنہ دینا، تنگ دست کو مہلت دینا اور حسب توفیق معاف کر دینا
آخرت کا نفع ہے۔ اگر میعاد قرض پوری ہو جائے اور وہ شخص جس پر قرض ہے ادا کرنے پر
قدرت نہ رکھتا ہو اس وقت اگر کوئی شخص مہلت دے دے تو اس کو ہر روز اس کی دگنی رقم صدقہ کرنے
کا ثواب ملے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، فرمایا: وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ
فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: یعنی اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہو اور تمہارا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو
حکم شرعی یہ ہے کہ اس کو فراخی اور آسودگی کے وقت تک مہلت دی جائے اور اگر تم اس کو اپنا
قرض معاف ہی کر دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو یقین ہے۔ (سورۃ البقرہ: ۲۸۰)
اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں بھی تمہیں اس عمل کی بہتری کا مشاہدہ ہو
جائے گا کہ تمہارے مال میں برکت ہو گی۔ برکت کی حقیقت یہ ہے کہ کم مال میں بہت سے کام
نکل جائیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ مال کی مقدار یا تعداد زیادہ ہو جائے۔ یہ مشاہدہ ہے کہ
صدقہ خیرات کرنے والوں کے کم مال میں بے شمار برکت ہوتی ہے۔ ان کے کمال سے اتنے
کام نکل جاتے ہیں کہ حرام مال والوں کے زیادہ اموال سے وہ کام نہیں نکلتے۔ (معارف القرآن)

سود کا وبال

(۱۲) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

ترجمہ:۔۔۔۔اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کسی کفر کرنے والے کو کسی گناہ کرنے والے کو۔ (سورۂ بقرہ ۲۷۶)

یہ مضمون آخرت کے اعتبار سے تو بالکل صاف ہے، دُنیا کے اعتبار سے بھی اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو بالکل کھلا ہوا ہے جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر انجام کار نتیجہ اس کا قلت ہے۔ (سود کا) حرام ہونا اس قدر شدید ہے کہ اس کی مخالفت کرنے پر قرآن مجید میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ سنایا گیا ہے۔ (سورۂ بقرہ ۲۷۹)

قرآن مجید کی سات آیات، چالیس سے زائد احادیث اور اجماعِ اُمت سے سود حرام ہونا ثابت ہے۔ (معارف القرآن)

ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر بھی لعنت فرمائی اور سود دینے والے پر بھی۔ بعض روایات میں سودی معاملہ کی گواہی دینے والے اور اس کا وثیقہ لکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ بعض روایات میں شاہد و کاتب پر لعنت اس صورت میں ہے جب کہ ان کو اس کا علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں لین دین میں سود کا رواج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر ضروریات کی گرانی مسلط کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس تک لے گئے۔ پھر ہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی جس کے اندر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے۔ دوسرا آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے۔ جب یہ نہر والا آدمی اس سے باہر آنا چاہتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے جس کی چوٹ سے گر کر پھر وہ وہیں چلا جاتا ہے جہاں کھڑا تھا۔ پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر یہ کنارے والا آدمی یہی معاملہ کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دونوں ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے بتایا کہ خون کی نہر میں قید کیا ہوا آدمی سود کھانے والا ہے اور اپنے عمل کی سزا پا رہا ہے۔

زکوٰۃ...... معاشی مسائل کا حل ہے

(۱۳) فریضۂ زکوٰۃ ادا کرنے میں جیسے یہ عظیم الشان فائدہ مضمر ہے کہ قوم کے فقراء و مساکین کی امداد ہوتی ہے اسی طرح مسلمانوں کے معاشی حالات کو درست کرنے کے لیے یہ فریضہ فرض کرتا ہے اور تجارت کی ترغیب کا بھی ایک بہترین ذریعہ ہے کیونکہ ہر انسان جب یہ دیکھے گا کہ نقد سرمایہ کو بند رکھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ نفع تو کچھ ہوا نہیں اور سال کے ختم پر بیسواں حصہ کم ہو گیا تو ضرور اس کو اس طرف توجہ کرنی پڑے گی کہ اس مال کو کسی تجارت پر لگائے اور دوسری طرف چونکہ سود پر روپیہ چلانا جرم ٹھہرا تو تجارت کی یہ صورت نہ رہے گی کہ ہزاروں انسانوں کے سرمایہ سے صرف ایک انسان تجارت کرے بلکہ ہر مال دار شخص خود تجارت میں آنے کی فکر کرے گا اور جب کہ بڑے سرمایہ دار بھی صرف اپنے ہی سرمایہ سے تجارت کریں گے تو چھوٹے سرمایہ والوں کو تجارت میں وہ مشکلات پیش نہیں آئیں گی جو بینکوں سے سودی روپیہ لے کر بڑی تجارت والے پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح پورے ملک میں تجارت اور اس کے منافع عام ہوں گے اور اس کے نتیجہ میں ملک کے غرباء اور فقراء کو فائدہ پہنچے گا۔ کسی یورپی ماہر نے صحیح کہا ہے کہ مسلمانوں کا نظام زکوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اگر مسلمان اس کے پابند ہو جائیں تو اس قوم میں کوئی مفلس اور مصیبت زدہ نظر نہ آئے۔

گاہکوں کی خرید و فروخت ناجائز ہے

(۱۴) جیسا کہ بعض اخبار بیچنے والے اور دودھ بیچنے والے جب اخبار اور دودھ گھر گھر پہنچانے کا اپنا کاروبار خوب مستحکم کر لیتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد پورے علاقے کو کسی نئے تاجر کے پاس فروخت کر دیتے ہیں۔ گویا یہ ایک قسم کی پگڑی ہوتی ہے یا بعض ٹیوشن پڑھانے والے حضرات جب اچھی خاصی مالیت کے ٹیوشن بنا لیتے ہیں تو پھر اسے کسی دوسرے کے ہاں فروخت کر دیتے ہیں۔ ان سب صورتوں سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔

جمعہ کی اذان کے وقت کاروبار

(۱۵) قرآن کریم میں اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی ممانعت فرمائی ہے اس

لیے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید و فروخت اور دیگر کاروبار ناجائز ہے۔ البتہ نماز جمعہ ادا
کرنے کے بعد خرید و فروخت جائز ہے۔

حرام کام کی اُجرت بھی حرام ہے

(۱۶) درزی کا غیر شرعی کپڑے سینا مثلاً مردوں کے لیے خالص ریشمی کپڑے [illegible]
اور پینٹ وغیرہ یا عورتوں کے لیے مردانہ وضع قطع کے کپڑے سینا یا ایسی [illegible]
کپڑے سینا جس سے عریانیت عیاں ہوتی ہو [illegible]
حجام کا لوگوں کی داڑھی مونڈنا وغیرہ۔ یہ سب چیزیں حرام ہیں اور ان کی اُجرت بھی حرام ہے۔

کسی کی ناحق زمین غصب کرنا

(۱۷) اگر کوئی شخص اپنی زمین کی پیمائش اور نقشہ کی حد سے بڑھ کر اپنے پڑوسی کی زمین میں اپنا مکان تعمیر کر لیتا ہے یا اپنی زمین کو بڑھا لیتا ہے اور اپنے پڑوسی کی زمین کم کر دیتا ہے ایسے شخص کے متعلق حدیث مبارکہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کی ایک بالشت زمین پر بھی ناحق قبضہ کر لیا، قیامت کے دن سات طبق تک اس زمین کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا۔ (بخاری)

امانت

(۱۸) امانت کی رقم اگر گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس امانت رکھی تھی اگر اس نے صحیح محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس رقم کا ادا کرنا لازم نہیں لیکن اگر اس نے امانت کی رقم محفوظ نہ رکھی بلکہ اسے خرچ کر لیا یا اپنی رقم میں اس طرح ملا لیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا کرنا لازم ہے۔ کسی سے کوئی چیز عاریتاً لی جائے تو وہ لینے والے کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اس کو واپس کرنا لازم ہے۔ اگر واپس نہ کی تو یہ خیانت ہے اور خیانت گناہ کبیرہ ہے۔

رشوت دینے اور لینے والے کا شرعی حکم

(۱۹) رشوت قطعی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی اور مرتشی دونوں پر لعنت فرمائی اور اس پر دوزخ کی وعید سنائی ہے اس لیے رشوت لینا تو ہر حال میں حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور رشوت دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جلب منفعت کے لیے دے دیا حرام ہے اور یہی مصداق ہے۔ ان احادیث کا جن میں رشوت دینے پر وعید آئی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دفع ظلم کے لیے رشوت دینے پر مجبور ہو۔ مظلوم اگر دفع ظلم کے لیے رشوت دے کر خونخوار درندوں سے اپنی جان چھڑائے تو اس کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں ممکن ہے اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ عام حالت میں جو رشوت کا لین دین ہے یہ مسئلہ اس سے متعلق نہیں ہے۔ رشوت کا پیسہ حرام ہے اور حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی حرام کما کر اس میں سے صدقہ کرے وہ قبول نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس کی بارگاہ میں صرف وہی (صدقات وغیرہ) قبول ہوتے ہیں جو پاک ہوں۔ حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ مال حرام میں صدقہ کی نیت کرنا یا اس سے کسی کی خدمت کرنا اور اس پر ثواب کی امید رکھنا بڑا سخت گناہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گندگی جمع کر کے کسی بڑے آدمی کو ہدیہ پیش کرے تو یہ ہدیہ نہیں بلکہ اس کو سنگین گستاخی تصور کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں رشوت، سود، ربا اور ناجائز حرام کی کمائی پیش کرنا بھی سخت ترین گستاخی ہے۔ اکابرین علماء نے لکھا ہے کہ حرام مال پر ثواب کی نیت کرنے سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ رشوت لینے والا یا حرام کمانے والا اگر بعینہ اسی حرام رقم سے کوئی چیز خرید کر کسی کو تحفہ دیتا ہے تو اس تحفہ کا لینا جائز نہیں اور اگر وہ اپنی تنخواہ کی رقم سے یا کسی اور جائز آمدنی سے تحفہ دیتا ہے تو اس کا لینا درست ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تحفہ جائز آمدنی کا ہے یا ناجائز؟ تو اگر اس کی غالب آمدنی صحیح ہے تو تحفہ لے لینا درست ہے ورنہ احتیاط لازم ہے اور اگر اس کی دل شکنی کا اندیشہ ہو تو اس سے لے لے مگر استعمال نہ کرے بلکہ بغیر نیت صدقہ کے کسی محتاج کو دے دے۔

سلام، مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہو گا جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤں جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ بات یہ ہے کہ سلام کو رواج دو۔ (یعنی آپس میں آشنا و ناآشنا سب کو سلام کرو)۔

سلام کی عظمت

حدیث پاک میں ہے جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو پیدا فرمانے کے بعد ان سے فرمایا جاؤ اور اس (فرشتوں کی) جماعت کو (جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی) سلام کرو اور سنو وہ کیا جواب دیتے ہیں اور وہ جو جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا جواب ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں کی جماعت کو مخاطب کر کے السلام علیکم کہا، فرشتوں نے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے "ورحمۃ اللہ" کا لفظ زیادہ کیا۔ (مسلم)

سلام کے متعلق آداب

(۱) ابتدائے سلام تو اکثر علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابتداء سلام کرنے میں تو اختیار ہے لیکن سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ ایک روایت میں فرمایا سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔ (بیہقی) یہ حکم ہوا کہ سلام کا جواب دینا واجب و لازم ہے۔ اس سے چند حالات مستثنیٰ ہیں جو شخص نماز پڑھ

رہا ہو اگر اس کو کوئی سلام کرے تو اس پر جواب دینا لازم نہیں بلکہ مفسد نماز ہے۔ اسی طرح جو شخص خطبہ دے رہا ہو، تلاوت میں مشغول ہو، اذان یا اقامت کہہ رہا ہو، دینی کتابوں کا درس دے رہا ہو، وضو کر رہا ہو یا انسانی ضروریات کھانا، پینا، استنجا وغیرہ میں مشغول ہو اس حالت میں سلام کرنا جائز نہیں اور اس کے ذمہ جواب دینا بھی لازم و واجب نہیں۔

(۲) سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ زبان سے السلام علیکم کہے (اگر دور سے سلام کریں تو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے زبان سے بھی السلام علیکم کہیں) ورنہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ کہلائے گا جو خلاف سنت ہے۔ (ترمذی، کتاب الادب)

(۳) جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اولاً سلام کریں اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ بھی کریں اور پھر اس کی خیریت پوچھیں (عورتیں عورتوں سے مصافحہ کر سکتی ہیں)۔ (ترمذی)

(۴) قرآن و حدیث میں سلام کا طریقہ صرف لفظ السلام علیکم ہی بتایا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی لفظ مسنون نہیں۔

(۵) جب کوئی شخص اپنے گھر جائے تو اپنے گھر والوں کو سلام کرے کہ اس سے اس کے اور اس کے سب گھر والوں کے لیے برکت ہوگی۔ (ترمذی)

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

فائدہ:...... معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح بات شروع ہو خواہ فون پر کیوں نہ ہو السلام علیکم سے کلام کی ابتداء کریں اور ہیلو وغیرہ غیر اسلامی کلمات کہنے سے اجتناب کریں۔

(۷) جو شخص سواری پر سوار ہو اس کو چاہیے کہ پیادہ چلنے والوں کو خود سلام کرے اور جو چل رہا ہو وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور جو لوگ تعداد میں قلیل ہوں وہ کسی بڑی جماعت پر گزریں تو ان کو چاہیے کہ سلام میں ابتداء کریں۔ (مسلم) بخاری کی ایک روایت میں فرمایا چھوٹا (کمسن) سلام کرے بڑے کو۔

(۸) بچوں کو بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (مسلم)

(۹) یہود و نصاریٰ (اور دیگر کافروں) کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو، اگر یہود و
نصاریٰ (اور دیگر کافر غیر مذہب کے لوگ) جب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں
وعلیکم کہو (یعنی تم پر بھی)۔ (مسلم کتاب الادب)

(۱۰) جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ
جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے، اس لیے کہ پہلی مرتبہ کا سلام دوسری مرتبہ کا سلام
کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ (یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں) (ترمذی، کتاب الادب)

(۱۱) ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر
اور تیرے باپ پر سلامتی ہو۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۱۲) ایک مسلمان بھائی سے بار بار ملاقات ہو تو ہر مرتبہ سلام کرنا چاہیے اور جس
طرح اول ملاقات کے وقت سلام مسنون ہے اسی طرح رخصت کے وقت بھی سلام
مسنون ہے اور ثواب ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۱۳) کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن
سے زیادہ قطع تعلق رکھے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف
اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔ (بخاری، کتاب الادب)

(۱۴) نماز کے آخر میں جب آدمی سلام پھیرے تو دائیں طرف سلام پھیرتے وقت
یہ نیت کرے کہ میرے دائیں جانب جتنے مسلمان اور فرشتے ہیں ان سب پر سلامتی بھیج رہا
ہوں اور اسی طرح بائیں جانب بھی۔

مصافحہ و معانقہ کی سنتیں

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے پوچھا کیا مصافحہ کا دستور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا؟
انہوں نے فرمایا ہاں۔ (بخاری شریف)

انگریزوں کی طرف سے رواج چلا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہیے۔ دوسری طرف
بعض حلقوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مصافحہ تو ایک ہاتھ سے کرنا سنت ہے دونوں
ہاتھوں سے کرنا سنت نہیں۔ یہ خیال سراسر غلط ہے اس لیے کہ حدیث میں مفرد کا لفظ بھی
استعمال ہوا ہے اور تثنیہ کا بھی۔ لیکن کسی حدیث میں واضح طور پر کہیں نہیں آیا کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا جب کہ کئی روایتوں میں دونوں ہاتھوں سے
مصافحہ کرنے کا ذکر موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس طرح یاد کرائی کہ ”کفی بینه کفیه“ یعنی
میرے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھے۔ (بخاری)
صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کے بیان پر جو باب قائم کیا ہے
اس میں حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے
دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بیان کیا ہے۔ (بخاری) اگر کوئی شخص ایک ہاتھ سے مصافحہ
کرلے تو جائز ہو جائے گا لیکن طریقہ وہ اختیار کرنا چاہیے جو سنت سے زیادہ قریب ہو اور
جس طریقہ کو علماء، فقہاء اور بزرگان دین نے سنت سے زیادہ قریب سمجھ کر اختیار کیا ہو۔

مصافحہ سے متعلق ہدایات

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوتا ہے اور ہدیہ و تحفہ
(ایک دوسرے کے پاس) بھیجا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول
اللہ! ہم میں سے جب کوئی کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرے یا کسی دوست سے ملے تو
کیا وہ (اس کی تعظیم و تکریم) کے لیے سر جھکائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔
اس شخص نے کہا کہ کیا اس سے معانقہ کرے (یعنی اس سے گلے ملے)؟ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس شخص نے پھر پوچھا کہ کیا اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر مصافحہ

(۹) یہود و نصاریٰ (اور دیگر کافروں) کو سلام کرنے میں پہل نہ کرے اگر یہود و نصاریٰ (اور دیگر کافر غیر مذہب کے لوگ) جب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں وعلیکم کہو (یعنی تم پر بھی)۔ (مسلم، کتاب الادب)

(۱۰) جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے، اس لیے کہ پہلی مرتبہ کا سلام دوسری مرتبہ کے سلام کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ (یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں) (ترمذی، کتاب الادب)

(۱۱) ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اور تیرے باپ پر سلامتی ہو۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۱۲) ایک مسلمان بھائی سے بار بار ملاقات ہو تو ہر مرتبہ سلام کرنا چاہیے اور جس طرح اول ملاقات کے وقت سلام مسنون ہے اسی طرح رخصت کے وقت بھی سلام مسنون ہے اور ثواب ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۱۳) کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور وہ دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔ (بخاری، کتاب الادب)

(۱۴) نماز کے آخر میں جب آدمی سلام پھیرے تو دائیں طرف سلام پھیرتے وقت یہ نیت کرے کہ میرے دائیں جانب جتنے مسلمان اور فرشتے ہیں ان سب پر سلامتی بھیج رہا ہوں اور اسی طرح بائیں جانب بھی۔

مصافحہ و معانقہ کی سنتیں

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مصافحہ کا دستور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ (بخاری شریف)

سلام کے ساتھ عموماً مصافحہ بھی ہوتا ہے اور کبھی معانقہ بھی۔ آج کے دور میں ایک

… کی طرف سے رواج چلا کر ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہیے۔ دوسری طرف ان گروہوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مصافحہ تو ایک ہاتھ سے کرنا سنت ہے دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت نہیں۔ یہ خیال سراسر غلط ہے اس لیے کہ حدیث میں مفرد کا لفظ بھی آیا ہے اور تثنیہ کا بھی۔ لیکن کسی حدیث میں واضح طور پر کہیں نہیں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا جب کہ کئی روایتوں میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ذکر موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس طرح یاد کرائی کہ "کفی بین کفیہ" یعنی میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھے۔ (بخاری)

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کے بیان پر جو باب قائم کیا ہے اس میں حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بیان کیا ہے۔ (بخاری) اگر کوئی شخص ایک ہاتھ سے مصافحہ کرلے تو جائز ہو جائے گا لیکن طریقہ وہ اختیار کرنا چاہیے جو سنت سے زیادہ قریب ہو اور جس طریقہ کو علماء، فقہاء اور بزرگان دین نے سنت سے زیادہ قریب سمجھ کر اختیار کیا ہو۔

مصافحہ سے متعلق ہدایات

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوتا ہے اور ہدیہ وتحفہ (ایک دوسرے کے پاس) بھیجا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے جب کوئی کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرے یا کسی دوست سے ملے تو کیا وہ (اس کی تعظیم و تکریم) کے لیے سر جھکائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ اس شخص نے کہا کہ کیا اس سے معانقہ کرے (یعنی اس سے گلے ملے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس شخص نے پھر پوچھا کہ کیا اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر مصافحہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (ترمذی)

زرین رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور زیادہ نقل کیا ہے کہ وہ بھائی یا دوست سے مل کر معانقہ کر سکتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۳) جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے اور ابوداؤد کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جب دو مسلمان باہم ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور بخشش چاہیں تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

معانقہ بھی سنت ہے

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (جلدی سے) دروازے پر پہنچے، ان سے معانقہ کیا (یعنی گلے لگایا) اور پیشانی پر بوسہ دیا (ترمذی) دوسرا قصہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ حبشہ سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

(۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے اس وقت تک نہ کھینچتے تھے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لے۔

(۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث بالا میں یہ وصف بھی بیان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کے وقت اپنا چہرۂ مبارک اس وقت تک نہیں پھیرتے تھے جب تک کہ سامنے والا اپنا چہرہ نہ پھیر لے۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس سنت پر عمل کرنے میں بڑا اجر ہے لیکن انسان کی اپنی طرف سے بھی کوشش ہونی چاہیے کہ جب تک ملاقات کرنے والا خود ملاقات کر کے رخصت نہ ہو اس وقت تک اپنا چہرہ اس سے نہ پھیرے۔ البتہ کبھی مجبوری ہو جائے تو دوسری بات ہے۔ (ابن ماجہ)

(۷) اپنے کسی عزیز یا کسی دوست کو پیشانی پر بوسہ لینا بھی سنت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث

میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے نواسے) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوسہ لیا۔ آپ کے پاس حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا جو شخص (اولاد وغیرہ) کی مخلوق پر مہربانی یا شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (مسلم)

چھینک اور جمائی کی ہدایات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی کو برا سمجھتے ہیں تم میں سے جس شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان جو چھینک سنے اس کو چاہیے کہ وہ جواب میں "یرحمک اللہ" کہے اور جمائی شیطان کا فعل ہے تم میں سے جس شخص کو جمائی آئے تو چاہیے کہ جس حد تک ممکن ہو اس کو روکے اس لیے کہ جب کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان (دیکھ کر) ہنستا ہے۔ (بخاری)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے جب کوئی "ھاہ" کرتا ہے (یعنی منہ کھول کر جمائی لیتا ہے) تو شیطان ہنستا ہے کیونکہ چھینک آنے کے ذریعہ ایسی رطوبت اور بخارات دماغ سے نکل جاتے ہیں جو اگر نہ نکلیں تو کسی تکلیف یا بیماری کا باعث بن جائیں۔ اس لیے صحت اور اعتدال کی حالت میں چھینک کا آنا گویا اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے اس لیے ہدایت فرمائی گئی کہ جس کو چھینک آئے وہ الحمد للہ کہے۔ (معارف الحدیث)

چھینکنے اور جمائی کے متعلق ہدایات

(۱) جب چھینک آئے تو الحمد للہ کہنا چاہیے۔ (بخاری)

(۲) چھینک سننے والے کو چاہیے کہ وہ یرحمک اللہ کہے۔ (بخاری)

(۳) اگر کوئی شخص چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے کے جواب میں یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کہے۔ (مسلم)

(۴) جب چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کے لیے یرحمک اللہ نہ کہا جائے۔ (بخاری)

وضاحت:..... بعض آدمیوں کو چھینکنے کے بعد الحمدللہ کہنے کا پتہ نہیں ہوتا تو ان میں کسی کو معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ چھینکنے والے کو بتائے کہ چھینکنے کے بعد الحمدللہ کہنا مسنون ہے، پھر وہ اسی وقت الحمدللہ کہہ دے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

(۵) جب چھینک آئے تو اپنے منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لے اور آواز پست رکھے۔ (ترمذی)

(٦) تین بار اپنے مسلمان بھائی کو چھینک کا جواب دے اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو پھر وہ زکام ہے۔ (ابوداؤد)

صحیح مسلم میں ہے ایک شخص کو دو بار چھینک آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو زکام ہے۔ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ چھینکنے پر فرمایا کہ اس کو زکام ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوا اگر کسی کو نزلہ زکام کی وجہ سے بار بار چھینک آئے تو ہر دفعہ یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں (ایک دفعہ کہہ لے) (مشکوٰۃ)

(۷) چھینکنے والا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" بھی کہہ سکتا ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" بھی کہہ سکتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۸) چھینکنے والا الحمدللہ زور سے کہے تاکہ حاضرین سنیں اور جواب کا مستحق ہو۔ (مظاہر حق)

(۹) اگر نماز کی حالت میں چھینک آ جائے تو الحمدللہ نہیں کہنا چاہیے اگر بھولے سے کہہ دیا تو کوئی حرج نہیں، اگر کسی کی چھینک سن کر یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔ (بہشتی زیور)..... اگر نماز میں قیام کی حالت میں جمائی آئے تو بائیں ہاتھ کے بجائے دائیں ہاتھ سے منہ بند کریں۔

(۱۰) جب جمائی آئے تو حتی الامکان اس کو روکے یعنی منہ بند کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہونٹ بھینچ لیے جائیں اور نچلا ہونٹ دانتوں میں پکڑ لیا جائے۔ (مظاہر حق)

(۱۱) جب جمائی آئے تو ہاتھ رکھ کر منہ بند کرے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

اس طرح منہ کھلنے کا بھی نہیں اور مکروہ آواز بھی پیدا نہیں ہوگی اور چہرے کی ہیئت بھی

بگڑے گی۔ اگر جمائی نہ روکی جائے تو شیطان کو وسوسہ اندازی کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

(۱۲) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جمائی روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب جمائی آئے تو دل میں یہ خیال پیدا کر لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی بس اس خیال سے ان شاء اللہ جمائی رک جائے گی۔ (مظاہر حق)

چھینک کا جواب دینے پر جنت کی بشارت

امام ابوداؤد رحمہ اللہ محدثین کے امام ہیں..... صحاح ستہ میں شامل ان کی سنن..... ان کے زندہ جاوید ہونے کے لئے کافی ہے..... ایک بار وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے..... دریا کے کنارے ایک آدمی کو چھینکنے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہتے ہوئے سنا..... چھینکنے والا "الحمدللہ" کہے تو جواب میں "یَرْحَمُکَ اللہ" کہنا سنت بھی ہے اور مسلمان بھائی کا حق بھی..... امام کی کشتی آگے نکل گئی..... آپ نے ایک دوسری چھوٹی کشتی ایک درہم کے عوض کرایہ پر لی..... چھینکنے والے کے پاس آئے اور انہیں "یرحمک اللہ" کہا..... اس نے جواب میں "یَھْدِیْکُمُ اللہ" (اللہ آپ کو ہدایت دے) کہا.....

امام واپس اپنی کشتی پر آ گئے..... ساتھیوں نے ان سے اس تکلف کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے "مجھے خیال ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی مستجاب الدعوات ہو..... اللہ کے ہاں اس کی دعا قبول ہوتی ہو..... میرے "یَرْحَمُکَ اللہ" کہنے کے جواب میں وہ "یَھْدِیْکُمُ اللہ" کہے گا تو بہت ممکن ہے اس کی یہ دعا میرے حق میں قبول ہو جائے..... اس لئے میں کشتی لے کر اس کے پاس گیا".....

کہتے ہیں جب سفر کرتے ہوئے رات کو کشتی کے مسافر سو گئے تو سب نے یہ ہاتف غیبی کی آواز سنی "کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے عوض اللہ سے جنت خرید لی ہے"..... (شرح الشنواني على مختصر ابن أبي جمرة)

❁❁❁

مجلس کے آداب اور سنتیں

جائز اور نیک مجلس کے آداب کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورۃ المجادلۃ:۱۱)

"اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا اور جب (کسی ضرورت سے) کہا جائے کہ (مجلس سے) اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو اور اللہ تعالیٰ (اس حکم کی اطاعت سے) تم میں سے ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں سے) ان لوگوں کے جن کو علم (دین) عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا۔

مجلس و محفل..... ہدایات و سنتیں

(۱) جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں چلا جائے (کسی ضرورت کے لیے) پھر واپس آجائے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم)

(۲) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ اگر کہیں جانے کی ضرورت پیش آتی اور پھر واپس آنے کا ارادہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر کوئی کپڑا یا جوتا وغیرہ چھوڑ جاتے اس سے آپ کے اصحاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کا علم ہو جاتا اور وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ اس

سے معلوم ہوا کہ اگر مجلس میں واپسی کا ارادہ ہو تو اپنی جگہ پر کوئی چیز چھوڑ جائیں یا کسی سے کہہ جائیں تاکہ واپسی پر پریشانی نہ ہو۔ (مسلم)

(۳) دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی نہ ڈالیں یعنی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھیں الا یہ کہ وہ اجازت دے دیں۔ (ابوداود)

(۴) اہل مجلس کو چاہیے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ دینے کی کوشش کریں اور بعد میں آنے والوں کے لیے یہ ہدایت ہے کہ وہ کسی کو اپنی جگہ سے نہ اٹھائیں۔ (مسلم)

(۵) بعد میں آنے والوں کے لیے ادب یہ ہے کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں میں اگر جگہ نہ ہو تو گھسنے کے بجائے کسی کنارے پر بیٹھ جائیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں تین آنے والے شخصوں کا ذکر ہے کہ ان میں سے ایک شخص مجلس میں جگہ نہ پانے کی وجہ سے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی۔ (بخاری)

(۶) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر باتیں کرتے تو کثرت سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے تھے (یعنی آسمان کے عجائبات دیکھ کر قدرت الٰہی کی طرف توجہ فرماتے)

(۷) ہر وہ اجتماع یا مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو وہ اجتماع یا مجلس قیامت کے دن حسرت و افسوس کا باعث ہوگی۔ (السنن للدارمی)

(۸) خوش طبعی کرنا اور اس میں سچ بولنا اور محفل میں کسی کو رسوا نہ کرنا بھی مسنون ہے۔

(۹) اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے بچانا۔

(۱۰) کشادہ روئی اور حسن اخلاق کے ساتھ ملنا جلنا۔

(۱۱) اپنے ملنے والوں کے حالات کا استفسار کرنا۔

(۱۲) اچھی بات سن کر اس کی اچھائی اور بری بات سن کر اس کی برائی کو سمجھنا۔

(۱۳) کسی قوم کا سربرآوردہ آدمی آئے تو اس کے ساتھ عزت سے پیش آنا۔

(۱۴) مجلس و محفل میں جو جگہ مل جائے اسی جگہ بیٹھ جانا۔

(۱۵) مجلس و محفل میں اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ کرتے رہنا۔ (کم از کم) ایک بار درود شریف پڑھنا۔

(١٦) دین کی بات سن کر دوسرے مسلمان تک پہنچانا۔

(١٧) بات کا نرمی سے جواب دینا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(١٨) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں اپنے سے کمتر اور دین میں اپنے سے برتر پر نظر رکھنے کو فرماتے تھے۔

(١٩) جب تین افراد باہم اکٹھے ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، ہاں جب سب لوگوں کے ساتھ مجلس میں ہوں تو گنجائش ہے۔ تاکہ تیسرا ساتھی کبیدہ خاطر نہ ہو جائے۔ (بخاری)

(٢٠) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین مجلس وہ ہے جو کشادہ ہو، جگہ تنگ نہ کی جائے۔ یعنی جتنے آدمی مدعو ہوں، جگہ اس سے زیادہ فراخ تلاش کی جائے۔

(٢١) حلقے کے بیچ میں نہ بیٹھا جائے، ایسے شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نے ملعون قرار دیا ہے۔

وضاحت:.... اگر کسی بزرگ کو یا کسی معزز کو بیچ میں بیٹھنے کی دعوت دی جائے یہ دوسری بات ہے ورنہ خود دوسروں پر پھلانگتے ہوئے حلقے کے درمیان میں آ کر بیٹھنا علامتِ تکبر اور علامت بدتمیزی ہے۔ اگر کچھ لوگ حلقے کے بیچ میں بیٹھے ہیں اور ہر ایک کا ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہے تو کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اس طرح درمیان میں آ کر بیٹھ جائے کہ لوگوں کا آمنا سامنا ختم ہو جائے۔ اسی لیے حلقے کے بیچ میں خود آ کر بیٹھنے کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

(٢٢) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو الگ الگ ٹکڑیاں بنائے بیٹھے دیکھا تو فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں الگ الگ بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ:.... بعض دوسری حدیثوں میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس ظاہری تفریق سے دل پر اثر پڑتا ہے اور مل کر بیٹھنے میں جوڑ اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

(٢٣) اس طرح نہ بیٹھنا کہ کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ حصہ سائے میں۔

علاج معالجہ کی سنتیں

(١) عیادت کے واسطے جانے کے لیے وضو کرنا سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور ثواب کے ارادے سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو دوزخ سے ساٹھ برس (کی مسافت کے) بقدر دور کر دیا جاتا ہے۔ (ابوداود)

(٢) مریض کے جسم پر ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھنا سنت ہے: "اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" (مسلم)

(٣) قرآنی آیتیں پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔ (بخاری)

(٤) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اور سات مرتبہ یہ کہتا ہے: "اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ"......

ترجمہ:.... "میں اللہ رب العزت سے جو عرش عظیم کا مالک ہے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے" تو اللہ تعالیٰ اسے شفایاب فرما دیتے ہیں بشرطیکہ اس کا وقت نہ آ گیا ہو۔ (ابوداود)

(٥) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کی زندگی کے بارے میں اس کا غم دور کرو، اس لیے کہ یہ (تسلی اگرچہ) کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی۔ مگر مریض کا دل خوش ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(٦) بہترین عیادت وہی ہے جس میں عیادت کرنے والا جلد اُٹھ کھڑا ہو، کہیں زیادہ دیر بیٹھنے سے مریض پریشان نہ ہو جائے یا گھر والوں کے کام میں خلل نہ پڑے، ہاں اگر مریض کو ضرورت ہے تو وہ دوسری بات ہے۔ (کتاب الجنائز)

(٧) شہد کے متعلق صحیح بخاری میں فرمایا گیا: "شفاء للناس" اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے۔ کلونجی کے متعلق صحیح بخاری میں فرمایا گیا کہ کلونجی میں ہر بیماری کے لیے دوا

ہے سوائے سام کے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت۔ (بخاری)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاء تین چیزوں میں ہے پچھنے لگوانے میں، شہد پینے اور آگ داغنے میں اور میں اپنی اُمت کو آگ داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (بخاری)

(۹) علاج کے دوران نقصان پہنچانے والی چیزوں سے پرہیز کرنا سنت ہے۔ بدھ کو پرہیز کرنا سنت ہے۔ بیمار پرسی رات میں بھی جائز ہے جو لوگ اسے منحوس کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے اس کی مزاج پرسی کرنے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم، جب اس آدمی کے پاس پاس جاتے جس کی مزاج پرسی کرنا ہوتی تو فرماتے:

"لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى" یعنی کوئی ڈر نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔ (بخاری)

(۱۲) بخار لگوانا بھی سنت ہے۔

مرض وعیادت

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان جب بیمار پڑتا ہے اور اسے بیماری لگ بھی جاتی ہے کہ وہ اس میں مر جاتا ہے تو یہ مرض اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔۔۔ لیکن اگر وہ اس مرض سے اچھا ہو جاتا ہے تو وہ مرض اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور اس کے مستقبل کیلئے نصیحت کرنے والا بن جاتا ہے لیکن منافق (اور اسی طرح کافر) جب بیمار پڑتا ہے تو اگر وہ اچھا ہو جاتا ہے تو اس کی مثال ایک اونٹ کی سی ہے جسے اس کے مالکوں نے پہلے باندھ دیا ہو پھر چھوڑ دیا ہو۔۔۔ مگر اس جانور کی سمجھ میں یہ نہ آئے کہ انہوں نے اسے کیوں باندھا تھا اور اب کیوں چھوڑ دیا۔۔۔ (جمع الفوائد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان بندہ بیمار پڑتا ہے یا سفر کرتا

ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں وہ تمام اعمال اور اوراد (باوجود نہ کرنے کے بھی) لکھ لئے جاتے ہیں جو وہ تندرستی یا قیام یا صحت کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔۔۔ (جمع الفوائد)

حضور کا ارشاد گرامی ہے کہ شہید پانچ ہیں جو طاعون میں مرا ہو۔۔۔ جو پیٹ کی بیماری سے مرا ہو۔۔۔ جو پانی میں ڈوب کر مرا ہو۔۔۔ جو مکان وغیرہ سے دب کر مرا ہو۔۔۔ جس نے اللہ کے کام میں جان دی ہو۔۔۔ (جمع الفوائد)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت رسول یہ ہے کہ عیادت کو آنے والا تھوڑی دیر بیٹھے اور مریض کے پاس پیچھے چلا جائے نہیں۔۔۔ جب خود آں حضرت کی عیادت کو لوگ آئے اور زور زور سے بولنے اور اختلافات کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔۔۔ (جمع الفوائد)

حضور کا ارشاد ہے کہ کسی بیمار کی پوری بیمار پرسی یہ ہے کہ جب اس کے پاس جاؤ تو اس کے ماتھے پر اپنا ہاتھ رکھو اور پوچھو "کہو کیسے ہو؟" (جمع الفوائد)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریض سے اپنے لئے دعا کراؤ کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔۔۔ (جمع الفوائد)

آنحضرت نے فرمایا جب کسی بیمار کو دیکھو اور تمہارا دل اس بیماری سے بچنا چاہے تو (دل میں یوں) کہا کرو۔۔۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

(ترجمہ) اللہ کی تعریف اور اسکا احسان ہے کہ اس نے مجھے بچائے رکھا اس مرض سے جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا ہے۔۔۔ اور یہ بھی اس کا احسان ہے کہ اس نے اپنی اکثر مخلوق سے مجھے برتری دی۔۔۔

عیادت کے احکام وآداب

ایک مسلمان کو سمجھنا چاہئے کہ بیماری سے جسمانی دکھ تو ضرور ہے مگر روحانی اور اُخروی بڑا فائدہ بھی ہے۔۔۔ نیز بیماری کو موت کا پیش خیمہ سمجھ کر اپنی موت کو یاد رکھنے کی کوشش کرے۔۔۔

۲۔ عیادت کو جائے تو مریض کی دلدہی اور ہمدردی کی باتیں کرے اور اس سے دعا کی درخواست
سے کرے جو حدیث نمبر ۳۲ میں ہے... ترجمہ یہ ہے "کہ میں عظمت والے اللہ سے جو عرش عظیم کا
مالک ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے..." اگر مشیت خداوندی اس کے موافق
ہوئی تو اللہ تعالیٰ مریض کو اس کی خیر خواہی اور دلی سفارش کی بدولت اچھا کر دے گا۔

۳۔ مریض کے پاس دیر تک نہ بیٹھے اور اس کے سامنے اپنے یا خاندان کے یا دنیا
کے قصے قضیے نہ لے بیٹھے.... پس یہ رواج کہ مریضوں کے پاس عورتیں عیادت کو آتی ہیں
اور دیر تک بیٹھتی ہیں کہ تیمارداروں کو شرما حضوری میں ان کے ناشتہ پانی کا بار الگ اٹھانا پڑتا
ہے... آنے کا کرایہ الگ دینا پڑتا ہے سراسر ظلم اور خلاف عقل وسنت ہے... پھر عیادت تو
بالائے طاق رہتی ہے... دنیا بھر کے بکھیڑے چھیڑ کر وقت ضائع کرتی ہیں یہ چیز قابل ترک
ہے... بہتر تو یہ ہے کہ عورتوں کا عیادت کو جانا بند کیا جائے اور اگر جائیں تو اس شرط سے کہ
دونوں طرف کا کرایہ خود جانے والی ادا کریں اور تھوڑی دیر بیٹھیں پھر جلد واپس ہوں۔
ناشتہ پانی کا موقع ہی نہ دیں....

۴۔ عیادت کے آداب یہ بھی ہیں کہ صاف کپڑے پہن کر عیادت کو جائے خندہ
پیشانی سے گفتگو کرے... مریض کے سر کی طرف نہ بیٹھے سامنے بیٹھے....

۵۔ داہنا ہاتھ اس کی پیشانی یا سر یا ہاتھ پر رکھ کر حال پوچھے....

۶۔ اسکی خوشی اور فائدہ کی باتیں کرے... اسکو زیادتی عمر اور جلد صحت یابی کا مژدہ دے

۷۔ خدا کی رحمت کا... بیماری کے کفارہ گناہ بن جانے کا.... جنت کا ذکر کرے....

۸۔ عیادت ایک روز ناغہ دے کر کرے... پہلی بار عیادت مسنون ہے اس کے بعد نفل۔

۹۔ آشوب (یہ مسئلہ درست نہیں مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۵ پر ہے حضرت زید بن ارقم
صحابی کی آنکھوں میں درد تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی) چشم، بغلی، پھوڑے،
داڑھ کا درد اور خارش کے مریضوں کی عیادت سے ممانعت آئی ہے.... (زین العلم)

۱۰۔ مسلمان کی کوئی رات ایسی نہ گزرنی چاہئے کہ اس کا وصیت نامہ لکھا تیار نہ ہو موت
کو یاد کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے....

مہمان نوازی.... ہدایات اور سنتیں

(۱) مسلمانوں کے لیے سنت ہے کہ جب آپس میں ملیں تو سلام کریں، آنے والے
مہمان کو اس میں پیش قدمی کرنی چاہیے اور دوسروں کو جواب دینا چاہیے۔

(۲) مہمان نوازی کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مہمان کے آتے ہی جو کچھ
کھانے پینے کی چیز میسر ہو اور جلدی سے مہیا ہو سکے وہ لا رکھے۔ پھر اگر صاحب وسعت
ہے تو مزید مہمانی کا انتظام بعد میں کرے۔

(۳) مہمان نوازی کے لیے بہت زیادہ تکلفات کی فکر میں نہ پڑے، آسانی سے جو
بھی چیز میسر ہو جائے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کرے۔

(۴) مہمان کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مہمان کے سامنے جو چیز پیش کی
جائے اس کو قبول کرے، کھانے کو دل نہ چاہے تو معمولی سی شرکت کر کے دلجوئی کر لے۔
اگر کوئی چیز اس کے لیے مضر صحت ہے تو احسن طریقے سے عذر کر دے۔

(۵) مہمان کا میزبان کو یوں دعا دینا مسنون ہے:
"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ" (مسلم کتاب الدعوات)

(۶) میزبان کو چاہیے کہ صرف کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فارغ نہ ہو جائے بلکہ اس پر
نظر رکھے کہ مہمان کھا رہا ہے یا نہیں؟ مگر یہ نظر رکھنا اس طرح ہو کہ مہمان کے کھانے (پینے)
کو تکنا نہ ہو۔ سرسری نظر سے دیکھ لے کیونکہ مہمان کے لقموں کو دیکھنا آداب ضیافت کے
خلاف اور مہمان کے لیے باعث شرمندگی ہوتا ہے۔

(۷) اکابر بزرگ اور مہمان کی سواری کی رکاب اور لگام کو از راہ توقیر و عزت پکڑنا نیز مہمان کو رخصت کرنے کے لیے مکان کے دروازے یا باہر تک دور تک اس کے ساتھ جانا مسنون ہے۔ (مظاہر حق)

(۸) میزبان کا نیک و صالح مہمان سے طلب دعا کرنا اور مہمان کا میزبان کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ (مظاہر حق)

(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں (مہمانوں کو) کھانا کھلایا جاتا ہے۔ وہاں خیر (یعنی رزق و برکت اور بھلائی) اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جس طرح اونٹ کا گوشت کاٹنے میں چھری تیزی سے کوہان کی طرف جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۱۰) حضرت ابی الاحوص جشمی اپنے والد (حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر میں کسی شخص کے پاس مہمان ہوں اور وہ میری مہمان داری نہ کرے اور میری ضیافت کا حق ادا نہ کرے، پھر وہ شخص میرے پاس مہمان ہو تو کیا اس کی مہمانداری کروں یا اس سے بدلہ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں اس سے بدلہ نہ لو) بلکہ اس کی مہمانداری کرو۔ (ترمذی)

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردے احسن الی من اساء

(۱۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کھانا) مل کر کھاؤ الگ الگ مت کھاؤ اس لیے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ)

فائدہ۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا مہمان کے ساتھ کھانا چاہیے، کھا چکا ہے یا طلب نہیں ہے تو تھوڑی ہی شرکت ضرور کرے۔

(۱۲) آنے والوں کی مہمانی کرنا آداب اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے نیز انبیاء و صلحاء کی عادت ہے۔

(۱۳) حدیث بالا میں فرمایا: "فلیکرم ضیفہ جائزتہ" مہمان کی اس خاص خاطر داری اور تواضع و مدارات کو کہا گیا ہے جو پہلے دن کی جاتی ہے۔ اکرام ضیف یعنی مہمان کے ساتھ حسن و سلوک سے پیش آئے اور خوش گفتاری اور ملاطفت کے ساتھ بات چیت کرے اور اس کو تین دن تک اس طرح کھلائے پلائے کہ پہلے دن تو اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق پر تکلف میزبانی کرے بشرطیکہ اس کی وجہ سے اپنے لواحقین کی حق تلفی نہ ہو اور اس کے بعد دو دنوں میں جو حاضر ہو پیش کرے۔

پھر تین دن کے بعد بھی مہمان ٹھہرا رہے تو اس کو کھلانا پلانا صدقہ کے حکم میں ہوگا کہ میزبان چاہے تو کھلائے پلائے اور چاہے تو معذرت کرے اور مہمان کو تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہیے (الا یہ کہ میزبان روکے یا کوئی مجبوری ہو تو میزبان کی اجازت سے ٹھہرنا چاہیے)۔ (بخاری)

موت اور قبر کے متعلق ہدایات اور سنتیں

حالت نزع کی سنتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو (جمع الفوائد)

نیز فرمایا... مرنے والوں کے سامنے سورۂ یاسین پڑھا کرو... (جمع الفوائد)

نیز فرمایا ایک مسلمان مرتا ہے تو اس کے ماتھے پر پسینہ ہوتا ہے... (جمع الفوائد)

فرمایا... جس کی آخری گفتگو لا الہ الا اللہ ہوگی تو اسے جنت ملے گی...

حدیث میں ہے جب آنکھیں اوپر کو اٹھ جائیں... سانس اکھڑ کر جلدی جلدی چلنے لگے... اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں اینٹھنے لگیں تو وہ وقت موت کا ہے... (جمع الفوائد)

اچھی اور بُری روح

ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک مردہ کی روح جب نکلنے لگتی ہے اس وقت پہلے تو کچھ خوش رُو فرشتے، جنت کا کفن، خوشبو لے کر آتے اور مریض سے حدِ نظر کے فاصلہ پر بیٹھتے ہیں کہ اتنے میں ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اور اس کے سرہانے نرمی اور دل جوئی سے روح کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں روح خوشی سے فوراً نکل کر ان کے ہاتھ میں آتی ہے... اب وہ دور والے فرشتے لپک کر ان سے وہ روح لیتے اور عمدہ خوشبودار کفن میں رکھ کر آسمان میں لے جاتے ہیں... ہر جگہ کے فرشتے کہتے ہیں... "آہا! کیسی اچھی روح ہے یہ کون ہے؟" وہ کہتے ہیں "یہ فلاں بن فلاں ہے"... اور اس کی تعریف کرتے ہیں... پھر ہر جگہ کے فرشتے ساتھ ہوتے ہوئے اسے ساتویں

آسمان پر خدا کے حضور لے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... "میرے اس بندہ کو علیین میں لکھ دو اور اسے پھر زمین میں لے جاؤ..." تو وہ روح کو (عالم قبر میں جسم برزخی میں داخل کرنے کے لئے) واپس لاتے ہیں... لیکن بُرے آدمی کے لئے سیاہ فام فرشتے کمبل لے کر آتے ہیں روح مشکل سے نکلتی ہے... اس میں بدبو بہت ہوتی ہے... ہر جگہ کے فرشتے اسے بُرا کہتے ہیں... آسمانوں کا دروازہ اس کے لئے نہیں کھولا جاتا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کو سجین میں رکھو اور وہ پھینک دی جاتی ہے تو (عالم قبر یعنی عالم برزخی سے ملنے کے لئے) وہ واپس لائی جاتی ہے... (جمع الفوائد)

آداب و احکام

۱۔ جب کوئی مرنے لگے تو اس کو قبلہ رُخ لٹا دو یا تو اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر کے چت لٹا دو کہ سر ذرا اونچا رہے اور یا اتر دکھن لٹا کر داہنی کروٹ کر دو... (جوہرہ)

۲۔ پاس والے ذرا آواز سے کلمہ پڑھنے لگیں کہ وہ بھی پڑھنے لگے... (جوہرہ)

۳۔ اس سے کلمہ پڑھنے کو نہ کہا جائے ایسا نہ ہو کہ اس سخت وقت کی تکلیف میں وہ انکار کر دے اس وقت عقل ٹھکانے نہیں رہتی... (جوہرہ)

۴۔ جب وہ ایک بار کلمہ پڑھ دے تو چپ ہو جاؤ... ہاں اگر وہ پھر دنیاوی گفتگو کرے تو پھر سب لوگ کلمہ پڑھنے لگو...

غرض مطلب یہ ہے کہ اس کی سب سے آخری بات کلمہ ہو... (جوہرہ)

۵۔ مرنے کی علامات چند یہ ہیں آنکھیں پھٹی پھٹی ہوں... کنپٹی سی بندھی ہو... ناک لگ جائے... جبڑے پھیل کر لٹک آئے... بدن سرد پڑنے لگے... نتھنوں سے سانس کا آنا بند ہو... (جوہرہ)

۶۔ مرتے وقت کوئی عیب دیکھو یا خدانخواستہ بُرا کلمہ یہاں تک کہ کفر کا کلمہ بھی اس کے منہ سے سنو تو اس کا چرچا نہ کرو... اور یاد رکھو کہ اس کو یہ سب معاف ہے اس کی عقل اس وقت درست نہیں رہتی... (بحر الرائق)

۷۔ مرنے کے بعد اس کے رشتہ دار یا غیر آواز سے ہرگز ہرگز نہ روئیں... بیان

(بین) ہرگز نہ کریں... صرف آنسو بہائیں اور ''اِنَّا لِلّٰہِ'' پڑھیں.... (مسلم)

۸۔ پھر فوراً اس کے دونوں ہاتھ پھیلا کر پہلو میں رکھ دو.... سینہ پر نیت باندھنے کی طرح ہرگز نہ رکھو.... اس کا منہ بند کر دو اور ایک دھجی لے کر اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر پر گرہ دے دو.... اس کی آنکھیں سہلا کر بند کر دو.... اس کے دونوں پاؤں کو ملا کر دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو اور کپڑے اتار کر اس کو چادر اڑھا دو.... (عالمگیری)

۹۔ پھر اس کے نہلانے، کفنانے اور دفنانے کے انتظامات میں جلدی کرو (ابو داؤد) یاد رکھو کسی کے آنے کے انتظار میں دیر کرنا مناسب نہیں بلا کسی سخت مجبوری کے اس کی لاش کو دوسرے شہر میں نہ لے جانا چاہئے.... البتہ دوسری بستی میں جس کا فاصلہ دو میل سے زائد نہ ہو لے جانا جائز ہے.... (نور الایضاح)

۱۰۔ مُردہ کے پاس عود، لوبان وغیرہ سلگا دینا چاہئے.... (بحر الرائق)

۱۱۔ ناپاک مرد یا عورت جسے نہانے کی حاجت ہو مُردہ کے پاس نہ رہے....

۱۲۔ جب تک مُردہ کو نہلایا نہ جائے اس وقت تک اس کے پاس قرآن نہ پڑھنا چاہئے.... ہاں اس سے دور دوسرے حصہ مکان میں قرآن پڑھنا جائز ہے....

۱۳۔ جو لوگ جمع ہوتے جائیں ان کو مُردہ کی ہمدردی میں لازم ہے کہ وہ بجائے دنیاوی تذکروں کے کلمہ، درود، استغفار، یا سبحان اللہ والحمد للہ اللہ اکبر یا قرآن کی کم و بیش تلاوت کرتے رہیں.... اور خدا سے دعا کریں کہ ہمارے اس پڑھنے کا ثواب اس مردہ کو پہنچا دے....

آنکھیں بند کرتے وقت آنکھیں بند کرنے والا یہ دعا پڑھے....

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ....

اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ....

قبر کے احکام و آداب

(۱) ہمارے علاقہ میں بغلی (لحد) اور درمیان میں گڑھا (شق) دونوں جائز ہیں البتہ

(لحد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ طے پایا تھا کہ اگر بغلی کھودنے والے پہلے آ گئے تو بغلی کھدے گی ورنہ شق (درمیان میں گڑھا) پس اگر درمیان کا گڑھا (شق) ناجائز و مکروہ ہوتا تو صحابہ اس کا ذکر بھی رسول کے بارے میں نہ کرتے.... زمین میں شق اور سخت میں بغلی افضل ہے اور اس کے خلاف بھی درست ہے....

(۲) قبر کی گہرائی مع بغلی و لحد کی گہرائی کے میت کے جسم کے برابر ہو تو بہتر ہے ورنہ سینہ تک اور کم سے کم اس کی کمر تک....

(۳) قبر کی چوڑان میت کے نصف جسم کے برابر ہونا چاہئے....

(۴) لحد ہو یا بغلی ۱/۲ ۱ بالشت سے زیادہ گہری نہ ہونا چاہئے.... کیونکہ اتنی گہرائی میں انسانی جسم چھپ سکتا ہے کہ اگر اس پر اینٹیں یا لکڑی پاٹی جائیں تو جسم کو صدمہ نہ پہنچے گا اور انسانی جسم کا یہی احترام ملحوظ تھا جو قبر کے اندر بھی لحد یا بغلی کا حکم دیا گیا تا کہ انسانی جسم پر مٹی نہ پڑنے پائے....

(۵) یہی ڈیڑھ بالشت گہرائی کی مٹی قبر درست کرنے کے بعد زمین کی سطح سے اونچی کرنے کیلئے بچے گی.... زمین سے قبر ڈیڑھ بالشت ہی اونچی رہے زیادہ اونچی خلاف سنت ہے....

(۶) قبر کو اونٹ کی کوہان کے نمونہ کا ہونا چاہئے بیچ میں بلند ادھر ادھر ڈھلوان....

دفن و تلقین

حدیث (۱):.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے قبروں کو پختہ بنانے سے اس پر روضہ و عمارت بنانے سے.... اس پر بیٹھنے سے.... اس پر کچھ لکھنے سے اور اس کو روندنے سے.... (جمع الفوائد)

حدیث (۲):.... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میت کو قبر میں رکھتے تو فرماتے.

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' (ترمذی)

ترجمہ:.... اللہ کا نام لے کر اللہ کی مدد سے اور رسول کے طریقے کے مطابق....

حدیث نمبر (۳):.... فرمایا جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی مرے.... اور تم اس پر

مٹی برابر کر چکو تو تم میں سے ایک مرد اس کے سرہانے کھڑا ہو اور یہ کہے... "اے فلاں عورت کے بیٹے فلاں" تو وہ اسے سنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا... پھر کہو "اے فلانی (تو اے فلانی عورت کے بیٹے ایسا! آج کل علماء نے اس قسم کی تلقین سے منع فرمایا ہے کیونکہ لوگوں کے عقائد خراب ہونے کا خطرہ ہے) کے بیٹے فلاں" تو وہ اچھی طرح (اٹھ کر) برزخ میں بیٹھ جاتا ہے... پھر کہو "اے فلانی کے بیٹے فلاں" تو وہ کہتا ہے "ہاں ہمیں کچھ عقل سکھاؤ... اللہ تم پر رحم کرے" (مگر تم اسے سن نہیں سکتے) پھر یہ کہنا چاہئے...

جس حال میں تم دنیا سے گئے ہو اسے یاد کرنا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت... یہ کہ تم اللہ کے رب ہونے پر راضی تھے... اور اسلام کے دین ہونے پر اور کے نبی و رسول ہونے پر... قرآن کے نصب العین ہونے پر تم راضی تھے... (مجمع الفوائد)

حدیث (۴):... جب حضور میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو ٹھہرے رہتے اور فرماتے... اپنے اس بھائی کے لئے بخشائش کی دعا کرو اور دعا کرو کہ اللہ اس کو (تعلیم کلمہ پر) جما نصیب فرمائے کیونکہ بس اب جلد ہی اس سے سوالات کئے جائیں گے... (مجمع الفوائد)

حدیث (۵):... فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو روکا نہ کرو... بلکہ اس کو جلد اس کی قبر تک پہنچاؤ... اور یہ چاہئے کہ (دفن کے بعد) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات پڑھی جائیں اور اس کے پائنتی سورۂ بقرہ کا خاتمہ (امن) (مجمع الفوائد)

حدیث (۶):... حضور نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا...

حدیث (۷):... جب حضرت عثمان بن مظعون نے انتقال کیا اور دفن ہو گئے تو حضور نے ایک شخص سے کہا کہ ایک پتھر اٹھا لاؤ وہ اٹھا نہ سکا تو آپ نے آستینیں چڑھائیں اور اسے اٹھا لائے اور اسے ان کے سرہانے رکھ دیا اور کہا اس سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان لیا کروں گا... اور اپنے خاندان والوں کو انہیں کے پاس دفن کیا کروں گا... (مجمع الفوائد)

سفر کی سنتیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص سفر کی حالت میں خدا کے ذکر میں لگا رہتا ہے تو فرشتے اس کے ہم سفر ہو جاتے ہیں اور اگر شعر و شاعری میں مشغول رہتا ہے تو شیطان اس کا رفیق سفر بن جاتا ہے۔ (کنز العمال: ۳۰/۳۹)

حالت سفر کے چھ اہم کام

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: شرافت و انسانیت کے چھ اہم کام ہیں: تین حضر کے، تین سفر کے۔ حضر کے تین یہ ہیں: مسجدوں کو آباد کرنا، ایسے دوستوں کی جمعیت بنانا جو اللہ تعالیٰ اور دین کے کاموں میں امداد کریں اور سفر کے تین کام یہ ہیں: اپنے توشہ سے غریب ساتھیوں پر خرچ کرنا، حسن خلق سے پیش آنا اور رفقاء سفر کے ساتھ دلی خوشی، تفریح اور خوش طبعی کا معاملہ کرنا، بشرطیکہ یہ خوش طبعی گناہ کی حد میں داخل نہ ہو جائے۔ (معارف القرآن: ۴۹/۷)

آداب سفر

احادیث و آثار کی روشنی میں علماء محققین نے یہ آداب بیان کیے ہیں:

(۱)... جب سفر کا ارادہ ہو تو اہل حقوق کے حقوق (قرض خواہوں کے قرض وغیرہ) ادا کر دیئے جائیں، لوگوں کی امانتیں واپس کر دی جائیں۔ (حقوق ادا کرے یا طیب خاطر معاف کرائے)

(۲)... اہل و عیال کے نفقہ کا معقول و مناسب انتظام کر جائے، ان کو کلفت و پریشانی و فکر معاش میں نہ ڈال جائے کہ حق واجب کو تلف کرنا ہے۔

(۳)... اپنے لیے خرچ سفر کا معقول انتظام کرے تاکہ سفر میں اسے دوسروں کے سامنے دست سوال نہ پھیلانا پڑے اور اندازہ سے زائد ہی رکھے تاکہ فراخی سے صرف

کر سکے اور دوسروں کی خدمت بھی کر سکے۔

(۴)...... سفر میں خوش اخلاق و نرم طبیعت سے رہے۔ تحمل اور مزاج میں اعتدال رکھے، تیز مزاج نہ رہے، ذرا ذرا سی بات پر غصہ نہ ہو، کسی بات سے متاثر ہو کر پریشان نہ ہو۔

(۵)...... رفقاء سفر کے ساتھ احسان و سلوک کا معاملہ رکھے۔ ہر ممکن طریقے سے ان کی اعانت کرے۔ دوسروں کی اعانت کا خواہش مند نہ ہو، کرے تو خدا کا شکر بجا لائے۔

(۶)...... رفیق سفر تلاش کرلے تاکہ سفر میں سہولت ہو اور وحشت نہ ہو، بلکہ پاخانہ، پیشاب، وضو، غسل اور دیگر ضروریات میں بڑی اعانت حاصل ہوتی ہے۔

(۷)...... رفیق دین دار، خوش اخلاق ہو تاکہ دینی امور میں اس کی اعانت حاصل کر سکے، بددینوں کی صحبت سے برا اثر نہ پڑے۔

(۸)...... متعدد افراد ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنا لے، اختلاف کے وقت اس کا فیصلہ سب کے حق میں قابل قبول ہو اور بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع کرے۔

(۹)...... امیر کی اطاعت کرے، اس کی مخالفت نہ کرے تاکہ اتفاق باقی رہے اور جمعیت قائم رہے۔

(۱۰)...... امور مشورہ سے طے کرے جو ذہن میں آئے اسے نہ کر بیٹھے۔ مشورے سے خیر کا پہلو نمایاں اور ظاہر ہوتا ہے۔ مشورہ میں جو طے ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے، اگر خلاف مزاج یا توقع کے خلاف ہو جائے تو انکار، رد اور طعن نہ کرے، درگزر کرے۔ اگر اس کی بات نہ مانی جائے متاثر نہ ہو۔

(۱۱)...... سفر میں جانے والے کو اعزہ و اقارب اور رفقاء و احباب رخصت کریں۔

(۱۲)...... جاتے وقت رفقاء و احباب کو اللہ کے سپرد کریں اور ان کو دعائیں دیں اور ان سے دعائیں لیں، اس سے جانے والا خدا کی حفاظت میں ہو جاتا ہے۔

(۱۳)...... سفر میں جاتے وقت احباب و رفقاء اور بڑوں سے مل لے، سلام و مصافحہ کرے، ان کی دعا لے اور ان کی نصیحت قبول کرے۔

(۱۴)...... اہم سفر سے قبل استخارہ کرے (کب جائے، کس طرح جائے) جو استخارہ کر لیتا ہے اس کا انجام بہتر ہوتا ہے۔ خواہ بظاہر اس کا نفع ظاہر نہ ہو، استخارہ کر لینے سے اطمینان بھی رہتا ہے۔

(۱۵)...... سفر سے قبل دو رکعت نماز یا چار رکعت نماز پڑھ لے، حدیث پاک میں دونوں کا ذکر ہے۔

(۱۶)...... بہتر ہے کہ سفر جمعرات کے دن کرے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب دن تھا سفر کے لیے۔

(۱۷)...... صبح سویرے سفر شروع کرے کہ دن کے اول حصہ میں برکت ہے۔

(۱۸)...... جمعہ کا دن نہ ہو تو بہتر ہے لیکن جمعہ کا وقت آ جائے تو بلا جمعہ پڑھے سفر روانہ نہ کرے۔

(۱۹)...... دوپہر میں سفر کرے تو ظہر کی جماعت کے بعد سفر کرے۔

(۲۰)...... گھر سے جب نکلنے کا ارادہ کرے تو دعائیں جو سفر کے متعلق وارد ہیں ان کو پڑھ لے۔ (جو دعائیں مسنون کے باب میں مذکور ہیں)۔

(۲۱)...... جب بلندی پر چڑھے تو تکبیر اور جب نشیب میں آئے تو تسبیح کا معمول رکھے۔

(۲۲)...... جب کسی منزل پر اترے اور قیام کرے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے اور دعائے مسنون پڑھے تاکہ قیام کے دوران کی برائیوں اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے۔

(۲۳)...... جب قیام کے بعد کوچ کرے تو دو رکعت نماز پڑھ کر سفر شروع کر دے۔

(۲۴)...... رات میں سفر زیادہ طے کرے کہ زمین رات میں لپٹتی ہے اور سفر میں سہولت رہتی ہے۔

(۲۵)...... رات میں تنہا (پیدل) سفر نہ کرے۔ (البتہ گاڑیوں پر کوئی حرج نہیں)۔

(۲۶)...... اپنے رفقاء سے علیحدہ نہ ہو، بسا اوقات رفقاء کے لیے زحمت ہو جاتی ہے، اگر کسی ضرورت سے ہو تو انہیں بتا دے۔

(۲۷)...... اگر سفر کی حالت میں شب میں سوئے تو آرام سے سوئے اور اگر آخر شب میں سوئے تو بازو کو اٹھا کر سر کو ہتھیلی پر رکھ کر آرام فرمائے تاکہ گہری نیند نہ آئے اور فجر کا وقت نیند و غفلت میں نہ گزرے کہ نماز قضا ہو جائے۔

(۲۸)...... اگر سواری ہے تو اس کی بھی رعایت کرے، اگر جانور ہے تو اس کے دانہ

پانی اور قبلہ کا خیال رکھے۔ (اگر آج کل کی سواری موٹر کار وغیرہ ہے اس کی بھی دیکھ بھال کرے، اس پر اور اس کی مشین پر کوئی اثر نہ پڑے، اس کی مشین وغیرہ کی دیکھ بھال کرے ورنہ سفر میں زحمت اُٹھانی پڑے گی)۔

(۲۹)...... سامانِ سفر اپنے ساتھ رکھے، جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کو سفر میں اپنے ساتھ ضرور رکھے تاکہ وقت پر دوسروں کا محتاج نہ ہو اور پریشان نہ ہو۔ آئینہ، کنگھی (جب کہ سر کے بال بڑے ہوں) تیل کی شیشی، قینچی، اسی طرح لوٹا، سامان، لنگی، چپل، کھانے کے برتن وغیرہ تاکہ پریشان اور دوسروں کا محتاج نہ ہو۔

(۳۰)...... جس شہر یا بستی میں جائے اگر وہاں والدین، اقرباء و رشتہ دار ہوں تو ان سے ملاقات اور جب مزاج و موقع ہو خدمت و صحبت کی نیت کرے کہ رشتہ داروں کی ملاقات و زیارت ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمت و زیارت کا تو کیا کہنا!

(۳۱)...... جہاں قیام کر رہا ہے یا جانے کا ارادہ ہے وہاں کے مشائخ اور بزرگوں کی ملاقات و زیارت کا ارادہ کر لیں کہ لقائے بزرگاں مستقل نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

(۳۲)...... شہر یا بستی میں داخل ہو تو ضرورت وغیرہ سے فارغ ہو کر اکابرین و مشائخ سے ملاقات کرے اور ان کے مرتبہ کا خیال کرے اور اس کے مناسب برتاؤ کرے۔

(۳۳)...... اگر بزرگ اندر ہوں تو ان کے دروازے کو نہ کھٹکھٹائے بلکہ ان کا خود انتظار کرے، وہ خود ہی باہر آئیں تو ان سے ملاقات کرے۔

(۳۴)...... وقت اور فرصت ہو تو ان کی مجلس اور صحبت و خدمت سے فائدہ اٹھائیں۔ کچھ پوچھنا اور معلوم کرنا ہو تو ان سے اجازت لے لیں تاکہ وہ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

(۳۵)...... جس شہر اور بستی میں جانا ہو وہاں کے وفات شدہ مشائخ اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کرے۔ معلوم نہ ہو تو وہاں کے واقفین سے معلوم کرے۔

(۳۶)...... سفر کے دوران جو فتوحات ہوں ان کا ذکر نہ کرے۔ جن عجائبات و غرائبات کا مشاہدہ ہو تو بقدرِ ضرورت بیان کرے۔ (ایسے طور پر نہ ہو کہ بڑائی ظاہر ہو)

(۳۷)...... سفر میں عیش اور عشرت و کسی زیادتی اُمور میں مشغول رہنا اچھا نہیں، اس

سے سفر کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

(۳۸)...... (اگر سیاحت مقصود ہو تو) کسی شہر یا بستی میں بے وقت ضرورت سے زیادہ قیام نہ کرے، اگر دوست، مشائخ یا جن کے یہاں قیام ہو وہی زیادہ کا حکم کریں تو دوسری بات ہے ورنہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے کہ مہمانی کی یہی حد ہے۔ کسی دوست یا ملاقاتی کے یہاں رہتا ہو تو تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے اور اگر کسی شیخ یا عالم کی زیارت و ملاقات کے لیے جائے تو ایک دن سے زیادہ قیام نہ کرے۔ بزرگوں کو تکلیف دینا اچھی بات نہیں اور زیارت کے لیے ۲۴ گھنٹے کا وقت کافی ہے۔

(۳۹)...... بلا ضرورتِ شدیدہ کے اپنی حاجت کسی سے نہ کہے، اگرچہ جانتا ہو کہ کوئی پورا کرے گا۔ البتہ خدائے پاک سے خوب الحاح کے ساتھ دعا کرے اور کوئی خود عنایت کرے تو قبول کرے۔

(۴۰)...... سفر میں کسی وقت بھی غافل نہ رہے، ہمیشہ ذکر و فکر میں لگا رہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنا یادِ خدا سے معمور رکھے، غفلت کو اور نامناسب اُمور کو پاس نہ آنے دے۔

(۴۱)...... جب سفر کی حالت میں عبادت و طاعت میں کچھ کمی محسوس کرے، دین کا نقصان ہو تو چاہیے کہ سفر منقطع کر دے اور سمجھے کہ یہ سفر اس کے حق میں ضرر رساں ہے۔

(۴۲)...... سفر کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے اندر سے نفس کی خواہشات اور مرغوبات نکالے، پھر اگر کوئی بری عادت ہو تو اس کو زائل کرے، پھر سفر کرے تاکہ سفر میں ذلیل و خوار نہ ہو۔

(۴۳)...... اگر سفر سے مقصد دین ہو، صلحاء کی زیارت ہو اور اپنے ہی وطن میں صلحاء و فقراء کی خدمت میسر آ جائے تو پھر سفر نہ کرے، ان کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا ناشکری ہے کہ گویا نعمت کی قدر نہ کی اور بلاوجہ سفر کیا۔ البتہ مشائخ اور مرشدین حضرات سفر کا حکم دیں کہ جاؤ اب تم دوسری جگہ سفر کرو تو پھر دوسری بات ہے۔

(۴۴)...... واپسی سفر کے آداب میں سے یہ ہے کہ جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو واپسی میں جلدی کرے کہ بلا ضرورت حالتِ سفر میں رہنا اچھا نہیں۔

(۴۵)...... واپسی سفر میں بھی وہی آداب ہیں جو سفر میں چلنے کے آداب تھے۔ مثلاً: کسی منزل پر اُترے اور رخصت ہونے لگے تو دو رکعت نماز پڑھ لے وغیرہ وغیرہ۔

(۴۶)…… واپسی سفر میں احباب و متعلقین واہل وعیال کے لیے حسب وسعت کوئی تحفہ، ہدیہ، کھانے پینے کی چیز ضرور لے کر وہ منتظر رہتے ہیں، ان کی مسرت کا موجب اور ازدیادِ محبت کا ذریعہ ہے۔

(۴۷)…… واپسی کی تمام مسنون دُعائیں اور دعاء ورد میں رکھے۔

(۴۸)…… وطن رات میں پہنچنے کی ترتیب نہ بنائے۔ البتہ پہلے سے اطلاع کردے ... ہوجائے یا اکثر سفر کی نوبت آتی رہتی ہے تو دوسری بات ہے۔

(۴۹)…… گھر میں رات میں داخل نہ ہو بلکہ کسی اور جگہ، مسجد یا عام جگہ قیام کرے۔ گھر میں رات میں داخل ہونا منع ہے۔ پھر صبح گھر اہل وعیال میں داخل ہو۔ البتہ شروع رات ہو۔ مثلاً مغرب وعشاء کا وقت یا اس کے درمیان ہو تو پھر گھر میں آنا بہتر ہے۔

(۵۰)…… جب بستی اور شہر میں داخل ہو تو سیدھے گھر نہ آئے بلکہ اولاً مسجد جائے، وہاں دوگانہ ادا کرے، پھر گھر کا رُخ کرے۔

(۵۱)…… مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے بعد اگر لوگ ملاقاتی ہوں اور ملنے آگئے تو ان سے ملاقات کرے۔ ان سے سلام وکلام کے بعد گھر میں داخل ہو۔

(۵۲)…… جب گھر میں داخل ہو تو سلام کے ساتھ داخل ہو۔ ان میں جن سے زیادہ تعلق ہو اولاً ان سے ملے، پھر تمام اہل وعیال سے ملے۔

(۵۳)…… اگر مسجد میں اولاً نہ گیا گھر میں آگیا، وقت مکروہ نہ ہو تو طہارت، وضوء غسل کے بعد دو رکعت پڑھ لے، پھر ملاقات وگفت وشنید کرے۔

(۵۴)…… گھر میں داخل ہونے کے وقت مسنون دُعائیں ورد میں رکھے۔

(۵۵)…… اہل وعیال و متعلقین وغیرہ کی خیریت معلوم کرے۔

(۵۶) احباب اور متعلقین کے لیے ادب ہے کہ وہ آنے والے کی زیارت اور ملاقات کو جائے۔

(۵۷)…… (اہم سفر سے واپسی ہو تو) واپسی سفر پر احباب و متعلقین کی وسعت و حیثیت کے مطابق خلوص نیت سے دعوت کریں جو ریا یا فخر ومباہات سے خالی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد واپسی سفر پر دعوت کی ہے۔

(۵۸)…… مستحب ہے کہ آمد سے قبل آنے کی اطلاع کردے تاکہ اچانک داخل ... اہل خانہ کو بھیج دے۔ (شرح احیاء ص۳۳۶)

(۵۹)…… اگر گھر کے بچے گھر پہنچنے سے قبل پہنچ جائیں یعنی استقبال کے لیے تو ان کو اپنے ساتھ سواری میں لانا مسنون ہے۔ (شرح احیاء ... ۳۴۳)

(۶۰)…… سفر سے واپس آنے پر مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے بعد اسی قریب میں صاحبزادی خصوصاً چھوٹی ہو تو اپنے بیوی بچوں میں پہنچنے سے پہلے اس صاحبزادی کے پاس آئے، اس کے بعد گھر آئے۔

(۶۱)…… سفر کے بعد گھر آنے پر مسلسل روزہ نہ رکھے بلکہ احباب اور رفقاء کے ساتھ کھانے میں شریک رہے۔ بعد میں پھر نفل یا قضاء روزہ رکھے۔ یہ حکم احباب کی رعایت کے لیے ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی معمول تھا۔

(۶۲) اگر سفر میں کسی وجہ سے فرض نمازیں قضا ہوگئی ہوں تو ملاقات اور ضروریات سے فارغ ہو کر ان قضا نمازوں کو اطمینان کے ساتھ ادا کرے۔ پھر دوسری مصروفیتوں میں مشغول ہو۔

سفر میں سنتوں کے متعلق

مسئلہ: سفر میں جب قیام کی حالت ہو تو سنتوں کا چھوڑنا بہتر نہیں، تمام سنتوں کو ادا کرے۔ خصوصاً فجر کی سنتوں کو ہرگز نہ چھوڑے۔ البتہ سیر اور چلنے کی حالت میں، مثلاً اسٹیشن پر نماز ادا کر رہا ہے، گاڑی یا جہاز پر نماز ادا کر رہا ہے تو ایسی حالتوں میں سنتوں کو چھوڑ دے تو اجازت ہے۔ (شامی: ۲/۱۳۱)

مسئلہ: مسافر شرعی کو اختیار ہے کہ رمضان المبارک کے روزے خواہ سفر میں رکھے یا نہ رکھے مگر وطن واپس آنے کے بعد تمام روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی۔ (بہشتی ... ۱۳۶)

مسئلہ: مسافر جب حالت سفر میں نماز پڑھے تو اس کے لیے اذان اور اقامت مطلوب و مستحب ہے۔ (البحر الرائق: ۱/۲۷۷) مسئلہ: اگر ازدحام کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذان کا موقع نہ ہو تو صرف اقامت پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔ (الشامی ۱/۳۹۲)

سفر کی مسنون دُعائیں

جب ارادۂ سفر کرے تو کیا دُعا پڑھے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر کا) ارادہ فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ" (مسند احمد، بلوغ...)

"اے اللہ! میں آپ ہی کی مدد سے حملہ کرتا ہوں، آپ ہی کی امانت سے کوچ کرتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے سیر کرتا ہوں۔"

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے بارادۂ سفر نکلتے تو نکلتے وقت یہ دُعا پڑھتے:

"آمَنْتُ بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (ابن سنی، زیادات الحصول:...)

"میں ایمان لایا اللہ پر، میں نے مضبوطی سے پکڑا اللہ کو، بھروسہ کیا میں نے اللہ پر، نہ کسی کو طاقت نہ قوت سوائے اللہ کے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو یہ دُعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَقَرِّبْ لَنَا السَّفَرَ" (الدعاء...)

"اے اللہ! میں مشقت سفر سے پناہ مانگتا ہوں اور بری واپسی سے، اے اللہ! زمین کو ہمارے لیے طے فرما اور سفر قریب کر دے۔"

سفر سے قبل نماز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب گھر سے نکلو تو دو رکعت نماز پڑھ لو، سفر کی تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہو گے۔" (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۸۳)

حضرت مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سے بڑھ کر نہیں کہ سفر میں جاتے ہوئے اہل و عیال میں دو رکعت نماز پڑھ لے۔" (الاذکار نووی ص۲۸۳)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد "سورۂ کافرون" اور دوسری میں "سورۂ قل ھو اللہ احد یا سورۂ فلق اور سورۂ ناس" پڑھے اور سلام پھیر کر "آیت الکرسی" پڑھے۔ روایت میں ہے گھر سے نکلنے سے پہلے جو آیت الکرسی پڑھے گا اس کے واپس آنے تک کوئی ناپسندیدہ بات پیش نہیں آئے گی اور ابوالحسن قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ "سورۂ قریش" کا پڑھنا ہر مصائب سے امان ہے۔

جب کوئی سفر کے لیے جائے تو اسے کیا دُعا دے؟

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ کر رخصت کرتے وقت یہ دُعا دی: "جَعَلَ اللّٰهُ التَّقْوٰى زَادَكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَكُوْنُ" (الدعاء للطبرانی: ۱۱۸۰)

"خدا تعالیٰ تقویٰ تیرا توشہ بنائے، تیرے گناہ معاف فرمائے، بھلائی کے ساتھ تیرے رخ کو پھیرے جہاں تو ہے۔"

رخصت ہوتے وقت گھر والوں کو کیا دُعا دے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تم کو وہ کلمات سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے ہیں؟ جب سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلو تو اپنے گھر والوں کو یہ دُعا دو: "اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا يَخِيْبُ وَدَائِعُهٗ" (حصن حصین ۲۹۶)

"میں تمہیں اس خدا کے حوالے کرتا ہوں جو امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔"

رخصت کرنے کی دُعا جو گھر کیلئے خیر کثیر کا باعث ہو

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات

سے رخصت فرماتے تھے:

"أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ" (ترمذی)

"میں تمہارا دین تمہاری امانت (اہل و عیال) اور کاموں کا انجام خدا کے سپرد کرتا ہوں۔"

واپسی تک خدا کی نگہبانی

ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر کے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کے گیارہ بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" پڑھے تو ان شاء اللہ سفر سے واپسی تک اللہ پاک اس کا نگہبان ہوگا۔ (الدر المنثور بحوالہ اسوۂ الصالحین)

جب سواری پر بیٹھے تو یہ دُعا پڑھے

حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سواری کا جانور آپ کے پاس لایا گیا۔ جب آپ نے پیر رکاب میں رکھا تو فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ" جب بیٹھ گئے تو فرمایا:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"

"تمام تعریف اس اللہ کی جس نے ہمارے لیے اس کو مسخر کر دیا ورنہ ہم اسے قابو میں رکھنے والے نہ ہوتے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

پھر تین مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہا اور تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا پھر یہ پڑھا:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ"

"نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، پاک ہیں آپ، میں نے ظلم کیا اپنی جان پر (گناہ کیا) پس مجھے معاف فرما دیجئے کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا سوائے آپ کے۔"

پھر مسکرا دیئے۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا "اے امیر المؤمنین!" کس وجہ سے آپ نے مسکرا دیا؟ فرمایا میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے پھر مسکراتے دیکھا

اے اللہ کے رسول! کیوں مسکرائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے جب وہ "اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ" کہتا ہے، جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ (ابو داؤد، اذکار ۱۸۸، ابن سنی ۲۳۵)

واپس آنے والے کو کیا کہے؟

سفر سے واپس آنے والے کیلئے مستحب قرار دیا ہے کہ یہ دعا دی جائے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّمَكَ" "اللہ کی تعریف جس نے تم کو صحیح سالم پہنچایا۔" (اذکار)

اپنی بستی کی جانب جب سفر سے واپس آنے لگے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے اپنی بستی تشریف لاتے تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" فرماتے اور یہ دعا فرماتے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ عَابِدُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ" (بخاری، مسلم)

"کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت، اسی کے لیے تعریف، وہ ہر شے پر قادر، واپس آنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ خدا کا وعدہ سچ ہوا، اپنے بندے کی مدد کی اور گروہ کفار کو ہزیمت دی۔"

جب کشتی یا جہاز پر سوار ہو

کشتی یا بحری جہاز پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا إِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" (اذکار، حزب ۲۴۳)

"خدا ہی کے نام سے چلنا اور لنگر ڈالنا ہے۔ یقیناً ہمارا رب مغفرت کرنے والا رحیم ہے۔"

جب اپنی بستی میں داخل ہو جائے تو یہ پڑھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے

واپس تشریف لاتے اور مدینہ میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا" "اے اللہ اس بستی میں مجھے سکون و قرار عطا فرما اور بہترین رزق عطا فرما۔"

دورانِ سفر جب کوئی بستی یا آبادی نظر آئے

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بستی میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے، اسے دیکھتے تو یہ دُعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ، اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا" (نسائی، الفتوحات: ۵/۱۵۴، الاذکار ص: ۵۲۳)

دورانِ سفر کسی منزل پر جب قیام کرے

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے، پھر یہ پڑھ لے تو اس مقام سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچائے گی:

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (مسلم، الاذکار نووی: ۵۲۹)

"اللہ کے کلمات تامہ سے تمام مخلوق کی برائیوں سے پناہ مانگتا ہوں۔"

جب سفر میں کسی دشمن کا خوف ہو

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے خوف یا ڈر محسوس کرتے تو یہ دُعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ" (ابوداؤد، الاذکار: ۵۳۶) "اے اللہ میں تجھے ان کے مقابلہ میں پیش کرتا ہوں اور تیری ان کی شرارت سے پناہ چاہتا ہوں۔"

جب سواری یا گاڑی وغیرہ گم ہو جائے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ (سواری)

کے بارے میں یہ دُعا نقل کرتے ہیں: "اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّالَّۃِ وَھَادِیَ الضَّالَّۃِ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ، اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ" (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۳۲، الفتوحات: ۵/۱۵۲) "اے اللہ! گمشدہ کے لوٹانے والے، راستہ دکھانے والے، آپ گمشدہ کو راستہ دکھاتے ہیں، میری گمشدہ چیز اپنی قدرت اور طاقت سے واپس لوٹا دیجیے، یہ آپ ہی کی اور آپ کا فضل ہے۔"

ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے گمشدہ جانور یا چیزوں کے متعلق اس دُعا کو مجرب بتایا ہے: "یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ" (الفتوحات: ۵/۱۵۲) صاحب رسالہ قشیریہ نے بھی اسے گمشدہ اشیاء کے لیے نقل کیا ہے۔ بستان العارفین میں بھی اسے مجرب ذکر کیا گیا ہے۔

جب کسی ناگہانی حادثہ و مصیبت میں پھنس جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سنسان علاقے میں تمہاری سواری کا جانور بے کار ہو جائے تو یہ آواز دو: "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا، یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا" (مجمع: ۱۰/۱۳۲، الاذکار نووی: ۵۳۲) "زمین پر اللہ پاک کے محافظ بندے ہیں جو لوگوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔"

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب تمہارا کچھ گم ہو جائے (سواری یا زادِ راہ) یا تم ایسے مقام میں ہو جہاں کوئی مددگار نہ ہو اور کوئی ضرورت پیش آ جائے تو کہو: "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" "سو اللہ کے بندے ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے اور یہ مجرب ہے۔" (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۳۲)

طبرانی نے عتبہ بن غزوان کی حدیث کو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب تمہارا کچھ گم ہو جائے یا تم کو مدد کی ضرورت پڑ جائے اور وہاں تمہارا کوئی مددگار نہ ہو تو تین مرتبہ آواز دو: "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ" "اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تم دیکھتے نہیں ہو۔" (الفتوحات: ۵/۱۵۰، حصن: ۲۹۳)

دُعا کی سنتیں

اللہ تعالیٰ کو بندوں کا دُعا کرنا بہت پسند ہے۔ دُنیا میں کسی شخص سے بار بار کچھ مانگا جاتا ہے تو چاہے وہ کتنا بڑا سخی ہو۔ بالآخر تنگ آ کر ناراض ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ ان سے بندہ جتنا زیادہ مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اتنے ہی خوش ہوں گے بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ پھر یہی نہیں کہ دُعا اپنے مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے بلکہ وہ ایک مستقل عبادت ہے۔ یعنی دُعا خواہ اپنی ذات اور دنیوی مقصد کے لیے مانگی جائے، وہ بھی عبادت شمار ہوتی ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور جتنی زیادہ دُعا مانگی جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف تنگی اور مشکلات کے وقت ہی دُعا مانگی جائے بلکہ خوشحالی اور مسرتوں کے وقت بھی دُعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ مصائب اور تنگیوں کے وقت اس کی دُعائیں قبول ہوں تو اسے چاہیے کہ خوش حالی کے وقت دُعا کی کثرت کرے۔ (جامع الاصول بحوالہ ترمذی)

دُعائیں قبول ہوتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے کہ "مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔" اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ غلط نہیں ہو سکتا، اس لیے اس یقین کے ساتھ دُعا مانگنی چاہیے کہ وہ ضرور قبول ہو گی۔ البتہ قبولیت کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض اوقات وہی چیز مل جاتی ہے جو مانگی گئی تھی اور بعض اوقات وہ چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں بندے کے لیے مناسب یا فائدہ مند نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ بہتر اور مفید چیز دُنیا یا آخرت میں عطا فرما دیتے ہیں۔

اس طرح ہر دُعا کے تین فائدے ہیں: (۱) دُعا کی قبولیت سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔
(۲) ہر دُعا پر ثواب ملتا ہے۔
(۳) دُعا کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔

مسنون دُعاؤں کا اہتمام کریں

یوں تو ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے لیکن سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر کچھ خاص خاص دُعائیں سکھائی ہیں۔ مثلاً نیند سے بیدار ہو کر کیا دُعا کریں؟ بیت الخلاء سے جانے سے پہلے کیا کہیں؟ وہاں سے باہر نکل کر کیا پڑھیں؟ وضو کرتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، مسجد سے باہر نکلتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، کھانا کھانے سے پہلے، کھانا کھانے کے بعد، اذان سننے کے بعد، کپڑے پہنتے وقت، آئینہ دیکھتے وقت، بستر پر پہنچ کر سونے سے پہلے۔ غرض مختلف مواقع پر مختلف دُعائیں سکھائی ہیں جو ہمارے دین و دُنیا کی تمام ضرورتوں کے لیے انتہائی جامع اور مفید دُعائیں ہیں۔ اگر ہم ساری عمر سوچتے رہیں تب بھی ایسی دُعائیں خود سے نہ مانگ سکیں جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھا دی ہیں۔

ان دُعاؤں کے پڑھنے میں نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے نہ محنت لگتی ہے، نہ ان کے لیے وضو شرط ہے نہ ہاتھ اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ بس اگر ان دُعاؤں کو یاد کر لیا جائے تو ذرا سے دھیان کی بات ہے اور اس معمولی سی توجہ کے نتیجے میں دُنیا و آخرت کے عظیم مقاصد اور فوائد حاصل ہو جاتے ہیں اور بغیر کسی خاص محنت کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے ذخیرے جمع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ یہ دُعائیں ضرور یاد کر لے۔ بہت سی کتابیں ایسی ہیں جن میں یہ دُعائیں لکھی ہوئی ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی کتاب "مناجاتِ مقبول" میں بھی ایسی بیشتر دُعائیں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس میں دیکھ کر یہ دُعائیں یاد کی جا سکتی ہیں، خود بھی یاد کریں اور بچوں کو بھی یاد کرا کر بچپن ہی سے ان کا عادی بنائیں تو ان شاء اللہ ان کی دُعاؤں کا ثواب بھی ملے گا۔

دوسروں کیلئے دُعاء کرنا سنت ہے

دوسروں کے لیے بھی دُعا کیجیے جس طرح اپنی ذاتی حاجتوں کے لیے دعا مانگنا چاہیے۔ اسی طرح اپنے دوسرے اعزہ واقربا، دوست احباب اور عام مسلمانوں کے لیے دُعا مانگنا بھی بہت فضیلت کی چیز ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جو مسلمان بندہ اپنے کسی بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دُعا کرتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں یہ دُعا کرتے ہیں کہ تم کو بھی ویسی ہی بھلائی ملے۔'' (صحیح مسلم)

دُعا کی ضروری ہدایات

دُعا کی قبولیت کے لیے ہمیشہ حلال طریقے سے کمائی ہوئی آمدنی اپنے استعمال میں لائیں۔ (منہاج المسلمین، مسلم کتاب الزکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب سمجھیں اور اس سے براہِ راست مانگیں۔ (البقرہ، القرآن)

دُعا کرتے وقت یہ یقین رکھیں کہ دُعا ضرور قبول ہوگی۔ (المومن القرآن)

دُعا گڑگڑا کر چپکے چپکے کریں۔ (الاعراف القرآن)

دُعا حضورِ قلب سے کریں، اگر حضورِ قلب نہ ہو تو دُعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی، حاکم)

خوشحالی کے زمانے میں کثرت سے دُعا کریں تاکہ مصیبت کے زمانے میں دُعا جلد قبول ہو۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ضرور کرتا رہے، اگر دُعا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی)

موت کی دُعا نہ کریں۔ (بخاری)

دُعا عبادت ہے۔ لہٰذا دُعا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ مانگیں۔ (احمد، ترمذی)

دُعا مومن کا ہتھیار ہے

طبرانی کی حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''دُعا مومن کا ہتھیار ہے'' کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مومن کی مراد ظاہر میں پوری نہیں ہوتی کیونکہ مومن کو اس آزمائش سے اس کے گناہوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ یہی چیز اس کے حق میں اچھی

ہے، یا اس کی دُعا قبول کر کے اس کی مصیبتوں کو دور کرنا اس کے حق میں نامناسب ہے۔ بعض دفعہ کچے ایمان والے ڈانواں ڈول ہو جاتے ہیں کہ خدا نے ہماری فریاد نہیں سنی۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہر میں کافروں کی دُعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ معاذ اللہ ان کے جھوٹے معبودان کی حاجتیں پوری کرتے ہیں بلکہ اس بے ایمان کے لیے اللہ کی طرف سے ایک ڈھیل دی گئی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں اور میری تدبیر سے کوئی بچ کر نکلنے والا نہیں۔''

دُعا کی شرائط

دُعا کی چند شرائط ہیں: پہلی شرط توحید واتباع سنت ہے۔ انسان جس قدر بھی سنت کا اتباع کرے گا اسی قدر اس کی دُعا مستجاب ہوگی۔ دوسری شرط اخلاص ہے۔ یعنی سچے اور صاف دل سے دُعا کی جائے محض دکھاوا نہ کیا جائے۔ دُعا کی تیسری شرط حلال مال ہے۔ جب آدمی کا کھانا پینا اور لباس حلال مال کا ہوگا تو اس کی دُعا ضرور اثر کرے گی۔ چوتھی شرط کبھی جھوٹ نہ بولنا ہے کیونکہ جھوٹ بولنے والا منافق ہے اور منافق ریاکار اور ریاکار مشرک اور مشرک کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ (لیکن اگر اللہ چاہے)۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ دُعا جس میں گناہ اور قطع رحمی کا شائبہ ہو قبول نہیں ہوتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک بندہ گناہ اور قطع رحمی کی دُعا نہ چھوڑے گا اس کی دُعا قبول نہ ہوگی۔'' چھٹی شرط جلدی نہ کرنا ہے۔ بہت سے لوگ دُعا کرتے ہیں اور اس کا فوری اثر چاہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ساتویں شرط ممکنات کی دُعا کرنا ہے یعنی دُعا تو وہی قبول کی جائے گی جو ممکن ہوگی، اگرچہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن وہ اپنے قانون کے خلاف نہیں کرتا۔

دُعا کے آداب

انسان باوضو ہو۔ طبرانی کی ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صحیح صحیح وضو کیا، پھر دو رکعتیں نماز پڑھی، پھر اپنے رب سے دُعا کی تو اس کی دُعا قبول کی جائے گی، خواہ جلدی اثر ہو یا دیر میں۔ دُعا کرتے وقت رُخ قبلہ کی طرف ہو۔

جب آپ قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھ جائیں تو اپنی تمام تر توجہ اپنی دُعا پر مرکوز رکھیں۔ اس
بات کا دھیان رکھئے کہ توجہ بٹنے نہ پائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یاد
رکھو اللہ پاک غافل اور لہو ولعب والے دل کی دُعا قبول نہیں فرماتا۔" دُعا مسلسل کرتے رہو
اللہ تعالیٰ کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دُعا اس سے مانگی جائے۔ دُعا مانگتے وقت خوب
روؤ، جتنا رویا جاسکے، گڑگڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ ارشاد ربانی ہے
"لوگو، مرد اور عورتو! اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دُعا کرو۔"

دُعا کرتے وقت پہلے اپنے پروردگار کی خوب تعریف کرو جس قدر ہو سکے اس کی
پاکی اور عظمت کے پیارے بول بولو اور دُعا کے آخر میں بھی تعریف بیان کرو۔ دُعا کے اول
اور آخر درود شریف پڑھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی اور
آسمانوں میں معلق رہتی ہے۔ دُعا مانگتے وقت ہتھیلیوں کا رُخ منہ کی طرف کرو اور دونوں
ہاتھوں کو ملالو۔ حدیث میں بھی ہے کہ اللہ پاک کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ دُعا
کے الفاظ بار بار پڑھنے چاہئیں کیونکہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا فرماتے تو
تین مرتبہ دُعا کے الفاظ دہراتے تھے۔

جس چیز کی ضرورت ہو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر شخص اپنی ہر ضرورت صرف اپنے رب سے مانگے
یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب سے مانگے۔"

دُعا ختم ہو جانے کے بعد آمین کہنا چاہیے۔ آمین کے معنی ہیں اے اللہ میری دُعا
قبول فرمائیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آمین اللہ پاک کی مومن
بندوں پر ایک مہر ہے۔ دُعا کرنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لو۔

دُعا کسی ایسے مقام پر مانگی جائے جہاں سکون اور اطمینان قلب نصیب ہو۔ یہی وجہ
ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا کو عبادت کے لیے مخصوص کیا تھا۔ قرآن مجید میں
ہے کہ اللہ پاک کے خوبصورت ناموں سے دُعائیں مانگا کرو۔ پیارے پیارے نام اللہ ہی

کے ہیں۔ ان ناموں سے دُعائیں مانگا کرو۔ دُعا پورے بھروسے کے ساتھ مانگو، یقین رکھو کہ تمہارا
رب دُعا ضرور قبول فرمائے گا۔ اگر کوئی اللہ سے اپنے لیے دُعا مانگ رہا ہے تو یہ نہ کہے کہ یہ چیز اسے
[illegible] مل جائے اور فلاں کو نہ ملے۔ دُعا میں خیانت نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی نہ صرف اپنے
لیے بلکہ تمام مسلمانوں اور عالم اسلام کیلئے دُعا کرنی چاہیے۔

مقاماتِ قبولیت

یوں تو ہر جگہ دُعا قبول ہو جاتی ہے مگر چند مقامات ایسے ہیں جہاں بہت جلد دُعا قبول
ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف (ترمذی) کیونکہ یہاں کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر
ہے۔ بیت المقدس (ابوداؤد) یہاں ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور منبر کے درمیان ریاض الجنۃ، جنت کا باغیچہ ہے
جہاں ایک دُعا پچاس ہزار دُعاؤں کے ہم پلہ ہوتی ہے۔

یہ تین مساجد مقدس ترین مقامات ہیں جہاں بڑے بڑے عظیم المرتبت اور اولوالعزم
انبیاء نے نمازیں پڑھیں اور دُعائیں مانگی ہیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر دُعا
مانگنے سے جلد قبول ہو جاتی ہے۔ رُکن و مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان بیت اللہ کے اندر
صفا مروہ پر، میدان سعی، میدان عرفات، مزدلفہ، منیٰ، عقب مقام ابراہیم علیہ السلام۔
تمام شب جمعہ، آدھی رات کے بعد، شب قدر، اذان و اقامت کے درمیان،
نماز میں صف بندی کے وقت، فرض نمازوں کے بعد، سجدے میں، عرفہ کے دن،
رمضان میں افطار کے وقت، بارش میں، سحری کے بعد، مظلومیت کے وقت، آب
زمزم پیتے وقت۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از جوہر دُعا)

وضو کے دوران کی دعا

وضو کرنے کے دوران جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دعا بکثرت مانگا کرتے
تھے وہ یہ دعا ہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِی وَوَسِّعْ لِی فِی دَارِی وَبَارِکْ لِی فِی رِزْقِی

تین جملوں کی جامعیت

یہ دعا تین جملوں پر مشتمل ہے پہلا جملہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اے اللہ! میرے گناہ کی مغفرت فرما۔ دوسرا جملہ ہے

وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ اے اللہ! میرے گھر میں کشادگی اور وسعت پیدا فرما

تیسرا جملہ ہے: وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ اے اللہ! میرے رزق میں برکت عطا فرما

نماز کے بعد استغفار کیوں ہے؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد پہلا لفظ جو زبان سے ادا فرماتے تھے وہ تین مرتبہ استغفار ہوتا تھا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ اب سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ استغفار تو کسی گناہ کے بعد ہونا چاہیے لیکن یہاں تو ایک عبادت انجام دی اور ایک ثواب کا کام کیا اس کے بعد استغفار کیوں کیا؟ استغفار اس بات سے کیا کہ یا اللہ! نماز ادا کرنے کا جو حق تھا وہ ہم سے ادا نہیں ہو سکا۔

وضو کے دوران کی دوسری دعا

وضو کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دوسرا ذکر ثابت ہے وہ یہ ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے دوران یہ ذکر فرمایا کرتے تھے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ ذکر فرمایا کرتے تھے۔

وضو کے بعد کی دعا

وضو کے ختم ہونے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دیجئے اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور اپنے فضل و کرم سے ہم سب کے حق میں ان

دعاؤں کو قبول فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی بھی مغفرت فرمائے ہمارے گھروں میں بھی وسعت عطا فرمائے اور ہمارے رزق میں بھی برکت عطا فرمائے اور وضو کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وضو شروع کرتے وقت کی دعا

چنانچہ بزرگوں نے فرمایا کہ جب آدمی وضو شروع کرے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مِلَّةِ الْاِسْلَامِ

یعنی اس اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بلند اور عظیم ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ملت اسلام کی دولت عطا فرمائی۔

گٹوں تک ہاتھ دھونے کی دعا

اس کے بعد جب گٹوں تک ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَةَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَاکَةِ اے اللہ! میں آپ سے خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں اور نحوست اور ہلاکت سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

کلی کرنے کی دعا

اس کے بعد جب کلی کرے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

یا اللہ! تلاوت قرآن کریم کرنے پر اور آپ کا ذکر کرنے پر اور آپ کا شکر ادا کرنے پر اور آپ کی بہتر طریقے سے عبادت کرنے پر میری اعانت فرما۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا

اس کے بعد جب ناک میں پانی ڈالے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ

اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھائیے اور جہنم کی خوشبو نہ سنگھائیے۔

چہرہ دھوتے وقت کی دعا

اس کے بعد جب چہرہ دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

اے اللہ! جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اس دن میرے چہرے کو سفید بنا دیجئے گا۔

دایاں ہاتھ دھونے کی دعا

اس کے بعد دایاں ہاتھ کہنی تک دھوئے تو اس وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا

اے اللہ! میرا نامہ اعمال مجھے دائیں ہاتھ میں دیجئے گا اور میرا حساب آسانی سے لیجئے گا۔

بایاں ہاتھ دھونے کی دعا

اس کے بعد جب بایاں ہاتھ دھوئے تو یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي

اے اللہ! میرا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں نہ دیجئے گا اور نہ پشت کی طرف سے دیجئے گا۔

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا

اس کے بعد جب انسان سر کا مسح کرے تو اس کے لئے بزرگوں نے فرمایا کہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ

اے اللہ! مجھے اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیے گا اس دن جس دن آپ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

گردن کے مسح کے وقت کی دعا

اس کے بعد جب آدمی گردن کا مسح کرے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! میری گردن کو آگ (جہنم) سے آزاد کر دیجئے۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا

اس کے بعد جب دایاں پاؤں دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ

اے اللہ! میرے پاؤں کو اس دن پل صراط پر ثابت قدم رکھئے گا جس دن بہت سے لوگوں کے پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔ پل صراط جہنم کے اوپر ایک پل ہے جس سے گزر کر جنت میں جانا ہوگا، جو لوگ جہنمی ہوں گے ان کے پاؤں اس سے پھسل جائیں گے اور وہ جہنم کے اندر جا گریں گے۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا

اس کے بعد جب بایاں پاؤں دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَسَعْيِي مَشْكُورًا وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُورَ

اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت فرما دیجئے اور میں نے جو کوشش کی ہے اس کا اجر مجھے عطا فرمائیے اور جو میں نے تجارت کی ہے یعنی جو زندگی گزاری ہے یہ درحقیقت میں تجارت ہی ہے اس کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہونے والا ہے تو اے اللہ! میری زندگی کی تجارت کو گھاٹے کی تجارت نہ بنائیے گا بلکہ نفع کی تجارت ہو کر آخرت میں اس کا اجر مجھے مل جائے۔

وضو کے بعد کی دعا

جب آدمی وضو سے فارغ ہو جائے تو اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

یعنی اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دیجئے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان لوگوں میں سے بنا دیجئے جو طہارت اور پاکی حاصل کرنے والے ہیں۔

وضو کے بعد کی دوسری دعا

وضو کے بعد ایک اور ذکر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ یہ پڑھا کرتے تھے:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور آپ کی حمد کرتا ہوں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ اس دعا میں بھی وہی بات دوبارہ آ گئی یعنی صغیرہ گناہ تو وضو سے خود بخود معاف ہو گئے لیکن کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ کی ضرورت تھی اس لئے وضو کے بعد آپ نے یہ دعا فرمائی:

اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

اے اللہ! میں آپ سے مغفرت مانگتا ہوں اور آپ سے توبہ کرتا ہوں۔ لہٰذا توبہ کے ذریعہ کبیرہ گناہوں کو بھی معاف کرالیا۔

جب ہاتھ پاؤں سن ہو جائیں

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کا ہاتھ یا پاؤں سن ہو جائے یعنی ہاتھ یا پاؤں سو جائے اور اس کی وجہ سے اسکے اندر احساس ختم ہو جائے اور وہ شل ہو جائے اس وقت وہ شخص مجھ پر درود شریف بھیجے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ درود شریف پڑھنا اس بیماری کا علاج بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے سے سن ہو جانے کا اثر ختم ہو جائے گا۔

❀❀❀

ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ہر وہ اہم کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے ادھورا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اہم کام کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت، پانی پیتے وقت، سواری پر سوار ہوتے وقت کوئی خط یا تحریر لکھتے وقت، غرض ہر قابل ذکر مشغلے کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا کرتے تھے۔

بظاہر یہ ایک مختصر سا عمل ہے جسے بعض اوقات ایک رسمی کارروائی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ کوئی رسم نہیں بلکہ اس سے ایک بہت بنیادی فکر کی آبیاری مقصود ہے یہ ایک ایسی اہم حقیقت کا اعتراف ہے۔ جس کو پیش نظر رکھنے سے زندگی کے تمام مسائل کے بارے میں انسان کا پورا نقطہ نظر اور معاملات طے کرنے کیلئے اس کی پوری اپروچ ہی بدل جاتی ہے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اس کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا انسان کو اپنی عملی زندگی میں اسباب کو اختیار کرنے کا حکم ضرور دیا گیا ہے لیکن نہ تو یہ اسباب خود بخود وجود میں آ گئے ہیں اور نہ ان اسباب میں بذات خود کوئی کارنامہ انجام دینے کی طاقت موجود ہے۔ حقیقت میں ان اسباب کو پیدا کرنے والا اور ان میں تاثیر پیدا کر کے ان کے نتیجے میں واقعات کو وجود میں لانے والا کوئی اور ہے۔

سو کر اٹھنے کی دعا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت بیدار ہوتے تو یہ کلمات فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرمائی اور اسی کی طرف زندہ ہو کر جانا ہے۔

صبح کی دعا

وہ اللہ کا بندہ جس نے صبح سب سے پہلے اٹھتے ہی اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم کر لیا ہو، وہ بعد میں بھی جو کام کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کرتا ہے، جب صبح ہوری ہے تو یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ

اے اللہ! یہ جو صبح ہو رہی ہے یہ آپ کی بدولت ہو رہی ہے، اگر آپ کی رحمت نہ ہوتی تو یہ صبح کہاں سے آتی۔ ذرا غور کریں کہ ان الفاظ میں کیا کیا معانی پوشیدہ ہیں، ایک یہ کہ رات سوتے ہمارا انتقال نہیں ہوا، ہم مرے نہیں، کتنے لوگ ہیں جو سوتے سوتے مر جاتے ہیں۔

شام کی دُعا

پھر جب شام ہو جائے تو یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ

یا اللہ! یہ جو شام ہوئی، یہ بھی آپ کی بدولت ہوئی اور جو صبح ہوئی تھی وہ بھی آپ کی بدولت ہوئی تھی، ہم آپ کی بدولت زندہ ہیں اور آپ کی بدولت مرتے ہیں، آخر میں آپ کی طرف ہمارا اٹھنا ہوگا۔

بیت الخلاء میں جانے کی دعا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تلقین فرمائی ہے کہ جب آدمی قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جانے لگے تو داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (بخاری)

اے اللہ! میں خبیث مذکر مخلوقات سے اور خبیث مؤنث مخلوقات سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا

جب انسان فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر نکلے تو اس وقت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری دعا تلقین فرمائی اور دوسرا ادب بیان فرمایا۔ وہ یہ کہ باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالو اور پھر یہ دعا پڑھو:

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ابن ماجہ)

غفرانک کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! میں آپ سے مغفرت اور بخشش مانگتا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ کس چیز سے مغفرت مانگتا ہوں؟ اس لئے کہ اس موقع پر کوئی گناہ کا ارتکاب تو نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس موقع پر دو باتوں سے مغفرت مانگی جا رہی ہے، ایک یہ بات ہے کہ اس وقت میں جس حالت میں تھا ہو سکتا ہے کہ مجھ سے کوئی غفلت سرزد ہو گیا ہو اس سے مغفرت مانگتا ہوں۔

نماز فجر کیلئے جاتے وقت راستہ کی دعا

فجر کی نماز کے لئے جاتے ہوئے راستے میں جو دعا پڑھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا (صحیح مسلم)

اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دیجئے۔ دیکھئے! فجر کا وقت ہے اور آدمی نماز فجر کیلئے جا رہا ہے، اس وقت میں رات کی تاریکی ہوتی ہے اور دن کی روشنی آ رہی ہوتی ہے، دن کی روشنی کی آمد کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! یہ ظاہری روشنی تو آپ پھیلا رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے دل میں بھی نور عطا فرمائیے، میری آنکھوں میں نور عطا فرمائیے، میرے کانوں میں نور عطا فرمائیے، میرے

دائیں طرف نور ہو میرے بائیں طرف نور ہو میرے اوپر نور ہو میرے نیچے نور ہو
آگے نور ہو میرے پیچھے نور ہو اے اللہ میرے لئے نور مقرر فرما دیجئے
کو بڑا کر دیجئے اے اللہ مجھے نور عطا فرمائیے ایک روایت میں ہے
وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا اے اللہ مجھے سراپا نور بنا دیجئے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے

مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعائیں

اس کے بعد انسان مسجد میں نماز کیلئے داخل ہوتا ہے مسجد میں داخل ہوتے وقت جو دعا
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

بعض روایتوں میں دعا سے پہلے بسم اللہ اور درود شریف کے اضافے کے ساتھ اس
طرح یہ دعا منقول ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے اللہ کا نام لے
اور بسم اللہ کہے تاکہ اس کے ذریعہ اس بات کا اقرار ہو جائے کہ میرا مسجد میں آنا اللہ
تعالیٰ کی توفیق سے ہے اس لئے میں اللہ کا نام لے کر اس کی نعمت کا اعتراف کر کے اور اس
کی توفیق کا سہارا لے کر مسجد میں داخل ہو رہا ہوں۔

سورج نکلتے وقت کی دعا

جو کلمات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلتے وقت پڑھا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا.

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہمارا یہ دن واپس کر دیا اور ہمارے
گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک اور برباد نہیں کیا۔

... وقت یہ دعا پڑھ لیں
... کی ضرورت کی وجہ سے بازار گئے تو اس موقع کے لئے حدیث شریف میں
... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے جاتے تو یہ پڑھ کر فرماتے
... وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ
وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت
اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کی ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہمیشہ
زندہ رہنے والا ہے۔

خرید و فروخت کے وقت کی دعا

پھر جب بازار میں پہنچ گئے اور وہاں کچھ خریداری کرنی ہے یا سامان فروخت
کرنا ہے تو اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ صَفْقَةٍ خَاسِرَةٍ وَيَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ

اے اللہ! میں کسی گھاٹے کے سودے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور جھوٹی
قسم سے پناہ مانگتا ہوں۔

جب انسان سودا کرتا ہے تو بعض اوقات فائدہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات نقصان
ہو جاتا ہے اور بعض اوقات جھوٹی قسم کھانی پڑ جاتی ہے۔
اس لئے دعا کر لی کہ اے اللہ میں آپ سے گھاٹے کے سودے سے پناہ مانگتا ہوں
اور جھوٹی قسم سے پناہ مانگتا ہوں، تاکہ گھاٹے کا سودا بھی نہ ہو اور نہ جھوٹی قسم کھانے کی
نوبت بھی پیش نہ آئے۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا

وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔

اس دعا کے پہلے جملے کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! میں آپ سے اپنے داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں یعنی داخلے کے بعد مجھے اچھے حالات سے سابقہ پیش آئے، کیونکہ میں گھر سے باہر رہا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ میرے پیچھے گھر میں کیا واقعات پیش آئے ہوں گے، اس لئے اب جب گھر میں داخل ہو رہا ہوں تو وہاں پر میں اطمینان کا، مسرت کا اور بھلائی کا منظر دیکھوں اور خیریت کا منظر دیکھوں۔

نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں

دوسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا: وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ

یعنی اے اللہ! میں آپ سے گھر سے نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں کہ میرا گھر سے نکلنا بھی بہتر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ گھر میں داخل ہونے کے بعد میں کافی دیر تک گھر میں رہوں گا، لیکن ہمیشہ تو گھر میں رہنا نہیں ہوگا بلکہ کسی موقع پر دوبارہ گھر سے نکلنا ہوگا، لہٰذا جب دوبارہ نکلوں تو اس نکلنے کے وقت بھی میرے لئے خیر مقدر فرما دیجئے اور اس وقت بھی بھلائی ہی بھلائی ہو اور عافیت ہی عافیت ہو۔

آگے یہ جملہ ارشاد فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا ہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں نے دعا تو مانگ لی کہ میرے حالات درست ہوں لیکن حالات کو میں خود سے درست کرنے پر قادر نہیں ہوں، میرے بس میں یہ بات نہیں ہے کہ گھر میں جا کر جو منظر دیکھوں، وہ میرے اطمینان اور مسرت کا ہو، جب تک آپ کی مشیت اور فیصلہ شامل نہیں ہوگا اس وقت تک یہ بات نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں آپ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے نکلتے ہیں

آگے فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا۔

اور اللہ ہی کا نام لے کر ہم نکلتے ہیں۔ جب داخل ہوں تو اللہ کا نام لے کر داخل ہوں اور جس وقت گھر سے باہر نکلیں تو اس وقت بھی اللہ کا نام لے کر نکلیں، اس دعا کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارا داخلہ اور خارجہ دونوں درست فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں

آخری جملہ ارشاد فرمایا: وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ اور ہم اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے، ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہم نے دعا بھی کر لی اور آپ سے مانگ لیا کہ خیر ہی خیر ہو، کوئی شر پیش نہ آئے، لیکن اگر بالفرض گھر میں داخل ہونے کے بعد کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جو بظاہر دیکھنے میں خیر نہیں لگ رہا ہے تو اے اللہ! ہم آپ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ آپ نے جو فیصلہ فرمایا وہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔

کھانا سامنے آنے پر دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے مجھے میری قدرت اور طاقت کے بغیر یہ رزق عطا فرمایا۔ اس دعا کے اندر اس بات کا اعتراف ہے کہ میرے اندر نہ قدرت تھی اور نہ طاقت تھی کہ میں یہ رزق اپنے لئے مہیا کر سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری طاقت اور قدرت کے بغیر یہ رزق مجھے عطا فرمایا۔ لہٰذا سنت یہ ہے کہ جب کسی کے سامنے کوئی کھانے کی چیز آئے تو وہ یہ کلمات کہے۔

کھانا شروع کرنے سے پہلے کی دُعا

جب آپ کھانا شروع فرماتے تو اس وقت آپ یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَکَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی

"بسم اللہ" بھول جانے پر درمیان کھانے کی دعا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص کھانے کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے دوران جس وقت یاد آ جائے اس وقت یہ دعا کرے کہ

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ یعنی میں اللہ کے نام کے ساتھ کھا رہا ہوں، اول میں بھی اللہ کا نام اور آخر میں بھی اللہ کا نام۔

کھانے کے بعد کی دعا

جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو اس موقع کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ کہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَآوَانَا وَرَزَقَنَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا۔ دیکھئے! جس وقت کھانا سامنے آیا تھا، اس وقت یہ دعا کی تھی کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں یہ رزق دیا اور یہاں یہ دعا کی جا رہی ہے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا۔

سواری پر بیٹھنے کی دُعا

اس کے بعد جب سواری پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (سورۃ الزخرف، آیات ۱۳،۱۴)

قرآن کریم میں اس دعا کا ذکر گھوڑوں اور اونٹوں کی سواری کے سیاق میں آیا ہے کہ جب گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کرو تو یہ دعا پڑھو۔ اب چونکہ گھوڑوں اور اونٹوں کا زمانہ نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے دوسری سواریاں پیدا فرما دی ہیں، اس لئے جب ان سواریوں پر سوار ہوں تو اس وقت یہ دعا پڑھیں۔

نئی بستی سے گزرتے وقت کی دعا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آپ سفر کے دوران کسی نئی بستی سے گزرتے تو اس موقع پر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا۔

اے اللہ! جس بستی سے میں گزر رہا ہوں اس بستی کی بھلائیاں عطا فرمائیے اور اس بستی کے جو اچھے لوگ ہوں ان سے واسطہ ڈالئے اور اس بستی میں جتنی اچھائیاں

ہیں ان سے میرا واسطہ پڑے۔ اور اے اللہ! میں اس بستی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بستی کے برے رہنے والوں سے اور اس بستی میں جو برائیاں ہیں ان سے پناہ مانگتا ہوں، ان سے مجھے بچائیے گا۔

کسی بستی میں داخل ہوتے وقت کی دعا

اور اگر کسی بستی میں ٹھہرنے کا ارادہ ہوتا تو اس بستی میں داخل ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا۔

اے اللہ! ہمیں اس بستی والوں کی نظر میں محبوب بنا دیجئے یعنی ایسا بنا دیجئے کہ یہ ہم سے محبت کریں اور اس بستی کے جو نیک لوگ ہیں ان کی محبت ہمارے دل میں پیدا کر دیجئے۔

قربانی کے وقت یہ دُعا پڑھیں

روایت میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کی عبادت انجام دیتے تو یہ دعا فرماتے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ

قربانی کے وقت جو کلمات آپ نے ارشاد فرمائے ان میں بڑا عظیم سبق ہے۔ ان کلمات کا ترجمہ یہ ہے کہ ”میری نماز اور میری قربانی و عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ کیلئے ہے جو رب العالمین ہے“ اے اللہ! یہ قربانی جو میں آپ کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں، یہ جانور بھی آپ ہی نے مجھے عطا فرمایا تھا اور اس جانور کو آپ ہی کی بارگاہ میں مجھے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

ان کلمات کے ذریعہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ کوئی بھی عبادت ہو، چاہے وہ نماز ہو، چاہے وہ روزہ ہو، چاہے وہ صدقہ و خیرات ہو، چاہے وہ حج ہو، چاہے وہ قربانی ہو، جب تک اس عبادت سے مقصود اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا نہیں ہے، اس وقت تک اس عبادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

تکلیف کے وقت کی دُعا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کو یہ تلقین فرمائی کہ جب کبھی کوئی تکلیف کی بات پیش آئے تو یہ کلمات پڑھو:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَحْتَسِبُ لَكَ بِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا

سوتے وقت کی دُعا

رات کو سوتے وقت بستر پر دائیں کروٹ پر لیٹو تو اس وقت یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.

اے اللہ میں نے اپنی جان آپ کے حوالے کر دی اور میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کر دیا اور میں نے اپنے سارے معاملات آپ کے سپرد کر دیے۔

اگر نیند نہ آئے تو یہ پڑھے

اگر آدمی سونے کیلئے بستر پر لیٹ گیا اور اس کو نیند نہیں آ رہی ہے تو اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ. يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ.

یا اللہ ستارے چھپ گئے اور آنکھیں پر سکون ہو گئیں، آپ حی و قیوم ہیں۔ آپ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے حی و قیوم میری رات کو پر سکون بنا دیجئے اور میری آنکھ کو نیند عطا فرما دیجئے۔

سید الاستغفار

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.

یا اللہ آپ میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے مجھے پیدا کیا۔ میں آپ کا بندہ ہوں اور میں حتی الوسع آپ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں آپ نے جو نعمتیں مجھ کو عطا فرمائیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، لہٰذا میرے گناہ معاف فرما دیجئے کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت نہیں کرتا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ صبح کے وقت کہے اور شام سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جنتیوں میں شمار ہوگا اور جو شخص یہ کلمات رات کے وقت پورے یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے مر جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (صحیح بخاری، باب افضل الاستغفار)

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جو لوگ کسی مجلس سے اس حالت میں اٹھ جائیں کہ اس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو وہ مردار گدھے پر سے اٹھے" اور یہ مجلس ان کے لئے (قیامت کے دن) حسرت کا باعث بنے گی (یعنی یہ حسرت ہوگی کہ اتنا وقت ہم نے بیکار ضائع کر دیا۔) (ابوداؤد)

اسی لئے حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مجلس کے آخر میں یہ کلمات پڑھ لینے چاہئیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ

اس سے اس مجلس کی کوتاہیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (نسائی)

دعا کی قبولیت کے لئے مجرب عمل

مشائخ وعلماء نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھنے کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبۂ ایمان وانقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے ہجوم افکار ومصائب کے وقت حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کا پڑھنا مجرب ہے...(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ایک خاص دعا

"سُبْحَانَ الْاَبَدِيِّ الْاَبَدِ" (پاکی ہے اس ذات کیلئے جو ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے)

"سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ" (پاکی ہے اس ذات کے لیے جو ایک اور یکتا ہے)

"سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ" (پاکی ہے اس ذات کے لیے جو تنہا اور بے نیاز ہے)

"سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَآءِ بِغَيْرِ عَمَدٍ"

(پاکی ہے اس ذات کے لیے جو آسمان کو بغیر ستون کے بلند کرنے والا ہے)

"سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰى مَاءٍ جَمَدٍ"

(پاکی ہے اس ذات کیلئے جس نے بچھایا زمین کو برف کی طرح جمے ہوئے پانی پر)

"سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا"

(پاکی ہے اس ذات پاک کیلئے جس نے پیدا کیا مخلوق کو پس ضبط کیا اور خوب جان لیا ان کو گن کر)

"سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ فَلَمْ يَنْسَ اَحَدًا"

(پاکی ہے اس ذات پاک کیلئے جس نے روزی تقسیم فرمائی اور کبھی کسی کو نہ بھولا)

"سُبْحَانَ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا"

(پاکی ہے اس ذات پاک کے لیے جس نے نہ بیوی اپنائی نہ بچے)

"سُبْحَانَ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"

(پاکی ہے اس ذات پاک کیلئے جس نے نہ کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے مندرجہ بالا دعا کا اہتمام کیجئے...امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو سو (۱۰۰) مرتبہ خواب میں دیکھا جب سوویں مرتبہ خواب میں دیکھا تو انہوں نے اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ! تیرے بندے تیرا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا پڑھیں تو یہ دعا اللہ تعالیٰ نے خواب میں بتلائی...(النابی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲...تاریخ رحیمیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۶...۱۰۷)

ایک دعا جو سات ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنے سے بہتر ہے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ فجر کی نماز کے بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں علمی مذاکرہ ہوتا تھا...آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمایا کرتے تھے مگر معاذ رضی اللہ عنہ ابتداء میں جماعت کا سلام پھیر کر گھر تشریف لے جاتے تھے...

ایک مرتبہ فرمایا: اے معاذ! صبح کو ہماری مجلس میں نہیں آتے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر معذرت فرما دی کہ صبح میرا سات ہزار تسبیح پڑھنے کا معمول ہے...اگر کہیں بیٹھ جاتا ہوں تو پھر میرا وہ معمول پورا نہیں ہو پاتا...

فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلا دوں جس کا ایک مرتبہ پڑھ لینا سات ہزار مرتبہ سے بہتر ہو؟ عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں؟ ارشاد فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ رِضَاهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ زِنَةَ عَرْشِهٖ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ خَلْقِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِلْاَ سَمٰوٰتِهٖ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِلْاَ اَرْضِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِلْاَ مَا بَيْنَهُمَا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ مَعَهٗ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ مَعَهٗ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ مَعَهٗ

اس دعا کا ایک دفعہ پڑھ لینا ایسا ہے جیسے سات ہزار تسبیح پڑھ لی ہوں۔

دُعا کی قبولیت کیلئے کلمات

حدیث شریف میں ہے کہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے کے بعد جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے...

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ...
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ...
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ...
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (طبرانی)

۵ اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں...

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اذان اور اقامت کے درمیان (وقفہ میں) دُعا رد نہیں کی جاتی"...

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا...
یا رسول اللہ اس وقفے میں کیا دُعا مانگا کریں؟ فرمایا: یہ دُعا مانگا کرو:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ"

ترجمہ:..... "خدایا! میں تجھ سے عفو و کرم اور عافیت و سلامتی مانگتا ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی"...

ایک جامع دعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہایت ہی جامع دُعا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے...

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ... وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا"...

ترجمہ:..... "خدایا! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اس نفس سے جس میں صبر نہ ہو، اس علم سے جو نفع بخش نہ ہو اور اس دُعا سے جو قبول نہ ہو"...

بچوں کی نظر بد سے حفاظت

اے اللہ میں ہر شیطان... بری چیز اور نظر بد سے تیرے تمام کلمات کی پناہ مانگتا ہوں

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ... مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَشَرٍّ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"

نجات کی دُعا

"تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا"

ترجمہ:..... "بھروسہ کیا میں نے اس ذات پر جو زندہ ہے مرے گی نہیں جس نے نہیں بنایا بیٹا، نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے نہ کوئی ذلت میں مددگار ہے... اس کی بڑائی بیان کیجئے"... (کنز العمال: ۲/۲۷... مسنون دعائیں ص ۲۶۸-۲۶۹)

آزمائش سے حفاظت کی دُعا

"اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ"...

ترجمہ:..... "اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام اچھا فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی سے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما"

اللہ کی پناہ میں آئیے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے (سنن نسائی) اور ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا حکم

۱ جهد البلاء: سب سے پہلی چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا حکم فرمایا وہ ہے جهد البلاء اس کا لفظی ترجمہ تو ہے آزمائش و مصیبت کی مشقت و سختی۔

۲ درک الشقاء: درک کا معنی ہے لاحق ہونا... شقاء کا معنی ہے بدبختی و محرومی

یعنی محرومی کے لاحق ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرو

③ سوء القضاء: تیسرا نمبر سوء القضاء سے بچنے کے لئے الفاظ ارشاد فرمایا گیا ہے... سوء کا معنی تو ہے بری... تکلیف دہ خواہ وہ حالت ہو یا حکم...

④ شماتة الاعداء: دشمنوں کی خوشی... یہ بھی دنیا کی زندگی میں بہت بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے کہ آدمی کو کوئی ایسی صورت پیش آجائے جس سے اس کے دشمن خوش ہوجائیں کہ

آج سے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے اس دعا کو اپنے معمولات میں شامل کرلیں... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

قرض اور گناہ سے اللہ کی پناہ میں آئیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز سے سب سے زیادہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے وہ قرض اور گناہ ہے... (سنن نسائی)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ...

اے اللہ میں قرض سے اور گناہ سے (اور گناہ کا ذریعہ بننے والے ہر کام سے) بچنے کیلئے آپ سے آپ کی پناہ کا سوال کرتا ہوں...

فقر... قلت... ذلت سے اللہ کی پناہ میں آئیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے...

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ

"اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں فقر سے... قلت اس سے کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے" ([illegible])

حرص ولالچ سے حفاظت کی دعا

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ

وَاَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَاَسْأَلُکَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْأَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّاَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّاَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ"...

ترجمہ: "اے اللہ میں تجھ سے کام کی ثابت قدمی... بھلائیوں کی پختگی... تیری نعمتوں کا شکر... تیری عبادتوں کی اچھائی... سلامتی والا دل... سچی زبان... مانگتا ہوں تیرے علم میں جو بھلائی ہے اور تیرے علم میں جو برائی ہے اس سے پناہ اور جن باتوں کو تو جانتا ہے ان سے استغفار طلب کرتا ہوں... میں جانتا ہوں کہ تو تمام غیب کا جاننے والا ہے..." (تفسیر ابن کثیر)

تدبیر کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کا ایک عجیب اور خوبصورت جملہ منقول ہے کہ جب بھی آپ کسی کام کی کوئی تدبیر فرماتے... چاہے دعا کی ہی تدبیر فرماتے تو اس تدبیر کے بعد یہ جملہ ارشاد فرماتے...

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْجُھْدُ وَعَلَیْکَ التُّکْلَانُ (ترمذی)

یا اللہ میری طاقت میں جو کچھ تھا وہ میں نے اختیار کرلیا... لیکن بھروسہ آپ کی ذات پہ ہے آپ ہی اپنی رحمت سے اس مقصد کو پورا فرما دیجئے...

حضرت آدم علیہ السلام کو دعا کی تلقین

جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوگئی اور گندم کے درخت سے کھالیا تو بعد میں اپنی غلطی کا احساس تو ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ کلمات سکھائے کہ مجھ سے یوں کہو اور اس طرح توبہ کرو... وہ کلمات یہ تھے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

(سورۃ الاعراف... آیت ۲۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرض نماز کے بعد کی مسنون دُعائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد یہ دُعا کبھی نہ چھوڑنا ہمیشہ مانگنا...

(۱) "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

ترجمہ: "اے اللہ! اپنے ذکر میں اپنے شکر ادا کرنے میں اور اپنی اچھی طرح عبادت کرنے میں میری مدد فرما"...

حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی اس نے سنا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سلام کے بعد دُعا پڑھ رہے ہیں...

(۲) "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"

ترجمہ: ...اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے تیری ہی جانب سے سلامتی میسر ہوتی ہے تو بہت برکت والا ہے اے عظمت وجلال والے اور اکرام واحسان والے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور فرماتے...

(۳) "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ"

ترجمہ: "اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے اے اللہ تو ہر فکر اور پریشانی مجھ سے دور فرما دے"... (اخرجہ الطبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے...

(۴) "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا"

ترجمہ: ...اے اللہ میں تجھ سے پاکیزہ روزی... نفع دینے والا علم اور مقبول عمل کی توفیق مانگتا ہوں"... (اخرجہ الطبرانی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دُعا کیا کرتے تھے...

(۵) "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ"

ترجمہ: "اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں" (اخرجہ ابن ابی شیبہ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں... کہ میں نے سنا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے

(۶) "اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

ترجمہ: "اے اللہ جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں کسی دولتمند کو اس کی دولت تیری پکڑ سے بچا نہیں سکتی"... (اخرجہ النسائی کنز العمال ۱/۲۹۶)

آفات سے اللہ کی پناہ والی مسنون دُعائیں

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ"...

ترجمہ: ..."میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں ان تمام چیزوں کے شر سے جنہیں اس نے پیدا فرما کر پھیلا دیا اور جنہیں اس نے بے مثال بنایا اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان میں چڑھتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات کو پیش آنے والے ہر حادثہ کے شر سے سوائے اس حادثہ کے جو خیر لے کر آئے... اے رحمٰن"

(چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات کہے جس سے) ان شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ نے انہیں شکست دے دی"... (اخرجہ احمد وابو یعلی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چند دُعائیں

حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں.....
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دُعا میں فرمایا کرتے تھے...
"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ آخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهٗ وَخَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ"
"اے اللہ! میری عمر کا سب سے بہترین حصہ وہ بنا جو اس کا آخر ہو اور میرا سب سے بہترین عمل وہ بنا جو خاتمہ والا ہو اور میرا سب سے بہترین دن وہ بنا جو تیری ملاقات کا دن ہو....(عند سعید بن منصور وغیرہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں دُعا کی: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ظُلْمِيْ وَكُفْرِيْ" میرے ظلم اور میرے کفر کو معاف فرما"

حضرت شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ دُعائیں کثرت سے کیا کرتے تھے
"رَبَّنَا أَصْلِحْ بَيْنَنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَاصْرِفْ عَنَّا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْنَ بِهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا...

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہمارے آپس کے تعلقات خوشگوار بنا دے اور ہمیں اسلام کے راستے دکھا اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی میں لا اور ہم کو ظاہری و باطنی بدکاریوں سے دور رکھ اور ہمارے کانوں کو ہماری آنکھوں کو... ہمارے دلوں کو،

ہمارے بیوی بچوں کو ہمارے حق میں باعث برکت بنا دے اور ہماری توبہ قبول فرما... بے شک (تو) بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکرگزار ان کا ثنا خواں اور لوگوں کے سامنے انہیں بیان کرنے والا بنا دے اور ان (نعمتوں) کو ہم پر پورا فرما دے"...(اخرجہ البخاری فی الادب المفرد ٩٣)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ دُعا مانگا کرتے تھے...
"اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ إِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَفِقْهًا وَعِلْمًا" "اے اللہ میرے ایمان و یقین کو اور علم کو بڑھا دے"...(عند الطبرانی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہند کہتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دُعا کرتے "اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِيْ وَاعْذِرْنِيْ بِعِلَّاتِيْ"
"اے اللہ میری برائیوں سے درگزر فرما اور میری بیماریوں کی وجہ سے مجھے معذور قرار دے"...(اخرجہ الطبرانی)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دُعا کرتے...
"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ غِنَى الْأَهْلِ وَالْمَوَالِيْ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ تَدْعُوَ عَلَيَّ رَحِمٌ قَطَعْتُهَا"
ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے اہل و عیال کے اور تمام متعلقین کے غنا کو مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں رشتہ توڑوں اور وہ رشتہ میرے لئے بددُعا کرے"...(اخرجہ الطبرانی)

حضرت عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ دُعا کیا کرتے
"اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ حَمْدًا وَهَبْ لِيْ مَجْدًا لَا مَجْدَ إِلَّا بِفَعَالٍ وَلَا فَعَالَ إِلَّا بِمَالٍ اَللّٰهُمَّ لَا يُصْلِحُنِي الْقَلِيْلُ وَلَا أَصْلُحُ عَلَيْهِ"
"اے اللہ! مجھے تعریف عطا فرما اور مجھے بزرگی عطا فرما اور بزرگی کسی بڑے کام کے ذریعے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور کوئی بڑا کام مال کے ذریعے سے ہی ہوا کرتا ہے اے اللہ! تھوڑا مال میرے حالات درست نہیں کر سکتا اور نہ ہی تھوڑے مال سے میں درست رہ سکتا

ہوں (لہٰذا تو اپنی شان کے مطابق اپنے خزانوں میں سے عطا فرما)" (الحدیث)

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ تَفْرِقَةِ الْقَلْبِ"

"اے اللہ! میں دل کے بکھر جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں"...

کسی نے پوچھا دل کے بکھر جانے سے کیا مراد ہے؟

فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے میرے لئے ہر وادی میں کچھ مال رکھا جائے... (اور مجھے ہر وادی میں جا کر اپنے مقدر کا مال جمع کرنا پڑے) (الحدیث)

سونے سے پہلے "استغفار"

اے اللہ! اب میں دن ختم کر رہا ہوں... اس وقت میں آپ سے سارے دن کی خطاؤں کی معافی مانگتا ہوں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ

نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب آپ کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کپڑے کا نام لیتے... چاہے وہ عمامہ یا قمیص ہو یا چادر ہو اور اس کا نام لے کر یہ دعا کرتے...

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ ... اَسْأَلُکَ خَیْرَهٗ... وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ

اے اللہ... آپ کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے یہ لباس عطا فرمایا... میں آپ سے اس لباس کے خیر کا سوال کرتا ہوں اور جن کاموں کیلئے یہ بنایا گیا ہے... ان میں سے بہتر کاموں کا سوال کرتا ہوں اور میں آپ سے اس لباس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں اور جن برے کاموں کیلئے یہ بنایا گیا ہے... اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں... (ترمذی)

غصے کا علاج

ایک دن بازار سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے... راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے...

آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ میں ایسے کلمات جانتا ہوں کہ اگر یہ اس کو کہیں تو ان کا غصہ ختم ہو جائے وہ یہ ہیں:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

زہریلے جانور اور فالج کے اثر سے حفاظت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابان کا معمول تھا کہ وہ صبح و شام پابندی سے یہ دعا پڑھتے تھے...

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"...

ایک دن ان پر فالج کا اثر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی... یہ اسی کا اثر ہے... ورنہ میں اس آزمائش سے دوچار نہیں ہوتا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس دعا کو تین بار صبح کو پڑھے گا... وہ شام تک اور جو شام کو پڑھے گا... وہ صبح تک ہر طرح کی مصیبت و آزمائش سے محفوظ رہے گا...

ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے رات بچھو نے ڈس دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے شام کو یہ دعا کیوں نہیں پڑھی کہ میں اللہ سے اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں...

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ...

اگر روزانہ بچوں یا کسی مریض و معذور پر ان دعائیہ کلمات کو پڑھ کر دم کر دیا جائے... تو بھی یہ دعا اپنا اثر دکھاتی ہے...

بیوی بچوں کیلئے دعا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کے لیے تم مجھ سے اس طرح مانگو کہ اے ہمارے رب انکی بیویاں اور بچے عطا فرما جو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہمیں متقیوں کا امام بنا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اے اللہ... خود مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی... اے ہمارے رب ہماری اس دعا کو قبول فرما...

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ

جب کسی مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھیں تو یہ پڑھیں

تم جب بھی کسی مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھو تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ یہ دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا...

کہ "اے اللہ تیرا ہی شکر ہے تو نے مجھے اس آزمائش سے محفوظ رکھا اور تیرے بہت سارے بندوں پر تو نے مجھے فضیلت بخشی"

قرض سے نجات کیلئے دعا

ایک مرتبہ ایک برگزیدہ صحابی حضرت ابوامامہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز کے بعد خلاف معمول مسجد میں مغموم حالت میں دیکھا تو آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی... انہوں نے ادباً عرض کیا یا رسول اللہ... پریشانیاں لاحق ہیں اور قرضوں کا بوجھ ہے جس میں میں گھلا جا رہا ہوں...

آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے ابوامامہ... کیا میں تمہیں ایسا نسخہ نہ بتاؤں اور ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ اس کو پڑھنے سے غم بھی زائل ہو جائے اور قرض بھی ادا ہو جائے...؟

انہوں نے عرض کی ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... آپ نے فرمایا کہ تم صبح شام یہ دعا پڑھا کرو... اے اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں فکر و غم سے... عاجزی و سستی سے... بزدلی و بخل سے... قرضوں کی کثرت اور لوگوں کے ظلم سے...

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

چند ہی دن گذرے تھے کہ ابوامامہ نے اس معجزانہ دعا کو پابندی سے پڑھنے کا اثر دیکھا اور اللہ کے رسول سے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!... میرا غم بھی دور ہوا اور قرض بھی ادا ہوا...

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کو اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود (سحر و جادو سے) مجھ کو گدھا بنا دیتے... کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انہوں نے یہ بتلائے

اَعُوْذُ بِوَجْهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ...

(روایت کیا ہے اس کو مالک نے جزء الاعمال)

یہ دعا کم از کم صبح و شام پابندی سے تین تین مرتبہ پڑھ کر دم کر لیا کریں انشاء اللہ مکمل حفاظت رہے گی...

تکلیف کے وقت کی دعا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کو یہ تلقین فرمائی کہ جب بھی تمہیں کوئی تکلیف کی بات پیش آئے تو یہ کلمات پڑھو:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

إِنَّا لِلّٰهِ کا مطلب اس جملہ کا معنی یہ ہیں کہ "ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں... اللہ تعالیٰ ہی کی مملوک ہیں" یعنی اللہ کے بندے

دوسرا جملہ ہے: وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں... یعنی یہ تکلیف جو پہنچا ہے سب بعد رہنے والی نہیں ہے... ایک وقت آئے گا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

سخت سردی کے وقت کی دُعا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ سخت ٹھنڈی رات میں صبح کی اذان دی لیکن میرے پاس کوئی آدمی حاضر نہ ہوا (یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کوئی نہ آیا) میں نے پھر اذان دی مگر اس بار بھی کوئی نہ آیا...

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا شدید سردی نے لوگوں کے لیے رکاوٹ کھڑی کر دی ہے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

...اللهم اكسر عنهم البرد...

اللہ سردی کو لوگوں کی راہ سے ہٹا دے...

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ لوگ صبح کے وقت گرمی کی وجہ سے ہوا جھول رہے تھے... (حلیۃ الاولیاء ج1 ص317)

❀❀❀

خوش طبعی... ہدایات و سنتیں

ہنسی اور مذاق جس میں کسی کی دل شکنی اور ایذاء رسانی کا پہلو نہ ہو بلکہ مخاطب کی دلبستگی و خوش وقتی اور آپس میں محبت و موانست کے جذبات کو مستحکم کرتا ہو تو یہ چیز مستحب ہے۔ بعض لوگ سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ان سے کوسوں دور رہتی ہے اور بعض خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب و اخلاق ان سے کوسوں دور بھاگ جاتی ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور عمل سے ایک خاص معیار ہمیں اپنے سامنے رکھنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف نبی مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے احترام رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ و تلقین میں مصروف رہتے تھے تو دوسری طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی اور ظرافت کی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مذاق فرماتے ہیں؟ یعنی خوش طبعی فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مگر میں اس خوش طبعی میں بھی سچی بات کہتا ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، غیبت، بہتان، طعن و تشنیع اور بے حد مبالغوں سے کام لیا گیا ہو۔

چند احادیث مبارکہ

(۱) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھ کو منع نہیں فرمایا اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے مسکرا دیتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہنسا کرتے تھے؟

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں...... حالانکہ ان کے دلوں میں پہاڑ سے بڑا ایمان تھا جن کے ایمان کی پختگی و رفعت کا قرآن مجید میں کئی مقام پر ذکر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی تصدیق و تعریف بیان فرمائی۔

حضرت بلال بن سعید تابعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس حال میں بھی پایا ہے کہ وہ (دن میں تیر اندازی کی مشق کے وقت) تیر کے نشانوں کے درمیان دوڑا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی باتوں پر ہنسا کرتے تھے مگر جب رات آتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے ہو جاتے۔ (شرح السنہ مشکوٰۃ)

ان تینوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ بہت زیادہ کھل کھلا کر ہنسنا قہقہہ لگانا دل کو غافل کر دیتا ہے اور نور ایمان میں خلل ڈالتا ہے (ہاں کبھی اتفاق ہو تو وہ دوسری بات ہے) البتہ مسکرانے کی حد تک ہنسنا مستحب ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اگر آپ کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور چہرے پر مسکراہٹ ہو تو یہ چہرے کی رونق بھی ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی جب مسکرانے کا موقع آتا تو مسکرایا کرتے تھے مگر [illegible] لوگوں کی طرح نہیں۔ ہنسنے کی حالت میں بھی شرعی آداب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے اور اپنے وقار کو بحال رکھتے اور جب رات آتی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے سارے کام کاج آرام و راحت چھوڑ کر خوف الٰہی کے غلبہ سے روتے، گڑگڑاتے عبادات میں مصروف ہو جاتے تھے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا ایک جانور مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس شخص نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۵) تفسیر مظہری نے بحوالہ بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا یہ میری رشتہ کی ایک خالہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مزاح کے فرمایا: "لا تدخل الجنۃ عجوز" جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی۔

یہ بیچاری بہت غمگین ہوئی۔ بعض روایات میں ہے کہ رونے لگی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تسلی دی اور اپنی بات کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ جس وقت یہ جنت میں جائے گی تو بوڑھی نہ ہوگی بلکہ جوان ہو کر داخل ہوگی۔

(۶) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اندر آ جاؤ۔ میں نے (مزاح کے طور پر) عرض کیا یا رسول اللہ پورے کا پورا اندر آ جاؤں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارے جسم کو اندر لے آؤ۔ حدیث کے راوی عثمان بن عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مذاق اس لیے کیا تھا کہ خیمہ چھوٹا تھا۔ (السنن للامام ابی داؤد)

فائدہ: ..... اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ اس طرح محبت و شفقت کا تعلق رکھتے تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے تکلفی کے موقع پر ظریفانہ بات بھی کر لیتے تھے۔ (مظاہر حق)

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے دو کانوں والے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

وضاحت: ..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو کانوں والے کے ذریعے مخاطب فرمایا، اس میں خوش طبعی اور ظرافت بھی تھی اور ان کے تئیں اس کی تعریف و توصیف کا اظہار بھی مقصود تھا کہ تم نہایت فہیم و ذکی ہو اور تم سے جو بات کہی جاتی ہے اس کو تم اچھی طرح سنتے ہو۔ (مظاہر حق)

گفتگو کی سنتیں اور آداب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ بعض وقت زبان سے ایسی بات نکالتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں لیکن وہ بندہ اس حیثیت سے واقف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس بات کے بدلے میں اس کے درجات کو بلند کرتا ہے اور بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے جس سے اللہ رب العزت ناراض ہو جاتے ہیں اور وہ اس سے واقف نہیں ہوتا اور وہ بات اس کو جہنم میں لے جاتی ہے۔ (بخاری)

آدمی کو چاہیے کہ زبان کو بے لگام نہ چھوڑ دے بلکہ اس کی حفاظت کرے کیونکہ بعض اوقات زبان سے ایسے الفاظ بھی نکل سکتے ہیں جو چند لمحات کے اندر دوست کو دشمن اور اپنے کو بیگانہ بنا دیتے ہیں۔ یہی زبان اپنے مالک کو لوگوں کی نظروں سے گرا دیتی ہے۔ اس زبان کی تخلیق بھی عجیب و غریب ہے، غور کیا جائے تو یہ اللہ رب العزت کی ایک عظیم نعمت ہے، اگر اسے صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو یہ بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہے ورنہ خسارے میں ڈال دیتی ہے۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔ (بخاری)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زبان اور شرمگاہ کی (حفاظت) کی ذمہ داری دے گا میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری دوں گا۔ (بخاری)

(۳) ایک حدیث مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم سے بچو، خواہ آدھی کھجور (صدقہ کرکے) ہو سکے اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کے ذریعہ (جہنم سے بچے)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز اور مسلسل بات نہیں کرتے تھے جس طرح تم (میں سے بعض لوگ مسلسل) بولتے چلے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۵) بات کا نرمی سے جواب دینا چاہیے۔ (نشر الطیب)

(۶) اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصروف گفتگو ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ کلام ختم ہو کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تقریر کو بدستور جاری رکھتے، ایسے معلوم ہوتا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہی نہیں۔ جب اپنا سلسلہ گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔ (نشر الطیب)

(۷) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مجمع میں ہوتے تو بوقت گفتگو کبھی اِدھر رُخ کر کے تخاطب فرماتے اور کبھی اُدھر۔ گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھ لیتا۔ (نشر الطیب)

(۸) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام جلیس (ساتھ بیٹھنے والے) اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساکت ہوتے تب وہ بولتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے تھے۔

(۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے۔ اہل مجلس میں سے ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنی جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پوچھتے رہتے تا کہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے۔ (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۰) کسی جاہل یا مخالف سے لغو و بیہودہ بات سنے تو اس کا جواب دینے کے بجائے السلام علیکم کہہ کر اپنی راہ لے لینی چاہیے۔

(۱۱) پس فجور جنت میں نہ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۲) سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور جہنم میں لے جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۳) جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (حفاظت کرنے والے) فرشتے اس کی جھوٹ کی بدبو سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن بدترین لوگوں میں سے دو رُخے (دو منہ رکھنے والے) ہوں گے، ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی بات کہیں اور ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی بات کہیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک روایت میں ہے کہ اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (مشکوٰۃ بحوالہ دارمی)

یہ دونوں صورتیں الگ الگ بھی ہو سکتی ہیں اور ایک ساتھ بھی۔ واللہ اعلم بالصواب (نشر الطیب)

(۱۵) خوش طبعی کرنا اور اس میں سچ بولنا سنت ہے۔ (نشر الطیب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گفتگو کرے اور جھوٹ بولے اس لیے کہ لوگوں کو ہنسائے افسوس ہے اس پر، افسوس ہے اس پر۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۶) جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (مشکوٰۃ)

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو مبالغہ کے ساتھ تعریفیں کرتے ہوں (یعنی جھوٹی تعریف کرتے ہوں) تو ان کے منہ میں راکھ ڈال دو (یعنی ان سے منہ پھیر لو)۔ (مشکوٰۃ، کتاب الادب)

(۱۸) کوئی شخص کسی پر نہ تو فسق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی، اس لیے کہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہے یعنی وہ فاسق یا کافر نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔ (مسلم)

(۱۹) مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور مسلمان کو مارنا کفر ہے۔ (بخاری)

(۲۰) اگر دو شخص ایک دوسرے کو برا کہیں تو برا کہنے کا گناہ اس پر ہوگا جس نے پہل کی کیونکہ وہ ظالم ہے اور دوسرا مظلوم جب تک وہ حد سے آگے نہ بڑھے۔ (بخاری)

(۲۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین آدمی وہ ہوں گے جن کو لوگ ان

کی برائی کی وجہ سے ڈر کر چھوڑ دیں۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس کی زبان کے ڈر
سے ڈر کر لوگ ان سے دور دور رہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۲۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت
کرنے والا، نہ فحش بکنے والا اور نہ ہی زبان دراز ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲۳) اگر کسی عورت کو جس کا لڑکا فوت ہو گیا ہو یا گم ہو گیا ہو کوئی شخص اس غم میں
اور دلاسہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں خلعت فاخرہ پہنائیں گے۔ (یعنی کسی
غمزدہ مسلمان بھائی کو تسلی دینا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرب الٰہی کا ذریعہ
ہے)۔ (مشکوٰۃ، کتاب الادب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز گفتگو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف، ہر کلمہ
دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ یعنی حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو مجمل یا جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی کہ کچھ سمجھ میں آئے، کچھ نہ آئے
بلکہ ایسی اطمینان بخش واضح گفتگو ہوتی تھی کہ مخاطبین اچھی طرح سمجھ جاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ)
کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے والے
اچھی طرح سمجھ لیں۔

یعنی مضمون اگر مشکل ہوتا تو غور و تدبر کے لیے یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ
ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ تین مرتبہ نہایت
اکثریہ ہے ورنہ دو مرتبہ کافی ہو جاتا تو دو مرتبہ فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی علامت بتائی ہے کہ
ان میں چیخ چیخ کر بولنے اور شور مچانے کے عادی ہوتے ہیں۔ (بحوالہ مسند احمد)

گفتگو کی اہمیت وضرورت

نرمی کے ساتھ میٹھے اور شیریں لہجے میں بات کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ قرآن مجید
میں بڑی شدت کے ساتھ اس کی تاکید کی گئی ہے۔ سورۂ لقمان میں حضرت لقمان علیہ
السلام اپنے بیٹے کو یوں نصیحت کرتے آتے ہیں کہ
"وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ" ....."اپنی
آواز کو پست کیا کرو، کرخت ترین آواز تو گدھوں کی ہوا کرتی ہے۔"
یہاں سے معلوم ہوا کہ میٹھے اور شیریں کلام کے بجائے دوسروں پر چلاتے پھرنا
انسانیت کی بات نہیں بلکہ گدھے پن کی بات ہے۔

نرم گفتگو اور انداز تبلیغ

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کے
پاس روانہ کیا تو یہ نصیحت بھی کی: "فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ" .....
"اس کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا اللہ کا خوف اس میں
پیدا ہو۔" ..... اس آیت سے یہ اہم بات معلوم ہوئی کہ جس شخص کے سامنے تبلیغ کی جا رہی
ہو اور یہ مقصود ہو کہ اس شخص کے دل میں نصیحت اور خشیت الٰہی کے پودے جڑ پکڑیں تو
لازمی ہے کہ اس شخص کے ساتھ نرم لہجے میں بات کی جائے۔ درشت اور کرخت لہجے میں
بات کرنے سے نصیحت حاصل ہو گی نہ خشیت الٰہی۔

یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے عام مسلمانوں کو حکم دیتے ہوئے
ایک اور آیت میں اس طرح ارشاد کی گئی ہے کہ "ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" ....."دانش مندی اور عمدہ و میٹھی
نصیحت کے ذریعے لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف بلایئے اور ان سے بحث بھی
کیجئے تو انتہائی حسین پیرائے میں۔"

اس آیت سے اشارتاً یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ دھیمے، میٹھے اور حسین انداز میں

گفتگو کرتے ہوئے حکمت اور دانش مندی کا ساتھ حاصل ہو جاتا ہے۔ [illegible]
کرتے ہوئے جب پارہ چڑھ جائے، لہجہ کرخت اور تلخ ہو جائے تو حکمت [illegible] نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں جذباتی، غیر دانش مندانہ اور بے تکی باتیں منہ سے نکلتی ہیں۔

اچھی گفتگو حاصل کرنے کی بہترین ترکیب

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اچھی گفتگو اور شیریں گفتاری اختیار کرنے کی آسان ترکیب کیا ہو سکتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بارے میں بہت ہی عمدہ سبق ملتا ہے۔ وہ سبق یہ ہے کہ چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ ہو اور خندہ پیشانی جھلک رہی ہو اور دوسرے شخص کے لیے آنکھوں سے محبت کے جذبات ہوں تو خیر خواہی اور محبت کے...... کینہ، حسد جیسے امراض سے بچنے کی کوشش کی جائے تو چہرہ از خود کشادہ، شگفتہ اور منور ہو جائے گا۔ نفرت نہ صرف زبان بگاڑ دیتی ہے بلکہ چہرہ کو تیوری زدہ اور مسخ شدہ بنا دیتی ہے۔ بقول شاعر:

زبان بگڑی سو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حدیث شریف میں یوں نقل کیا گیا ہے۔ "ما رایت اکثر تبسما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے زیادہ مسکراتا ہوا اور کوئی چہرہ نہیں دیکھا۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل کرتی ہیں

کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گھر میں داخل ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی۔" یہ بات دل کو بھی لگتی ہے کہ اتنی حسین کائنات میں انسان آخر اپنے چہرے کو بسورا ہوا اور مرجھایا ہوا خشک اور غیر شگفتہ کیوں بنائے رکھے۔ مسکراتا ہوا چہرہ حسین دل کا ترجمان ہے اور اس کا نتیجہ حسین، شگفتہ اور شیریں گفتگو ہے۔ شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

اچھی گفتگو نہ ہو سکے تو انسان کیا کرے

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی رنج و فکر کا شکار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی گفتگو اور شیرینی ضرور متاثر ہو جاتی ہے۔ ایسے موقع کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یہ ہے کہ زبان کو بند رکھو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "مَنْ صَمَتَ نَجَا" "جس شخص نے خاموشی اختیار کی (اپنی زبان پہ قابو پالیا) وہ نجات پا گیا۔" خاموشی بذات خود ایک خوبی ہے اور غور و فکر کا ذریعہ ہے۔ حکمت انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو کچھ عرصہ خاموشی اختیار کیے رکھتے ہیں۔ لیکن جذباتیت کے مواقع پر خاموش رہنا اور اپنی زبان کو قابو میں لے لینا شخصیت کا سب سے بڑا حسن ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف عجیب الفاظ میں ارشاد فرمائی ہے:

"المسلمُ من سلِمَ المُسلمُونَ مِن لِسانِه ويدِه"

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ ہوں۔" ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک عورت تو صرف فرائض و واجبات کی حد تک ہلکی پھلکی اور بنیادی عبادات کرنے والی تھی۔ دوسری عورت ساری ساری رات نفلیں پڑھتی تھی لیکن ہمسایہ عورتوں کے ساتھ سخت اور درشت باتیں کیا کرتی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی قسم کی یعنی خوش کلامی والی عورت کو جنتی قرار دیا اور دوسری عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

اچھی گفتگو اور مومن کی شان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "لیس المؤمن طعان ولا لعان" ..... "مومن نہ تو طعنے دینے والا ہوتا ہے اور نہ ہی لعنتیں بھیجنے والا ہوتا ہے۔"

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ نِ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ

"تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو طعنے دیتا ہے اور عیب چنتا ہے۔ وہ شخص جس نے مال سمیٹا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال سدا اس کے ساتھ رہے گا۔"

اس آیت سے ایک بنیادی بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ زبان درازی، طعنہ گوئی، عیب چینی کی عادات اسی شخص میں ہوتی ہیں جو مال و دولت سمیٹنے کا رسیا ہو اور اس کا سارا بھروسہ مال و اسباب پر ہو۔ ایسا شخص انتہائی لالچی اور دولت کی محبت میں جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔ اپنے ناجائز کاموں کا جواز ڈھونڈنے کے لیے وہ ہمیشہ دوسرے لوگوں میں عیب ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ جہاں اسے کسی کا عیب ملا وہ فوراً اس کی تشہیر کرتا ہے اور جگہ جگہ طعنے دیتا پھرتا ہے تاکہ لوگوں کی توجہ دوسروں کے عیوب پر رہے اور اس کے اپنے جرائم لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طعنے دینے اور زبان کے غلط استعمال کو بدترین جرم قرار دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ زبان درازی سے زیادہ بری چیز آدمی کے لیے اور کوئی نہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ

"الغیبة اشد من الزنا"...... "غیبت زنا کے مقابلے میں زیادہ شدید جرم ہے۔"

قرآن مجید میں بھی سختی کے ساتھ اس بات کی تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ...... "ان لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جو نیکی یا بھلائی کا یا لوگوں میں باہمی صلح کا مشورہ دیں۔"

فن گفتگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان

فن گفتگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھا بولنے والا آج تک نہیں گزرا اور نہ ہی پیدا ہوگا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر گفتگو کی کرامت ہی تھی جس کی وجہ سے چند سالوں میں پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کو منافق بھی چھپ چھپ کر سنتے حالانکہ منافقین کے سردار اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سننے سے منع کرتے اور کہتے (نعوذ باللہ) یہ جادوگر ہے اس کی بات نہ سننا ورنہ اس کے ہو جاؤ گے۔
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے آپ کے مبارک

منہ سے ذری جھڑی لگ گئی ہو اور مجلس کے حسب حال گفتگو فرماتے نہ اس میں زیادہ طوالت۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سن کر ششدر رہ جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ اونچا نہیں بولتے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر نرم آواز میں گفتگو فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کے فن کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو کئی ہدایات فرمائیں۔ کبھی فرمایا کوئی گفتگو کر رہا ہو تو اس کو بخوشی سنو، کبھی فرمایا دو اشخاص جب گفتگو کر رہے ہوں تو تیسرا شخص نہ بولے، کبھی فرمایا مختصر اور جامع گفتگو کرو۔ غرض یہ کہ گفتگو کی ساری باریکیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سمجھائیں۔

اصحاب سیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری گفتگو کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اتنا میٹھا ہوتا تھا کہ دلوں میں اتر جاتا۔"

ام المومنین حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی کلام نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو بڑی واضح اور صاف ہوتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کی گفتگو کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"گفتگو میں اختصار سے کام لو، کلام اتنا ہی مفید ہوتا ہے جتنا آسانی سے سنا جا سکے، طویل کلامی گفتگو کا کچھ حصہ ذہنوں میں ضائع کر دیتی ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "ایسی بات مت کہو جو خلاف یا مخاطب کی سمجھ سے باہر ہو" ...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ: "بہترین کلام وہ ہے جس سے سننے والے کو ملال اور اس پر بوجھ نہ ہو۔"

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "کلام میں نرمی اختیار کرو کیونکہ الفاظ کی نسبت لہجے کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔" ...... اس وقت عوام الناس میں ساری برائیوں کی اصل جڑ گفتگو اور زبان کا غلط استعمال ہے۔ (اسوہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

بے مقصد گفتگو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول اور بے مقصد باتوں کو بالکل چھوڑ دے۔ (ترمذی شریف)

نامحرم عورتوں سے گفتگو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے کہ "تم (نامحرم سے) بولنے میں نزاکت اختیار نہ کرو۔" کیونکہ اس سے ایسے شخص کو خیال فاسد پیدا ہونے لگتا ہے کہ جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدے کے مطابق بات کیا کرو۔ (سورۃ احزاب)

گفتگو میں بناوٹ

حدیث پاک میں ہے جس شخص نے اسالیب کلام میں ادل بدل صرف اس لیے کیا کہ لوگوں کے دلوں کو اس کے ذریعے مسخر کر سکے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے کوئی فدیہ یا معاوضہ قبول نہیں فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

مزید فرمایا اللہ تعالیٰ اس بلیغ شخص کو ناپسند فرماتا ہے کہ جو اپنی زبان کو اس طرح توڑ مروڑتا ہے جس طرح ایک بیل اپنی زبان کو توڑ مروڑ کر گھاس کھاتا ہے۔ (ابوداؤد)

گفتگو میں اختصار

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بات چیت میں اختصار سے کام لوں کیونکہ اس میں بہتری اور برکت ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

باہمی تعاون کے متعلق سنتیں

ایک دوسرے کی مدد کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے ہمیں دوسروں کی مدد کرنے کا پتہ چلتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں غریبوں کے لیے امیروں کو زکوٰۃ دینے کے قانون کو جاری فرمایا اور بے سہاروں کو سہارا دینے اور بیماروں کی بیمار پرسی پر تعلیمات ارشاد فرمائیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا اور ایک دوسرے کی تکلیفوں کو دور کرنے کی اور ایک دوسرے پر احسانات کرنے کی تعلیم دی۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "نیک کام کرو، امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔" (سورۃ حج، پارہ ۱۷)

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" یعنی نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ احادیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شر الناس الذی یسأل باللہ ثم لا یعطی" (جامع صغیر)

"سب سے برا آدمی وہ ہے جس سے اللہ کا واسطہ دے کر مانگا جائے تو پھر بھی وہ نہ دے۔"

"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ" (مسلم شریف)

"جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ضرور نفع پہنچائے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو دشمنوں کے سپرد کرے اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں

ہوتا ہے اور جو شخص مسلمانوں سے تکلیف اور مشقت دور کرے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی مشکلوں سے مشکل اور تکلیف دور فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

"جب کسی مجلس میں کسی شخص کی عزت پر حملہ کیا جائے تو تم اس کے مددگار بن جاؤ اور لوگوں کو منع کرو، ورنہ ان کے پاس سے اُٹھ جاؤ۔"

ایک دوسرے کی مدد کرنے کی اہمیت

کسی مسلمان کا کوئی ضروری کام کر دینا، یا اس کے کام میں مدد کرنا یا اس کی کوئی پریشانی دور کر دینا بھی ایسا عمل ہے، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اجر و ثواب کے وعدے فرمائے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں لگا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی بے چینی دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اس سے قیامت کی بے چینیوں میں سے کوئی بے چینی دور فرما دیتے ہیں۔" (بحوالہ ابوداؤد شریف)

کسی شخص کو راستہ بتا دینا، کسی کا سامان اُٹھانے میں اس کی مدد کر دینا، غرض خدمت خلق کے تمام کام اس حدیث کی فضیلت میں داخل ہیں۔ جو لوگ دوسروں کے کام آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی فضیلت والے لوگ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ "خیر الناس من ینفع الناس" لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

لہٰذا خدمت خلق کا ہر کام چھوٹا ہو یا بڑا اس کے مواقع تلاش کرنے چاہئیں، اس سے انسان کی نیکیوں میں بہت اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر کسی شخص پر ظلم ہو رہا ہو تو اس کو ظلم سے بچانے کی امکانی کوشش ہر مسلمان کا فرض ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا یا وعدہ خلافی کرتا ہے اور نہ اس پر ظلم کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "جس جگہ کسی مسلمان کی بے حرمتی کی جا رہی ہو اور اس کی عزت پر دست درازی ہو رہی ہو وہاں جو مسلمان اس شخص کو بے یار و مددگار چھوڑ جائے اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مواقع پر بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے جہاں وہ مدد کا خواہش مند ہوگا اور جس جگہ کسی مسلمان کی بے آبروئی یا بے حرمتی ہو رہی ہو وہاں اگر کوئی مسلمان اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس مسلمان کی ایسی جگہ مدد کریں گے جہاں وہ خواہش مند ہوگا۔" (بحوالہ ابوداؤد شریف)

مسلمان بھائی کی مدد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اگر کسی جگہ اس پر غلط الزامات لگائے جا رہے ہوں یا غلط باتیں اس کی طرف منسوب کی جا رہی ہوں تو ان الزامات کا جائز دفاع کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے کسی بھائی کی آبرو کا دفاع کرے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو ہٹا دیں گے۔" (بحوالہ ترمذی شریف)

اور اسی طرح یتیموں اور بیواؤں کی مدد بھی بہت فضیلت کا عمل ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان کے حالات درست کرنا بڑی بھلائی ہے اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر اشارہ فرمایا۔" (بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث میں کسی یتیم کی سرپرستی کی اتنی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس کی عظمت کا تصور بھی مشکل ہے۔ یعنی ایسا شخص جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریب ہوگا۔ اس انتہائی قرب کو ظاہر کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کا قرب ہوگا جیسا کہ شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ایک دوسرے سے قریب ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ یتیم کی سرپرستی کرنے والا خواہ اس کا کوئی رشتہ دار ہو مثلاً ماں، دادا، بھائی

وغیرہ یا رشتہ دار نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں اس اجر وثواب کا حق دار ہوگا۔ (ابن ماجہ، طبرانی)

اور بیوہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص کسی بیوہ یا کسی مسکین کے لیے کوشش کرے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل تہجد کی رات میں کھڑا ہوا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ نہ چھوڑتا ہو۔" (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مسلمانوں کا سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے حسن سلوک کیا جاتا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے بدسلوکی کی جاتی ہو۔" (ابن ماجہ)

قرآن وحدیث یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان ارشادات ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب ہے۔ لہٰذا جب کبھی کسی یتیم یا بیوہ کے ساتھ کسی بھلائی کا موقع ملے۔ اس کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے اور جس قسم کی بھلائی یا مدد کی توفیق ہو جائے، اسے غنیمت سمجھنا چاہیے، ان شاء اللہ ان فضائل میں سے حصہ ضرور ملے گا۔ بشرطیکہ نیت دکھاوے کی نہ ہو، نہ احسان جتانا پیش نظر ہو اور نہ اس میں کوئی ذاتی مقصد اور نفسانیت ہو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کام کیا جائے۔ جس کا ایک اثر یہ بھی ہونا چاہیے کہ اگر اس کی طرف سے کوئی شکریہ یا صلہ موصول نہ ہو تب بھی اس کام کو بے کار نہ سمجھے اور یہ سوچے کہ اجر اس سے نہیں، اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوگا۔

دوسروں کیلئے ایثار کرو اور تھوڑی سی قربانی بھی دو

اسلام کی تعلیم صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ بس دوسروں کے صرف واجب حقوق ادا کر دیئے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تعلیم اسلام نے دی ہے کہ دوسروں کے لیے ایثار کرو، تھوڑی سی قربانی بھی دو۔ یقین کریں کہ جب آپ دوسرے مسلمان بھائی کے لیے قربانی دیں گے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں جو

سکون، طمانیت اور راحت عطا فرمائیں گے، اس کے سامنے بینک بیلنس کی خوشی ہیچ ہے۔ چونکہ ہم نے ایثار اور قربانی پر عمل چھوڑ رکھا ہے اور ہماری زندگی میں اب ایثار کا کوئی خانہ ہی نہیں رہا کہ دوسروں کی خاطر تھوڑی سی تکلیف اٹھالیں، تھوڑی سی قربانی دیں، اس لیے اس قربانی کی لذت اور راحت کا ہمیں اندازہ ہی نہیں۔

سب سے افضل عمل.....دوسروں کی مدد کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "ای الاعمال خیر؟" یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں کون سے اعمال سب سے بہتر ہیں؟

جواب میں ارشاد فرمایا: "ایمان باللہ وجہاد فی سبیلہ" اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے اور دوسرے اس کے راستے میں جہاد کرنا ہے، یہ دونوں افضل الاعمال ہیں۔

پھر کسی نے دوسرا سوال کیا کہ "ای الرقاب افضل؟" یعنی کون سے غلام کی آزادی زیادہ افضل ہے؟

اس زمانے میں غلام اور باندیوں کو آزاد کرنے کی بہت فضیلت بیان فرمائی تھی تو کسی نے سوال کیا کہ غلام آزاد کرنا تو افضل ہے لیکن کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ افضل ہے اور زیادہ موجب ثواب ہے؟

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو غلام زیادہ قیمتی اور زیادہ نفیس ہے، اس کو آزاد کرنا زیادہ موجب اجر وثواب اور زیادہ افضل ہے۔

پھر کسی نے سوال کیا کہ حضور! یہ بتائیے کہ اگر ان میں سے کوئی عمل نہ کر سکوں۔ مثلاً کسی عذر کی بنا پر جہاد نہ کر سکوں، غلام آزاد کرنے کا عمل تو اس وقت کرے جب آدمی کے پاس غلام ہو یا غلام خریدنے کے پیسے ہوں لیکن میرے پاس تو غلام بھی نہیں اور پیسے بھی نہیں تو پھر میں کس طرح اجر وثواب زیادہ حاصل کروں؟

جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے اجر وثواب حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص ... حالت میں ہو تو تم اس کی مدد کرو۔

دوسروں کو تکلیف سے بچانا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ"

یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، زبان سے دوسرے کو تکلیف پہنچے، نہ ہاتھ سے دوسرے کو تکلیف پہنچے لیکن یہ ... حاصل ہوتی ہے جس کو اس کا اہتمام ہو اور جس کے دل میں یہ بات بھی ہوئی ہو کہ ... ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تین قسم کے جانور پیدا کیے ہیں۔ ایک قسم کے جانور وہ ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں، تکلیف نہیں پہنچاتے مثلاً گائے ہے، بھینس ہے، بکری ہے، تم ان کا دودھ استعمال کرتے ہو اور بعض ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھاتے ہو، گھوڑا ہے، گدھا ہے، تم ان پر سواری کرتے ہو۔ دوسری قسم کے جانور ایسے ہیں جو دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں جیسے سانپ، بچھو ہیں، درندے ہیں، یہ جانور انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں، فائدہ نہیں پہنچاتے۔ تیسری قسم کے جانور وہ ہیں جو نہ انسان کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور نہ ہی تکلیف دیتے ہیں۔ اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ انسانوں سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں: اے انسان! اگر تم ایسے جانور نہیں بن سکتے جو دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں تو کم از کم ایسے جانور بن جاؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ تکلیف دیتے ہیں۔ خدا کے لیے ایسے جانور مت بنو جو دوسروں کو تکلیف ہی پہنچاتے ہیں، فائدہ کچھ نہیں پہنچاتے یعنی کم از کم تم اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ کر لو اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا خلاصہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً خیر خواہ تھے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اظہار سے پہلے بھی محتاجوں کی مدد فرماتے تھے، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے تھے۔ چنانچہ جب غارِ حرا سے واپس تشریف لائے تو ... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ کو کیا Feel ہوتا ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے ... کہیں میری موت نہ آ جائے تو یہ سن کر انہوں نے کہا "کَلَّا وَاللّٰہِ! مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا" ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی بات کی Support میں دلائل دیے۔ فرمانے لگیں: "اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ" ترجمہ: "آپ رشتہ داروں سے رشتے جوڑتے ہیں، یعنی اچھی رشتہ داری کا تعلق نبھاتے ہیں" "وَتَحْمِلُ الْکَلَّ" "بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں" "وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ" "جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اس کو کما کر دیتے ہیں۔" "وَتَقْرِی الضَّیْفَ" مہمان نوازی کرتے ہیں "وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ" اور حق کے راستے میں آپ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ صفات نبی علیہ السلام کی اس وقت گنوائی گئیں جب ابھی وحی اتر رہی تھی۔ نبوت سے پہلے کی یہ کیفیت تھی۔ (صحیح بخاری، حدیث ۳)

معلوم ہوا کہ اللہ کے حبیب علیہ السلام شروع سے ہی یہ اخلاق حمیدہ دنیا میں لے کر آئے تھے، آپ جانتے تھے کہ زندگی کا مقصد کیا ہے۔ لہٰذا ابتدائے جوانی سے ہی آپ ان اصولوں کو شوق سے کرتے تھے۔ جب نبوت کا اظہار فرمایا پھر اس کے بعد تو نبی علیہ السلام نے دوسروں کی فائدہ رسانی کے متعلق ایسی ایسی باتیں کیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

خیر خواہی سے متعلق ایک اہم اصول

ایک اصول بتا دیا ہے کہ "اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ"

"تم زمین والوں پر رحم کرو گے تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔" یہ کتنا سادہ اصول ہے! کتنا خوبصورت اصول ہے! تو انسان کیا دینِ فطرت ہے ...

رحیم وکریم ہونا چاہیے۔ "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ"۔۔۔ "اللہ کے اخلاق سے مزین ہو جاؤ" کا یہی مطلب ہے۔ اللہ رحیم ہے، بندہ رحمت والی صفت اپنے اندر پیدا کرے۔ اللہ کریم ہیں، بندہ کرم والی صفت اپنے اندر پیدا کرے۔ یہ ہے انسانیت کی معراج۔

خدمت خلق کی اہمیت

تصوف تو سارا کا سارا خدمت خلق ہی کا دوسرا نام ہے۔ صرف تسبیح پھیر کر مصلے پر بیٹھنا اور اپنے آپ کو بزرگ سمجھ لینا، اس کا نام تصوف نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نے تسبیح و سجادہ و دلق نیست
طریقت بجز خدمت خلق نیست

تسبیح سے مراد تسبیح، سجادہ سے مراد مصلی اور دلق کہتے ہیں اس پوستین کو جو اوپر پہنی جاتی ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کا نام تصوف نہیں ہے۔ طریقت خدمت خلق کے سوا اور دوسری کوئی چیز نہیں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی خیر خواہی

سیدنا موسیٰ علیہ السلام وطن سے پردیس میں گئے تھے اور دل پر ایک خوف بھی تھا "خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ" پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے کہ مجھے پکڑنے کے لیے کوئی آ تو نہیں رہا کیونکہ آنے والے نے بتایا تھا کہ یہ آپ کو پھانسی دینا چاہتے ہیں اور دعا بھی مانگ رہے تھے:

"رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" (القصص: ۲۱)

"اے اللہ! مجھے ظالم قوم سے نجات دے دیجیے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کو مدین کے راستے پر ڈال دیا، چل پڑے، بھوک بھی لگی ہوئی ہے، تھکے ہوئے بھی ہیں، نہ گھر ہے نہ در ہے۔ کوئی یار نہیں کہ یاری کریں، کوئی دوست نہیں کہ اس کے ساتھ دل کی بات کا اظہار کریں، اکیلے ہیں۔ ایک جگہ کنواں تھا، اس کے قریب درخت کے سائے کے نیچے جا بیٹھے اور یہ دعا مانگی:

"رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ" (القصص: ۲۴)

"اے پروردگار عالم! جو نعمت آپ مجھے عطا فرمائیں میں اس کا محتاج ہوں۔"

کچھ دیر بعد کچھ لوگ آئے جنہوں نے پانی پلانا تھا۔ اپنی بکریوں کو پانی پلا کر وہ کنویں کے منہ پر بھاری پتھر رکھ کر چلے گئے۔ دو لڑکیاں قریب بیٹھی تھیں، ان کے پاس بھی بکریاں تھیں، وہ بچا کچا پانی پلانے لگیں تو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کو ضرورت ہے اور یہ بچیاں خود اتنی طاقت والی نہیں کہ چٹان ہٹا سکیں۔ مجھے ان کی مدد کرنی چاہیے۔ یہ ہے انسانیت کہ کہیں نظر پڑے کہ یہاں میرے ذریعے سے ان کی ضرورت پوری ہو جائے گی، ان کو [illegible] مل جائے گا، ان کی مشقت ٹل جائے گی، وہاں انسان اپنے آپ کو پیش کرے۔

چنانچہ تشریف لائے اور پوچھا کہ کیوں پانی نہیں پلا رہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو کمزور ہیں، والد ضعیف ہیں، جو بچا کچا ہوتا ہے وہ پلاتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چٹان کو ہٹایا اور بکریوں کو پانی پلا دیا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ بچیاں گھر گئیں۔ شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں، انہوں نے والد کو بتایا تو والد نے کہا کہ جاؤ! ان کو بلاؤ۔ یوں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے گھر بھی دیا اور گھر والی بھی دے دی اور رشتہ دار بھی دے دیے۔ وجہ کیا بنی تھی؟ خدمت بنی تھی۔

پھر شعیب علیہ السلام کی صحبت جو ملی اس نے "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" بنا دیا۔ اس نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ چنانچہ جب اہلیہ کو لے کر نکلے، سردی کا موسم ہے اور اہلیہ امید سے بھی ہیں۔ اب ایسے میں تو انسان خود سردی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے مگر انہوں نے feel کیا کہ میری بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں، ان کو مدد کی ضرورت ہے اور ضرورت میں نے ہی پوری کرنی ہے۔ اس کو بٹھایا اور کہا کہ مجھے کچھ دور آگ نظر آ رہی ہے، میں تمہارے لیے کچھ انگارے لے آتا ہوں۔ تمہیں گرمی ملے گی اور تمہاری تکلیف کم ہو جائے گی۔ وہ اپنی طرف سے آگ لینے گئے تھے، اللہ رب العزت نے ان کو پیغمبری عطا فرما دی۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

اس کے پیچھے کوئی اور عبادت نہیں تھی کہ نفلیں پڑھ رہے تھے یا ذکر کر رہے تھے، دونوں

واقعات میں خدمت ہی پیچھے ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مؤمن حقیقت میں دوسروں کو چاہ کر
سے فائدہ پہنچانے والا بندہ ہوتا ہے۔

ایک اہم حدیث

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا
نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ"
"جو بندہ کسی مسلمان سے دُنیا کی کسی مصیبت کو ہٹائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے
اس بندے سے قیامت کے دن کے غموں کو دور فرما دیں گے۔"

یہ directly propotional ہے کہ جس نے دُنیا میں کسی مؤمن کے غم کو
دور کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن اس کے غموں کو دور فرما دیں گے۔ اس
حدیث میں چار باتیں بیان ہوئیں، چاروں پر دھیان دینے کی ضرورت ہے جو مؤمن کے غم
کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے غم کو قیامت کے دن دور کریں گے۔

"وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"
"جو مشکل میں گرفتار ہو، تنگی کے حالات میں ہو، اس کے لیے جس نے آسانی
کر دی، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دُنیا اور آخرت کی تنگی کو آسان فرما دیں گے۔"

کبھی ہوتا ہے کہ کوئی بندہ مشکل حالات میں پھنس جاتا ہے۔ ایسے میں اس کی مدد
کر دینا، اس کو مشورہ دے دینا، Moral Support دے دینا، کوئی ایسا کام کر دینا
جس کی وجہ سے تنگی کے حال میں سے وہ نکل جائے،

فرمایا: جو مؤمن کو تنگی میں سے نکالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لیے تنگی
سے آسانی پیدا فرما دیں گے۔ تیسری بات فرمائی:

"وَمَنْ سَتَرَ عَلٰى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"
"جو شخص کسی مسلمان کی دُنیا میں ستر پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں اس
کی ستر پوشی فرمائیں گے۔"

عیب کو آخرت کا وعدہ نہیں کیا، دُنیا میں بھی ستر پوشی کریں گے اور آخرت میں بھی ستر
پوشی فرمائیں گے، اور چوتھی بات تو بڑی عجیب ہے:
"وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ"
"اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد
میں لگا رہتا ہے۔" (ترمذی، حدیث: ۱۹۳۰، باب ما جاء فی الستر علی المسلم)

چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ"......
"مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔"......"لَا يَظْلِمُهُ"
"وہ اس پر ظلم نہیں کرتا ہے۔" "وَلَا يُسْلِمُهُ" "اور نہ اس کو کسی کے حوالے کرتا
ہے۔" "وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ"
"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس
کی حاجت پوری کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔"
"وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ"
"اور جو کسی مسلمان کی تنگی کو آسان بنا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی
تنگی کو آسانی میں تبدیل کر دیں گے۔" (صحیح بخاری، حدیث: ۲۴۴۲، باب لا یظلم المسلم)

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

شریعت میں ایک اُصول ہے، اس کو کہتے ہیں: "اَلْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ" جیسا
عمل ویسی جزا، یعنی ادلے کا بدلا اور اس کو کہتے ہیں: "جیسی کرنی ویسی بھرنی" یہ شریعت کا
ایک بڑا ہی خوبصورت اُصول ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:
"إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ" (صحیح بخاری، حدیث: ۱۲۸۴)
"جو رحم کرنے والے بندے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے
ان پر رحم فرماتا ہے۔"
"اور جو بندہ کسی پیاسے کو دُنیا میں پانی پلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن رحیق

محروم میں سے پلائیں گے۔"

"وَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ"

"اور جو بندہ کسی ننگے جسم والے کو کپڑے پہناتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کے کپڑے عطا فرمائیں گے۔" (ترمذی، حدیث: ۲۴۴۹، کتاب صفۃ القیامۃ)

سبحان اللہ! کیا عجیب Concept دیا ہے..... ان احادیث کو پڑھ کر کوئی بندہ inconsiderate نہیں رہ سکتا۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ لاپروائی کرے، بے حس بن کر رہے۔ کیسے ہو سکتا ہے؟ دنیا میں اگر بے حس بنے گا تو پھر قیامت کے دن ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی Cold سا معاملہ فرمائیں گے کہ تو دوسروں کا احساس نہیں کرتا تھا، ہم تیرا احساس کیسے کریں.....؟

ضرورت کے لیے تیاری

ہماری ضرورت کا وقت کب ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْرٰى مَا كَانُوْا قَطُّ"..... "قیامت کے دن تمام انسان ننگے کھڑے کیے جائیں گے۔"..... کوئی مستثنیٰ نہیں ہے، سارے ننگے ہوں گے۔

"وَأَجْوَعَ مَا كَانُوْا قَطُّ"..... "اور سارے کے سارے بھوک کی حالت میں کھڑے ہوں گے۔"..... "وَأَظْمَأَ مَا كَانُوْا قَطُّ"..... "اور سارے کے سارے پیاس کی حالت میں ہوں گے۔"

"وَأَنْصَبَ مَا كَانُوْا قَطُّ" "اور سارے کے سارے دھوپ میں کھڑے ہوں گے۔"

وہ ایسا دن ہوگا کہ سورج نہایت قریب ہوگا۔ اتنا پسینہ ہوگا کہ کھڑا ہونا مشکل ہوگا، بھوک بھی ہوگی، پیاس بھی ہوگی، جسم بھی ننگا ہوگا۔

فرمایا: "فَمَنْ كَسَا لِلّٰهِ كَسَاهُ اللّٰهُ" "جس نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے لیے کپڑے پہنائے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کو اس دن کپڑے پہنائے گا۔"

"وَمَنْ أَطْعَمَ لِلّٰهِ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ" "جس نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا

کھلایا اللہ رب العزت اس دن اس کو کھانا کھلائے گا۔"

"وَمَنْ سَقٰى لِلّٰهِ سَقَاهُ اللّٰهُ" "اور جس نے دنیا میں کسی کو اللہ کے لیے پانی پلایا، اللہ تعالیٰ اس دن اس کو پانی پلائیں گے۔"

"وَمَنْ عَمِلَ لِلّٰهِ أَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى"..... "اور جس نے دنیا میں اللہ کے لیے عمل کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو غنی فرما دیں گے۔"

"وَمَنْ عَفَا لِلّٰهِ أَعْفَاهُ اللّٰهُ" "جس نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کیلئے معاف کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو معاف فرما دیں گے"

(اصطناع المعروف، ص: ۱۲۰، جامع العلوم والحکم: ۱/۳۳۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُشْرِفُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَهْلِ النَّارِ"

"قیامت کے دن ایک جنتی بندہ جہنمیوں کی طرف جھانکے گا۔"

یہ جنت میں ہوگا مگر جنت اور جہنم کے درمیان جو دیوار ہوگی اس کو اللہ تعالیٰ Transparent کر دیں گے تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ جب یہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے:

"فَيُنَادِيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ"..... "جہنمی لوگوں میں سے ایک بندہ پکارے گا۔"

"يَا فُلَانُ! هَلْ تَعْرِفُنِيْ؟" "اے فلاں! تو مجھے پہچانتا ہے؟" "فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ! مَا أَعْرِفُكَ، مَنْ أَنْتَ؟" "وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، تو کون ہے؟"

"فَيَقُوْلُ: أَنَا الَّذِيْ مَرَرْتَ بِيْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا فَاسْتَسْقَيْتَنِيْ شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ فَسَقَيْتُكَ"......

"وہ کہے گا: میں وہ ہوں کہ تم دنیا میں میرے گھر کے قریب سے گزرے تھے اور تم نے مجھ سے پانی طلب کیا تھا اور میں نے تمہیں پانی کا ایک پیالہ پلایا تھا (تجھے یاد آیا؟)"

"قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ"..... "کہے گا: ہاں! میں نے پہچان لیا (تو نے مجھے پانی کا پیالہ پلایا تھا)۔"..... "قَالَ: فَاشْفَعْ لِيْ بِهَا عِنْدَ رَبِّكَ"

مختوم میں سے پلائیں گے۔"

"وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَسَا مُؤْمِنًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ"

"اور جو بندہ کسی ننگے جسم والے کو کپڑے پہناتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کے کپڑے عطا فرمائیں گے۔" (ترمذی، حدیث: ۲۴۴۹، کتاب صفۃ القیامۃ)

سبحان اللہ! کیا عجیب Concept دیا ہے..... ان احادیث کو پڑھ کر کوئی بندہ inconsiderate نہیں رہ سکتا۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ لاپرواہی کرے، بے حس بن کر رہے۔ کیسے ہو سکتا ہے؟ دنیا میں اگر بے حس بنے گا تو قیامت کے دن ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی Cold معاملہ فرمائیں گے کہ تو دوسروں کا احساس نہیں کرتا تھا، ہم تیرا احساس کیسے کریں.....؟

ضرورت کے لیے تیاری

ہماری ضرورت کا وقت کب ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَعْرٰی مَا کَانُوْا قَطُّ"..... "قیامت کے دن تمام انسان ننگے کھڑے کیے جائیں گے۔"..... کوئی مستثنیٰ نہیں ہے، سارے ننگے ہوں گے۔

"وَاَجْوَعَ مَا کَانُوْا قَطُّ"..... "اور سارے کے سارے بھوک کی حالت میں کھڑے ہوں گے۔"..... "وَاَظْمَاَ مَا کَانُوْا قَطُّ"..... "اور سارے کے سارے پیاس کی حالت میں ہوں گے۔"

"وَاَنْصَبَ مَا کَانُوْا قَطُّ" "اور سارے کے سارے دھوپ میں کھڑے ہوں گے۔"

وہ ایسا دن ہوگا کہ سورج نہایت قریب ہوگا۔ اتنا پسینہ ہوگا کہ کھڑا ہونا مشکل ہوگا، بھوک بھی ہوگی، پیاس بھی ہوگی، جسم بھی ننگا ہوگا۔

فرمایا: "فَمَنْ کَسَا لِلّٰهِ کَسَاهُ اللّٰهُ" "جس نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے لیے کپڑے پہنائے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کو اس دن کپڑے پہنائے گا۔"

"وَمَنْ اَطْعَمَ لِلّٰهِ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ" "جس نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا

کھلایا ہوگا، اللہ رب العزت اس دن اس کو کھانا کھلائے گا۔"

"وَمَنْ سَقٰی لِلّٰهِ سَقَاهُ اللّٰهُ" "اور جس نے دنیا میں کسی کو اللہ کے لیے پانی پلایا ہوگا اللہ تعالیٰ اس دن اس کو پانی پلائیں گے۔"

"وَمَنْ عَمِلَ لِلّٰهِ اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی"..... "اور جس نے دنیا میں اللہ کے لیے عمل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ اس دن اس کو غنی فرما دیں گے۔"

"وَمَنْ عَفٰی لِلّٰهِ اَعْفَاهُ اللّٰهُ" "جس نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کیلئے معاف کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو معاف فرما دیں گے"

(اصطناع المعروف، ص: ۱۲۰، جامع العلوم والحکم: ۱/ ۳۳۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّۃِ یُشْرِفُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی اَهْلِ النَّارِ" "قیامت کے دن ایک جنتی بندہ جہنمیوں کی طرف جھانکے گا۔"

یہ جنت میں ہوگا مگر جنت اور جہنم کے درمیان جو دیوار ہوگی اس کو اللہ تعالیٰ Transparent کر دیں گے تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ جب یہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے:

"فَیُنَادِیْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ النَّارِ"..... "جہنمی لوگوں میں سے ایک بندہ پکارے گا۔"

"یَا فُلَانُ! هَلْ تَعْرِفُنِیْ؟" "اے فلاں! تو مجھے پہچانتا ہے؟" "فَیَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُکَ، مَنْ اَنْتَ؟" "وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تو کون ہے؟"

"فَیَقُوْلُ: اَنَا الَّذِیْ مَرَرْتَ بِیْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا فَاسْتَسْقَیْتَنِیْ شَرْبَۃً مِنْ مَاءٍ فَسَقَیْتُکَ"......

"وہ کہے گا: میں وہ ہوں کہ تم دنیا میں میرے گھر کے قریب سے گزرے تھے اور تم نے مجھ سے پانی طلب کیا تھا اور میں نے تمہیں پانی کا ایک پیالہ پلایا تھا (تجھے یاد آیا؟)"

"قَالَ: قَدْ عَرَفْتُکَ"..... "کہے گا: ہاں! میں نے پہچان لیا (تو نے مجھے پانی کا پیالہ پلایا تھا)۔"..... "قَالَ: فَاشْفَعْ لِیْ بِهَا عِنْدَ رَبِّکَ"

"اچھا پھر اس کے بدلے اللہ کے ہاں میری شفاعت کر دیجئے۔"

"فَيُشَفِّعُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَيَقُوْلُ: شَفِّعْنِيْ فِيْهِ" "وہ جنتی آدمی اللہ سے اس بندے کی شفاعت کریگا۔" "فَيَأْمُرُ بِهِ فَيُخْرِجُهُ مِنَ النَّارِ" (ابن ماجہ)

"اس کی شفاعت پر جہنمی کو جہنم سے نکال کر اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دیں گے۔"

اس جہنمی کا کون سا عمل ہوگا؟ اس نے ایک جنتی کو ایک پیالہ پانی پلایا تھا، اگر ایک پیالہ پانی پلانے پر جنت ملے گی تو جو اپنے بچوں کو پانی پلائے گا، گھر والوں کو، ماں باپ، عزیز رشتہ دار، غریب لوگ، دوست احباب کے کھانے پینے کا بندوبست کرے گا، قیامت کے دن یہ جہنم میں کیسے رہ سکے گا؟

خدمت خلق بڑی عبادت ہے

دوسرے کی خدمت کرنا، دوسرے کے کام آنا بڑی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ کچھ لوگوں نے روزے رکھے ہوئے تھے، وہ زیادہ تھے، کچھ لوگ تھے جنہوں نے intentionally روزہ نہیں رکھا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ نفلی روزہ ہے، سفر ہے، گرمی ہے۔ روزہ داروں کو مشقت ہوگی اور ان کو خدمت کی ضرورت ہوگی، اس لیے ہم ان کی خدمت کریں گے۔ ایسا ہی ہوا کہ جب منزل پر پہنچے تو روزہ دار تو نڈھال تھے، وہ جا کر لیٹ گئے، بھوکے پیاسے تھے۔ جن کا روزہ نہیں تھا، انہوں نے فوراً خیمے لگائے، سامان ٹھیک کیا اور ان کو اچھی جگہ پر لٹایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج کے دن افطار کرنے والے روزہ والوں سے زیادہ اجر لے گئے۔" (صحیح بخاری، حدیث: ۲۸۹۰)

روزے والوں کو اجر نہیں ملا، افطار والوں کو زیادہ اجر ملا کیونکہ انہوں نے دوسروں کی خدمت کی۔ چنانچہ ایک صاحب سفر میں ہر وقت نماز میں، تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی عبادت پر بڑے حیران تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے حبیب! فلاں شخص کو دیکھا ہے کہ وہ ہر وقت نماز میں

وقت میں، عبادت میں مشغول رہتا ہے، اس کو کوئی اور کام ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے کام کون کرتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ حضرت! اس کے دو بیٹے ہیں، وہ اس کی خدمت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بیٹوں کو اس سے زیادہ اجر ملے گا۔ تو یہ احادیث بتلا رہی ہیں کہ دوسروں کے کام آنا، خدمت کرنا، یہ نیکیوں میں سے ایک بڑی نیکی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی کی مثالیں

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لیے کنویں پر تشریف لے گئے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے۔ اب وہاں پر غسل کے لیے پردہ کرنے کی ضرورت تھی تو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چادر تھی، انہوں نے چادر پھیلا دی اور چادر کی اوٹ میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرما لیا۔ جب غسل کر چکے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حذیفہ! تم بھی غسل کر لو۔ تو وہ سوچنے لگے کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چادر لے لی اور پھیلا کر کھڑے ہو گئے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہو گئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ چادر پھیلائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے ساتھ تم نے ایسا معاملہ کیا تو تمہارے ساتھ ایسا معاملہ کرنے میں مجھے کیا رکاوٹ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زبردستی کہا کہ غسل کر لو، میں پردہ کر کے کھڑا ہوں گا۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے پردہ کیا اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل فرما لیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مسواکیں بنائیں۔ ایک ذرا بالکل سیدھی اور خوبصورت تھی اور دوسری ذرا ٹیڑھی سی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مسواکیں بنا لیں تو جو سیدھی مسواک تھی

وہ اپنے ساتھی کو دے دی اور جو ٹیڑھی تھی وہ خود رکھ لی۔

اس نے کہا: اے اللہ کے حبیب! میرا دل چاہتا ہے کہ سیدھی مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ سیدھی مسواک تم استعمال کرو۔ (احیاء علوم الدین: ۳/ ۵۰۵)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو پانی کی تنگی تھی۔ دور ایک کنواں تھا، وہ بھی ایک یہودی کا، ادھر سے پانی بھر کر لانا پڑتا تھا اور کنویں کا مالک پیسے بھی بہت لیتا تھا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کو پانی کی ضرورت ہے تو کوئی انتظام کرنا چاہیے۔ اس یہودی کے پاس گئے اور کہا کہ اگر آپ نے کنواں بیچنا ہے تو میں اس کو خرید لیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ نہیں! میں نے نہیں بیچنا، اسی سے تو میری کمائی ہے۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیشکش کی کہ میں تمہیں منہ مانگی رقم دے دوں گا۔ اس یہودی نے پھر بھی انکار کر دیا کہ یہ میرا ذریعہ معاش ہے، میں اس کو نہیں بیچتا۔ اب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تاجر تھے۔ پھر انہوں نے تجارت کا Trick لگایا۔ اس کو کہا کہ دیکھو! میں تم کو مشورہ دیتا ہوں، پیسے بھی پورے لے لو اور کنواں آدھا بیچ دو۔ آدھا تمہارا ہے، اور آدھا میرا، پیسے پورے لے لو۔ اب وہ پھنس گیا۔ کہنے لگا: ٹھیک ہے، میں پیسے پورے لوں گا مگر آدھا حق تمہارا آدھا حق میرا۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری Payment کر دی اور آدھے کنویں کا سودا کر لیا۔

اب آپس میں بیٹھ کر Negotiation ہوئی کہ آدھے آدھے کا فیصلہ کیسے کریں۔ فرمایا کہ ایک دن تم پانی نکال لیا کرنا اور ایک دن میں پانی نکال لیا کروں گا۔ اس نے کہا: یہ بھی ٹھیک ہے۔ چنانچہ جب اس کی باری کا دن ہوتا تو وہ اپنا پانی بیچتا تھا۔ جب تھوڑے دن بعد بات پکی ہو گئی تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب میری باری کا دن ہو گا تو پانی مفت ملے گا۔ اب جب مفت کا پانی ایک دن ملے تو ایک دن انتظار کرتا کون

[illegible] ہو گئی، سارے لوگ ایک دن انتظار کرتے اور اگلے دن پانی بھرتے۔ اب اس [illegible] کوئی نہیں آتا تھا۔ ایک دو مہینے اس نے انتظار کیا، پھر آ کر کہنے لگا کہ باقی آدھا بھی خرید لیں۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقی آدھے کی بھی قیمت ادا کر کے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ اس کو میں نے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یوں وہ آخرت کی تیاری کیا کرتے تھے۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مرتبہ تجارت کا مال آیا، کئی سو سامان سے لدے ہوئے اونٹ تھے جو شام سے آئے تھے اور عجیب بات کہ جب وہ سامان آیا تو مدینہ میں اس کی بہت ضرورت تھی۔ یوں سمجھئے کہ جیسے ہم گندم، چاول دور سے منگواتے ہیں اور ان کی کبھی Shortage ہوتی ہے تو جیسے ہی اس قافلے کے آنے کی خبر پہنچی تو یہودی لوگ جو کہ تاجر تھے۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گئے اور کہا کہ آپ نے یہ جو لوگوں کا مال منگوایا ہے، آپ اس کو ہمارے ہاتھ بیچ دیں، ہم پرچون میں بیچتے رہیں گے۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کتنا نفع دو گے؟

کہنے لگے کہ ہم دوگنے پرافٹ پر لے لیتے ہیں، یعنی اگر آپ نے سو کا لیا تو ہم دو سو کا خرید لیتے ہیں۔ فرمانے لگے: نہیں! پرافٹ تھوڑا ہے۔ ایک نے کہا: اچھا ہم سو کا مال تین سو میں خرید لیتے ہیں۔ کہا: تھوڑا ہے۔ ایک نے کہا: چار سو۔ انکار کیا، فرمایا: ایک ایسا گاہک بھی ہے جو مجھے اس سے زیادہ ریٹ دیتا ہے۔ ایک بندے نے پانچ گنا پرائز کی آفر کی۔ فرمایا: نہیں، یہ تھوڑی قیمت ہے، مجھے اس سے زیادہ پرافٹ ملتا ہے۔ حیران ہو گئے تو یہودی نے پوچھا کہ کون گاہک ہے جو تمہیں اتنا دیتا ہے؟ فرمایا کہ میرے پاس ایک گاہک ہے جو کم از کم ستر گنا قیمت دیتا ہے۔ پوچھا: وہ کون؟ فرمایا کہ وہ میرا پروردگار ہے جس نے وعدہ کیا کہ تم میرے راستے میں خرچ کرو گے تو میں تمہیں اس کے بدلے ستر واپس کروں گا۔ چنانچہ پورا کا پورا قافلہ، جتنے بھی اونٹ تھے، وہ سارے انہوں نے مسلمانوں کے اندر مفت تقسیم کروا دیے۔

اللہ سے ڈیل کی، اللہ سے سودا کیا۔ ہم لوگوں سے تو ڈیل کرتے ہیں، کبھی اللہ سے بھی ڈیل کی؟ تو سودا کیا کریں کہ اللہ! میں آپ سے یہ ڈیل کر رہا ہوں، پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ اس ڈیل کو کس طرح نبھاتے ہیں اور اس کا بدلہ کیسے دیتے ہیں.....!

دوسروں کی مدد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش

ایک بہت پیاری حدیث پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص دوسروں کی ضرورت میں کام آتا ہوگا میں قیامت کے دن میزان کے پاس کھڑا رہوں گا۔ جب اس کا حساب ہونے لگے گا تو میں قیامت کے دن میزان کے پاس رہوں گا، اگر اس کی نیکیاں بھاری ہوگئیں تو بہت اچھا، اگر نہ ہوں گی تو میں شفاعت کروں گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرما دیں گے۔"

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی حاجت کو پورا کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ یہ وہ دن ہوگا جب کہنے والے کہیں گے: "اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں شفاعت کے لیے کھڑا رہوں گا۔ دیکھوں گا، اگر Through ہو جاتا ہے تو بہت اچھا اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں اس کی شفاعت کر کے اس کو پار لگا دوں گا۔" (اشعراء: ۱۰۰)

❀ ❀ ❀

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ضعیفہ کی خدمت اور اس کا قبول اسلام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل جہان کیلئے رحمت بن کر مبعوث ہوئے آپ کی رحمت سے بڑوں نے حصہ پایا اور آپ کی یہی رحمت اور مخلوق خدا کی خدمت نے بڑے بڑے منکرین کی گردنوں کو آپ کے سامنے جھکا دیا۔ اسوہ حسنہ میں سے ایک واقعہ کسی صاحب دل شاعر نے منظوم کیا ہے، جو خدمت خلق کے جذبہ کو متحرک کرنے کا ذریعہ ہے۔ پڑھئے اور سر دھنئے۔

سنا ہے اک ضعیفہ تھی جو مکہ میں رہتی تھی	وہ ان باتوں کو سنتی تھی مگر خاموش رہتی تھی
"سنی تھی کہ محمدؐ ہے کوئی ہاشم گھرانے میں	وہ کہتا ہے خدا بس ایک ہے سارے زمانے میں
"سنی تھی کہ وہ ہبل و لات کی تذلیل کرتا ہے	وہ اپنے حق کے فرمانے کی یوں تعمیل کرتا ہے
"سنی تھی کہ جو اس کے ساتھ ہے وہ ہے غلام اسکا	مسلماں ہو ہی جاتا ہے جو سنتا ہے کلام اس کا
کہا ہے وہ ضعیفہ ایک دن کعبہ میں جا پہنچی	ہبل کے پاؤں پر سر رکھ کر یہ اس نے دعا مانگی
میں تجھ کو پوجتی ہوں اور خدا بھی تجھ کو کہتی ہوں	بڑا افسوس ہے جو آج کل میں رنج سہتی ہوں
"محمدؐ یہ ہے کوئی ہاشمی گھرانے میں	جو کہتا ہے خدا بس ایک ہے سارے زمانے میں
مٹا دے اس کی ہستی کو نہ لے پھر کوئی نام اسکا	جگر چھلنی ہوا جاتا ہے سن سن کر کلام اس کا
دعا کر کے ابھی سجدے سے وہ اپنے گھر آئی	سمجھتی تھی یہ دل میں اب میری امید بر آئی
ضعیفہ کو خوشی تھی اب ہبل بجلی گرا دے گا	محمدؐ تو محمد ساتھیوں کو بھی مٹا دے گا
مگر کچھ دن گزرنے پر نہ جب امید بر آئی	دعا کر کے وہ ہبل سے اپنے گھر آئی
غرض ترکیب اس نے خود ہی سوچ لی گھر آ کر	کہ چھوڑ دوں گی یہ بستی اور رہوں گی کہیں اور جا کر
غرض اک دن صبح کو اس نے اپنی ایک گٹھڑی لی	نکل کر گھر سے اپنے اور دروازے پر آ بیٹھی
ضعیفہ سوچتی تھی کہ اب کوئی مزدور ملتا ہے	اسے کیا خبر تھی کہ اک خدا کا نور ملتا ہے
نماز صبح کا کر کے ادا چلے سرکار دو عالمؐ	آتے تھے وہ کعبہ کی طرف رحمت دو عالمؐ
جلو میں آپ کے شمس و قمر معلوم ہوتے تھے	ہر تسلیم سجدہ میں شجر معلوم ہوتے تھے

ضعیفہ منتظر مزدور کے بیٹھی تھی گھبرائی	دیکھا کر سامنے سے اک جوان صورت نورانی
ضعیفہ نے کہا بتا بیٹا کیا نام ہے تیرا	کہا مزدور ہوں اماں بتا کیا کام ہے تیرا
کہا مزدور ہے اگر تو چل گٹھڑی میری لے کر	میں خوش کر دوں گی اے مزدور مزدوری تیری بڑھ کر
یہ سن کر آپؐ نے گٹھڑی اٹھا کر اپنے سر پر لی	کہ ضعیفوں کی مدد کرنا یہ عادت تھی پیغمبر کی
غرض گٹھڑی کو لے کر منزل مقصود پر آئی	کہا دل سے کہ اے دل اب تیری امید بر آئی
کہا بیٹا جو دل میں تھی تمنا ہو گئی پوری	محمدؐ تو محمدؐ ساتھیوں سے بھی ہو گئی دوری
لگی دینے جو مزدوری ضعیفہ آپ کو اس دم	تو فرمانے لگے اس دم حضورؐ سرور عالم
یہ کوئی کام ہے اماں کہ لوں اب جسکی مزدوری	کوئی گر اور خدمت ہو تو میں وہ بھی کروں اماں جی
یہ فرماتے ہوئے جب آپؐ نے چلنے کی کی تیاری	ضعیفہ سے اجازت چاہتے تھے رحمت باری
ضعیفہ نے کہا ذرا ٹھہرو چلے جانا	مجھے اک بات کہنی ہے ذرا سن کر چلے جانا
یقیں جانو اب مکہ میں جھگڑا ہونے والا ہے	میں سمجھاتی ہوں تجھے اس لیے کہ تو بھولا بھالا ہے
وہ مکہ میں قبیلہ ہاشمی کے لقب والے	بیٹا جو سردار ہیں عبدالمطلب والے
انہی میں اک جوان ہے جو سنا جاتا ہے کہ ساحر ہے	کہ اس فن میں مگر بیٹا وہ خوب ماہر ہے
وہ سر ہوتا ہے جسکے وہ تم الفت کھو کے رہتا ہے	جو سنتا ہے کلام اسکا وہ اس کا ہو کے رہتا ہے
ہمیشہ بچ کے چلنا جو کوئی لے نام اس کا	نصیحت ہے میری کہ نہ سننا تو کلام اس کا
نبیؐ بڑھیا کے دل میں اور وحدت بھرنے والے تھے	نصیحت سنتے تھے جو خود نصیحت کرنے والے تھے
ضعیفہ نے کہا بیٹا بھلا کیا نام ہے تیرا	آغاز ہے کیا اور کیا انجام ہے تیرا
کہا حضرتؐ نے بڑھیا سے کہ میں تجھے کیا نام بتلاؤں	کیا آغاز بتاؤں میں کیا انجام بتاؤں
میں بندہ ہوں خدا کا اور مجسم نور کی ضد ہوں	کہا گردن جھکا کر آپؐ نے میں ہی محمدؐ ہوں
میں ہوں معصوم دنیا میں دشمن میرا زمانہ ہے	خدا واحد ہے عالم میں مجھے بس یہ بتانا ہے
یہ سنتا تھا کہ بس آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری	نبیؐ کے عشق کی اک چوٹ سی دل پر لگی کاری
ضعیفہ نے کہا بیٹا کرو مشکل میری آساں	میں اس جیت کے صدقے میں ایسی ہار پہ قرباں
ہوا پھر حال اس پر ایسے جو فضل ایزد باری	ضعیفہ کی زباں سے خود بخود کلمہ ہوا جاری

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت کے سامان کو اٹھا کر پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے اس بڑھیا کو ہدایت کی نعمت عطا فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتے ہیں۔" (صحیح بخاری، حدیث ۲۴۴۲، باب لا یظلم المسلم) یعنی جو بھائی کا کام کرتا ہے اللہ اس کے کام سنوارتے ہیں، جو بھائی کو خوشی پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خوشی پہنچاتے ہیں۔

بہترین ساتھی کون؟

چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے ہاں بہتر ساتھی وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہوتا ہے۔" (صحیح ابن حبان، حدیث: ۵۱۹)

تو ہمیں اپنے ساتھی کے لیے بہتر بننا چاہیے کہ اس کو مقدم کریں۔ اس کو راحت پہنچائیں، اس کا دل خوش کریں۔ اس کے دل کے خوش کرنے پر گویا ہمیں اللہ رب العزت کی خوشی نصیب ہوگی۔

ساتھیوں کی خدمت

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت کے ارادے سے ان کی صحبت اختیار کی لیکن وہ میری خدمت کرتے تھے۔" (مکارم الاخلاق، لابن ابی الدنیا، ص: ۱۰۰)

حالانکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما استاد تھے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد تھے تو استاد اپنے شاگرد کا اتنا خیال کرتے تھے کہ گویا وہ ان کے خادم ہیں۔

ہر حال میں ساتھ دینا

چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے پوچھا: "مَا الْكَرَمُ؟" کرم کیا ہے؟

فَقَالَ: صِدْقُ الْإِخَاءِ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ" (مکارم الاخلاق)
"کہا: دوستی میں سچا ہونا تنگی ہو یا آسانی ہو۔"

اور آج کل تو اچھا حال آئے تو سب ساتھی ہیں اور ذرا برا وقت آئے تو کہتے ہیں ہے کہ میں تو تنہا ہی تھا، میرے ساتھ کوئی نہ تھا۔ دین اسلام نے ایسا نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تم خوشی کے ساتھی تھے، اس طرح تم غم کے بھی ساتھی ہو۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ کتابوں میں لکھا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوست کا کتنا خیال کرتے تھے۔ ابو علی الرباطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک دفعہ عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں دیہات کا سفر کیا۔"

انہوں نے پوچھا کہ سفر کے امیر تم بنو گے یا میں؟ شریعت کہتی ہے کہ دو بندے بھی سفر کریں تو وہ ایک کو امیر بنا لیں تاکہ سفر آسان ہو جائے۔

"میں نے کہا: نہیں، آپ امیر ہیں۔" انہوں نے کہا کہ پھر تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔" اب انہوں نے ایک برتن لیا، اس میں زادِ راہ وغیرہ ڈالا اور اپنی کمر پر رکھ لیا۔" جب میں نے کہا کہ یہ مجھے دے دیں۔ فرمانے لگے: کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ آپ امیر ہیں؟

اب آپ کو میری بات ماننی پڑے گی۔ ایک رات بارش آگئی۔ (انہوں نے مجھے بٹھا دیا) اور اپنے کندھے کی چادر لی اور اسے پھیلا کر ساری رات کھڑے رہے اور میں چادر کے نیچے بیٹھا رہا، وہ (یوں) مجھ سے بارش کو روکتے رہے۔ اور میرا یہ حال تھا کہ میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا: "کاش میں مر جاتا! اور میں نے یہ نہ کہا ہوتا کہ آپ میرے امیر ہیں۔" (احیاء علوم الدین: ۳/۲۷)

ساتھیوں کی مدد کرنا صدقہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بندے کے جسم پر ہر جوڑ کے بدلے

صدقہ ہے۔ کسی کا سامان اٹھانا صدقہ ہے۔ سواری پر سوار ہونے میں کسی کی مدد کرنا صدقہ ہے اور کسی کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔ ساتھی کی خدمت کرنا بھی صدقہ ہے۔ (فی انواع الصدقۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نکلا اور اس کو پہنچ گیا، یہ اس کے لیے دس سال کے نفلی اعتکاف سے بہتر ہے۔" (شعب الایمان، حدیث: ۳۶۷۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال خلق مبارک

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ گرمی کا موسم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہانے کے لیے کنویں پر تشریف لے گئے۔ گو قریب کوئی نہیں تھا، مگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پردہ کرنا پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور اس کی اوٹ میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ جب غسل فرما لیا تو اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حذیفہ! اگر جیسے مجھے غسل کی ضرورت تھی، تمہیں بھی ہے۔

اب تم غسل کر لو، میں چادر سے پردہ کروں گا۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟

فرمایا: نہیں، جیسے مجھے ضرورت تھی ایسے تمہیں بھی ضرورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار کیا اور تاکید کے ساتھ ان سے فرمایا کہ غسل کریں اور جتنی دیر وہ غسل کرتے رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر کے ذریعے پردہ کر کے کھڑے رہے۔ یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے۔ (احیاء علوم الدین: ۳/۵)

روزہ داروں پر خادموں کی فضیلت

چنانچہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ قافلہ سفر پر جا رہا تھا تو اس میں ایسے

لوگ تھے جو روزہ دار تھے۔ چند ایک تھے جو روزہ دار نہیں تھے۔ جو روزہ دار نہیں تھے انہوں نے دوسروں کا سامان اُٹھالیا اور منزل تک پہنچادیا اور جب منزل پر پہنچے تو انہوں نے جلدی جلدی خیمے بھی لگا دیے تا کہ روزہ دار لوگ سایہ کے اندر بیٹھ سکیں۔

جب افطار کا وقت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ نہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے والوں سے زیادہ اجر عطا فرمادیا۔ روزہ رکھنے والوں کو تھوڑا اجر ملا اور جو خدمت پر لگ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو زیادہ اجر عطا فرمادیا۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۱۱۹، باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل)

اکابر دیوبند کا حسنِ سلوک

ہمارے اکابر علمائے دیوبند کے واقعات تو اس بارے میں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے سسر تھے۔ مولانا محمود رام پوری رحمۃ اللہ علیہ پڑھنے کے لیے دیوبند آئے ہوئے تھے۔

مگر بڑے خاندان کے تھے۔ ان کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ یہ چٹائی پر سوتے ہیں جیسے عام رہائشی طلباء سوتے ہیں تو انہوں نے محسوس کیا کہ بڑے خاندان کے ہیں، کیوں نہ ان کے لیے کوئی چارپائی کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر گئے اور چارپائی اپنے سر پر اُٹھائی اور لے کر مدرسے میں آئے۔ اللہ کی شان کہ راستے میں مولانا محمود رام پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سامنے آگئے۔ جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ وہ سامنے آگئے ہیں اور دیکھ لیں گے اور کہیں گے کہ آپ نے کیوں اُٹھائی ہوئی ہے تو چارپائی کو نیچے رکھ دیا اور کہنے لگے:

لے جاؤ اپنی چارپائی، ہم بھی صاحبزادے ہیں اور یہ بات اس لیے کی کہ وہ آگے سے یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ اکابر اپنے اصاغر کی اس طرح خدمت کیا کرتے تھے۔

محنت اور کسب حلال سے متعلق

حضرت ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے۔ (ابوداود، بحوالہ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور اپنے کام اپنے ہاتھوں سے فرماتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش (بوقت ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے اور گھر والوں کا کام کر لیا کرتے۔ (ابن سعد، اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندھ لیتے اور اپنا سودا بازار سے خود لے آتے۔ (مدارج النبوۃ، اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا سنت انبیاء ہے

اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر رزق کوئی نہیں کھاتا، بلاشبہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ (بخاری، ابن ماجہ)

متوازن انسان نشیط ہوتا ہے، اپنے کام پوری توانائی اور سرگرمی کے ساتھ انجام دیتا ہے اور ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ جو کام بھی کرے مہارت کے ساتھ اور بہتر سے بہتر طریقے پر انجام دے۔

متوازن شخص اپنا فرض منصبی ادا کرتے وقت اپنی ذات، خاندان اور سماج کے تئیں اپنی اخلاقی ذمہ داری کا احساس کرتا ہے، مہارت کے ساتھ کام کی انجام دہی کو ارتقاء اور ترقی کے سلسلے میں اپنے حوصلوں اور سماج کی خدمت کے سلسلے میں موثر کردار ادا کرنے کی اپنی خواہش کی سچی تعبیر سمجھتا ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہنرمند کو پسند فرماتا ہے۔ (طبرانی)

جو شخص اپنے ہاتھ سے محنت کرکے شام کو تھکا ماندہ واپس آیا ہو اس کی شام اس حال میں ہوتی ہے کہ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (طبرانی)

دین اسلام مسلسل محنت اور مسلسل کام کا نام ہے۔ کاہلی، سستی، سہل انگاری اس کا حصہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہلی اور سستی سے پناہ مانگی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگل سے لکڑیاں چن کر لائے، جہاد جیسی مجاہدانہ زندگی گزاری، سخت ترین اور مشکل ترین سفر کیا، طائف کا واقعی مشقت طلب سفر بھی طے فرمایا۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت نے قدم قدم پر محنت کی عظمت کو اجاگر کیا اور محنت کو دنیا کے لیے بھی استعمال کیا اور آخرت کے لیے بھی۔

محنت کا میٹھا پھل

محنت میں عظمت ہے، محنت میں مسلسل اپنے آپ کو معروف رکھنا زندگی کے بہت سے مصائب و آلام کو دور کر دیتا ہے، بہت سی بیماریاں اور پریشانیاں مسلسل سخت محنت سے دم توڑ جاتی ہیں، ان کا ظہور ہی نہیں ہو پاتا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے کام کاج میں سخت جانفشانی سے معروف رہتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خادم مانگنے چلی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم کے بجائے تسبیحات عطا فرمادیں جس سے ہمیں محنت میں عظمت کا درس ملتا ہے۔ مختلف مواقع پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کام خود فرما کر امت کو محنت میں عظمت کا درس دیا، اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی بھی مسلسل جہد اور محنت کا درس دیتی ہے۔

❀❀❀

اعتدال.... ہدایات و سنتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے، ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی اچھی ہے اور عبادت میں درمیانی روش کیا ہی بہتر ہے۔“ (کنز العمال)

کھانے میں اعتدال

”اذا اقل الرجل الطعام ملا جوفه نورا“ جو کم کھاتا ہے اس کا اندرون نور سے بھر جاتا ہے۔ ”کلوا فی انصاف البطون“ آدھے پیٹ کھانا کھایا کرو۔

”ما زین الله رجلا بزینة افضل من عفاف بطنه ان کثرة الاکل شؤم“ اللہ نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدے کو بچا کر رکھے۔ بہت کھانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔

”المؤمن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعة امعاء“ (ترمذی)

مومن ایک آنت بھر کھاتا ہے اور کافر سات آنت بھر کھاتا ہے۔

زیادہ کھانے سے چونکہ معدہ خراب ہو جاتا ہے اور معدے کی صحت (تندرستی پر پورے جسم کی صحت و تندرستی موقوف ہے) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل کی حدیث میں کیسی حکمت آمیز بات فرمائی ہے۔

”المعدة حوض البدن والعروق الیها واردة فاذا صحت المعدة صدرت العروق بالصحة واذا فسدت معدة صدرت العروق بالسقم“ (بیہقی)

”معدہ بدن کے لیے حوض ہے اور رگیں اس کی طرف آنے والی نالیاں ہیں۔ اس لیے معدہ صحیح و تندرست ہے تو رگیں صحت لے کر لوٹیں گی اور اگر معدہ ہی مریض ہو تو بیماری لے کر

رگیں بھی اس سے بیماری حاصل کریں گی۔" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تھے: "اے مسلمانو! کھانے پینے میں زیادتی سے بچو کیونکہ یہ عادت جسم کو بیماری پیدا کرتی ہے اور نماز سے غافل کرتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لو کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اور فضول خرچی نہیں ہوتی۔"

جماع میں اعتدال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت فرماتے ہیں:

"یکفی المؤمن الوقعه فی الشهر" مسلمان آدمی کو مہینے میں ایک مرتبہ صحبت کرنا کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے ہر شخص کے لیے ایک ماہ کا کوئی ضابطہ مقرر فرما دیا ہے، حدیث میں کوئی تعداد موجودگی بتاتی ہے، اگر کوئی شخص اس قاعدے پر عمل کرے گا تو جہاں تک اس کی جنسی ضرورت کا تعلق ہے، وہ اس سے پوری ہو جائے گی۔ یہ گویا عمومی ہدایت ہے جس کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ کثرت جماع بہرحال نقصان دہ ہے۔ ایک شخص کو اپنی جسمانی قوت سے زیادہ اس عمل کو نہیں کرنا چاہیے۔

حکمائے اسلام کا مقولہ ہے

"من قل جماعه فهو اصح بدنا وانقى جلدا واطول عمرا"

جو شخص کم جماع کرتا ہے، اس کا بدن تندرست اور جلد صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

معتدل ریاضت جسمانی بھی صحت کو قائم رکھنے اور زندگی کو بڑھانے کے لیے ضروری ہے۔ دین اسلام نے جہاں روحانیت کو بڑھانے کی تلقین کی ہے وہاں جسمانی ریاضت اور ورزش کی ضرورت بھی متوجہ کرائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین رب العالمین

صفائی ستھرائی کی سنتیں

آج کے سائنسی دور میں صحت و صفائی کے بارے میں انسانی صحت کا معیار بلند کرنے کے لیے جو جدوجہد، پابندیاں اور اصول و ضوابط وضع کیے گئے ہیں، ان سے کہیں بڑھ کر اللہ پاک نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے جو رہنما اصول انسانیت کی بقاء و سلامتی کے لیے بہت پہلے بیان فرمائے تھے۔ ان کی وسعت اور ہمہ گیری کی مثال نہیں ملتی۔

اللہ پاک طیب (پاک) ہے اور طیب (پاکیزگی) کو پسند فرماتا ہے اور اپنی اس صفت کا اظہار نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت یوں فرماتا ہے کہ "جو شخص اپنے بدن، چہرے اور اعضاء کو پاک و صاف رکھے گا وہ ایسی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا چہرہ اور پیشانی چمکتی ہوگی اور اس کے جسم کے مختلف حصے صاف و شفاف ہوں گے۔" (ترمذی شریف)

اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان ہر حال میں صاف ستھرا نظر آئے اور پاک زندگی گزارے۔ اس سلسلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے روزمرہ کی چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی توجہ فرمائی۔ مثلاً ناخن تراشنے اور سرمہ لگانے تک کی تحت ہدایت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگو! آنکھوں میں سرمہ لگایا کرو، سرمہ آنکھوں کے میل کو دور کرتا ہے۔" (ترمذی شریف) "ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ ہفتے میں ایک دن غسل کیا کرے اور اپنے سر اور بدن کو دھویا کرے۔" (بخاری شریف)

سلیقہ اور صفائی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا

اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اس آدمی کو کوئی کنگھا نہیں جس سے یہ اپنے بال درست کر لیتا؟" پھر ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے ہو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اس آدمی کو کوئی چیز (صابن وغیرہ) نہیں جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا؟" (ابو داؤد)

عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ جاؤ اور اپنے سر اور داڑھی کے بال درست کرو۔ چنانچہ وہ گیا اور اپنے بال درست کر کے پھر حاضر خدمت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا یہ بہتر نہیں اس بات سے کہ آدمی کے بال الجھے ہوں اور ایسا معلوم ہو کہ گویا وہ شیطان ہے۔"

اسلامی طہارت عین مطلوب ہے

اسلام کے نظام طہارت میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عین مطلوب ہے [illegible] سائنس اس کے تابع نظر آتی ہے۔ اسلام کے نظام طہارت کے مطابق پاک اور صاف رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے سند محبت عطا فرمائی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ" (البقرۃ)

"بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور پاک صاف رہنے والوں سے بھی محبت فرماتا ہے۔"

بانی اسلام شارع شریعت نے پاکیزگی و صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ فرمایا "الطہور شطر الایمان" (الحدیث) اسلام میں عبادت ہونے کا تمام تر دارومدار ہی پاکیزگی و صفائی پر ہے۔ مخصوص حالات میں غسل اور عام طور پر وضو نماز کے لیے شرط لازمی ہے۔ انسان عبادت کر سکتا ہے [illegible] لیکن اس سے پہلے غسل یا وضو کر لیتا ہے [illegible] بیماریوں سے محفوظ [illegible] ہاتھ، پاؤں، منہ اور ناک وغیرہ [illegible] بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا ۱۴۰۰ سال پہلے جراثیم کی نشاندہی کر دی تھی

[illegible]

غور و فکر کیلئے سنتیں

کائنات ارضی کی سیر، مشاہدہ مخلوقات، آسمان و زمین کی نیرنگیوں اور ان میں موجود قدرت کی کرشمہ سازیوں پر غور و فکر کر کے ان کے خالق کے وجود کا یقین حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم نے بار بار دعوت دی ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (عنکبوت: ۲۰)

"ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے"

"اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِىْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ" (اعراف: ۱۸۵)

"کیا ان لوگوں نے آسمان و زمین کے انتظام پر کبھی غور نہیں کیا اور کسی چیز کو بھی جو خدا نے پیدا کی ہے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا؟" قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یونس: ۱۰۱) "ان سے کہو زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو۔"

زیور علم سے آراستگی اور حصول علم کی اہمیت قرآن کریم کے نزدیک اس قدر زیادہ ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت میں پڑھنے اور سیکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نیز قلم کی اہمیت سراہی گئی ہے جس کے ذریعہ اللہ نے لکھنے کی تعلیم دی اور نا آشنا انسان کو علوم سے آراستہ کیا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (سورہ علق: ۵-۱)

"پڑھو اے نبی! اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی، پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

قلم کی قسم کھا کر اللہ نے تعلیم و تعلم کے امور اس کی اہمیت کا اظہار فرمایا ہے: "نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (قلم)" (ن کی قسم قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں)

علم کے فضل، علماء کی تکریم اور ان کی بلندی عظمت کا اظہار کرتے اور علم کو مساوی ایمان قرار دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ: ۱۱) ...... (تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا)۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (روم: ۵۶)

(مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کیے گئے تھے وہ کہیں گے کہ خدا کے نوشتے میں تو تم روز حشر تک پڑے رہے ہو، سو یہ وہی روز حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے)۔

قرآن کریم کی نظر میں علم اور علماء کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ مذکورہ آیت میں "اہل علم" کا تذکرہ "اہل ایمان" پر مقدم رکھا گیا اور درج ذیل آیت میں اللہ کی وحدانیت، عدل و قدرت و حکمت کے اعتراف میں "ملائکہ" کے بعد "اہل علم" کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" (آل عمران: ۱۸)

(اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادتی علم کی دعا کرنے کا حکم دیا گیا: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا" (طٰہٰ: ۱۱۴) ...... (اور دعا کرو کہ اے پروردگار! مجھے مزید علم عطا کر)

علم اور حکمت اللہ کی دو نعمتیں ہیں، اللہ اپنے حسب مشیت اپنے صالح مومن بندوں کو ان سے نوازتا ہے: "يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ" (بقرہ) ...... (جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی، ان باتوں سے صرف وہی لوگ سبق لیتے ہیں جو دانش مند ہیں)۔ متعدد قرآنی آیات بتاتی ہیں کہ علم اور حکمت اللہ کی اہم ترین نعمتیں ہیں جن سے وہ اپنے منتخب انبیاء و رسولوں کو سرفراز کرتا ہے۔

قناعت اور رضاء بالقضاء

انسان کے راحت قلب اور احساس خوش بختی کا اہم عامل اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر قناعت کرنا ہے اور اپنے سے زیادہ مالدار اور خوش حال لوگوں کی طرف نہ دیکھنا ہے۔ قناعت اور رضاء بالقضاء نہ ہونے سے انسان کو ناراضگی اور اکتاہٹ ہوتی ہے اور یہ دونوں چیزیں اس کی ہلاکت اور بدبختی کا سبب بنتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قناعت اور رضاء بالقضاء کی تعلیم دیتے تاکہ انہیں راحت قلب اور اطمینان نفس حاصل ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتاتے تھے کہ غناء مال کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ غناء یہ ہے کہ دل کے اندر قناعت، رضاء بالقضاء، استغناء اور پاکبازی ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "غناء سامان کی زیادتی کا نام نہیں ہے بلکہ غناء تو نفس کا غناء ہے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

دُنیا کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحت فرماتے کہ جو لوگ دُنیاوی اعتبار سے تم سے بہتر اور خوشحال ہیں انہیں مت دیکھو کیونکہ اس سے ناراضگی اور اللہ کے فیصلوں پر برہمی پیدا ہوتی ہے بلکہ ان لوگوں کو دیکھو جو دُنیاوی حیثیت سے تم سے بھی کمتر ہیں کیونکہ انہیں دیکھنے سے اللہ کی نعمتوں کا احساس پیدا ہوگا اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کا جذبہ پیدا ہوگا کہ اللہ نے ہمیں بہت سے لوگوں پر فضیلت بخشی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے نیچے ہیں اور ان لوگوں کو مت دیکھو جو تم سے اوپر ہیں۔ ایسا کرنے سے اس کی اُمید ہے کہ تم اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمتوں کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھو گے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال اور اولاد میں اس سے بڑھا ہوا ہے تو ایسے شخص کو بھی دیکھے جو مال و اولاد میں اس سے کمتر ہے ایسا کرنے سے تم اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمتوں کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھو گے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

رزین نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عون بن عبداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں کہ میں مال داروں کے ساتھ رہا کرتا تھا تو مجھ سے زیادہ غم والا کوئی شخص نہیں تھا کیونکہ میں ان کے پاس اپنی سواری سے بہتر سواری اور اپنے کپڑے سے بہتر کپڑا دیکھتا، جب میں نے یہ حدیث سنی تو میں فقراء کے ساتھ رہنے لگا، اس سے مجھے راحت ملی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طویل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کا ایک ٹکڑا یہ ہے: "اللہ نے تمہاری قسمت میں جو لکھا ہے اس پر راضی ہو جاؤ تم سب سے بڑے غنی ہو جاؤ گے۔"

"انسان کی سعادت کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ کے فیصلے سے راضی ہو اور انسان کی شقاوت کی بات یہ ہے کہ وہ اللہ سے خیر طلب کرنا چھوڑ دے۔ اسی طرح یہ بھی انسان کی شقاوت ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تقدیر میں جو رزق لکھا ہے اس پر قانع ہونا اور اللہ کے مقدر کیے ہوئے زندگی کے حالات پر راضی ہونا انسان کی سعادت اور نفسیاتی صحت کے اہم اسباب سے ہے۔

صبر و تحمل کی سنتیں

کسی نقصان پر اپنے دل میں کوئی منفی خیالات نہ پیدا ہونے دینا اور اس کو [illegible] قبول کر لینا، ان معاملات کی بنا پر خود کو کسی اور کو برا بھلا نہ کہنا صبر ہے۔ دوسری طرف کسی معاملے میں جلد بازی نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔ غیر ضروری جلد بازی معاملات کو خراب کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ تعجیل کا کام شیطان کا ہے۔

اپنے تمام معاملات میں صبر و تحمل سے کام لیں، یہ ایک فعال جذبہ ہے۔ جس طرح انسانی ذات کے دو رخ ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی اور دوسرا نفسیاتی۔ اسی طرح صبر کی بھی دو اقسام ہیں ایک جسمانی جیسے تکالیف کو برداشت کرنا، اسی طرح غیر ضروری خواہشات سے خود کو روکنا بھی صبر ہے۔ صبر صرف مصائب کے لیے مخصوص نہیں ہے اس کی ضرورت تو ہر وقت ہوتی ہے۔ صبر، ایمان، دانش، اُمید اور محبت کے عملی اظہار کا دوسرا نام ہے۔ معاملات کو صبر سے دیکھنے سے آپ ان کے بارے میں آگاہی حاصل کرتے، ان سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو کفرانِ نعمت نہ کرو۔" (البقرہ،۱۵۲)

فیاضی یہ نہیں کہ تم مجھے وہ شے دو جس کی مجھے تم سے زیادہ ضرورت ہو بلکہ فیاضی یہ ہے کہ تم مجھے وہ شے دو جس کی تمہیں مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جن بھلائی اور نیکی کے کاموں یعنی اعمال خیر کا حکم دیا ہے، ان میں ایک نیک عمل برداشت اور تحمل ہے۔ برداشت اور تحمل کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں یا دین کی خاطر خواہ کتنی ہی مصیبتیں اور کٹھنائیاں پیش آئیں، ان کو صبر اور حوصلے کے ساتھ برداشت کیا جائے، اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھا جائے اور کسی بھی حالت میں مایوس نہ ہوا جائے۔

غصہ کو پینا

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر گھر کے کسی ملازم یا ملازمہ سے یا کسی مسلمان بھائی سے کوئی قصور ہو جائے جس کے سبب غصہ آ جائے تو اس غصے کو پی لیا جائے یعنی اس پر قابو پا لیا جائے اور قصور وار کو معاف کر دیا جائے۔ اسی طرح زبان یا ہاتھ سے برائی کرنے والے کی برائی کو بھی برداشت کر لیا جائے، اگرچہ اس سے بدلہ لینے کی طاقت اور وسائل بھی ہوں، اس طرز عمل کو بھی برداشت اور تحمل کہا جائے گا یا عفو و درگزر، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ سورہ آل عمران میں فرمایا گیا ہے: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورہ آل عمران، آیت: ۱۳۴)

"یعنی جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔"

اللہ کا ایک نام "الحلیم" بھی ہے

اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک پاک نام بھی "الحلیم" ہے یعنی اللہ جل شانہ بہت حلم والا ہے، وہ گناہوں کو معاف کرنے میں بڑا حلیم ہے، گناہوں کی سزا جلد نہیں دیتا، گنہگاروں کا رزق بند نہیں کرتا، ان کی صحت و عافیت کو تباہ نہیں کرتا بلکہ ان کو اپنی اصلاح اور توبہ کی مہلت دیتا ہے، برداشت و تحمل اور عفو و درگزر بھی حلم ہی کی شاخیں ہیں جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے "الحلیم" ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ حلم، تحمل اور برداشت کو اپنی زندگی کا اصول اور اپنی عادت بنائے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگزر

ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی چلتی پھرتی تفسیر تھے۔ آپ کے عمل اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام میں مطلق کوئی فرق نہ تھا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اطہر کو مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم وتحمل اور آپ کی برداشت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ جو نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے سامنے پیش کیا ہے اگر سارے مسلمان اس کو اپنا شعار بنا لیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ باہمی نفرت اور جھگڑے فساد ہمیشہ کے لیے ختم نہ ہو جائیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے نام لیوا "انما المؤمنون اخوۃ" کی تصویر بن جائیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کے بدلے برائی نہ کرتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر کرتے تھے۔ (بحوالہ ترمذی)

انتقام پر قدرت کے باوجود صبر کرنا سنت ہے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ کوئی تکلیف اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں اور منافقوں کے ہاتھوں نہ جھیلی ہو۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں کمینگی کی انتہا کر دی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وطن اور گھر بار چھوڑنا پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ بڑے صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ جب فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر غلبہ دے دیا اور غلبہ بھی ایسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر وہ سب خاک وخون میں لوٹائے جا سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر سب کو معاف فرما دیا "میں تم سے وہی کہوں گا جو یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا آج تم پر کوئی الزام (ملامت) نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، موسیٰ ابن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار! تیرے نزدیک سب سے عزیز آدمی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: وہ شخص جو انتقام پر قادر ہو اور معاف کر دے۔ (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) عبدالقیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، ایک حلم اور دوسری آہستگی۔ (بحوالہ جامع ترمذی)

برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا سنت ہے

ایک دفعہ ایک بدو آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اس زور سے کھینچی کہ اس کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں کھب گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے گستاخانہ بڑے تند لہجے میں کہا: "اے محمد! یہ میرے دو اونٹ ہیں ان پر لادنے کے لیے مجھے سامان دو، تیرے پاس جو مال ہے نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی نرمی سے فرمایا: "مال تو اللہ کا ہے میں اُس کا بندہ ہوں لیکن جو سلوک تم نے میرے ساتھ کیا ہے کیا اس پر تم سزا سے نہیں ڈرتے؟" بدو نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیوں؟ وہ بولا: مجھے پورا یقین ہے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ اس کا جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اس کے اونٹوں پر کھجوریں اور جو لدوا دیے۔ اسی طرح کا دوسرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کچھ مال تقسیم کیا۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کیا اور گستاخانہ کہا، اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈریں اور انصاف کریں۔ یہ بات سخت غصہ دلانے والی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تحمل سے کام لیا اور صرف یہ فرما کر اس کو معاف کر دیا۔ "اگر اللہ کا رسول انصاف نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحمت فرمائے، ان کی قوم نے اس سے بھی بڑھ کر ان کو ستایا تھا اور انہوں نے صبر کیا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کی برکت

ایک صحابی زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی تھے۔ اسی زمانے میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ قرض لیا اور ایک مقررہ تاریخ تک لے واپس کرنے کا وعدہ کیا لیکن زید نے مقررہ تاریخ سے پہلے ہی آ کر قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اُن کا رویہ سخت قابل اعتراض تھا کیونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک پکڑ کر کھینچی اور نہایت گستاخی سے کہا: "تم ٹال مٹول کر کے میری رقم مار لو گے۔" اس

کے علاوہ بھی کچھ اشتعال انگیز باتیں کہیں۔ اتفاق سے اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کو زید کی گستاخانہ گفتگو سن کر غصہ آ گیا، وہ زید کی طرف بڑھے اور کڑک کر کہا: "او اللہ کے دشمن! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی بری باتیں کہتا ہے۔" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکا اور فرمایا: "اے عمر! تمہیں چاہیے تھا کہ مجھے قرضہ ادا کرنے کے لیے کہتے اور زید کو نرمی سے کام لینے کی تلقین کرتے۔"

اس کے بعد فرمایا: "زید کا قرضہ میری طرف سے ابھی ادا کر دو اور اس کو بیس صاع (ایک وزن ہوتا تھا ایک صاع ۲ کلو ۱۷۶ گرام گیہوں کے وزن کے برابر) زیادہ دے دو۔"

زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق اور تحمل دیکھ کر اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے اور گڑگڑا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تامل معاف فرما دیا۔

دوسرا واقعہ

حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول اسلام سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے ارادے سے مدینہ منورہ آئے لیکن پکڑے گئے۔ جب ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملامت کیے بغیر بالکل معاف فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کریمانہ اخلاق کا عمیر رضی اللہ عنہ پر ایسا اثر ہوا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اسی طرح کے بیسیوں واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اطہر میں ملتے ہیں۔ کسی کی برائی اور زیادتی کو برداشت کرنا اور برائی یا زیادتی کرنے والے کو معاف کر دینا بڑا دل گردے کا کام ہے۔

معاف کرنے میں عزت ہے

ایسا کرتے ہوئے بعض اوقات اپنی ذلت کا احساس ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عفو و درگزر بہت بڑی نیکی ہے اور ایسا کرنے والے کی عزت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہے۔ نبی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی شخص کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر کوئی شخص واقعی مظلوم ہے اور وہ ناحق ظلم و زیادتی کا شکار ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجبور اور پابند نہیں کیا کہ وہ لازماً عفو و درگزر سے کام لے، وہ بدلہ بھی لے سکتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل میں ارشاد ہوا ہے: "وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ" (آیت:۱۲۶)
(اور اگر تم لوگ بدلہ لینے لگو تو بس اسی قدر لے لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو)۔

یہاں بدلہ لینے کی اجازت کے ساتھ یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ بدلے کی مقدار اتنی ہو جس قدر زیادتی کی گئی ہو۔ اکثر حالات میں بدلہ لیتے وقت کسی معین حد پر رہنا ممکن نہیں ہوتا اور حد سے بڑھ کر بدلہ لینے والا خود ظالم بن جاتا ہے۔ اسی لیے بدلہ لینے کی اجازت کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا ہے:

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (سورۃ النحل:۱۲۶)
(لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ یقیناً صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے)۔

دوسروں کی خطائیں معاف کریں

دوسروں کی خطائیں معاف کرنا اور بدلہ لینے کی قدرت حاصل ہونے پر عفو و درگزر سے کام لینا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنتا ہے۔ اس خوشنودی کی صورت کیا ہوگی۔ سورۃ النساء میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے:
"اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا" (آیت:۱۴۹)
"یعنی تم علانیہ نیکی کرو یا چھپا کر کرو یا دوسرے کی برائی معاف کرو، بے شک اللہ بھی بہت معاف کرنے والا ہے، وہ قدرت رکھنے والا ہے۔"

مطلب یہ کہ تم کسی کی برائی سے درگزر کرو گے اور اسے معاف کر دو گے تو اللہ کی صفت بھی یہی ہے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، تمہارے لیے بھی معافی کا دروازہ کھول دے گا (یعنی تمہارے گناہوں سے بھی درگزر فرمائے گا) کیونکہ معاف کرنے کا اجر اللہ نے

اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ہے: "وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ" (الشوریٰ: ۴۰)

"برائی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔"

سورۃ النور میں ارشاد ہوا ہے: "وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" ...... "تمہیں چاہیے کہ (قصوروار کو) معاف کر دو اور درگزر کرو تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں (تمہارے قصور) معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے)۔"

اس آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کے قصور اور زیادتی معاف کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے قصور (گناہ) معاف کر دیتا ہے۔ گویا قصور کرنے والے کو معاف کر دینا اور قدرت ہونے کے باوجود اس سے انتقام نہ لینا ایک "اچھا انتقام" اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ عمل ہے۔ "اچھا انتقام" ان معنوں میں کہ جس شخص کے ظلم اور زیادتی کو نظر انداز کر کے اس کو معاف کر دیا جائے گا اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا، وہ اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہوگا اور معاف کرنے والے کا احسان مند ہو کر اس کا دوست اور خیر خواہ بن جائے گا۔

ایک مومن اور داعی حق کی یہی شان ہے کہ وہ جاہلوں اور ظالموں کی بدزبانی اور زیادتیوں کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرتا ہے، ان سے اُلجھتا نہیں اور اللہ کے بھروسے پر امر بالمعروف کا فریضہ ادا کرتا رہتا ہے۔ سورۃ الاعراف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ"

"یعنی (اے نبی) عفو و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، نیکی کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں کی نادانی کی باتوں سے چشم پوشی کرو (ان کی پرواہ نہ کرو یا ان سے نہ اُلجھو)۔"

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی کے پُر آشوب دور میں ظالم کافروں کے مقابلے میں یہی طرز عمل اختیار فرمایا اور حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر عفو و درگزر کرنے والا کوئی نہ تھا۔

صبر و تحمل کی تلقین

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی آیات میں صبر کا حکم دیا ہے۔ "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ" (سورۃ البقرہ: ۴۵)

"اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ بے شک گراں ہے مگر خشوع رکھنے والوں پر نہیں۔"

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" (سورۃ البقرہ: ۱۵۳)

"اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

"لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ" (سورۃ آل عمران: ۱۸۶)

"یقیناً تم اپنے مال اور جان سے آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم بہت سی دل آزاری کی باتیں ان سے بھی سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔"

امراض و پریشانیوں پر صبر سے گناہوں کا معاف ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھاتے تھے کہ ان پر جو امراض اور مصائب آتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہیں، ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا ہے، گناہوں کو مٹا کر ان کی جگہ نیکیاں لکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زندگی کی مشکلات میں صبر کی عادت کو تقویت ملی اور وہ لوگ خوش دلی کے ساتھ اللہ کا فیصلہ سمجھ کر مصائب جھیل لیتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "مومن کو اگر کوئی بیماری، تھکان، لاغری، غم یا فکر لاحق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں سزا دے دیتے ہیں اور جب کسی بندے کے بارے میں شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں گناہ کی وجہ سے اس کی پکڑ نہیں کرتے، آخرت میں اسے گناہوں کی سزا دیتے ہیں۔" (ترمذی، [illegible])

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جتنی بڑی آزمائش ہوگی اتنا ہی عظیم ثواب ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے جو اس پر راضی رہا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو اس پر ناراض رہا اس پر اللہ کی ناراضی ہے۔" (ترمذی، شیبانی، [illegible])

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مومن مرد اور عورت پر اس کی ذات، اولاد اور مال کے بارے میں بلائیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔" (موطا امام مالک، ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت اور جلال کی قسم میں جس شخص کی مغفرت کرنا چاہتا ہوں اسے دنیا سے اس وقت تک نہیں اُٹھاتا جب تک اس کا ہر گناہ جسم میں بیماری دے کر یا رزق میں تنگی دے کر کے بے باقی نہیں کر دیتا۔"

اس طرح کی حدیثیں مسلمانوں کو زمانہ کی مشکلات و مصائب پر صبر کرنے اور انہیں اللہ کا فیصلہ سمجھ کر خوش دلی کے ساتھ قبول کرنے کی تعلیم دیتی ہیں، مومن کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ ان مصائب اور بلاؤں میں اس کے لیے بہت خیر مضمر ہے، یہ مصائب اس کے گناہوں کو مٹاتے ہیں اور نیکیوں کو بڑھاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، ہر معاملہ میں اس کے لیے خیر ہے، مومن کے سوا ایسا کسی کے لیے نہیں ہے، اگر اسے کوئی مسرت پہنچی تو اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، یہ شکر ادا کرنا اس کے لیے خیر ہوا اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچی تو اس نے صبر کیا، یہ صبر کرنا اس کے لیے بہتر ہوا۔" (مسلم، باب [illegible])

ہدایات وسنتیں

خوف خداوندی سے رونا...

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رونے کو نبوت کے وقار کے منافی نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام خدا کے حضور میں بے تحاشا روتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے:

"میرا سر آنسوؤں سے لبریز اور میری آنکھیں آنسوؤں کا فوارہ ہے۔"

ہمارے نبی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اللہ کی محبت اور آخرت کے خوف سے رونے کی تعلیم دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی ایسا وقت نہیں گزرا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے نہ ہوں، رونے کے فضائل پر کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مومن بندے کی آنکھوں سے خوف خدا سے آنسو بہہ پڑیں چاہے وہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہوں پھر وہ رخسار تک جا پہنچیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ (مرقاۃ، جلد:۱۰، ص:۹۳)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھ کو ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو آپ کے خوف سے خوب رونے والی ہوں اور خشیت الٰہی کے آنسوؤں سے قلب کو شفا دینے والی ہوں۔ اس سے پہلے کہ آنسو (جہنم کے عذاب سے) خون ہو جائیں اور داڑھیں انگارے ہو جائیں۔ ([illegible])

رونے والوں کے سبق آموز واقعات، پہلا واقعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ قرآن کی یہ آیت تلاوت کر رہے تھے: "فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ"

"پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ چمڑے جیسا گلابی ہو جائے گا۔"

یہ آیت پڑھ کر وہ ٹھہر گئے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آنسو بہاتے، بہاتے ہچکی بندھ گئی روتے جاتے اور کہتے جاتے تھے ہائے اس دن میرا کیا بنے گا؟ جس میں آسمان پھٹ جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گریہ وزاری سن کر ارشاد فرمایا اے جوان اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تمہارے رونے پر فرشتے بھی رو پڑے۔ (مواعظ ابن حبان ص ۴۹)

فائدہ:..... آج ایسی تلاوت کو ہمارے کان ترس گئے ہیں جو جذبات میں تلاطم برپا کر دے جسے سن کر دل کانپ جائیں اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ عام طور پر جو تلاوت کی جاتی ہے وہ صرف حلق سے نکلتی ہے اور دل میں اترنے کے بجائے صرف کانوں سے ٹکرا کر واپس آ جاتی ہے۔

دوسرا واقعہ

ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ (تلاوت کے لیے) قرآن مجید اٹھاتے تو پہلے اسے چہرے پر رکھتے اور روتے ہوئے کہتے: "کلام ربی کتاب ربی" (مستدرک حاکم ج ۳)

فائدہ:..... ابوجہل اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا، اس کے بیٹے عکرمہ رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک نعمت اسلام سے محروم رہے۔

لیکن یہ نعمت ان کے تعاقب میں رہی اور پھر وہ محرومی کی کوشش کے باوجود بھی محروم نہ رہ سکے اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو نور ایمان سے منور فرما دیا تو جن دو چیزوں سے انہیں سب سے زیادہ نفرت تھی انہی سے سب سے زیادہ محبت بھی پیدا ہو گئی۔ یعنی قرآن اور پیغمبر قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وہ جب قرآن کو ہاتھ میں لیتے تو کبھی اپنے ہاتھوں کو دیکھتے اور کبھی اللہ تعالیٰ کے عظیم کلام اور بے مثال کتاب کو۔ گویا:

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

وہ متعجب ہوتا تھا، پھر اس کی عظمت کا احساس کر کے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ

"کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔"

یہ آیات سن کر اصحاب صفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے پر ہم لوگ بھی روئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مسلسل اصرار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، اگر تم لوگ گناہوں سے باز آ گئے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جن سے گناہ ہوں گے اور وہ توبہ کریں گے اور توبہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرما دے گا۔ (مرفوعاً اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان)

فائدہ:..... انسان سے گناہ ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت اور مزاج ہی ایسا بنایا ہے کہ ان سے غلطی ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں سے بڑی محبت ہے جو گناہ کے بعد سچے دل سے توبہ کر لیتے ہیں اور گناہوں پر ندامت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں، توبہ اور گریہ جہنم سے آزادی کا پروانہ اور جنت میں داخلے کی ضمانت ہے۔

بیشک اللہ کے ڈر سے اس کے سامنے آنسو بہانا بہت بڑی اور پُر تاثیر عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے ایسے آنسو بہانے والے بندے بہت پسند ہیں۔ یقیناً اللہ کے لیے آنسو بہانا دنیا و آخرت دونوں میں سود مند ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن ہوگا۔ حساب کتاب ابھی قائم نہیں ہوا ہوگا کہ ایک منادی اعلان کرے گا کہ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے وہ اپنا حق لے لیں اور مخلوق حیران ہوگی کہ اللہ تعالیٰ پر کس کا حق ہے تو وہ پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ پر حق کس کا ہے؟ تو فرشتہ کہے گا کہ جس بندے کو دنیا میں کوئی غم پہنچا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں، اب اس بندے کا اللہ پر حق ہے کہ یہاں پُرنم آنکھوں کا بدلہ اپنے پروردگار سے لے لے۔ چنانچہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے کہ مجھے بھی غم ملا تھا، میں بھی رویا تھا۔ یوں ان کو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اجر دیں گے جو ان کے گناہوں کی بخشش کے لیے کافی ہو جائے گا۔

قیامت کے دن تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ روتی ہوگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ روتی ہوگی اور وہ یہ ہیں ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی ہو، دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مقامات سے بچتی رہی ہو اور تیسری وہ آنکھ جس نے فی سبیل اللہ پہرہ دیا اور جاگتی رہی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن چار آنکھوں کے علاوہ سب آنکھیں روئیں گی۔

(۱) ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں کام آ گئی۔

(۲) دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے بہنے لگی۔

(۳) تیسری وہ جو اللہ کے خوف سے جاگتی رہی۔

(۴) چوتھی وہ آنکھ جس نے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت میں پہرہ دیا۔

رونا تین طرح ہوتا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''رونا تین طرح ہوتا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خطرے سے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی جدائی کے ڈر سے (پھر ہر رونے کا نتیجہ ہے)۔

پہلا رونا گناہوں کے کفارے کا ذریعہ ہے، دوسرا رونا عیبوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے اور تیسرا رونا محبوب کی رضا کے ساتھ دوستی کا نصیب ہوتا ہے، گناہوں کے کفارے کا نتیجہ یہ ہے کہ آخرت کے عذاب سے نجات ملتی ہے، عیبوں کے دھل جانے کا نتیجہ جنت میں ہمیشگی نعمتوں کا ملنا اور اقامت ہے اور اونچے درجات کا ملنا ہے، اللہ کی رضا اور دوستی کا نتیجہ یہ ہے کہ اچھی بشارتیں ملتی ہیں جو اللہ کی رضا کی وجہ سے خواب میں نظر آتی ہیں اور فرشتوں کی زیارت ہو جاتی ہے اور مزید کئی قسم کی فضیلتیں ملتی ہیں۔''

محاسبہ کی سنتیں اور ہدایات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمانو! اپنے دلوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور خدا کی نعمتوں پر غور کیا کرو مگر خدا کی ہستی پر غور نہ کرو۔ (ابو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے محاسبہ کرو، پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے اور اس کو وزن کرو، پیشتر اس کے کہ وزن کیے جاؤ اور عرض اکبر کے لیے مستعد رہو۔ (احیاء العلوم جلد چہارم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اپنے نفس سے سختی کے حساب سے پیشتر راحت کے وقت میں حساب لو۔ (احیاء العلوم)

ایک بزرگ کا واقعہ

● ہمارے اسلاف تو باقاعدہ اپنا محاسبہ کرتے تھے۔ ایک بزرگ توبہ بن سمان کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے تو فرمایا آہ! میری زندگی کے ساٹھ سال گزر گئے۔ پھر حساب لگایا ساٹھ سال کا مطلب یہ ہے کہ ساڑھے اکیس ہزار دن۔ میں نے اگر زندگی میں روزانہ ایک گناہ بھی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور ساڑھے اکیس ہزار گناہ لے کر حاضر ہوں گا جبکہ میں روزانہ دسیوں گناہ کرتا ہوں۔ بس یہ سوچنا تھا کہ ایک چیخ ماری اور انتقال ہو گیا۔

محاسبہ عقل مندی کی دلیل ہے

ایک حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ''عقل مند وہ ہے کہ جو خود ہی اپنا محاسبہ کرتا رہے اور اس وقت کو دھیان میں رکھ کر عمل کرتا رہے جو موت کے بعد آنے

والا ہے۔ بیوقوف وہ ہے جو نفس کو تو اس کی خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ سے بہت ساری اُمیدیں باندھ بیٹھے۔" انسان کا نفس اور انسان کا دل خواہشات اور تمناؤں اور آرزوؤں کی آماجگاہ ہے۔ ان دلی خواہشات پر اور نفسانی آرزوؤں پر عقل کو نظم اور ضبط قائم کرنا چاہیے۔ عقل کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ برائی کیا ہے اور اچھائی کیا ہے ...... نیک و بد اور گناہ و ثواب کے مابین عقل انسانی کو فرق کرنا چاہیے۔ اگر انسانی عقل یہ فریضہ انجام نہیں دیتی ہے تو پھر انسان اور حیوان کا فرق مٹ جاتا ہے۔ درحقیقت یہ انسانیت کی موت ہے آدمی کو انسان ہونا میسر اسی وقت آ سکتا ہے کہ وہ عقل کو سلامت روی کے لیے استعمال کرے، اگر سلامتی کی راہ سے انسان ہٹ گیا اور نفس کا غلام ہو کر برائیوں کی گرفت میں آ گیا تو وہ انسان کیسے رہ سکتا ہے؟

محاسبہ غور و فکر کا نام ہے

دراصل محاسبہ عمل اسی کا نام ہے کہ انسان جو کام کرے اس پر پہلے غور کرے اور جب کام کر چکے تو محاسبہ کرے کہ وہ کام صحیح تھا یا غلط تھا؟..... اگر دل یہ گواہی دے اور ضمیر یہ پکارے کہ ہمارا عمل غلط تھا، ہمارا اقدام صراط مستقیم سے ہٹا ہوا تھا تو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، بروقت خود احتسابی اور اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرنا ہی دراصل یوم حساب کی شرمندگی سے بچا سکتا ہے۔

ایسا آج تک نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا کہ انسان غلط کام کرے اور سرخرو ہو، غلط کام بہرحال غلط ہے، برائی برائی رہے گی اور برائی کرنے والا ہمیشہ پریشان اور بدنام رہے گا، یہ قانون فطرت ہے اور قوانین فطرت تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے:

"وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۚ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۚ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ" (سورۃ الانبیاء: ۴۷)

"قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے، کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی، رتی برابر عمل بھی سامنے لایا جائے گا اور ہم خوب حساب کرنا جانتے ہیں۔"

عفو و درگزر کی سنتیں

کسی شخص کو دوسرے نے تکلیف پہنچائی ہے تو اسے شریعت کی حدود میں رہ کر بدلہ لینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اگر وہ بدلہ لینے کے بجائے اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بہت اجر و ثواب ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے (اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں، کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دیں؟) یعنی کون شخص دنیا میں ایسا ہے جس سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی ہو اور ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی غلطی کو معاف فرما دیں۔ لہٰذا اگر کسی دوسرے سے کوئی غلطی ہو جائے تو یہ سوچنا چاہیے کہ جس طرح میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواہش مند ہوں، اسی طرح مجھے بھی دوسروں کو معاف کر دینا چاہیے۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص دوسروں کو معاف کرنے کی روش اختیار کرے ان شاء اللہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی غلطیوں کی مغفرت فرمائیں گے۔ یہ بات متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے۔

معاف کرنے پر درجات کا بلند ہونا

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس کسی شخص کے جسم کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں اور اس عمل کی وجہ سے اس کا گناہ معاف فرماتے ہیں۔" جامع ترمذی میں ہے کہ ایک شخص کا دانت کسی نے توڑ دیا تھا، وہ شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بدلہ لینے کی غرض سے پہنچا۔ وہاں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اوپر والی حدیث سنا دی تو اس نے بدلہ لینے کا ارادہ ترک کر کے اپنے مدمقابل کو معاف

کر دیا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو معاف کرنے کے بجائے بدلہ لے۔ یعنی اس کو بھی ویسی ہی تکلیف پہنچا دے تو اس سے اس کو کیا فائدہ ہوا؟ اور اگر کسی نے ایسی تکلیف پہنچائی ہے جس کا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے تو اس کو معاف نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کو آخرت میں عذاب ہوگا۔ یہاں بھی یہ سوچنا چاہیے کہ اگر اس کو آخرت میں عذاب ہوا تو اس سے مجھے کیا فائدہ ہے؟ اس کے برخلاف اگر اس کو معاف کر دیا تو اس سے میرے گناہ معاف ہوں گے، عذاب جہنم سے نجات ملے گی اور اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائیں گے لہٰذا عقل کی بات یہی ہے کہ معاف کر کے یہ فضیلت حاصل کی جائے۔

جب بھی کسی شخص کے خلاف انتقام کا جذبہ پیدا ہو، یہ سوچ لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ جب کافر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے اور اس سے آپ کا چہرۂ مبارک لہولہان ہو گیا، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ، فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ"

"اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دیجیے، ان لوگوں کو حقیقت کا پتہ نہیں ہے" (بخاری شریف)

معاف کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے

اللہ جل شانہٗ کو پسندیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ بھی ہے جو شخص کسی دوسرے کی غلطی کو معاف کرتا ہے تو اللہ بھی اس پر اپنا عفو و کرم فرماتے ہیں۔ اس ضمن میں کئی احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک دیہاتی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کا کونا زور سے کھینچ کر بولا "اے محمد! یہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے مجھے ایک اونٹ دے۔" یہ طرز تخاطب ہر لحاظ سے بدتمیزی اور شان رسالت میں گستاخی تھا، اس کی بات سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت غصہ آیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیہاتی سے کمال خندہ پیشانی سے پیش آئے

اور اس کو ایک اونٹ دینے کے علاوہ اس اونٹ کو اشیائے خورد و نوش سے لدوا دیا۔

اب ہمارا فرض ہے کہ دیکھیں کہ ہمارا طرز عمل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے یا نہیں؟ ہم ذرا ذرا سی بات پر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور اگر دوسرا آدمی غلطی پر ہو تو اسے معاف کرنے کے روادار نظر نہیں آتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے آئینہ ہے، جس میں ہم اپنا آپ بآسانی دیکھ سکتے ہیں کہ یہ خوشنما ہے یا بدنما۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا، وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے، وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی، جنت میں داخل ہونے کا حق دار ہے۔ (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہیے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ (ابن عباس، ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر روز ستر دفعہ۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

معاف کرنے سے جنت کا حاصل ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: تھوڑی دیر میں تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا تو ایک انصاری آئے جن کی داڑھی سے وضو کا پانی گر رہا تھا اور اپنے دونوں جوتے بائیں ہاتھ میں لیے ہوئے تھے، جب اگلا دن ہوا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم نے بھی بات کہی تو پھر وہی شخص پہلی جیسی حالت میں آئے، جب تیسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات کہی تو پھر وہی شخص سابقہ حالت میں آئے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے پیچھے پیچھے گئے اور اس سے کہنے لگے آج میرے باپ سے میرا جھگڑا ہوگیا تو میں نے قسم کھائی کہ تین دن تک اس کے پاس نہیں جاؤں گا تو کیا آپ مجھے تین دن کے لیے جگہ دے دیں گے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس شخص کے ساتھ تین رات رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ کبھی رات میں بیدار نہیں ہوا، ہاں جب کبھی رات میں بیدار ہوتا یا کروٹ لیتا تو ذکر الٰہی کرتا، حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت آ جاتا، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میں نے اسے کوئی برا کلمہ کہتے نہیں سنا۔

جب تین راتیں گزر گئیں اور مجھے اس کے اعمال حقیر معلوم ہونے لگے تو میں نے کہا اے بندۂ خدا! میری میرے باپ سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی، بات یہ تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار کہتے سنا تھا کہ تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا تو تینوں دفعہ آپ ہی آئے تو میں نے چاہا کہ آپ کے پاس رات گزاروں اور دیکھوں کہ آپ کیا کرتے ہیں تاکہ آپ کی اقتدا کروں مگر میں نے جب دیکھا کہ آپ نے تو کوئی بڑا کام نہیں کیا تو وہ کیا کون سی بات ہے، جس کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا، اس نے کہا میں تو ایسا ہی ہوں جیسا کہ تو نے مجھے دیکھا۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رخصت ہونے لگا تو اس شخص نے مجھے بلایا اور کہا جو کچھ میں کرتا ہوں یہی ہے جو تو نے دیکھا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میں کسی مسلمان سے کینہ نہیں رکھتا نہ کسی کی بھلائی پر کسی سے حسد کرتا ہوں اور رات کو سوتے وقت دوسروں کو معاف کر کے سوتا ہوں تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہی بات ہے، جس سے آپ اس مرتبہ کو پہنچے۔ (احمد)

ہدایات اور سنتیں

وعدہ پورا کرنا......

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی، کچھ رقم باقی رہ گئی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ آپ اسی جگہ ٹھہریں میں لے کر حاضر ہوتا ہوں لیکن میں بھول گیا، تین دن کے بعد مجھے یاد آیا میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ مجھ کو دیکھتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے مجھ کو بڑی زحمت میں ڈالا کیونکہ میں تین روز سے تیرا یہاں انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنا وعدہ پورا کرنے کے واسطے تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرما دیا ہوگا کہ میں بھی تمہارا یہاں انتظار کر رہا ہوں۔ یقیناً لینے کا انتظار نہیں تھا وہ تو اس کے پاس جا کر بھی مل سکتا تھا۔ اس میں تعلیم ہے اُمت کو وعدہ پورا کرنے کی۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے کسی بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی یہ نیت ہو کہ وہ وعدہ پورا کرے گا اور اگر کسی سبب سے وہ اس کو پورا نہ کر سکے اور وعدہ پر نہ آئے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (ترمذی)

(۳) معاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ دو فریقوں کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہوا۔ اگر یہ خلاف شرع نہ ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی فریق پورا نہ کرے تو دوسرے کو حق ہے کہ عدالت میں مرافعہ کر کے اس کو پورا کرنے پر مجبور کرے۔

(۴) اگر کوئی شخص کسی سے یکطرفہ وعدہ کرلیتا ہے تو اس کا پورا کرنا بھی [illegible] ہے مگر یکطرفہ وعدہ کو عدالت کے ذریعہ جبراً پورا نہیں کراسکتا۔ ہاں کسی سے وعدہ کرکے بلا عذرِ شرعی خلاف ورزی کرے گا تو وہ گناہگار ہوگا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ لو آؤ میں تمہیں (ایک چیز) دوں۔ اس وقت جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ سے پوچھا کہ تم نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ان سے فرمایا کہ یاد رکھو اگر تم اس کو کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب وہ کوئی وعدہ کرتے تو ان شاء اللہ کہہ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ عسیٰ فرماتے تھے (یعنی امید ہے)۔ (مظاہر حق)

وعدہ خلافی خلافِ سنت ہے

وعدہ کرکے پورا کرنا درحقیقت سچائی ہی کی ایک عملی قسم ہے اور وعدہ خلافی ایک طرح کا عملی جھوٹ ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخلاقی تعلیم میں وعدہ خلافی سے بچنے اور ہمیشہ وعدہ پورا کرنے کی بھی سخت تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے اور جب اس کو کسی چیز کا امین بنادیا جائے تو خیانت کرے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح: جھوٹ، خیانت اور وعدہ خلافی دراصل یہ منافقوں کے اخلاق ہیں اور جس شخص میں یہ بری عادتیں موجود ہوں وہ خواہ عقیدہ کا منافق نہ ہو لیکن عمل اور سیرت میں منافق ہی ہے۔ اس حدیث کی صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

"وان صلی و صام و زعم انه مسلم"

یعنی وہ آدمی اگرچہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور اپنے کو مسلمان بھی کہتا اور سمجھتا ہو پھر بھی ان بداخلاقیوں کی وجہ سے وہ ایک قسم کا منافق ہی ہے۔ بہر حال اس حدیث میں وعدہ خلافی کو نفاق کی نشانی اور ایک منافقانہ خصلت بتلایا گیا ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہے۔ (لہٰذا اس کو ادا کرنا چاہیے)۔۔۔۔۔۔ (معجم اوسط للطبرانی)

تشریح:۔۔۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو کچھ دینے کا یا اس کے ساتھ کوئی سلوک کرنے کا یا اسی طرح کا کوئی اور وعدہ کیا گیا ہے تو وعدہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے پر قرض سمجھے اور اس کو پورا کرنے کی فکر کرے۔ لیکن اگر بالفرض کسی برے کام میں ساتھ دینے کا، یا کسی اور ایسے کام کے کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے جو شرعاً صحیح نہیں ہے، یا اس سے کسی دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہے تو اس وعدہ کا پورا کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ اس کے خلاف ہی کرنا ضروری ہوگا اور اس وعدہ خلافی میں کوئی گناہ نہ ہوگا بلکہ اتباعِ شریعت کا ثواب ہوگا۔

نکاح کے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے اور شرمگاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص مجامعت کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لیے خواہشاتِ نفسانی میں کمی کا باعث ہوگا۔ (بخاری)

(۱) فرض:...... نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہو جاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور بیوی کے مہر اور نفقہ پر قدرت حاصل ہو اور بیوی کے ساتھ ظلم و زیادتی کا خوف نہ ہو۔ (مظاہر حق)

(۲) واجب:...... نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب کہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر اس درجہ تک نہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہونے کا یقین ہو۔ نیز مہر و نفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔ اگر کسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ تو ہو مگر وہ مہر اور بیوی کے اخراجات کی طاقت نہیں رکھتا انتہائی غریب آدمی ہے تو ایسی صورت میں جب تک صاحب حیثیت نہ ہو اور نکاح نہ کرے تو گناہگار نہیں ہوگا۔ ایسے شخص کے لیے حدیث بالا میں ارشاد ہے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے کیونکہ اس سے شہوت کو سکون ہو جاتا ہے اور اگر مہر و نفقہ وغیرہ کی طاقت رکھنے والا شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرے تو وہ گناہگار ہوگا۔ (مظاہر حق)

(۳) سنت مؤکدہ:...... اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ یعنی جنسی ہیجان کا غلبہ تو نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت و مجامعت کی طاقت رکھتا ہو اور مہر و

نفقہ کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو۔ لہٰذا اعتدال کی صورت میں نکاح نہ کرنے والا شخص گناہ گار ہے جب کہ زنا سے بچنے اور افزائش نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ (مظاہر حق)

(۴) مکروہ:...... نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے کہ بیوی پر ظلم و زیادتی کا خوف ہو۔

(۵) حرام:...... نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جب کسی شخص کو بیوی پر ظلم و زیادتی کرنے کا یقین کامل ہو کہ میں اپنی بدمزاجی کی سختی و تندی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر سکتا۔

(۶) آیت مذکورہ کے خطاب سے اتنی بات تو باتفاق آئمہ ثابت ہے کہ نکاح کا مسنون اور بہتر طریقہ یہی ہے کہ اپنا نکاح کرنے کے لیے کوئی بھی مرد یا عورت بلاواسطہ خود اقدام اٹھانے کے بجائے اپنے اولیاء کے توسط سے یہ کام انجام دے، اس میں دین و دنیا کے مصالح اور فوائد ہیں، خصوصاً لڑکیوں کے معاملہ میں۔ لڑکیاں اپنے نکاح کا معاملہ خود طے کریں تو یہ ایک قسم کی بے حیائی بھی ہے اور اس میں فواحش کے راستے کھل جانے کا خطرہ بھی ہے۔ اس لیے بعض روایات حدیث میں عورتوں کو خود اپنا نکاح بلاواسطہ ولی کے کرنے سے روکا بھی گیا ہے۔ (معارف القرآن)

(۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم نکاح کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو تو اللہ تعالیٰ نے جو غنا عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے وہ پورا فرمائیں گے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ آیت پڑھی: "اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ" تفسیر مظہری میں ہے: یہ یاد رہے کہ نکاح کرنے والے کو غنی اور مال عطا فرمانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی حال میں ہے جب کہ نکاح کرنے والے کی نیت اپنی عفت کی حفاظت اور سنت پر عمل ہو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد ہو۔ (سورۃ النور: ۳۲)

(۸) نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات اور عادات و اطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لی جائے تا کہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جو طبیعت و مزاج کے

خلاف ہونے کی وجہ سے زوجین کے درمیان ناچاقی و کشیدگی کا باعث بن جائے۔ (معارف)

(۹) یہ مستحب ہے کہ عمر، عزت، حسب اور مال میں بیوی خاوند سے کم ہو اور اخلاق و عادات، خوش سلیقگی، آداب، حسن و جمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو۔ (معارف)

(۱۰) نکاح کا اعلان کیا جائے اور نکاح کی مجلس اعلانیہ طور پر منعقد کی جائے جس میں دونوں طرف سے اعزہ و احباب نیز بعض علماء و صلحاء بھی شریک کیے جائیں۔ (معارف)

(۱۱) نکاح پڑھانے والا نیک بخت اور صالح ہو اور گواہ عادل و پرہیزگار ہوں۔ (معارف)

(۱۲) اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا مستحب ہے۔ اس بارہ میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کے بجائے کسی تجربہ کار اور معتبر عورت کو بھیج دے تاکہ وہ اس کی منسوبہ کو دیکھ کر مطلوبہ معلومات فراہم کردے۔ (معارف)

(۱۳) شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا مستحب ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شوال کے مہینہ میں نکاح کیا اور پھر شوال ہی کے مہینہ میں مجھے رخصت کرا کے اپنے گھر لائے۔ اب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں کون سی زوجہ مطہرہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب تھیں۔ (صحیح مسلم)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایم" (یعنی بیوہ بالغہ) کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا حکم حاصل نہ کرلیا جائے۔ اسی طرح کنواری عورت (یعنی کنواری بالغہ) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی اجازت نہ لے لی جائے۔

(۱۵) نکاح ایجاب و قبول کے ذریعہ منعقد ہوتا ہے اور اس کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ماضی کے ساتھ ہونے چاہئیں جیسے عورت کا ولی مرد سے کہے کہ میں نے فلاں عورت جس کا نام یہ ہے کا نکاح تم سے کیا اور اس کے جواب میں مرد کہے کہ میں نے قبول کیا۔ البتہ گواہوں کے سامنے صرف یہ کہنے سے کہ ہم "بیوی خاوند" ہیں نکاح نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل) لڑکی کا نکاح فارم پر صرف دستخط کردینا بھی کافی ہے اور لڑکا

ہو جائے گی میں کہے: "قبول ہے" تو یہ نکاح صحیح ہے۔ (مسلم، کتاب النکاح)

(۱۶) جو شخص (قاضی) عقد کرانے بیٹھے تو اول خطبہ پڑھے کیونکہ عقد کرانے سے پہلے خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ پھر اس کے بعد ایجاب و قبول کرانے میں ان باتوں کا جو خیال رکھے جن کا بیان اوپر ہو چکا۔

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد نکاح کا پیغام اپنے کسی مسلمان بھائی کے نکاح کے پیغام پر نہ بھیجے تا آنکہ وہ اس سے نکاح کرلے یا اس کو ترک کردے۔ (ترمذی، کتاب النکاح)

وضاحت:— یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ ان دونوں کی شادی کا معاملہ قریباً طے ہو چکا ہو اور صرف نکاح ہونا باقی رہ گیا ہو اور اگر کوئی شخص اس ممانعت کے باوجود کسی کی منسوبہ کے پاس نکاح کا پیغام بھیج دے اور پہلے شخص کی اجازت کے بغیر نکاح بھی کرلے تو یہ نکاح تو صحیح ہو جائے گا لیکن دوسرا شخص گناہ گار ہوگا۔ ہاں اگر پہلے شخص کی بات نہیں بنی، معاملہ ختم ہو چکا یا وہ کہہ دے کہ اس عورت سے میں نکاح نہیں کروں گا تم اپنا پیغام بھیج دو، اس صورت میں دوسرے کا نکاح کے لیے پیغام بھیجنا جائز ہوگا۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی شخص نکاح کا پیغام بھیجے اور تم اس شخص کی دینداری و اخلاق سے مطمئن و خوش ہو تو اس سے نکاح کردو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔ (ترمذی، کتاب النکاح)

فائدہ:— یعنی ایسے شخص کے پیغام کو نظر انداز کرکے کسی صاحب ثروت شخص کے پیغام کے انتظار میں رہوگے تو اس کے نتیجہ میں بڑی برائیاں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید کو ذہن میں رکھیں، اگر ایسا نہ کروگے تو زمین پر فتنہ و فساد ہوگا۔

(۱۹) یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ بھی غیر مسلموں کی ناپاک رسموں اور غلط رواجوں سے محفوظ نہیں رہا۔ مثلاً باجوں اور مزامیر کا استعمال کرنا، مووی بنانا، ناچ گانے اور قوالی کا انتظام کرنا، سہرا باندھنا، گھر کی اسراف کی حد تک آرائش کرنا، دولہا کا مزارات پر جانا اور کچھ نقد رقم چڑھا کر پھر بارات میں شامل ہونا، آتش بازی کے ذریعہ مال ضائع کرنا، بارات میں مردوں کے سامنے عورتوں کا کھلے منہ آنا، دولہا کو ریشمی مسند پر بٹھانا،

دولہا و دلہن کے درمیان محبت کے لیے کوئی ٹونکا وغیرہ کرنا، دولہا کا حریر یا زعفرانی رنگ کا ریشمی کپڑا پہننا، دولہا کا دلہن کے گرد سات چکر لگانا، اجنبی عورتوں کا دولہا کے بازو پر اسے ہاتھ لگانا یا اس کے ناک کان پکڑنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا، دولہا کا انگوٹھا [illegible] کے ذریعہ عورت سے دھلوانا، عورتوں کا دولہا کو شکر کھلانا اور دودھ پلانا، مصری کی ڈلی دلہن کے بدن پر رکھ کر دولہا سے کہنا کہ اسے منہ سے اُٹھا لو اور خلوت میں جب دولہا اور دلہن ہوں تو عورتوں کا انہیں گھیرے رہنا۔ یہ سب چیزیں بدعت اور حرام ہیں جن کا شریعت مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ (مظاہر حق)

(۲۰) ٹیلی فون پر نکاح:...... مجبوراً ٹیلی فون پر نکاح کرنا پڑ جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ٹیلی فون پر یا خط کے ذریعہ لڑکا (یا لڑکی جو بھی مجلس سے غائب ہے) اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنا دے اور وہ وکیل اس کی طرف سے ایجاب و قبول کرلے۔ تب درست ہے، جاننا چاہیے کہ الگ الگ شہروں میں اور مختلف گواہوں سے جو یکجا نہ ہوں ایجاب و قبول نہیں ہوتا کیونکہ نکاح میں ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہونا چاہیے اور مزید یہ کہ دولہا اور دلہن دونوں کے گواہ جو غائب ہو اس کا وکیل اور دوسرا فریق سب کے سب ایک ہی جگہ جمع ہونے چاہئیں۔

(۲۱) نکاح کے لیے دونوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ہمارے زمانہ کے یہود نصاریٰ برائے نام اہل کتاب ہیں۔ ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ کسی آسمانی کتاب کے قائل ہیں نہ مذہب کے، نہ اللہ رب العزت کے، ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ان کے ذبیحہ اور عورتوں کا حکم اہل کتاب کا نہ ہوگا۔

(۲۲) ایک مرد کے لیے متعدد بیویاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ فرمان الٰہی ہے: "جو عورتیں تمہیں پسند ہوں (یعنی جو عورتیں تمہیں طبعی طور پر پسند ہوں اور تمہارے لیے شرعاً حلال بھی ہوں) ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ دو دو، تین تین، چار چار اور اگر تم کو اس کا خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی پر بس کر دیا جو کنیز شرعی

اصول کے مطابق تمہاری ملک ہو وہی سہی۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے حقوق میں برابری نہ کر سکے تو وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح) البتہ یہ مساوات ان امور میں ضروری نہیں جو انسان کے اختیار میں نہیں مثلاً قلب کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس غیر اختیاری معاملہ میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ بشرطیکہ اس میلان کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے۔

مسئلہ:...... دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی کی رضامندی شرعاً شرط نہیں۔ لیکن پہلی بیوی کے برابر کے حقوق ادا کرنا شوہر کے لیے واجب ہے۔ اگر کوئی شخص پہلی بیوی سے قطع تعلق کرے گا تو شرعاً مجرم ہوگا۔

(۲۳) میاں بیوی کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو حق تعالیٰ شانہ نے حکام اور دونوں خاندان کے لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اگر تم کو ان دونوں کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو تم ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔ "مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو، عورت کے خاندان سے بھیجو۔ اگر دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی میں اتفاق پیدا فرمائیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔ (سورۃ النساء: ۳۵)

حق مہر اور ولیمہ سے متعلق ہدایات اور سنتیں

(۱) اگر نکاح کرتے وقت مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا مگر شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔ مہر مثل عورت کے اس مہر کو کہتے ہیں جو اس کے باپ کے خاندان کی ان عورتوں کا ہو جو اوصاف میں اس کے مثل ہو۔ مثلاً عمر، جمال، مال، شہر، دینداری، بکارت و کنوارہ پن، علم و ادب، اخلاق اور عادات وغیرہ۔ (مظاہر حق)

(٢) مہر میں سے کچھ حصہ علی الفور دے دینا بہتر ہے۔ (مظاہر حق)

(٣) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں منقول ہے فرمایا "الا لا تغالوا صدقۃ النساء"۔۔۔۔ ترجمہ:۔۔۔۔ خبردار! عورتوں کا بھاری مہر نہ باندھو۔ (ابوداؤد، کتاب النکاح)

(٤) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تمام ازواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم باندھا تھا۔ (مظاہر حق)

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار ہزار درہم تھا۔ بارہ کلو اور ۲۴۹ گرام چاندی کی بقدر ہوتے ہیں اور یہ مہر نجاشی رحمہ اللہ بادشاہ نے باندھا تھا اور نجاشی نے ہی یہ مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا تھا۔

(٥) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ پانچ سو درہم کی مقدار ایک کلو ۵۳۰ گرام ہوتی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال تھا، چار سو مثقال ایک کلو ۷۵۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں۔ (مظاہر حق)

(٦) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کا اتنا بڑا ولیمہ نہیں کیا جتنا بڑا ولیمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح میں ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا اور لوگوں کا پیٹ گوشت اور روٹی سے بھر دیا تھا۔ (بخاری)

فائدہ:۔۔۔۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسا ولیمہ جس میں ایک بکری استعمال کی گئی ہو بڑے ولیمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (مظاہر حق)

(٧) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مال داروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت کو (کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

(٨) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اگر دو آدمی ایک ساتھ میں دعوت دیں تو اس کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ نزدیک ہو، اگر ان میں سے کوئی پہلے کہے تو اس کی دعوت قبول کرو جس نے پہلے کہا۔ (ابوداؤد، کتاب النکاح)

مہر کے متعلق چند ضروری مسائل

(١) بعض لوگ نکاح کے موقع پر لمبے چوڑے مہر باندھ لیتے ہیں مگر ان کی ادائیگی کی نیت ہی نہیں رکھتے۔ ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ بعض لوگ تو دینے کی نوبت نہیں آتی بلکہ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کی تاکید آئی ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو۔ قرآن مجید میں کم از کم چھ مرتبہ تاکید کی گئی ہے اور اس کو عورتوں کا حق قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا جتنا مہر باندھ دیا گیا ہے اب اس کا دینا واجب ہے۔

(٢) بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ مہر کا تعلق جہیز سے ہے۔ چنانچہ مہر کو جہیز سے جوڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہم جہیز نہ لیں تو مہر بھی نہیں دیں گے یا بابت تھوڑا سا ادا دیں گے۔ حالانکہ مہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ایک فرض اور عورت کا ایک شرعی حق ہے جب کہ جہیز کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ کوئی عورت چاہے جہیز لائے یا نہ لائے مگر اس کا حق شرعی (مہر) دینا ضروری ہے۔ لہٰذا مہر عورت کا خاص حق ہے نہ تو عورت کا باپ لے سکتا ہے اور نہ اس کا شوہر یا کوئی اور۔ ([illegible])

(٣) اگر کوئی شخص ایک بھاری مہر باندھے اور اس قسم کے رواج میں عادت ہو کہ اس کے عوض ایک بھاری جہیز متوقع ہوتا ہو مگر لڑکی جہیز میں کچھ بھی نہ لائے تو شوہر کو جہیز کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (کتاب الفقہ)۔۔۔۔ لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر سے جو کچھ بھی تحفے تحائف (بطور جہیز) لاتی ہے وہ سب اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر شوہر کے گھر والے اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ اگر طلاق ہو جائے تب بھی وہی ان سب چیزوں کی مالک ہوگی۔ یہ چیزیں کسی بھی طرح شوہر کو نہیں پہنچ سکتیں۔

(٤) نکاح کے موقع پر شوہر اپنی بیوی کو جو کچھ مال و زیور وغیرہ دیتا ہے وہ سب کچھ بیوی

کی ملکیت ہوتا ہے جس کو واپس لینا شرعاً ناجائز ہے۔ خواہ طلاق ہی کی نوبت کیوں نہ آ گئی ہو۔

(۵) عورت جب نکاح کے بعد اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دیتی ہے تو شوہر پر بیوی کے لیے کھانے، کپڑے اور مکان کی فراہمی واجب ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ و عینی)

(۶) نکاح کے بعد عورت جب چاہے اپنا مہر طلب کر سکتی ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں مرد کے خاص حقوق ادا کرنے سے انکار بھی کر سکتی ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں اگر اپنے ہی گھر میں رُک جائے، دونوں صورتوں میں وہ نفقہ کی مستحق ہوگی۔ (ہدایہ)

(۷) اگر شوہر نے مہر ادا کر دیا لیکن عورت پھر بھی اس کے گھر جانے سے انکار کرے تو اسے نفقہ نہیں ملے گا۔ (ہدایہ)

رازداری کی سنتیں

۱: بیوی کے ساتھ مجامعت کرنا (مسلم ابن ماجہ)

کیا آپ نے دیکھا اونٹ کس طرح بیٹھتا ہے؟ اس کی عجیب نشست ہے۔ (داؤد)

۲: بیوی کے ساتھ کھیل مذاق کرنا (ترمذی)

۳: اگر ایک بار کے بعد دوبارہ ضرورت مجامعت کی ہو تو درمیان میں سب سے افضل بات تو غسل کر لینا ہے ورنہ وضو کافی ہے کم از کم استنجا ہی کر لیا جائے تو یہ بھی نظافت کی بات ہے۔ (جمع الفوائد)

۴: ہر مرتبہ غسل کرنا افضل ہے اور آخر میں ایک غسل بھی کافی ہے (مشکوٰۃ)

۵: فراغت پر غسل کرنا تو دونوں پر ہی فرض ہو جاتا ہے لیکن اسی وقت غسل کر کے سونا افضل ہے (بخاری) غسل کو جی نہ چاہے تو باوضو ہو کر سوئے (مشکوٰۃ) یہ بھی نہ ہو سکے تو استنجا کر کے سو جائیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تیمم کر کے سونا بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ اگر بغیر پانی کے استعمال کیے یوں ہی سو رہیں تو ایسا بھی حدیث سے ثابت ہے (الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے بہت آسانی فرما دی ہے) (جمع الفوائد)

لیکن صبح صادق ہونے سے پہلے یہ ترتیب ہے، صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل

کرنا چاہیے غسل کا مسنون طریقہ وہی ہے جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

۶: غسل کر لینے کے بعد تولیے سے بدن پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لہٰذا دونوں طریقے ہی مسنون ہوئے (جمع الفوائد)

۷: ایسی حالت میں جب غسل فرض ہو گیا ہو کھانا پینا ہو (جیسے سحری کے وقت) تو ہاتھ پہنچوں تک دھو لیں۔ کلی غرارہ کر کے کھائیں پئیں۔ (غسل بعد میں صبح صادق کے بعد کر لیں) (تو ایسا بھی ہو سکتا ہے) (جمع الفوائد)

۸: جب بیوی کو ماہواری کا خون آ رہا ہو تو اس سے صحبت کرنا حرام ہے) البتہ اگر گھٹنوں تک کپڑا باندھوا دیا جائے تو کپڑے کے اوپر سے اور باقی تمام بدن سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ خواہ باقی بدن ننگا ہی ہو صرف ناف سے گھٹنوں تک بدن کے اندر ہاتھ نہ ڈالے (جمع الفوائد)

اور ان ایام میں پاس بیٹھنا، ساتھ سونا سب جائز ہے لیکن صحبت کرنا حرام ہے۔

۹: مجامعت کرتے وقت یا غسل فرض ہو جانے کے بعد غسل کرنے سے پہلے مرد و عورت کو پسینہ آتا ہے وہ پسینہ پاک ہے۔ اس پسینے سے کپڑوں کے لگنے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ ان کپڑوں سے نماز درست ہے۔ البتہ منی ناپاک ہے اس کو دھو ڈالنا چاہیے (مشکوٰۃ)

۱۰: جن کپڑوں سے مجامعت کی ہے وہ کپڑے پاک ہی رہتے ہیں صرف اتنی جگہ ناپاک ہوتی ہے جتنی جگہ منی لگی ہے اتنی جگہ کو پاک کر کے ان کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے خواہ کپڑا دھونے کے بعد گیلا ہی ہو (ابوداؤد)

ازدواجی زندگی..... سنت کے آئینہ میں

ازواج میں عدل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانو سے ٹیک لگا لیتے اور اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے... ایسا بھی ہوتا کہ روزہ کی حالت میں تقبیل (بوسہ) فرما لیتے...... یہ سب اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک اور لطف وکرم کا نتیجہ تھا... جب آپ سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے... جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں.....

حُسنِ سلوک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ
تم میں سے بہتر وہ ہے... جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو۔ اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں...

یہ بھی سنت نبوی ہے..... حق زوجیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری اور پہلے حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے... آپ غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے۔

اہل خانہ کی دلداری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے... اور جائز امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ہو جاتے۔

محبت کی ادائیں

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی پیتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے برتن لے کر وہیں اپنے لب مبارک لگا لیتے... جہاں سے انہوں نے پیا تھا اور جب وہ ہڈی سے گوشت کھاتیں تو آپ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لے کر وہاں لب مبارک لگاتے جہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھایا تھا

بے تکلفی و محبت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں اس طرح باتیں فرماتے بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں... لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

مسکراتے چہرے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے... (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

بیوی کا محبت والا نام رکھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہت ہی محبت کیساتھ پیش آتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں تم میں سے اپنے اہل خانہ کیلئے سب سے بہتر ہوں"۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور سے فرمایا: حمیرا میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا۔ ان کا نام تو عائشہ تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو محبت کی وجہ سے حمیرا فرماتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کا محبت میں کوئی ایسا نام رکھے جو اسے بھی پسند ہو اور اسے بھی پسند ہو۔ ایسا نام محبت کی علامت ہوتا ہے اور جب اس نام سے بندہ اپنی بیوی کو پکارتا ہے تو بیوی قرب محسوس کرتی ہے پرمسرت ہے

اہلیہ کیساتھ دوڑنا

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوڑ میں آگے ہوگئی... پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی... تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوگئے۔

بیوی کا بچا ہوا پانی پینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرمایا کہ

حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کچھ پانی پیا اور کچھ پانی بچا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے پیالہ حاضر خدمت کر دیا۔

کمال محبت ولطف کا برتاؤ کرنا

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پینے لگے تو آپ رک گئے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا "حمیرا! تو نے کہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا؟ کس جگہ سے منہ لگا کر پانی پیا تھا؟" انہوں نے نشاندہی کی کہ میں نے یہاں سے پانی پیا تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اپنے مبارک لب اسی جگہ پر لگا کر پانی نوش فرمایا۔ خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت دے گا تو وہ کیوں کر گھر آباد نہیں کرے گی۔

اب سوچئے کہ رحمۃ للعالمین تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ سید الاولین والآخرین ہیں۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی

بچا ہوا پانی پیا۔ ہوتا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچا ہوا پانی وہ پیتیں... یہ سب محبت کی وجہ سے تھا۔

پیار سے محبت کی باتیں سننا

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "حمیرا! تم مجھے مکھن اور چھوہارے ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہو"۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا کر کہنے لگیں "اے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ مکھن اور شہد ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہیں"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "حمیرا! تیرا جواب میرے جواب سے زیادہ بہتر ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں جتنی خشیت الٰہی تھی اس کا تو ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اہل خانہ کی موانست، پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ یہ چیز مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی گھر تشریف لاتے تھے تو ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے... اس حدیث پاک کے آئینے میں ذرا ہم اپنے چہرے کو دیکھیں کہ جب ہم اپنے گھر آتے ہیں... تو تیوریاں چڑھی ہوتی ہیں۔

بیوی کو قصہ سنانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ وہ اپنے اپنے شوہر کا پورا پورا حال ٹھیک ٹھیک بیان کر دیں کچھ چھپائیں نہیں... حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ اپنی کتاب شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں: ان گیارہ عورتوں نے اپنے اپنے شوہروں کا جو حال بیان کیا وہ پڑھئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مثالی محبت والفت کو اپنے لئے مشعل راہ بنایئے

❶ ایک عورت ان میں سے بولی کہ میرا شوہر ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے (گویا بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں رہی... اور گوشت بھی ایسا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں ہوتا) اور گوشت بھی سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ وہاں کا راستہ سہل ہے... جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے سو دقت اٹھا کر اس کے اتارنے کی کوشش کی ہی جائے... اور اس کو اختیار کر ہی لیا جائے۔

❷ دوسری بولی (کہ میں اپنے شوہر کی بات کہوں تو کیا کہوں؟ اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتی) مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اس کے عیوب شروع کروں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو ظاہری اور باطنی عیوب سب ہی کہوں)

❸ تیسری بولی کہ میرا شوہر لم ڈھینگ ہے... یعنی بہت زیادہ لمبے قد کا آدمی ہے... اگر میں کبھی کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق... اگر چپ رہوں تو ادھر میں لٹکی رہوں... ❹ چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح معتدل مزاج ہے نہ گرم ہے... نہ ٹھنڈا... نہ اس سے کسی قسم کا خوف ہے... نہ ملال...

❺ پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر جب گھر میں آتا ہے... تو چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے... اسکی تحقیقات نہیں کرتا...

❻ چھٹی بولی کہ میرا شوہر اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا جس سے میری پراگندگی معلوم ہو سکے...

❼ ساتویں کہنے لگی... کہ میرا شوہر صحبت سے عاجز نامرد اور اتنا بے وقوف کہ بات بھی نہیں کر سکتا... دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہوگی... وہ اس میں موجود ہے... اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے... یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے...

❽ آٹھویں نے کہا کہ میرا شوہر چھونے میں خرگوش کی طرح نرم اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہوا ہے...

❾ نویں نے کہا کہ میرا شوہر رفیع الشان بڑا مہمان نواز... اونچے مکان والا بڑی

راکھ والا ہے... دراز قد والا ہے اسکا مکان مجلس اور دارالشورہ کے قریب ہے...

❿ دسویں نے کہا کہ میرا شوہر مالک ہے... مالک کا کیا حال بیان کروں؟ وہ ان سب سے جو اب تک کسی نے تعریف کی ہے یا ان سب تعریفوں سے جو میں بیان کروں گی بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہے اس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں... چراگاہ میں چرنے کے لیے کم جاتے ہیں... وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت آ گیا...

⓫ گیارہویں عورت ام زرعہ نے کہا میرا شوہر ابوزرع تھا... ابوزرع کی کیا تعریف کروں؟ زیورات سے میرے کان جھکا دیئے... (اور کھلا کھلا) کر چربی سے میرے بازو پر کر دیئے مجھے ایسا خوش و خرم رکھتا تھا کہ میں خود پسندی اور عجب میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانہ میں پایا تھا جو بڑی تنگی کے ساتھ چند بکریوں پر گزر کرتے تھے اور وہاں سے ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا تھا جن کے یہاں گھوڑے اونٹ کھیتی کے بیل اور کسان تھے۔ (یعنی ہر قسم کی ثروت موجود تھی اس سب کے علاوہ اس کی خوش خلقی کہ) میری کسی بات پر بھی مجھے برا نہیں کہتا تھا۔ میں دن چڑھے تک سوتی رہتی تو کوئی جگا نہیں سکتا تھا۔ کھانے پینے میں ایسی ہی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی (اور ختم نہ ہوتا تھا) ابوزرع کی ماں (میری خوش دامن) بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے۔ اس کا مکان نہایت وسیع تھا۔ (یعنی مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں تھی۔ اس لیے مکان کی وسعت کی کثرت مراد لی جاتی ہے) ابوزرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا وہ بھی ایسا پتلا دبلا چھریرے بدن کا کہ اس کے سونے کا حصہ (یعنی پسلی وغیرہ) ننگی ہوئی تلوار کی طرح سے باریک... بکری کے بچے کا ایک دست اس کے پیٹ بھرنے کے لیے کافی (یعنی بہادر کہ سونے کے لیے چوڑے انتظامات کی ضرورت نہ تھی... سپاہیانہ زندگی ذرا سی جگہ میں تھوڑا بہت لیٹ لیا اسی طرح کھانے میں بھی مختصر مگر بہادری کے مناسب گوشت کے دو چار ٹکڑے اس کی غذا تھی... ابوزرع کی بیٹی بھلا اس کی کیا بات اس کی تابعدار باپ کی فرمانبردار ماں کی تازی سوکن کی جلن تھی (یعنی سوکن کو اس کے کمالات سے جلن پیدا ہو عرب

میں مرد کے لیے چھریرا ہونا اور عورت کے لیے موٹی تازی ہونا محمود شمار کیا جاتا ہے)

ابو زرع کی باندی کا بھی کیا کمال بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی کسی سے نہ کہتی تھی... کھانے تک کی چیز بھی بے اجازت خرچ نہیں کرتی تھی... گھر میں کوڑا کباڑ نہیں پھیلنے دیتی تھی... مکان کو صاف شفاف رکھتی تھی ہماری یہ حالت تھی کہ لطف سے دن گزر رہے تھے کہ ایک دن صبح کے وقت... جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے... ابو زرع گھر سے نکلے راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی... جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے... (چیتے کے ساتھ تشبیہ کھیل کود میں ہے اور اناروں سے یا تو حقیقۃً انار مراد ہیں کہ ان کو پھینک کر کھیل رہے تھے... یا دو اناروں سے اس عورت کے دونوں پستان مراد ہیں) ابو زرع کو وہ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق دے دی... اور اس سے نکاح کر لیا (طلاق اس لیے دی کہ سوکن ہونے کی وجہ سے اس کو رنج نہ ہو اور اس کی وجہ سے مجھے طلاق دے دینے سے اس کے دل میں اس کی وقعت ہو جائے) ایک روایت میں ہے... اس سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد وہ مجھے طلاق دینے پر اصرار کرتی رہی آخر مجھے طلاق دے دی... اس کے بعد میں نے ایک اور سردار شریف آدمی سے نکاح کر لیا... جو شہسوار ہے اور سپہ گر ہے... اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ گائے بکری وغیرہ وغیرہ ہر چیز میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور یہ بھی کہا کہ ام زرع خود بھی کھا... اور اپنے میکہ میں جو چاہے بھیج دے... لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو جمع کروں... تو تب بھی ابو زرع کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا کر مجھے یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے واسطے۔

فائدہ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو زرع کی کیا حقیقت۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے اس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں۔ حق تعالیٰ جل شانہ ہر مسلمان مرد و عورت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے ہم سب مسلمان بہنوں کو خاوند کی فرمانبرداری کرنے اور خود کو اس کے مزاج میں ڈھالنے کی توفیق و ہمت نصیب فرمائیں آمین۔ (شمائل ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر اور نکاح

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ تھے جو ابو طالب نے اپنے ذمہ رکھے تھے (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۳۲۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درہم کی تھی (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۸۹)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۹۵)

اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو دینار تھا جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمہ رکھے تھے (زاد المعاد ج ۱ ص ۲۷) اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا (ابن ہشام ج ۲ ص ۳۲۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کیا تو اس میں جو کا کھانا تھا (فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۷) اور حضرت زینب بنت جحش کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور لوگوں کو گوشت روٹی کھلایا گیا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۸)

اور حضرت صفیہ کی دفعہ صحابہ کرام کے پاس خیبر سے واپسی پر راستے میں سفر میں جو کچھ موجود تھا سب جمع کر لیا گیا اور اکٹھے ہو کر کھا لیا یہی ولیمہ تھا (مشکوٰۃ ص ۲۷۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ وہ خود فرماتی ہیں نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری بلکہ سعد بن عبادہؓ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ آیا تھا بس وہی ولیمہ تھا ([illegible] ج ۱ ص ۳۵۸)

معلوم ہوا کہ بروقت جو میسر ہوا احباب و اقرباء کو شکرانے میں کھانا کھلا دیا جائے نہ قرض لینے کی حاجت نہ تکلیف دعوت کرنے کی حاجت آسانی کے ساتھ جو ہو جائے یہی ولیمہ مسنون ہے۔ اور مہر زیادہ مقرر کرنے کی رسم بھی خلاف سنت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے خبردار مہر زیادہ مت مقرر کرو اس لئے کہ اگر یہ کوئی عزت کی چیز ہوتی دنیا میں اور اللہ تعالیٰ کے

نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو تمہارے پیغمبر اس کے زیادہ مستحق تھے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے زیادہ اور بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم ہوئے اور نصف اوقیہ ۲۰ درہم ہوئے تو ساڑھے بارہ اوقیہ ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں اور ۱۰ درہم سات مثقال چاندی کے ہوتے ہیں تو ۵۰۰ درہم ۳۵۰ مثقال چاندی ہوئے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے ۳۵۰ مثقال ۱۵۷۵ ماشہ چاندی ہوئے جس کے ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی ہوتی ہے اس وقت کے بھاؤ سے اتنی چاندی کی قیمت لگالیں اس سے زیادہ مہر کو جائز ہے مگر خلاف سنت اور مکروہ ہے مستحب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سا مہر ٹھہرائے بلکہ ہر شخص کی حیثیت کو دیکھ کر اس کے موافق مقرر کریں اور تفاخر سے زیادہ مقرر کرنا گو جائز ہے مگر گناہ ہوتا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ساڑھے پندرہ سال کی ہوگئی اور سن بلوغت کو پہنچ گئیں تو پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دولت عظمیٰ کے شرف کی درخواست کی مگر آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرمادیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ان کی عمر اس وقت اکیس سال کی تھی۔ شرماتے ہوئے خود ہی حاضر خدمت ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی عرض کیا۔ آپ پر حکم الٰہی آیا اور آپؐ نے ان کی عرض کو قبول کرلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انسؓ جاؤ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا لاؤ۔ یہ سب لوگ حاضر ہوگئے اور آپؐ نے خطبہ پڑھ کر نکاح کردیا اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا۔ پھر آپؐ نے ایک طباق میں خرمائے کر حاضرین کو پہنچادیئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیج دیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر

تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی منگایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلی اس میں ڈال دی اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا ادھر منہ کرو اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا کی الٰہی ان دونوں کی اولاد کو اور ان کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ دیتا ہوں۔ پھر فرمایا ادھر پیٹھ کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں شانوں کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی منگایا اور یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا مگر پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا۔

پھر ارشاد فرمایا بسم اللہ کی برکت کے ساتھ اپنے گھر میں رہو اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز عشاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لے کر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آگے پیچھے پینے کا حکم فرمایا اور کہا کہ اس سے وضو کرو پھر دونوں کے لئے طہارت اور آپس میں محبت سے رہنے کی اور اولاد میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا دی اور فرمایا جاؤ آرام کرو وہ نہالی میں السی کی چھال بھری تھی اور چار گدے دو بازو بند چاندی کے ایک کملی ایک تکیہ ایک پیالہ ایک چکی اور ایک پانی کا مشکیزہ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ ان کو یہ جہیز میں عطا کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے کام کو اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ اور گھر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ کیا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ولیمہ کیا جس میں یہ سامان تھا چند صاع جو کی پکی ہوئی روٹی اور کچھ کھجوریں کچھ مالیدہ تھا وہ کھلادیا۔ (تاریخ خمیس ج ۱ ص ۳۶۲)

لیجئے۔ دو جہان کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی جو تمام عورتوں کی جنت میں سردار ہوں گی شادی ہوگئی کیا ہی سیدھا سادہ سنت کا طریقہ ہے۔

مذکورہ واقعہ سے حاصل شدہ فوائد

اس سے معلوم ہوا کہ منگنی کے یہ تمام بکھیڑے جن کا آج کل رواج ہو رہا ہے لغو اور

سنت کے خلاف ہیں۔ زبانی پیغام خود یا کسی کے ذریعہ پہنچانا اور زبانی جواب منہ کا دینا
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد بلا وجہ توقف کرنا اچھا نہیں ہے
معلوم ہوا کہ دولہا دلہن کی عمر میں جوڑ کا لحاظ رکھنا بھی مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ
میں کچھ زیادہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلانے میں
مضائقہ نہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ نکاح کا سب کو علم ہو جائے مگر اس کا
کوئی اہتمام نہ ہو بلکہ وقت پر بلا تکلف قریب نزدیک کے دو چار آدمی ہو جائیں کافی ہے
یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ چپ کر بیٹھ جاتا ہے نکاح کی اجازت دیتے ہوئے شرم
ہے یہ اچھا نہیں بلکہ عالم ہو تو خود نکاح پڑھنا بہتر ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لمبا چوڑا مہر
باندھنا بھی خلاف شریعت ہے۔ ہاں مہر فاطمی باعث برکت ہے اگر وسعت نہ ہو تو اس سے
بھی کم باندھ لے اور دیکھ رہے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے سردار کی بیٹی کی
الوداعی کیسے ہوئی نہ دھوم دھام نہ سواری نہ کنبہ برادری کا کھانا، کتنا سادہ سادہ کم خرچ سنت
طریقہ تعلیم دے گئے ہیں۔ ہم کو لازم ہے کہ اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
کریں اور اپنی عزت کو حضور کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نئی دلہن اتنی
شرم کرے کہ ایک طرف کو بیٹھ جائے اور نماز بھی نہ پڑھے کام کے ہاتھ نہ لگائے یہ کوئی اچھی
بات نہیں ہے اور مناسب ہے کہ نکاح کے بعد گھر داماد کے قریب ہو تو پانی چھڑکنے کا
مسنون عمل اختیار کیا جائے اور جب نکاح ہو گیا تو اب خاوند سے پردہ کھول دینا چاہئے اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ جہیز میں تین باتوں کا خیال رکھو اول گنجائش سے زیادہ اکٹھا کرنے کی فکر نہ
کرو دوسری جن چیزوں کی ان کو ضرورت ہوگی وہ دینا چاہئے تیسرے اعلان و اظہار نہ ہونا
چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ احسان و سلوک ہے اس میں دکھلانے کی کیا بات ہے
اور عورتوں کو گھر کے کاروبار کو سنبھال لینا چاہئے۔ عار کرنا اور ناک منہ چڑھانا باعث ذلت
ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لڑکی کا ولیمہ نہیں ہوتا نہ نکاح کی دعوت ہوتی ہے ہاں لڑکے
والے ولیمہ کی دعوت کریں یہ مسنون ہے بلکہ بلا تکلف بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جو میسر ہو
اپنے خاص لوگوں کو کھلا دیں بس یہی ولیمہ ہے۔

صدق وسچائی کی سنتیں

قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مومنین کی جو صفات بیان کی گئی
ہیں ان میں ایک اہم صفت راست گفتاری یعنی سچ بولنا ہے۔ بندۂ مومن کسی بھی حالت
میں صدق وراستی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ اگرچہ سچ بولنے کے نتیجے میں اس کو کتنی ہی
تکلیف اٹھانی پڑے۔ (یہاں تک کہ اس کی جان بھی چلی جائے)

سچ بولنے کا حکم قرآن میں

قرآن پاک میں مومنوں کو ہر حال میں سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کا حکم دیا گیا
ہے خواہ یہ سچ (راست گفتاری) ان کی اپنی یا نزدیکی رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ
ہو۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ" (آیت ۱۳۵)
"یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، انصاف پر قائم رہو اور اللہ واسطے کے گواہ بنو
خواہ تمہاری یہ (سچی) گواہی تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین یا تمہارے نزدیکی رشتے
داروں ہی کے خلاف ہو۔"

سورۃ بقرہ میں فرمایا گیا ہے:
"وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" (آیت ۴۲)
"یعنی سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ اور نہ سچ کو جان بوجھ کر چھپاؤ۔"

سورۃ توبہ میں حکم دیا گیا ہے:
"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" (آیت ۱۱۹)

"یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

بے شک سچے لوگ ایک جماعت ہوتے ہیں اور مسلمان صرف سچوں ہی کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات سچ بولنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہوتا ہے اور سچے آدمی کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن سچے لوگ کسی مشکل اور خطرے سے نہیں ڈرتے اور راست گفتاری یا حق گوئی کا فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان سے اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

جیسا کہ سورۃ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا ہے: "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِیدًا یُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ" (پ ۲۲)

"یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور بات وہ کہو جو ٹھیک (سچی اور حقیقت پر مبنی) ہو اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا۔"

سچ بولنا سنت بھی، ایمان کا حصہ بھی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی راست گفتاری کی بے انتہا تاکید فرمائی ہے اور اس کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور ہمیشہ سچ بولو کیوں کہ سچ بولنا نیکی کی راہ پر ڈال دیتا ہے اور نیکی بہشت میں پہنچا دیتی ہے اور جب کوئی آدمی ہمیشہ کے لیے سچائی کو اختیار کر لیتا ہے اور ہر حال میں سچ بولتا ہے تو اللہ کے پاس وہ صدیق یعنی سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے بچو کیوں کہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدی کی راہ پر ڈال دیتی ہے اور یہ بدی اس کو دوزخ میں پہنچا دیتی ہے۔ جب آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ کے پاس بڑے جھوٹوں (کذابین) میں لکھا جاتا ہے۔"

چھ چیزوں پر جنت کا وعدہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تم میرے لیے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہارے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اول یہ کہ جب بات کرو تو سچی کرو۔ دوسرا وعدہ کرو تو پورا کرو۔ تیسرا کوئی امانت رکھے تو اسے ادا کرو، چوتھے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو، پانچویں اپنی نگاہ کو پست رکھو، چھٹے اپنے ہاتھوں کو تجاوز سے روکو۔ فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں میں تمام خیرات اور بھلائیاں سمو دی ہیں۔ چنانچہ سچی بات میں کلمہ توحید بھی داخل ہے اور دوسری تمام سچی باتیں بھی۔

کہنے والا حقیقتاً سچی بات ہی کہے اور لوگوں سے بھی جو بات کرے تو بھی سچی ہی کرے۔ دوسرے یہ کہ ایفائے عہد میں وہ عہد بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ہے اور وہ بھی جو باہم بندوں میں ہوتے ہیں۔ اللہ والا عہد یہ ہے کہ مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہے اور بندے والا وعدہ جو باہم وعدے کرتے ہیں وہ بھی پورے کرے۔ تیسرے امانت میں بھی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین ہے دوسری وہ جو بندوں کے درمیان ہوتی ہے۔ پہلی قسم کی امانت وہ فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، یہ بندے کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو اس کے وقت پر ادا کرے۔ دوسری قسم کی وہ امانتیں جو بندے باہم ایک دوسرے کے پاس اپنے مال کی یا کسی راز وغیرہ کی رکھتے ہیں تو یہاں بھی لازم ہے کہ انسان اپنی امانت کا پورا پورا حق ادا کرے۔ چوتھی چیز شرم گاہ کی حفاظت ہے۔ جس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اسے حرام اور شبہ کے محل سے بچا کر رکھے۔ دوسری یہ کہ اسے چھپا کر رکھے کہ کسی کی نظر نہ پڑے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والوں پر اور جس کی طرف دیکھا جاتا ہے دونوں پر لعنت فرماتے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ استنجاء وغیرہ کے وقت خوب احتیاط سے کام لے تاکہ کوئی اس کی طرف نہ دیکھ سکے۔ پانچویں نگاہ پست رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے پردہ کے بدن کی طرف نہ دیکھے اور جس عورت کی طرف دیکھنا حلال نہیں اس کے حسن و جمال سے بھی اپنی نگاہ ہٹا کر رکھے، ایسے ہی دنیا کی طرف بھی للچائی ہوئی نگاہ سے نہ

دیکھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ زندگی کی رونق ہے۔"...... چھٹی چیز ہاتھ روکنے کا مطلب یہ ہے کہ حرام مال سے اور ہر ناجائز کام کی طرف سے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹائے۔

جھوٹ نفاق کی علامت ہے

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوت میں کوئی شخص ایک کلمہ بولتا تو اس کی وجہ سے منافق قرار پاتا اور آج میں دن میں دس مرتبہ ایسے کلمے لوگوں کی زبانی سنتا ہوں۔ یعنی آدمی جھوٹ بولتا ہے تو یہ اس کی نفاق کی علامت ہے۔ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے کو نفاق کی علامت سے محفوظ رکھے کیونکہ انسان جب جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں منافق لکھ دیا جاتا ہے اور اس پر اپنا گناہ بھی جو اس کے پیچھے لگے اس کا گناہ بھی لازم ہوتا ہے۔ (از تحیۃ الطالبین)

مؤمن کبھی جھوٹا نہیں ہوتا

صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "یا رسول اللہ! کیا مؤمن بزدل بھی ہو سکتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! ہو سکتا ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا مؤمن بخیل بھی ہو سکتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! ہو سکتا ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "یا رسول اللہ! مؤمن کبھی جھوٹا ہو سکتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں!......" (مشکوٰۃ شریف)

جھوٹ سے رزق کم ہوتا

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اُمت تک پہنچایا ہے کہ جھوٹ بولنے سے آدمی کا رزق گھٹ جاتا ہے۔ (بحوالہ صحیح بخاری و مسلم)

جھوٹ کی وجہ سے فرشتوں کا دور ہونا

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت ہے کہ "جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتے اس سے میل بھر (یا کوس بھر) دور چلے جاتے ہیں۔" (جامع ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاران کی چوٹی پر بیانگ دہل یہ سوال کیا ... سرکار دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... کہ اگر میں تم سے کوئی بات کہوں تو کیا تم اس کی تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے بلا توقف ... جواب دیا کہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچ بولتے سنا، صدق مقال پایا، تم جو بھی کہو گے ہم اس کو سچ مانیں گے کیوں کہ ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا۔ یہ وہ تاریخ ساز ... والا ہے کہ جو سرکار کائنات، ہادی برحق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کیا تھا کہ جو وحی پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

ہمارے رسول و رہنما اور ہمارے قائد حقیقی فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا سب سے اہم پہلو یہی ہے کہ وہ صادق تھے، سچے تھے، امین تھے اور کلمہ حق ہی ان کی زبان مبارک سے ادا ہوا ہے۔ اس بلندی کردار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند مرتبے تک پہنچایا کہ انہوں نے اللہ کے پیغام کو انسانوں کے دلوں میں اُتار دیا اور دین اسلام کی روشنی سے اس کرۂ ارض کے ہر ہر گوشے کو منور کر دیا اور صدق اور سچائی کی یہ روشنی آج بھی رہنما ہے اور قیامت تک انسان اس روشنی میں آگے بڑھتا رہے گا اور یہ حقیقت اور یہ سچائی ہمیشہ ثابت ہو کر رہے گی کہ اگر کوئی دین کامل ہے تو وہ اسلام ہے اور اللہ کے نزدیک اگر کوئی دین ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ "إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ" (سورۂ آل عمران)

سچائی کا تعلق دل اور زبان سے ہے

بے شک صدق اور سچائی کا تعلق انسان کے دل اور اس کی زبان سے ہے، دل اور زبان جب ہم آہنگ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں تو صدق جنم لیتا

ہے اور سچائی معرضِ وجود میں آتی ہے۔ اگر دل اور زبان ہم آہنگ نہ ہوں اور ایک
دوسرے کے مطابق نہ ہوں تو سچائی پیدا نہیں ہو سکتی۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کتب سیر کے حوالے سے ایک
واقعہ درج کیا ہے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کیا: یارسول اللہ! مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں بدکار ہوں، دوسری
یہ کہ میں چوری کرتا ہوں۔ تیسری یہ کہ میں شراب پیتا ہوں۔ چوتھی یہ کہ میں جھوٹ بولتا
ہوں۔ یارسول اللہ! ان چار بری خصلتوں میں سے ایک کو فرمائیے آپ کی خاطر چھوڑ
دوں۔ ارشاد ہوا: جھوٹ نہ بولا کرو۔

چنانچہ اس نے عہد کیا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اب رات ہوئی تو شراب پینے کو اس کا
جی چاہا اور پھر بدکاری کے لیے آمادہ ہوا تو اس کو خیال گزرا کہ صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دریافت فرمائیں گے کہ رات تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا؟
اگر ہاں کہوں گا تو شراب وزنا کی سزا دی جائے گی، اگر نہیں کہا تو عہد کے خلاف ہوگا۔
یہ سوچ کر وہ ان دونوں حرکتوں سے باز رہا، جب رات زیادہ گزر گئی اور اندھیرا چھا گیا تو
چوری کے لیے گھر سے نکلنا چاہا تو پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل پوچھ گچھ ہوئی
تو کیا جواب دوں گا، ہاں کر دوں گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور نہیں کرتا تو بدعہدی ہوگی۔ اس
خیال کے آتے ہی وہ چوری کے جرم سے بھی باز آیا۔

صبح ہوئی وہ شخص خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ
جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔

سچ باعث نجات ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول فیصل ہے "الصدق ینجی والکذب
یہلک" ..... "سچ باعث نجات ہے اور جھوٹ سبب ہلاکت ہے۔"
اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے لیے اپنی مغفرت اور اجر عظیم کے وعدے کیے ہیں ان

یعنی اسلام و ایمان اور اللہ کی فرمانبرداری کے بعد پہلا درجہ سچوں اور راست بازوں کا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "بے شک اسلام قبول کرنے والے مرد اور عورتیں اور ایمان لانے
والے مرد اور عورتیں اور فرمانبردار مرد اور عورتیں اور سچے مرد اور عورتیں۔"

سچے لوگوں کی صحبت اختیار کریں

اسلام نے سچائی کی اہمیت کو بار بار جتایا ہے اور سچائی اختیار کرنے کا حکم پر حکم دیا ہے
بلکہ اس سے آگے قدم بڑھا کر تاکید کی ہے کہ ہمیشہ سچوں کا ساتھ دو، سچوں کی جماعت سے
تعلق رکھو، رابطہ رکھو۔
"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" (التوبہ)
"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

سچائی کے معنی عام طور پر صرف "سچ بولنے" کے لیے جاتے ہیں مگر اسلام کی نگاہ میں
صدق اور سچائی کے وسیع معنی ہیں، سچائی صرف قول کی نہیں ہے بلکہ عمل کی سچائی کو بھی اہمیت
حاصل ہے۔ یوں حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے بڑی دقیق نظر اور باریک بینی سے کام لیتے
ہوئے سچائیاں بیان کی ہیں۔

بات میں سچائی، نیت میں سچائی، عزم میں سچائی، عزم کو پورا کرنے میں سچائی، عمل میں
سچائی اور دین داری میں سچائی۔ لیکن اگر اختصار سے کام لیا جائے تو تین سچائیاں بڑی اہمیت
کی حامل ہیں اور یہ ہر سچائی کو محیط ہے، زبان کی سچائی، دل کی سچائی اور عمل کی سچائی۔

زبان کی سچائی یہ ہے کہ زبان سے جو لفظ ادا ہو وہ سچا ہو، ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ
اس کا احترام کرے، اس میں ایفائے عہد اور قول و قرار کا پاس و لحاظ شامل ہے۔ یہ ایمان اور
اسلام کی بڑی نشانی ہے، دل کی سچائی کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ اگر قلب مومن
ہے اور اس میں اللہ کا نور ہے تو زبان سے حرف غلط نکل ہی نہیں سکتا۔ دل جب سچا ہوتا ہے تو
اس میں خلوص بھی ہوتا ہے اسی لیے صدق و خلوص دونوں پر حاوی ہے۔

عمل کی سچائی یہ ہے کہ انسان کا ہر فعل اس کے ضمیر کا آئینہ دار ہو۔ دوسرے لفظوں میں

یوں کہنا چاہیے کہ انسان کے ظاہری اعمال اس کے باطنی اوصاف کے مطابق ہوں۔

ایسے تمام لوگ کہ جن کی زبان سچی ہے، جن کا دل سچا ہے اور جن کا عمل صادق ہے ان کا ایمان قطعی غیر متزلزل ہوتا ہے۔ ان کو جادۂ مستقیم سے کوئی طاقت ہٹا نہیں سکتی اور درحقیقت ایسے ہی لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر کسی طرح کا شک و شبہ نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کیا، یہی سچے لوگ ہیں۔"

صدق عمل کی اعلیٰ ترین صورت یہ ہے کہ انسان کے ظاہر و باطن یعنی اس کی زبان کا ہر حرف دل کا ہر ارادہ و عمل کی ہر جنبش و حرکت حق اور صداقت کی مظہر ہو۔ قرآن حکیم نے ایسے ہی لوگوں کو صادق کہا ہے کہ ان کی صدیقیت اور ان کی سچائی اس ایمان کامل کے ذریعے سے نصیب ہوتی ہے، جس سے عمل ہرگز جدا نہیں ہو سکتا۔

سچائی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

اس موضوع پر غور و فکر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صدق یعنی سچائی اللہ تبارک و تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت ہے۔ اللہ سے بڑھ کر اور کون سچا ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن میں خود فرماتا ہے: "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا"...... "اور کون ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہے۔"

انسان بندہ خدا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے شرف عطا فرمایا ہے، انسان کا یہ شرف صرف اسی حال میں قائم و باقی رہ سکتا ہے کہ انسان سچائی کو اختیار کرے اور کذب اور جھوٹ کو گناہ سمجھے۔

❁❁❁

دوستی اور صحبت...... ہدایات و سنتیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر دل برداشتہ ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف)

اسلام میں یہودی، مشرکین اور عیسائیوں سے دوستی کی ممانعت ہے۔ اس لیے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں کو ہی دوست بنایا جائے۔ دوستی میں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ جن لوگوں سے قلبی تعلق بڑھایا جا رہا ہے، وہ دین اور اخلاق کے اعتبار سے آپ کے لیے کس حد تک مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)

دوست کے دین پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ دوست کی صحبت میں بیٹھے گا تو وہی جذبات اور خیالات اور وہی ذوق اور رجحان اس میں بھی پیدا ہوگا جو دوست میں ہے اور پسند اور ناپسند کا وہی معیار اس کا بھی بنے گا جو اس کے دوست کا ہے۔

اس لیے دوست کے انتخاب میں انتہائی غور اور فکر سے کام لینا چاہیے اور قلبی لگاؤ اس سے بڑھانا چاہیے جس کا ذوق اور رجحان افکار و خیالات، دین اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ مومن ہی سے رشتہ محبت استوار کرو اور اس کے ساتھ اپنا کھانا پینا رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمہارے دسترخوان پر پرہیزگار ہی کھانا کھائے۔"

پانچ آدمیوں کی صحبت اختیار نہ کریں

امام حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی صحبت اختیار مت کرو۔

(۱)...... ایک اس شخص کی صحبت جو جھوٹ بولتا ہو، تم جھوٹے کے قریب مت جاؤ، وہ شراب کی مانند ہے دھوکا اس کی فطرت ہے۔

(۲)...... دوسرے احمق کی صحبت کہ تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا اور حماقت سے نقصان پہنچا دے گا۔

(۳)...... تیسرے بخیل کی صحبت کہ جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ تم سے قطع تعلق کرے گا۔

(۴)...... بزدل کی صحبت کہ یہ تمہیں دشمنوں کے نرغے میں دیکھ کر بھاگ جائے گا اور تمہاری مدد نہ کرنے میں اپنی عافیت سمجھے گا۔

(۵)...... پانچویں فاسق کی صحبت کہ یہ شخص تمہیں ایک لقمہ تر بلکہ لقمے سے کم کے عوض میں فروخت کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ ایک لقمے سے کم کیا چیز ہو سکتی ہے؟ فرمایا! لقمے کی حرص کرنا اور پھر اس کا نہ ملنا۔

دو قسم کے لوگوں سے تعلق رکھنا

حضرت ابو سلیمان کا فرمان ہے کہ دو کے علاوہ کسی سے دوستی مت کرنا، ایک اس شخص سے جس سے تم اپنے دنیاوی معاملات میں فائدہ اٹھاؤ، دوسرے اس شخص سے جس کے پاس بیٹھ کر تم اپنی آخرت سدھارو، ان کے علاوہ کسی شخص سے دوستی کرنا سراسر حماقت ہے۔ (احیاء العلوم ج:۲)

اچھے اور برے دوست کی مثال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور برے دوست سے تعلق کی کیفیت کو ایک تمثیل میں یوں بیان فرمایا کہ اچھے اور برے دوست کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے

والے لوہار کی طرح ہے۔ مشک بیچنے والے کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا یا مشک خریدو گے یا مشک کی خوشبو پاؤ گے لیکن لوہار کی بھٹی تمہارا جسم یا کپڑے جلا دے گی یا تمہیں اس کی بدبو پہنچے گی۔ (بخاری شریف)

اور ابوداؤد میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ نیک دوست کی مثال ایسی ہے کہ جیسے مشک بیچنے والے کی دکان کہ اور کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوشبو ضرور آئے گی اور برا دوست ایسا ہے جیسا بھٹی سے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کالے ہو جائیں گے۔

فائدہ:...... حدیث مبارک میں برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی مانند بیان کی گئی، اگر آپ کی دوستی لوہار کے ساتھ ہو تو آپ جا کر دیکھیے کہ کوئلوں کی سیاہی لگے گی، اگر زیادہ قریب جا کر بیٹھیں گے تو دھواں لگے گا، اگر اور زیادہ قریب جا کر بیٹھیں گے تو آگ سے کپڑے جلیں گے۔

اور نیک دوست کی مثال عطار کی مانند ہے اس کے پاس جائیے، اول تو عطر کی خوشبو آئے گی اور اگر اچھا دوست ہوگا تو وہ عطر ہی دے دے گا۔ چنانچہ اگر فاسق کی دوستی ہوگی تو نیاز بر ہوگی، آہستہ آہستہ انسان پر اس کا اثر ہونا شروع ہو جائے گا۔

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی فطرۃً اپنے دوستوں ہی کے طریقے اختیار کرتا ہے لہٰذا تم کو چاہیے کہ خوب دیکھ بھال کر کسی کو دوست بناؤ۔ (ابوداؤد شریف)

فائدہ:...... حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ دوستی کا اثر ہوتا ہے یعنی اگر دوست اچھا ہوگا تو اپنے دوست پر بھی اچھا اثر ڈالے گا اور اگر دوست برا ہوگا تو اثر بھی برا ڈالے گا۔

خود اعتمادی...... ہدایات سنتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے مسلمانوں کی خود اعتمادی میں بے پناہ اضافہ کر دیا، انہیں نقص، ضعف اور خوف کے احساس سے نجات دلائی۔

انہیں عزت نفس، اظہار رائے کی جرأت اور لوگوں سے خوف کے بغیر اپنے خیالات و احساسات کی ترجمانی کی ترغیب دی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی اپنے کو حقیر نہ سمجھے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی اپنے کو کس طرح حقیر سمجھے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

کوئی ایسی چیز دیکھے جو احکام الٰہی کے اعتبار سے قابل نکیر ہے، پھر بھی اس پر نکیر نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے روز فرمائیں گے: فلاں فلاں باتوں پر تم نے نکیر کیوں نہیں کی؟ وہ جواب دے گا: لوگوں کے ڈر سے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تم مجھ سے ڈرتے۔" (ابن ماجہ، باب الفتن، ج:۲)

انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہونے میں اس سے بھی مدد ملتی ہے کہ انسان کا خود اپنے بارے میں اچھا تصور ہو۔ انسان کا اپنے بارے میں جو تصور ہوتا ہے اس کا اس انسان کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر انسان کا اپنے بارے میں یہ تصور ہے کہ میں لوگوں کی محبت اور قدر دانی کا اہل ہوں اور میں کامیاب اور صاحب اہلیت ہوں تو اس کی زندگی بھی

اس تصور سے ہم آہنگ ہوتی ہے اور اگر اپنی ذات کے بارے میں انسان کا تصور یہ ہو کہ میں لوگوں کی محبت اور قدر دانی کا اہل نہیں ہوں اور میں ناکام اور نااہل شخص ہوں تو اس کی زندگی بھی اس تصور سے ہم آہنگ ہوگی۔ اس کی زندگی میں خود اعتمادی کا فقدان ہوگا اور وہ محسوس کرے گا کہ مجھ میں لوگوں کی توجہ اور قدر دانی کھینچنے کی صلاحیت نہیں ہے، اس طرح ایسا شخص ناکامی کے خوف سے کوئی اہم کام انجام دینے میں بہت متردد ہوگا۔

انسان کا اپنے بارے میں تصور اس کے سماجی نشوونما کے دوران والدین اور اہل خانہ کے برتاؤ اور بہت سے مواقع (جن میں انسان ناکامی، سزا یا تنقید کا شکار ہوتا ہے) پر اپنے ذاتی تجربات کے نتیجے میں قائم ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد اور نواسوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے میں مثالی نمونہ تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے ساتھ کتنا اچھا برتاؤ کرتے تھے، اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اولاد کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ترغیب دیتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں اچھا طریقہ سکھاؤ۔" (ابن ماجہ، باب الادب، ج:۲)

"نام کا اثر شخصیت پر"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عظیم دانائی سے یہ بات معلوم تھی کہ ذات کے بارے میں تصور قائم ہونے میں نام کی کس قدر اہمیت ہے، اچھا اور خوبصورت نام انسان کے بارے میں اچھا تصور قائم ہونے کا ایک اہم عامل ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم برے ناموں کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں تبدیل کر کے اچھے نام رکھ دیا کرتے تھے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے اور مسیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے دادا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔

آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "حزن" نام ہے (حزن کے معنی ہے سخت زمین) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو تم "سہل" ہو (سہل کا مفہوم نرم زمین) انہوں نے کہا میں اپنے باپ کا تجویز کیا ہوا نام نہ بدلوں گا۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہم لوگوں میں بعد تک سخت مزاجی رہ گئی۔ (بخاری، احمد، ابوداؤد)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک لڑکی کا نام عاصیہ (نافرمانی کرنے والی) تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمیلہ (خوبصورت) رکھا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

اُسامہ بن خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والوں میں سے ایک شخص کا نام اصرم تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نام دریافت کیا، انہوں نے اصرم نام بتایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلکہ تم زرعہ ہو۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہاب نام تبدیل کر کے ہشام نام رکھا، حرب کو بدل کر سلم نام رکھا، مضطجع نام کو بدل کر منبعث نام رکھا۔ اسی طرح عاص، شیطان، غراب وغیرہ برے نام تبدیل کر کے اچھے نام رکھے۔

کھیل و تفریح ...... ہدایات و سنتیں

اسلام صحت و تندرستی کے حصول کے لیے کھیلوں کی اجازت دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خود کر کے دکھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراکی کی، دوڑ لگائی، گھڑ سواری کی، کشتی کھیلی، تیر اندازی کی، باغات کی سیر کی۔ ان اُمور میں جہاں بے شمار اسلامی اور بنیادی صفات وابستہ ہیں وہاں شرعی تفریح اور تندرستی مقصود بھی ہے۔

اسلام قید کا مذہب نہیں اور نہ ہی سختی کا مذہب ہے بلکہ اسلام پابندی کا مذہب ہے۔ اُمت جب بھی ان پابندیوں کو اپنے اوپر لاگو کر کے زندگی گزارے گی وہ خوشحال اور کامران اور ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائے گی۔

جب ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی ازواج کو تفریح کے لیے وقت دیتے اور اپنی ازواج کو ہنساتے، کتابوں میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی اور ایک مرتبہ دو حبشیوں کا مقابلہ ہو رہا تھا تو آپ نے پردہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وہ مقابلہ دکھلایا۔ غرض یہ کہ آپ اپنی ازواج کی تفریح کے لیے وقت دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا تفریح کے لیے باغوں میں جانا، اور کھیلوں کے مختلف مقابلے، یہ سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اسلام زندہ دلی کو ہرگز ناپسند نہیں کرتا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حدود میں رہ کر آپ کھیلیں، خوشیاں منائیں یا تفریحات کریں، اگر یہ سب جو اعتدال میں ہے تو اسلام نے اس کی اجازت دی ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رات، رات بھر نفل عبادت کرتے تھے کچھ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی پیروی کرنی چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ
نے فرمایا، تم پر جتنا حق اللہ کا ہے اتنا ہی حق تمہاری جانوں کا بھی ہے، جاؤ کچھ آرام بھی کیا
کرو، یہی آرام تو ہے جسے آج کی زبان میں ماہرین تفریح کے نام سے موسوم کرتے ہیں
مقصد وہی ہے کہ جو کام آپ مسلسل کر رہے ہیں، اس کی طرف سے کچھ دیر کے لیے توجہ
ہٹالیں، یہ کام بھرپور نیند لے کر بھی کیا جاسکتا ہے جو آرام کی سب سے بہتر شکل ہے، آپس
میں تبادلہ خیال، مختلف النوع موضوع پر گفتگو وغیرہ بھی تفریح کے ذیل میں آتی ہے۔

موجودہ دور کی ناجائز تفریحات

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
گرامی ہے کہ اے علی! اپنی ران دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ (کی)
ران کی طرف نہ دیکھو۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد، ابن ماجہ)

آج کل ہمارے ہاں جو کھیل مثلاً فٹ بال، ہاکی، بیڈمنٹن، ٹینس وغیرہ وغیرہ متعارف و
رائج ہیں، ان کھیلوں میں حصہ لینے والے مرد اور عورتیں مندرجہ بالا حدیث طیبہ کی کھلم کھلا
مخالفت کرتے ہیں اور مفت میں دیکھنے والے لوگ بھی گناہگار ہوتے ہیں۔

ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک کسی بھی مرد کو کسی مرد کی طرف دیکھنا حلال
نہیں ہے۔ اسی طرح کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف
سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی حصہ کو کسی کے سامنے یا کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی
حصہ دیکھنا دونوں حرام ہیں۔

افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں میں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے
دین داری کے دعویدار اس مسئلے کو بھول جاتے ہیں۔ کھیل کے میدان، مختلف کھیلوں میں اور
مقابلہ حسن میں عورتوں کے لباس وغیرہ؟ بہرحال اس قسم کے گیمز وغیرہ میں ستر کو ڈھانپنے کا
خصوصی اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ہم غضب الٰہی سے بچ سکیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لعنت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مندرجہ بالا کام (یعنی بدنظری کرنے والے) پر اور جس کی طرف بدنظری کی جائے دونوں
پر لعنت فرمائی۔ (بیہقی شریف) ...... گویا اپنے ستر کو بے پردہ کرنے والے اور ان کے بے پردہ
ستر کو دیکھنے والے تمام مرد اور عورتیں ملعون ہیں۔

موسیقی اور اس کے نقصانات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "گانا" دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح
پانی سے کھیتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک روایت میں "گانے" کو شیطان کی آواز بھی کہا گیا ہے۔

موسیقی روح کی سزا

موسیقی شیطان کا ایک دلفریب اور لطیف جال ہے جس میں شیطان دُنیائے
انسانیت کو پھانس کر آسانی سے گمراہ کر دیتا ہے۔ بعض لوگوں کے ہاں موسیقی روح کی غذا
ہے، جیسا کہ تفصیلات آگے آ رہی ہیں مگر ناچیز کے ہاں موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح
کی سزا ہے، جس طرح مداری ڈگڈگی بجا کر بندر کو نچاتا ہے اور لوگوں کو بیوقوف بنا کر پیسے
بٹورتا ہے (اپنے مقاصد دنیوی) حاصل کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح شیطان بھی موسیقی کے
تحت دُنیائے انسانیت کو نچا کر (جیسا کہ بعض لوگوں کو موسیقی سنتے ہوئے گنگناتے ہوئے یا
کمرے میں سر مارتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے اور ناچ، ڈانس وغیرہ تو بالکل ہی عام ہے)
یہ ثابت کرتا ہے کہ دیکھو! وہ قوم جو خیر الامم اور اشرف المخلوقات ہے آج اسی قوم کو اسی
امت کو میں نے اپنی ڈگڈگی پر نچا کر بیوقوف بنایا ہوا ہے۔

نفاق ایک ایسی برائی ہے جس کا تعلق قلب (دل) سے ہے۔ مندرجہ بالا حدیث طیبہ
میں نفاق والے جملہ کا ایک مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ جو آدمی موسیقی میں ملوث ہوگا، وہ دینی اور
دنیوی لحاظ سے اس کے ظاہر اور باطن میں فرق ہوگا۔ دوسرا مقصد اس جہالت کا یہ بھی ہوسکتا

ہے کہ وہ دینی اُمور اور نیک کاموں سے دور ہوتا چلا جائے گا اور ایک مرتبہ [illegible] نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اس کی موت نفاق پر واقع ہوگی۔ واللہ اعلم

کسی بھی بیماری کا خطرناک اور آخری درجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی بیمار شخص بیماری کو بیماری ہی نہ سمجھے، اسی طرح گناہ کا آخری اور مہلک درجہ یہ ہے کہ انسان گناہ تو کرے لیکن گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے بلکہ اُلٹا اس پر فخر کرے۔ ہمارے ہاں آج کل بعض اپ ٹو ڈیٹ اور جدت پسند طبقے موسیقی اور رقص و سرود کو گناہ ہی نہیں سمجھتے بلکہ اسے فن لطیف، آرٹ، باعث تفریح، ثقافت اور روح کی غذا اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔

نافرمانیاں اور ان کے عذابات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب لوگ محصول سلطنت کو اپنی دولت بنالیں گے اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے اور غیر دین کے لیے علم پڑھیں گے اور آدمی اپنی بیوی کا تابعدار بن جائے گا اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا، اپنے دوست کو آرام پہنچائے گا اور اپنے باپ کو ستائے گا اور لوگ مسجدوں میں شور مچائیں گے اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہوگا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہوگا اور انسان کے شر و فساد سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کریں گے اور گانے بجانے والیاں اور گانے بجانے کی چیزیں عام طور پر ظاہر ہوں گی اور شراب پی جانے لگی اور اس اُمت کے پچھلے لوگ اپنے پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔

اس حالت میں لوگ منتظر رہیں کہ ایک سرخ آندھی اُٹھے گی، زلزلہ آئے گا، خسوف واقع ہوگا، صورتیں مسخ ہو جائیں گی، آسمان سے پتھر برسیں گے اور ان کے علاوہ دیگر علامتیں بھی پے در پے ظاہر ہوں گی جس طرح کسی ہار کا دھاگہ توڑ دیا جائے تو موتی لگاتار گرتے چلے جاتے ہیں۔ ([illegible])

خندہ پیشانی سے ملاقات کی سنتیں

ارشاد خداوندی ہے

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی بہت سی قسمیں بیان فرمائی ہیں کہ یہ عمل بھی صدقہ ہے، فلاں عمل بھی صدقہ ہے، فلاں عمل بھی صدقہ ہے اور صدقہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل پر ایسا ہی ثواب ہے جیسے صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ پھر اسی حدیث کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وان تلقی اخاک بوجہ طلق" یعنی ایک صدقہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ شگفتہ اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملو۔ جب تم کسی سے ملاقات کرو تو تم کو یہ احساس ہو کہ تمہاری ملاقات سے اس کو خوشی ہوئی ہے اور اس ملاقات نے اس کے دل میں ٹھنڈک محسوس ہو۔ اس کو صدقہ کرنے میں شمار فرمایا ہے۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو وہ خوش خلقی کے ساتھ شگفتگی کے ساتھ ملے اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرنے۔

تواضع اختیار کرنا سنت ہے

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں کھینچتے تھے، جب تک ملاقات کرنے والا شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لے اور آپ

اپنا چہرہ اس وقت تک نہیں پھیرتے تھے۔

جب تک ملاقات کرنے والا شخص خود اپنا چہرہ نہ پھیر لے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل مجلس میں بیٹھتے تو اپنا گھٹنا بھی دوسروں کے آگے نہیں کرتے تھے۔ یعنی امتیازی شان سے نہیں بیٹھتے تھے۔ (ترمذی، کتاب القیامۃ، باب نمبر ۳۶)

بعض روایات میں آتا ہے کہ شروع شروع میں جس طرح اور لوگ مجلس میں آکر بیٹھ جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ مل جل کر بیٹھ جاتے، نہ تو بیٹھنے میں کوئی امتیازی شان ہوتی تھی اور نہ ہی چلنے میں۔

لیکن بعد میں یہ ہوا کہ جب کوئی اجنبی شخص مجلس میں آتا تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے میں تکلیف ہوتی۔

اس کو پتہ نہ چلتا کہ ان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں؟

اور بعض اوقات جب مجمع زیادہ ہو جاتا تو پیچھے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا مشکل ہو جاتی اور سب لوگوں کی یہ خواہش ہوتی کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ!

آپ اپنے لیے کوئی اونچی جگہ بنوالیں اور اس پر بیٹھ کر بات کرلیا کریں تاکہ آنے والوں کو پتہ بھی چل جائے اور سب لوگ آپ کی زیارت بھی کرلیا کریں اور بات سننے میں بھی سہولت اور آسانی ہو۔ اس وقت آپ نے اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چوکی سی بنادی گئی جس پر آپ تشریف فرما کر باتیں کیا کرتے تھے۔ (بحوالہ اصلاحی خطبات)

مثبت سوچ مثبت اور خیالات.... ہدایات وسنتیں

ارشاد خداوندی ہے اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس کو تو تم برا سمجھتے ہو (تو کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو (غیبت چھوڑ دو توبہ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الحجرات:۱۲)

یہ آیت باہمی حقوق اور آداب معاشرت کے متعلق احکام پر مشتمل ہے، اس میں تین چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

ظن

جس کے معنی گمان غالب کے ہیں۔ آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہر گمان گناہ نہیں تو یہ ارشاد سننے والوں پر اس کی تحقیق واجب ہو گئی کہ کون سے گمان گناہ ہیں اور کون سے نہیں۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ظن سے مراد اس جگہ تہمت ہے۔ یعنی کسی شخص پر بغیر کسی قوی دلیل کے کوئی الزام عیب یا گناہ کا الزام لگانا۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی رکھے کہ وہ مجھے عذاب ہی دے گا یا مصیبت ہی میں رکھے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے مایوسی رکھے تو یہ حرام ہے۔ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یموتن احدکم الا ھو یحسن باللہ" (مسلم)

ترجمہ:...... تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عند ظن عبدی بی" (مشکوٰۃ المصابیح)

یعنی اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن فرض ہے اور بدگمانی حرام ہے۔

اسی طرح ایسے مسلمان جو ظاہری حالت میں نیک دیکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی حرام ہے اور جو احکام ایسے ہیں کہ ان میں کسی ایک جانب گمان رکھنا شرعاً ضروری ہے وہاں ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے۔ جیسے باہمی منازعات، مقدمات کے فیصلہ میں ثقہ گواہوں کے مطابق فیصلہ دینا۔

کیونکہ حاکم اور قاضی جس کی عدالت میں مقدمہ دائر ہے اس پر اس کا فیصلہ دینا واجب و ضروری ہے اور اس خاص معاملے کے لیے کوئی نص قرآن وحدیث میں موجود نہیں تو ثقہ آدمیوں کی گواہی پر عمل کرنا اس کے لیے واجب ہے۔ اگرچہ احتمال وہاں بھی ہے کہ شاید کسی ثقہ آدمی نے اس وقت جھوٹ بولا ہو اس لیے اس کا سچا ہونا صرف ظن غالب ہے اور اسی پر عمل واجب ہے۔ اسی طرح جہاں سمت قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی ایسا آدمی بھی نہ ہو جس سے معلوم کرسکیں وہاں اپنے ظن غالب پر عمل ضروری ہے۔

اسی طرح کسی شخص پر کسی چیز کا ضمان دینا واجب ہوا تو اس ضائع شدہ چیز کی قیمت میں ظن غالب ہی پر عمل کرنا واجب ہوگا اور ظن مباح ایسا ہے جیسے نماز کی رکعتوں میں شک ہو جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو اس وقت اپنے ظن غالب پر عمل کرنا جائز ہے اور اگر وہاں ظن غالب کو چھوڑ کر عمل یقینی پر عمل کرے یعنی تین رکعت قرار دے کر چوتھی پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے اور ظن مستحب ومندوب یہ ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھے کیونکہ اس پر ثواب ملتا ہے۔

تجسس

دوسری چیز تجسس ہے یعنی کسی کے عیب کی تلاش اور سراغ لگانا، یہ ناجائز ہے۔ ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، فرمایا: "مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاش اللہ تعالیٰ خود کرے اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے۔

بیان القرآن میں ہے کہ چھپ کر کسی کی باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے۔ البتہ اگر کسی سے تکلیف پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی دوسرے مسلمان کی حفاظت کی غرض سے تکلیف پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے۔

غیبت

تیسری چیز غیبت ہے یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سن کر تکلیف محسوس کرتا، اگرچہ وہ سچی بات ہو۔ اس آیت مقدسہ میں ظن، تجسس اور غیبت تین چیزوں کی حرمت کا بیان ہے مگر غیبت کی حرمت کا زیادہ اہتمام فرمایا کہ اس کو کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس کی حرمت اور خست ودنائت کو واضح فرمایا۔

غیبت سے حفاظت.... ہدایات اور سنتیں

(۱) ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی منافق کے شر سے کسی بندۂ مؤمن کی حمایت کی مثلاً کسی شریر بددین نے کسی مؤمن مسلمان پر کوئی الزام لگایا یا اس کو برا بھلا کہا اور کسی باتوفیق مسلمان نے اس کی مدافعت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائیں گے جو اس کے جسم کو آتش دوزخ سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو بدنام کرنے اور اس کو لوگوں کی نظروں سے گرانے کے لیے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کر دیں گے، اس وقت تک کے لیے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک ہو جائے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میں کسی شخص کی نقل اُتاروں اگرچہ میرے لیے ایسا اور ایسا ہی کیوں نہ ہو (یعنی اگر کوئی مجھے بے حساب مال و زر بھی دے تو بھی میں کسی کی نقل اُتارنا گوارا نہ کروں)۔ کسی کی نقل اُتارنا خواہ قولی ہو یا فعلی جیسے کسی لنگڑے کی چال بنا کر چلنا جس سے اس کی تحقیر ہوتی ہو حرام اور غیبت محرمہ میں داخل ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۳) ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اگر اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت سنے تو وہ اپنے غائب بھائی کی طرف سے مدافعت کرے لیکن اگر اس کی مدافعت پر قدرت نہ ہو تو کم از کم اس کے سننے سے پرہیز کرے کیونکہ غیبت کا قصداً سننا بھی ایسا ہی ہے جیسے کہ خود غیبت کرنا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

(۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی اس سے بھی معاف کرانا ضروری ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس میں حق تعالیٰ کی بھی نافرمانی ہے اور حق العبد بھی ضائع ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے بھی توبہ کرنا چاہیے اور جس کی غیبت کی گئی ہو اس سے بھی معاف کرانا ضروری ہے۔

(۵) بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ غیبت کی خبر جب تک صاحب غیبت کو نہ پہنچے اس وقت تک وہ حق العباد نہیں ہوتی اس لیے اس سے معافی کی ضرورت نہیں مگر جس شخص کے سامنے غیبت کی تھی اس کے سامنے اپنی تکذیب یا اپنے گناہ کا اقرار کرنا ضروری ہے۔

(۶) اگر وہ شخص جس کی غیبت کی گئی وہ مر گیا اور اس کا اتہ پتہ نہیں تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرے اور یوں کہے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ"..... یا اللہ! ہمارے اور اس کے گناہوں کو معاف فرما۔

(۷) بچے، مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ ان کو ایذا دینا بھی حرام ہے اور کافر حربی اگرچہ ان کو ایذا دینا حرام نہیں مگر وقت ضائع کرنے کی وجہ سے غیبت مکروہ ہے۔

(۸) بعض روایات سے ثابت ہے کہ آیت میں جو غیبت کی عام حرمت کا حکم ہے اس سے بعض حالات مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً کوئی شرعی صورت لاحق ہو جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو اس کے ظلم کو رفع کر سکے (یا حکومت کو اطلاع کرنا) یا کسی کی اولاد و بیوی کی شکایت اس کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکے۔ نکاح کے مشورے کے وقت کسی کا نسب یا صحیح حال بیان کرنا یا کوئی مسلمان کسی سے امانت و شرکت وغیرہ کا کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے تو اس مسلمان کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے اس شخص کا اصل حال بیان کرنا یا کسی واقعہ کے متعلق فتویٰ حاصل کرنے کے لیے صورت واقعہ کا اظہار کرنا یا کسی معاملے کے متعلق مشورہ لینے کے لیے اس کا حال ذکر کرنا وغیرہ۔ ان سب میں امر ضروری یہ ہے کہ کسی کی برائی اور عیب ذکر کرنے سے اس کی تحقیر مقصود نہ ہو بلکہ کسی ضرورت و اصلاح اور مجبوری سے ذکر حقیقت حال بیان کی گئی ہو تو جائز ہے۔ (معارف القرآن)

ہشاش بشاش رہنا..... ہدایات و نکتیں

ہمیشہ خوش و خرم، ہشاش بشاش اور چاق و چوبند رہیے، خوش باشی، خوش اخلاقی، مسکراہٹ اور زندہ دلی سے زندگی کو آراستہ، پُرکشش اور صحت مند رکھیے۔

غم و غصہ اور رنج و فکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مُردہ دلی اور دماغی اُلجھن سے دور رہیے۔ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی اُلجھنیں معدے کو بری طرح متاثر کرتی ہیں، معدے کا فساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "سیدھے سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو۔" (مشکوٰۃ)

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لیے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جا رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! "خدا اس سے بے نیاز ہے کہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے۔" اور اس بوڑھے کو حکم دیا "سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ مریل چل رہا ہے، آپ نے اس کو روکا اور پوچھا کہ "تمہیں کیا بیماری ہے؟"

اس نے کہا کوئی بیماری نہیں ہے۔" آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا دُرّہ اُٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا "راستہ میں پوری قوت کے ساتھ چلو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب راستہ پر چلتے تو نہایت تُلے ہوئے قدم رکھتے اور اس قدر قوت کے ساتھ چلتے کہ جیسے نشیب میں اتر رہے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔" (ترمذی)

سستی اور کاہلی سے پناہ مانگیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو جو دعا سکھائی ہے اس کا بھی اہتمام کیجیے۔

"اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" (بخاری و مسلم)

"خدایا! میں اپنے کو تیری پناہ میں دیتا ہوں پریشانی سے، غم سے، بیچارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ کو دبا کر رکھیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی کہ "اے اللہ! میں تجھ سے غضب و خوشی میں حق بات مانگتا ہوں۔" اور یہ بہت اہم بات ہے کیوں کہ لوگ جوش و غضب میں نہ جانے کیا کیا کہہ جاتے ہیں۔

ایمان کی تین صفات

طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ تین باتیں ایمان کے اخلاق و اوصاف میں ہیں۔ جب غصہ آئے تو یہ غصہ باطل تک نہ پہنچا دے اور جب خوشی ہو تو یہ خوشی حق کے دائرے سے باہر تک نہ پہنچا دے اور جو چیز مقدر میں نہ ہو اس کے پانے کی کوشش نہ کرے۔

برداشت...... ہدایات و سنتیں

برداشت کے لیے عربی میں "حلم" کا لفظ آتا ہے۔ حلم کی تعریف کی گئی ہے۔

"ان الحلم خالة توقر ثبات عند الاسباب المحركات"

اشتعال انگیز عوامل کے باوجود انسان برداشت کرے، چھچھورے پن کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ باوقار رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عملی مظاہرہ کیا اور اسی کی تعلیم دی۔ فرمایا مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے، جس میں سے ایک ہے۔

"والعدل فی الرضا والغضب" خوشی اور غضب (عدم برداشت) دونوں حالتوں میں انصاف کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا۔

"یامحمد ان اللہ یامرک ان تصل من قطعک وتعطی من حرمک وتعف عمن ظلمک" یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ جو آپ سے قطع رحمی کرے اس سے آپ صلہ رحمی کریں۔ جو آپ کو محروم رکھے اس کو آپ عطا کریں اور جو آپ پر ظلم کرے اس سے آپ عفو و درگزر کریں۔

دوسروں کی تکلیفوں کو برداشت کرنا سنت ہے

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ

جنگ احد میں جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کر دیئے گئے اور رخ انور کو زخمی کر دیا گیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ازحد تکلیف ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ! ان موذیوں اور بدکاروں کے لیے اگر حضور بددعا کر دیتے تو غضب خداوندی انہیں ملیامیٹ کر دیتا۔

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا، اے میرے صحابہ! میں لعنت بھیجنے کے لیے مبعوث نہیں کیا (یعنی بددعا کرنے کیلئے نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کا داعی اور سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے لیے بارگاہ رب العالمین میں پھیلا دیئے اور ان ظالموں اور جفاکاروں کی تباہی کے بجائے یہ التجا کی، اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے (ساتھ ہی ان کی عذر خواہی کرتے ہوئے عرض کی) یا اللہ! ان کی ظالمانہ حرکتیں اس لیے ہیں کہ وہ مجھے جانتے نہیں، اگر وہ مجھے پہچان لیتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔

برداشت کی اہمیت و فوائد

رواداری، برداشت، عفو و درگزر انسانی زندگی کا ایک پہلو ہے۔ جس کے بغیر بقاء، حیات اور استحکام اجتماع ممکن ہی نہیں۔ عفو و درگزر دراصل انسانی شخصیت کی وسعت اور اس کی انسانیت کی توسیع ہے۔ عفو و درگزر نہ ہو تو انسانیت گھٹ کر ختم ہو جائے اور ہر طرف خونخواری حیوانیت کا دور دورہ ہو۔ عفو و درگزر لطافت و رحمت کا اظہار ہے۔ جس سے انسانیت پہچانی جاتی ہے۔ انسان کی اس اخلاقی قدر کا منبع و مصدر بھی صفت رب ہے۔ رب کریم جو اپنے محیط علم اور مطلق قدرت کی بناء پر مخلوق کی بغاوت و انحراف پر سزا دے سکتا ہے لیکن برداشت کرتا ہے۔ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے، کبھی مہلت دیتا ہے اور صرف نظر کرتا ہے اور کبھی معاف کر دیتا ہے۔ اگر اس کا عفو و کرم نہ ہوتا تو لوگ اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے جل رہے ہوتے۔ مصیبتوں اور غفلتوں کی سزا بھگت رہے ہوتے، یہ اس کا عفو و کرم ہے کہ خطاکار و معصیت کیش فوری طور پر نہیں پکڑا جاتا اور یہ اس کا عفو و درگزری ہے کہ معصیت کار کو اس کی ندامت پر معافی مل جاتی ہے۔

قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کے بارے میں کئی مقامات پر ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا اسم صفاتی "عفو" قرآن مجید میں بے شمار مرتبہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کا ایک اور مظہر اس کے اسمائے حسنیٰ غفور، غفار اور عافر ہیں جن کے معنی بخشنے والا اور معاف کرنے

والا ہیں۔ یہ اسما بھی قرآن مجید میں درجنوں مرتبہ آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" وہ غصہ برداشت کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہیں۔ دوسری جگہ حکم دیا: "ادفع بالتی ھی احسن" برائی کا بدلہ نیکی سے دو۔ ایسا کرنے سے دشمن دوست بن جائے گا اور جو ایسا کرتا ہے وہ بڑی ہمت کا کام کرتا ہے اس لیے برائی کا بدلہ برائی کرنا یا غصہ کے بدلہ غصہ کرنا آسان ہے۔ لیکن نفس پر قابو پا کر برداشت کا مظاہرہ بہت مشکل ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہادری کشتی میں ایک دوسرے کو پچھاڑنے کا نام نہیں بلکہ طاقتور اور بہادر تو وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عبد القیس سے فرمایا تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے "الحلم والاناۃ" حلم یعنی قوت برداشت اور بردباری۔ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا "وصلوا ارحامکم" ایک حدیث مختلف طرق سے مختلف الفاظ میں منقول ہے۔ ایک صحابی آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کسی ایسی بات کی تعلیم دیں کہ پھر میں اس پر عمل کروں اور کمی زیادتی کی ضرورت نہ پڑے، میں سیدھا جنت میں چلا جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاتغضب" غصہ نہ کر، یعنی برداشت کا مادہ پیدا کر پھر اس نے یہی سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔ یہ حدیث دراصل قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

عدم برداشت کے نقصانات

برداشت کی ضد غضب ہے اور غضب میں انسان مغلوب ہو کر خود کشی کرتا ہے۔ جان، مال، آبرو کے درپے ہوتا ہے اسی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

[حجۃ الوداع] کے موقع پر فرمایا، تمہاری جان، مال، آبرو سب ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لیے [...] عدم برداشت کے نقصانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ [عنہ] نے فرمایا:

"ربما غضب المؤمن وغضبہ تفحمہ"

بعض اوقات مسلمان غضب ناک ہو جاتا ہے اور اس کی یہ غضبناکی و عدم برداشت اس کے لیے بڑے بڑے گناہوں کا سبب بن جاتی ہے۔ عدم برداشت خون ریزی، دشمنی، [...] اور بے شمار مصائب کا ذریعہ بنتی ہے اس لیے برداشت کا ملکہ پیدا کرنے کا حکم دیا گیا اور تعلیم دی گئی ہے کہ برداشت ہی حسن اخلاق ہے۔

برداشت کا ملکہ پیدا کرنے کا طریقہ

اسلام احکام کے ساتھ اس کا فلسفہ اور مسائل کے ساتھ اس کا حل بھی بتاتا ہے تا کہ اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ مسند احمد کی حدیث ہے: "اذا غضب احدکم فلیسکت" جب غصہ آئے تو خاموشی اختیار کرے۔ اس لیے کہ غصہ کی حالت میں منہ سے بات نکلے گی جو کہ مزید فساد کا موجب ہوگی۔ سنن ابو داؤد کی روایت ہے فرمایا: "اذا غضب احدکم وھو قائم فلیجلس"

جب غصہ آئے تو اس کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔ اس طرح برداشت کا ملکہ پیدا کرنے کا نفسیاتی علاج بتا دیا کہ جسمانی ہیئت تبدیل کرنے سے اعضاء کا تناؤ ختم ہو جاتا ہے اور غصہ قابو میں رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر دائمی نمونہ عمل قرار دیا گیا جس کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے۔

غصے پر کنٹرول سے متعلق سنتیں

غصہ انسانی نفسیات کی اس کیفیت کا نام ہے، جس کی وجہ سے انسان مشتعل ہو کر کوئی ایسا کام کر بیٹھتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنا یا دوسرے کا ایسا نقصان کر دیتا ہے جس کی تلافی ناممکن نہیں تو محال ضرور ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ پاک نے اسے مسلمانوں کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ اللہ پاک نے مؤمنوں کی صفات حسنہ میں ایک صفت حسنہ یہ بیان کی ہے کہ: ''وہ غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو غصہ کو پی گیا جب کہ وہ غصہ کے مطابق اقدام کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سب کے سامنے بلائے گا اور اسے یہ اختیار دے گا جو حور چاہے منتخب کر لے۔

غصہ کا تلخ گھونٹ پینا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی شخص نے کوئی ایسا گھونٹ نہ پیا جو اللہ پاک کے نزدیک اس غصے کے گھونٹ سے درجہ میں بڑھ کر ہو، وہ محض اللہ پاک کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے دم سادھ کر پی جائے۔''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھونٹ پینے کا لفظ استعمال فرما کر انسان کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی ہے کہ بعض اوقات انسان اپنے پسندیدہ مشروب کے ذائقے کو اس قدر محبوب جانتا ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ اپنے پسندیدہ مشروب کو ایک ہی گھونٹ میں پی کر ختم

کرے بلکہ وہ ذائقے سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہونے کے لیے آہستہ آہستہ مزے لیتے ہوئے گھونٹ لیتا ہے تاکہ اس کے جسم و جان فرحت کے اعلیٰ درجے سے لطف اندوز ہوں اور جتنی مرتبہ وہ غصے کے گھونٹ پئے گا اتنی ہی مرتبہ وہ اللہ کی رحمتوں سے نوازا جائے گا اور اتنی ہی مرتبہ شیطان کو زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچے گی۔

غصے کا تلخ گھونٹ پینا، اگرچہ بڑا مشکل امر ہے، اس لیے کہ اس موقع پر شیطان پوری طرح انسان کو اپنے چنگل میں پھانسنے کی کوشش میں مصروف ہوتا ہے لیکن اللہ پاک کو تمام گھونٹوں میں سے جو گھونٹ پسند ہیں، وہ صرف اور صرف غصے کے گھونٹ ہیں اور جنہیں اللہ کی رضا کے لیے جلد از جلد پی لینا انتہائی ضروری ہوتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں کوئی ایسا فعل اور کوئی ایسی حرکت صادر نہ ہو جائے جس سے شیطان خوش اور اللہ پاک کی ناراضگی بڑھ جائے۔

انسان جب اپنے غصہ پر قابو پالیتا ہے تو اس سے نہ صرف وہ اپنے آپ کو نادیدہ مصیبت سے محفوظ کر لیتا ہے بلکہ بہت سے ان افراد کو بھی بچا لیتا ہے جن کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے کیونکہ حقیقت میں اس نے اس عمل سے انسانیت کی خدمت کی۔

خادم کا قصور معاف کرنا سنت ہے

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! اپنے خادم کا قصور کتنا معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اس نے پھر پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزانہ ستر مرتبہ اس سے مراد تحدید نہیں بلکہ درگزر کی کثرت ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر وہ بدلہ نہیں لیں گے تو ان کے رعب و وقار اور ادب میں فرق آ جائے گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عفو و درگزر سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں۔

حسد سے حفاظت..... سنتیں

حسد اس تاثر کا نام ہے، جس میں انسان کسی دوسرے شخص کے پاس موجود شے کے بارے میں یہ تمنا کرتا ہے کہ بجائے اس شخص کے وہ چیز میرے پاس چلی آئے، کوئی شخص کسی شے کا مالک ہوتا ہے، انسان اس تمنا پر حسد کرتا ہے کہ وہ سرمایہ میرے پاس آ جائے، قرآن کریم میں اس قسم کے حسد کا ذکر ملتا ہے کہ جب قارون اپنے ساز و سامان کے ساتھ قوم کے سامنے نکلا تو کچھ لوگ اس پر حسد کرتے ہوئے تمنا کرنے لگے کہ قارون کی دولت و سامان اس کے پاس کیوں ہو۔

"فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ" (قصص:۷۹)

(ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ سے نکلا جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے "کاش" ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا نصیب والا ہے)

اس نوع کا حسد بہت سارے لوگوں میں پایا جاتا ہے، بہت سارے لوگ دوسروں پر حسد اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں دولت، اولاد، صحت یا کامیابی سے نوازا ہوتا ہے قرآن بتاتا ہے کہ یہود و مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کیا کہ انہیں نبوت سے سرفراز کیا گیا اور مومنوں پر انہوں نے حسد کیا، جنہیں اللہ نے ایمان و ہدایت سے آراستہ کیا تھا۔

"مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ" (بقرہ)

"یہ لوگ جنہوں نے دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، خواہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرک ہوں، ہرگز یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو مگر اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے اور وہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔"

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا" (نساء:۵۴)

"پھر کیا یہ دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا؟ اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہو کہ ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا۔"

"وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۖۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (بقرہ)

"اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بناء پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے کہ اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو۔ یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے، مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

حسد بسا اوقات بھائیوں کے اندر بھی ہوتا ہے، ایک بھائی دوسرے بھائی پر اس کی کمالات و خوبیوں کی وجہ سے حسد کرنے لگتا ہے، اسی حسد کے خوف سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرنے سے منع فرمایا تھا کہ حسد کی وجہ سے بھائیوں کی جانب سے ایذاء کا اندیشہ تھا۔

"قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" (یوسف:۵)

"جواب میں اس کے باپ نے کہا، بیٹا! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تمہارے درپے ہو جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔"

روئے زمین پر پہلا حسد قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے کیا تھا کہ اللہ نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی اور قابیل کی قربانی قبول نہیں کی تھی جس کی وجہ سے قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔

"وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ

أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (المائدہ: ۲۷)

"اور ذرا انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم و کاست سنا دو، جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا، اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے۔"

حسد بھی کینہ، ناپسندیدگی پیدا کرتا ہے اور محسود کو ایذا پہنچنے کی تمنا پر آمادہ کرتا ہے بلکہ بسا اوقات محسود پر ظلم و زیادتی کر جانے پر بھی آمادہ کر دیتا ہے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا، بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گہرے پانی میں ڈال دیا۔ چونکہ حسد، ناپسندیدگی، ظلم اور ایذا رسانی پر آمادہ کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حاسدین کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے

"وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ" (الفلق: ۵)..... "اور حاسد کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) جب کہ وہ حسد کرے۔" (بحوالہ قرآن کریم اور علم النفس)

حسد اور اس سے نجات کی صورت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ عبدالرحمن بن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن سے کوئی نہیں بچ سکتا، گمان، حسد اور بدفالی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ان سے نجات کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا جب تو حسد کرے تو ظاہر مت کر کیونکہ صرف دل کے خیال پر مواخذہ نہیں اور جب کسی کے متعلق بدگمانی ہو تو بلا تحقیق اسے حقیقت مت سمجھ۔ اگر بدفالی کی صورت پیش آئے تو پروا کیے بغیر کام میں لگے رہو۔ یعنی کہیں جانے کا ارادہ تھا کہ کوئی آواز سن لی یا کسی اور جانور یا ان کے اعضاء میں سے کسی میں لرزہ پیدا ہو گیا تو اس جیسے ناپسندیدہ تبدیل نہ کرو بلکہ اپنے عزم پر جاری رہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی فال کو پسند فرماتے اور بدفالی پکڑنے کو ناپسند رکھتے اور فرمایا کرتے کہ بدفالی پکڑنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"وہ لوگ کہنے لگے ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔"

ایک اور آیت ہے: "اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو کسی پرندے کی آواز سنے تو کہا کر اے اللہ! یہ پرندہ بھی تیرا ہی ہے اور خیر و برکت بھی تیری ہی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ برائی سے بچنے کی ہمت اور نیکی کرنے کی قوت بھی تیری ہی عطا سے ہے۔ پھر آگے چل دو ان شاء اللہ کچھ بھی ضرر اور نقصان نہ ہوگا۔ (درس حاملین)

حسد اور کینہ سے بچنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

فقیہ رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو میں آٹھ برس کا تھا۔ آپ نے سب سے پہلی بات مجھے یہ سکھائی اور فرمایا۔

اے انس! اچھا وضو درست کرو جیسا کہ نماز کے لیے مناسب ہے، تیرے محافظ فرشتے تجھ سے محبت کریں گے اور عمر میں زیادتی ہوگی۔ اے انس! جنابت کی حالت ہو جائے تو خوب اچھی طرح سے غسل کرو کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! غسل میں مبالغہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ بالوں کی جڑوں کو تر کرو اور بدن کو مل کر صاف کرو۔ اس کے بعد تو جب غسل خانے سے نکلے گا تو گناہوں سے بھی پاک ہو چکا ہوگا۔

اے انس! تیری چاشت کی دو رکعتیں بھی قضا نہ ہونی چاہئیں کہ یہ (اوابین) اللہ والوں کی نماز ہے، دن اور رات میں نوافل بکثرت ادا کیا کر کہ جب تک نماز میں رہو گے فرشتے تیرے لیے دعا کرتے رہیں گے۔ اے انس! جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے آپ کو اللہ کے سامنے پیش کر، رکوع کرے تو دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور انگلیاں کھلی رہیں اور بازو پہلوؤں سے ہٹے ہوئے ہوں اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ ہر عضو اپنے ٹھکانے پر آ جائے، سجدہ کرو تو چہرہ زمین پر رکھو، کوے کی طرح ٹھونگے مت مارو اور [illegible] کی طرح اپنے بازو زمین پر پھیلاؤ اور سجدہ سے سر

اُٹھاؤ تو کتے کی طرح مت بیٹھو یعنی زمین پر سرین رکھ کر گھٹنے کھڑے کرو بلکہ سرین کو دونوں قدموں کے درمیان رکھو اور قدموں کے ظاہری حصے کو زمین پر لگاؤ۔ اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف التفات نہیں فرماتے جس کا رکوع سجود مکمل نہ ہوں۔

اگر ہو سکے تو ہر وقت باوضو رہا کرو کہ اگر اسی حالت میں موت آ جائے تو شہادت نصیب ہوگی۔ اے انس! گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ پر سلام کہا کرو اس سے تجھ اور تیرے گھر والوں کو کثیر برکت حاصل ہوگی۔ کسی کام کے لیے گھر سے نکلو تو جس مسلمان پر بھی نظر پڑے تو اس کو سلام کہو اس سے ایمان کی لذت دل میں پیدا ہوگی اور باہر پھرتے پھراتے کوئی گناہ یا قصور ہو جائے تو اس کی بھی تلافی ہو جائے گی۔

اے انس! کوئی رات اور صبح ایسی حالت میں مت گزار کہ تیرے دل میں کسی مسلمان کے متعلق بغض اور کینہ موجود ہو۔ یہ میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت کو اپنایا اس نے میرے ساتھ محبت کی اور میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اے انس! جب تو میری ان نصیحتوں کو یاد کرے گا اور اس پر عمل پیرا ہوگا تو موت سے بڑھ کر کوئی چیز تجھے محبوب نہیں ہوگی کہ اسی میں تیرے لیے راحت و احترام ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کینہ اور کھوٹ کو دل سے نکالنا میری سنت ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے دل کو حسد و کینہ سے پاک و صاف کرے کیوں کہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مرحوم کو اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ایک دفعہ بارگاہ نبوی میں حاضر تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جنتی آدمی آئے گا جس نے اپنے چپل بائیں ہاتھ میں لٹکائے ہوں گے۔ چنانچہ ایک آدمی اسی ہیئت کا آیا اور سلام کر کے حاضرین کے ساتھ بیٹھ گیا۔

اگلے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا اور وہ آدمی پھر اسی حالت میں آیا۔ تیسرے روز آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے تشریف لے چلے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص

کے ساتھ ہو لیے اور کہنے لگے کہ میرے اور میرے والد کے درمیان کچھ بات چل نکلی اور میں نے قسم کھائی کہ تین رات تک ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ لہٰذا اگر آپ اجازت دیں تو اتنی مدت میں آپ کے پاس قیام کر لوں۔ اس شخص نے ہاں کر لی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے اس شخص کے پاس رات گزاری، اس نے کوئی زیادہ کوشش نہیں کی۔ بس رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر تسبیح و تہلیل کر کے سو رہا اور صبح فجر کے وقت اٹھ کر اچھی طرح سے وضو کیا اور پوری طرح سے نماز ادا کی اور دن کا روزہ بھی نہ رکھا۔

کہتے ہیں کہ میں تین رات تک دیکھتا رہا اس سے زیادہ اس نے کوئی عمل نہیں کیا۔ البتہ میں نے جب بھی اس سے سنا تو کلمہ خیر ہی سنا۔ تین راتیں گزر گئیں اور میرے جی میں اس کے عمل کے قلیل ہونے کا خیال پیدا ہونے لگا تو میں نے اس سے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ میرے اپنے والد سے کوئی تیز کلامی نہیں ہوئی اور نہ ہی ایک دوسرے کو چھوڑنے کی کوئی بات ہوئی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا تھا کہ آپ نے تین مجلسوں میں ارشاد فرمایا کہ ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آئے گا اور اس ارشاد کے بعد تینوں دفعہ تو ہی آیا۔ میرے جی میں آیا کہ تیرے پاس کچھ عرصہ رہ کر تیرے اعمال دیکھوں، پھر میں بھی انہیں اختیار کرنے کی کوشش کروں مگر میں نے تیرا کوئی بڑا عمل نہیں دیکھا۔ آخر وہ کیا بات ہے کہ جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے متعلق جنتی ہونے کا ارشاد فرمایا۔ کہنے لگا بس میرا عمل وہی ہے جو تو نے دیکھ لیا۔ کہتے ہیں کہ میں جب وہاں سے لوٹنے لگا تو اس شخص نے واپس بلا لیا اور کہا کہ میرا تو وہی ہے جو تو نے دیکھا البتہ میرے دل میں کسی مسلمان بھائی کے لیے برائی نہیں ہے اور نہ ہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کسی سے حسد کرتا ہوں۔

کہتے ہیں میں نے کہا کہ بس یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے متعلق یہ ارشاد فرمایا اور یہی وہ عمل ہے جسے میں اختیار نہیں کر سکتا۔ کسی دانا کا قول ہے کہ حاسد پانچ طرح سے اپنے رب کا مقابلہ کرتا ہے۔

ایک یہ کہ وہ ہر اس نعمت کو برا جانتا ہے جو اس کے غیر کو ملتی ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ وہ اللہ

تعالیٰ کی تقسیم پر ناراض ہوتا ہے کہ تقسیم نعمت یوں کیوں ہوئی۔ تیسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بخل کرتا ہے۔ چوتھے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی رسوائی اور اس سے نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرتا ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن یعنی شیطان ملعون کی اعانت اور مدد کرتا ہے کہتے ہیں کہ حاسد کو مجالس میں ذلت اور مذمت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور نزع کے وقت شدت وسختی اور محشر میں عذاب اور رسوائی اور دوزخ میں حرارت اور جلن اس کا حصہ ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (منہاج العابدین)

بغض اور حسد سے بچیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ باہم بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ محض نرخ بڑھا کر نیلام میں شرکت مت کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔

حسد کے پانچ نقصانات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا بیٹے حسد سے بہت بچو کہ اس کا اثر اندر پہلے ظاہر ہوگا اور تیرے دشمن کے اندر بعد میں۔ بعض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسد سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں کہ دشمن تک اس کا اثر پہنچنے سے پہلے خود حسد کرنے والا پانچ آفتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۱) مسلسل غم۔ (۲) ایسی مصیبت جس کا کوئی اجر نہیں۔

(۳) ایسی قابل مذمت حالت جس پر کبھی تحسین نہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ حسد کرنے والے پر ناراض ہوتے ہیں۔

(۵) توفیق کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے دوسروں پر حسد کرتے ہیں۔

حفاظتِ زبان..... سنتیں

منہ پر تعریف

حدیث پاک ہے کہ جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر مٹی ڈالو۔

ہنسانے کے لیے جھوٹی بات

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خرابی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹی باتیں کرتا ہے، خرابی ہے اس کیلئے، خرابی ہے اس شخص کیلئے۔ (مسند احمد، دارمی، ترمذی، ابوداؤد)

مسخراور مذاق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں آخرت میں ان کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور انہیں اس کی طرف بلایا جائے گا۔ جب وہ مرتے سسکتے ہوئے وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور اس کی طرف بلایا جائے گا۔ جب وہاں پہنچیں گے تو وہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح برابر جنت کے دروازے کھولے اور بند کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائیں گے اور بلانے پر بھی جنت کے دروازے کی طرف نہ جائیں گے۔ (بیہقی، الترغیب والترہیب للمنذری)

غلام پر تہمت

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام پر تہمت لگائے اس حال میں کہ وہ بے گناہ ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے مارے گا۔ (ابوداؤد)

زبان کی حفاظت کیجئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اچھی اور نیک بات کہے یا خاموش رہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک انسان سوچے سمجھے بغیر جب کوئی کلمہ زبان سے کہہ دیتا ہے تو وہ کلمہ اس شخص کو جہنم کے اندر اتنی گہرائی تک گرا دیتا ہے، جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ اور بعد ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات ایک انسان اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے، یعنی ایسا کلمہ زبان سے ادا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے لیکن جس وقت وہ کلمہ زبان سے ادا کرتا ہے، اس وقت اس کو اس کلمہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا اور لاپروائی سے وہ کلمہ زبان سے نکال دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی بدولت جنت میں اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور اس کے برعکس بعض اوقات ایک انسان زبان سے ایسا کلمہ نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہوتا ہے اور وہ شخص لاپروائی میں اس کلمہ کو نکال دیتا ہے لیکن وہ کلمہ اس کو جہنم میں لے جا کر گرا دیتا ہے۔

ایمان لانے کے بعد ایک مرتبہ زبان سے کہہ دیا: "سبحان اللہ" تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس کے ذریعہ میزان عمل کا آدھا پلڑا بھر جاتا ہے، یہ کلمہ چھوٹا ہے لیکن اس کا ثواب اتنا عظیم ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" یہ دو کلمے زبان پر تو ہلکے پھلکے ہیں کہ ذرا سی دیر میں ادا ہو گئے لیکن میزان عمل میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں۔ بہر حال یہ مشین اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ اگر ذرا سا اس کا رخ بدل دو اور صحیح طریقے سے اس کو استعمال کرنا شروع کر دو تو پھر دیکھو یہ تمہارے نامۂ اعمال میں

جنت فراہم کرتی ہے اور تمہارے لیے جنت میں کس طرح گھر بناتی ہے اور تمہیں کس طرح اللہ تعالیٰ کی رضامندی عطا کراتی ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اللہ کے ذکر سے اس زبان کو تر رکھو، پھر دیکھو کس طرح تمہارے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ (ترمذی)

تسلی کا کلمہ کہنا

ایک شخص تکلیف اور پریشانی میں مبتلا تھا، تم نے اس کی پریشانی دور کرنے کے لیے اس سے کوئی تسلی کی بات، کوئی تسلی کا کلمہ کہہ دیا جس کے نتیجے میں اس کو تھوڑا سا حوصلہ بندھ گیا، اس کو کچھ تسلی حاصل ہو گئی۔ تو یہ کلمہ کہنا تمہارے لیے عظیم اجر و ثواب کھینچ لایا۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "من عزی ثکلی کسی بردا فی الجنۃ" (ترمذی)

یعنی اگر کوئی شخص ایسی عورت کے لیے تسلی کے کلمات کہے جس کا بیٹا گم ہو گیا ہو، یا مر گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس تسلی دینے والے کو جنت میں بیش بہا قیمتی جوڑے پہنائیں گے۔

زبان جہنم میں لے جانے والی ہے

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنے لوگ جہنم میں جائیں گے، ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو اپنی زبان کی کرتوت کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ مثلاً جھوٹ بول دیا، غیبت کر دی، کسی کا دل دکھا دیا، کسی کی دل آزاری کی، دوسروں کے ساتھ غیبت میں حصہ لیا، کسی کو تکلیف پر خوشی کا اظہار کیا وغیرہ۔ جب یہ گناہ کے کام کیے تو اس کے نتیجے میں وہ جہنم میں چلا گیا۔

حدیث شریف میں فرمایا کہ: "هل یکب الناس فی النار علی وجوههم الا حصائد السنتهم" (ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة، حدیث نمبر ۲۶۱۶)

یعنی بہت سے لوگ زبان کے کرتوت کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ لہٰذا یہ زبان جو اللہ

تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے، اگر اس کو ذرا دھیان سے استعمال کرو، اس کو بے لگام مت چھوڑو اور اس کو صحیح کاموں میں استعمال کرو، اس لیے فرمایا کہ زبان سے یا تو کلمۂ خیر نکالو یا خاموش رہو اس لیے کہ خاموشی اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ آدمی غلط بات منہ سے نکالے۔

زبان پر قابو پانے کا علاج

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان ہیں، وہ ایک مرتبہ اپنی زبان کو پکڑے بیٹھے تھے اور اس کو مروڑ رہے تھے، لوگوں نے پوچھا کہ آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: "ان هذا اوردنی الموارد" (موطا امام مالک)

یعنی اس زبان نے مجھے بڑی ہلاکتوں میں ڈال دیا ہے۔ اس لیے میں اس کو ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔ بعض روایات میں مروی ہے کہ اپنے منہ میں کنکریاں ڈال کر بیٹھ گئے، تاکہ بلا ضرورت زبان سے بات نہ نکلے۔

خواتین اور زبان کا استعمال

یوں تو سارا معاشرہ اس زبان کے گناہوں میں مبتلا ہے لیکن احادیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے اندر جن بیماریوں کے پائے جانے کی نشاندہی فرمائی، ان میں سے ایک بیماری یہ بھی ہے کہ زبان ان کے قابو میں نہیں ہوتی۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے خواتین! میں نے اہل جہنم میں سب سے زیادہ تعداد میں تم کو پایا، یعنی جہنم میں مردوں کے مقابلے میں خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ خواتین نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ: "تکثرن اللعن و تکفرن العشیر" (صحیح بخاری)

تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری بہت کرتی ہو، اس وجہ سے جہنم میں تمہاری تعداد زیادہ ہے۔ دیکھیے اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو باتیں بیان فرمائیں، ان دونوں کا تعلق زبان سے ہے۔ لعنت کی کثرت اور شوہر کی ناشکری۔

معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے اندر جن بیماریوں کی نشاندہی فرمائی، اس میں زبان کے بے جا استعمال کو بیان فرمایا کہ یہ خواتین زبان کو غلط استعمال کرتی ہیں۔ مثلاً کسی کو طعنہ دے دیا، کسی کو برا کہہ دیا، کسی کی غیبت کر دی، کسی کی چغلی کھا لی، یہ سب اس کے اندر داخل ہے۔

جنت کی ضمانت دیتا ہوں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت اور گارنٹی دے دے تو میں اس کو جنت کی گارنٹی دیتا ہوں، ایک اس چیز کی گارنٹی دے دے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان کہ یہ غلط استعمال نہیں ہوگی، اس زبان سے جھوٹ نہیں نکلے گا، غیبت نہیں ہوگی، دل آزاری کسی کی نہیں ہوگی، وغیرہ وغیرہ اور ایک اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ، کہ اس کو غلط جگہ پر استعمال نہیں کروں گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان کی حفاظت دین کی حفاظت کا آدھا باب ہے اور آدھا دین زبان کے اندر ہے، آدھے گناہ زبان کے ذریعہ ہوتے ہیں اس لیے اس کی حفاظت ضروری ہے۔

نجات کے لیے تین کام

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! نجات کیا کیا طریقہ ہے؟ یعنی آخرت میں عذاب جہنم سے نجات ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی عطا فرما دیں اور جنت میں داخلہ فرما دیں۔ اس کا کیا طریقہ ہے؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں تین جملے ارشاد فرمائے۔

پہلا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو، زبان بے قابو نہ ہونے پائے اور دوسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارا گھر تمہارے لیے کافی ہو جائے۔ یعنی اپنا زیادہ وقت گھر میں گزارے، فضول اور بلا وجہ تمہیں گھر سے باہر نکلنے کی

ضرورت نہیں۔ صرف ضرورت کے تحت گھر سے باہر جاؤ، بلا ضرورت اِدھر اُدھر مت جاؤ تاکہ باہر جو فتنے ہیں، ان کے اندر مبتلا نہ ہو جاؤ۔

گناہوں پر روؤ

اور تیسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی غلطی کوئی گناہ یا خطا تم سے سرزد ہو جائے تو اس غلطی پر روؤ، رونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے توبہ کرو اور اس پر ندامت کا اظہار کرکے استغفار کرو۔ رونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس پر واقعۃً روؤ، جیسے ابھی چودہویں پیالہ صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ مجھے رونا آتا ہی نہیں ہے، اس لیے میں پریشان ہوتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر خود سے غیر اختیاری طور پر رونا نہ آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن گناہ پر دل سے نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرے کہ یا اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی، آپ معاف فرما دیں۔

اے زبان! اللہ سے ڈرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے جسم کے اندر جتنے اعضاء ہیں وہ سب زبان سے مخاطب ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اے زبان! تو اللہ سے ڈرنا، اس لیے کہ ہم تو تیرے تابع ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کا سارا جسم زبان کے تابع ہوتا ہے، اگر زبان نے غلط کام کرنا شروع کر دیا تو اس کے نتیجے میں سارے کا سارا جسم گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لیے وہ زبان سے کہتے ہیں کہ تو سیدھی رہنا ورنہ تیرے کرتوت کی وجہ سے ہم بھی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔

❀❀❀

تنہائی سے حفاظت کیلئے سنتیں

آپس میں ساتھ رہنا اور ایک دوسرے کی ضرورتوں خاندان میں اجتماعیت برقرار رکھنا اور آپس میں اجتماعیت کا خیال رکھنا آپس کے حقوق ادا کرنا یہ اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے۔ اُمت میں اجتماعیت ہے اور تفرقہ بازی کی ممانعت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی جگہ احادیث ارشاد فرمائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتزال و تفرقہ سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اجتماع و اتحاد کا حکم دیتے۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان ایک اور دو کا تو ارادہ کرتا ہے مگر جب تین ہو جاتے ہیں تو پھر ان کا ارادہ نہیں کرتا۔ (مالک)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ جب قافلہ اترا تو لوگ آرام کرنے کے لیے اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے، گویا ان میں کوئی تعلق ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منظر کو ناپسند فرمایا اور اس سے نفرت دلائی۔

حضرت ابوثعلبہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی منزل پر اترتے تو مختلف دروں اور وادیوں میں پھیل جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا یہ افتراق شیطان کی طرف سے ہے۔ بعد ازاں وہ جب کبھی بھی اترتے تو ایک دوسرے سے مل کر بیٹھتے حتیٰ کہ اگر ان پر ایک کپڑا ڈال دیا جاتا تو وہ ان کو احاطہ کر لیتا، یہ احساسات کے متحد ہونے، تبادلہ محبت اور انتظام صفوف کا اثر ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ (قطع تعلق کرکے) چھوڑے رکھے کہ دونوں ملیں تو یہ اِدھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیر لے اور

دونوں میں افضل وہ ہے جو (میل جول کرنے کے لیے) سلام میں پہل کرے۔ (مسلم)

تنگ دست آدمی جو رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھے، اس مالدار سے اچھا ہے جو ان سے قطع تعلق کرے۔ (خزینۃ الاخلاق)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خداوند قدوس کے کچھ اس طرح بندے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے واسطے منبر بچھائے جائیں گے اور حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات شہداء کرام ان پر رشک فرمائیں گے اور وہ نہ تو نبی ہوں گے اور نہ شہید ہوں گے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ صرف خداوند تعالیٰ کے واسطے باہمی محبت اور تعلق قائم رکھتے ہیں۔'' ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے:

''قیامت میں ایک شخص لایا جائے گا جس نے دُنیا میں اچھے اعمال کیے ہوں گے مگر عذاب میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس نے کسی بات سے اُمت میں تفریق ڈالی ہوگی۔''

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

حضرت ابورزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے، جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو؟ ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بغض رکھو... الخ (بیہقی فی شعب الایمان)

یہ بات تجربے سے بھی معلوم ہوتی ہے... محبت نیک جڑ ہے تمام دین کی... دین کی حقیقت... دین کی طلاوت... دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا محبت نیک ہے... (حیات المسل

عمرہ کے متعلق سنتیں

عمرہ کا اجر و ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ دُعا کریں تو وہ ان کی دُعا قبول فرمائے۔ اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (سنن ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے، ان کے درمیان کے گناہوں کا اور حج مبرور'' (پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

رمضان میں عمرہ

حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میرے خاوند اور ان کے بیٹے تو حج کے لیے چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (الترغیب)

احرام کا طریقہ اور آداب

جب آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھیں تو پہلے یہ کام کریں:

(۱) سر کے بال سنواریں، خط بنوائیں، مونچھیں کتریں، زیر ناف بال اور بغل کے بال صاف کریں۔ (تحفہ)

(۲) احرام کی نیت سے غسل کریں ورنہ کم از کم وضو کریں، پھر سر اور داڑھی میں تیل

لگائیں، کنگھا کریں، جسم اور احرام کی چادروں پر ایسی خوشبو لگائیں جس کا دھبہ نہ لگے۔ (وغیرہ)

(۳) مرد حضرات سلے ہوئے کپڑے اُتار کر ایک سفید چادر ناف کے اوپر بطور تہبند باندھیں، دوسری چادر اوڑھیں، سر اور دونوں بازو ڈھک لیں اور ایسے جوتے چپل اُتار دیں جن سے پیروں کے پشت کی اُبھری ہوئی ہڈی چھپ جاتی ہو اور ہوائی چپل پہنیں جن میں ہڈی کھلی رہتی ہے۔ خواتین سلے ہوئے کپڑے اور جوتے وغیرہ بدستور پہنے رہیں۔ (وغیرہ)

(۴) اگر مکروہ وقت نہ ہو تو احرام کی نیت سے سر ڈھک کر عام نفلوں کی طرح دو رکعت نفل پڑھیں۔ اگر پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ کافرون پڑھیں اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھیں تو بہتر ہے اور اگر مکروہ وقت ہو تو بغیر دو رکعت نفل پڑھے عمرہ کی نیت کریں۔ (حیات)

عمرہ کی نیت

اب آپ اپنا سر کھولیں۔ البتہ دونوں کاندھے چادر سے ڈھکے رہنے دیں اور قبلہ رُخ بیٹھ کر اس طرح عمرہ کی نیت کریں: "اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ آپ اس کو میرے لیے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے!" (حیات)

اس کے فوراً بعد عمرہ کے احرام کی نیت سے درمیانی آواز کے ساتھ تین مرتبہ "لبیک" کہیں، "لبیک" یہ ہے: "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِيْكَ لَكَ" (حیات)

اس کے بعد ہلکی آواز سے درود شریف پڑھیں اور یہ دُعا مانگیں: "اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو دُعائیں مانگیں یا بتلائی ہیں وہ بھی مانگتا ہوں سب میری طرف سے قبول فرما لیجئے۔" (آمین)

لیجئے احرام بندھ گیا، اب آپ تلبیہ کثرت سے پڑھیں کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، لیٹے ہوئے، چلتے پھرتے، اُترتے چڑھتے، پاکی و ناپاکی ہر حالت میں، خصوصاً فرض نمازوں کے بعد بکثرت تلبیہ پڑھتے رہیں، مرد حضرات ذرا بلند آواز سے اور

خواتین آہستہ آواز سے پڑھیں، پھر آہستہ آواز سے درود شریف پڑھ کر کوئی بھی دُعا مانگیں۔ تلبیہ جب بھی پڑھیں لگاتار تین مرتبہ پڑھیں۔ (حیات وغیرہ)

خواتین کا احرام

خواتین تمام سلے ہوئے کپڑے پہنی رہیں اور احرام باندھنے سے پہلے جو کام اوپر لکھے گئے ہیں ان میں جو کام ان کے مناسب ہیں ان کو کریں، اگر مکروہ وقت نہ ہو اور ماہواری نہ آ رہی ہو تو احرام باندھنے کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کریں اور اگر مکروہ وقت ہو یا ماہواری آ رہی ہو تو نفل نہ پڑھیں، غسل یا صرف وضو کر کے قبلہ رُخ بیٹھ جائیں، چہرہ پر سے کپڑا ہٹائیں اور عمرہ کی نیت کریں، عمرہ کی نیت یہ ہے: "اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے عمرہ کرنے کی نیت کرتی ہوں، اس کو میرے واسطے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے!" (آمین)

اس کے فوراً بعد تین مرتبہ آہستہ آواز سے لبیک کہیں یا کوئی دوسری عورت یا اس کا محرم کہلوائے اس کے بعد ہلکی آواز سے درود شریف پڑھیں اور یہ دُعا کریں: "اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتی ہوں اور آپ سے آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ مانگتی ہوں۔" (آمین) ...... لیجئے! احرام بندھ گیا، اب خواتین بکثرت آہستہ آواز سے تلبیہ پڑھتی رہیں جس کی تفصیل اوپر گزری۔

احرام کی پابندیاں

نیت اور تلبیہ پڑھتے ہی احرام کی پابندیاں شروع ہو جائیں گی، مرد حضرات اپنا سر اور چہرہ اور خواتین صرف چہرہ سوتے جاگتے، چلتے پھرتے ہر وقت کھلا رکھیں، کسی وقت بھی ان کے اوپر کپڑا نہ لگنے دیں اور نہ کپڑے سے ڈھانکیں چونکہ خواتین کو نامحرم مردوں سے پردہ کرنا فرض ہے اور بے پردہ رہنا جائز نہیں سخت گناہ ہے۔ لہٰذا خواتین دورانِ احرام نامحرم مردوں کے سامنے جاتے وقت سر پر ایسا ہیٹ پہن لیں جس کے چھجے پر نقاب سلی ہوئی ہو جس میں چہرہ نہ جھلکے اور اس میں آنکھوں کے سامنے باریک جالی سلی ہوئی ہو تاکہ راستہ نظر آسکے، اس ہیٹ کی ٹوپی پر برقعہ اوڑھیں، برقعہ کی نقاب پیچھے کریں اور باقی جسم برقعہ سے

ڈھانپیں اور چہرہ کے سامنے ہیٹ کی نقاب بھی چہرہ سے دور رہے گی۔

احرام باندھنے کے بعد بعض چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں، بعض مکروہ اور بعض جائز، اس کی تفصیل ''معلم الحجاج'' اور ''عمدۃ المناسک'' میں ہے۔ یہاں بقدر ضرورت ان کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔

احرام کی ممنوع باتیں

احرام کی حالت میں درج ذیل اُمور کا ارتکاب ممنوع ہے، ان کے کرنے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور جرمانہ بھی واجب ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض صورتوں میں دم واجب ہوتا ہے یعنی قربانی واجب ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں صدقہ واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں صرف گناہ ہوتا ہے، دم وغیرہ واجب نہیں ہوتا۔ اگر ایسی غلطی ہو جائے تو معتبر اہل فتویٰ علماء کرام سے اس کا حکم دریافت کرکے عمل کریں یا معتبر کتابوں میں دیکھیں۔ یاد رہے ان اُمور کا کرنا گناہ تو ہے ہی اس سے انسان کا حج وغیرہ بھی ناقص ہو جاتا ہے، اس لیے ممنوعاتِ احرام سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ احرام کی حالت میں مرد حضرات کو سلے ہوئے کپڑے پہننا منع ہے، ایسا جوتا پہننا بھی منع ہے جس میں پیر کے پشت کی درمیانی اُبھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔ البتہ خواتین سلے ہوئے کپڑے پہنے رہیں اور انہیں ہر قسم کا جوتا استعمال کرنا بھی درست ہے۔

☆ احرام کی حالت میں مرد حضرات کو سر اور چہرہ سے اور خواتین کو صرف چہرہ سے کپڑا لگانا اور ان کو کپڑے سے ڈھانکنا منع ہے، سوتے جاگتے ہر وقت ان کو کھلا رکھیں۔

☆ احرام کی حالت میں جانگیہ پہننا جائز نہیں، نیز سر و چہرہ پر پٹی باندھنا بھی درست نہیں۔

☆ خوشبودار سرمہ لگانا منع ہے۔ البتہ بغیر خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے لیکن نہ لگانا اس سے بھی افضل ہے۔ (حیات) ☆ خوشبودار صابن استعمال کرنا منع ہے۔ (فتح)

☆ جسم یا کپڑوں پر کسی بھی قسم کی خوشبو لگانا، سر یا جسم پر خوشبودار تیل لگانا یا خالص زیتون یا تل کا تیل لگانا منع ہے۔ البتہ ان تیلوں کے سوا بغیر خوشبو کے دیگر تیل لگانا جائز ہے۔

☆ سر اور جسم کے کسی حصہ کے بال کاٹنا یا کٹوانا اور ناخن کترنا منع ہے۔ ☆ اپنے سر یا جسم یا اپنے کپڑے کی جوں مارنا یا جوں مارنے کے لیے کپڑے کو دھوپ میں ڈالنا منع ہے۔ ☆ بیوی سے ہمبستری کرنا یا ہمبستری کی باتیں کرنا، شہوت سے بوس و کنار کرنا یا شہوت سے چھونا منع ہے۔

☆ احرام کی حالت میں ہر قسم کے گناہوں سے بطور خاص بچنا، جیسے غیبت کرنا، چغلی کرنا، فضول باتیں کرنا، بے فائدہ کام کرنا، بے جا مذاق کرنا، کسی کو ناحق ذلیل و رسوا کرنا، حسد کرنا اور نامحرم خواتین کا بے پردہ رہنا، یہ سب باتیں بغیر احرام کے بھی ناجائز ہیں اور احرام کی حالت میں خاص طور پر ناجائز اور گناہ ہیں۔ ☆ حالت احرام میں لڑائی جھگڑا کرنا یا بے جا غصہ کرنا بڑا گناہ ہے، اس سے بطور خاص بچنا چاہیے، بعض حجاج اس گناہ میں بہت مبتلا نظر آتے ہیں۔

مکروہ باتیں

احرام باندھنے کے بعد درج ذیل اُمور کا ارتکاب مکروہ اور گناہ ہے، ان سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر غلطی سے ارتکاب ہو جائے تو توبہ و استغفار کرنا چاہیے لیکن ان میں کوئی جرمانہ واجب نہیں۔

☆ لونگ، الائچی اور خوشبودار تمباکو ڈال کر پان کھانا مکروہ ہے لیکن سادہ پان کھانا جائز ہے۔ ☆ جسم سے میل دور کرنا اور جسم کو بغیر خوشبو کے صابن سے دھونا مکروہ ہے۔ ☆ سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھا کرنا بھی مکروہ ہے۔ ☆ اگر بال ٹوٹنے اور اکھڑنے کا خطرہ ہو تو سر کھجلانا بھی مکروہ ہے، ہاں آہستہ کھجلانا کہ بال اور جوں نہ گرے، جائز ہے۔

☆ اگر احرام کی چادریں تبدیل کرنی ہوں یا خواتین کو کپڑے بدلنا ہوں تو ان میں کسی قسم کی خوشبو بسی ہوئی نہ ہونی چاہیے۔ ☆ خوشبودار میوہ اور خوشبودار گھاس سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے اور خوشبو کو چھونا اور سونگھنا بھی مکروہ ہے، البتہ اگر بلا ارادہ ناک میں خوشبو آ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ☆ خوشبودار پھول سونگھنا یا ان کا ہار گلے میں ڈالنا مکروہ اور منع ہے۔ (معلم)

☆ خوشبودار کھانا بغیر پکا ہوا مکروہ ہے، البتہ پکا ہوا خوشبودار کھانا مکروہ نہیں۔

☆ اوندھا ہو کر منہ کے بل لیٹ کر تکیہ پر پیشانی رکھنا مکروہ ہے۔ البتہ سر یا رخسار تکیہ پر رکھنا مکروہ نہیں، جائز ہے۔ ☆ کپڑے یا تولیے سے منہ پونچھنا مکروہ ہے۔ لہٰذا ہاتھ سے چہرہ صاف کریں، کپڑا استعمال نہ کریں، اسی طرح کعبہ کے پردے کے نیچے اس طرح کھڑے ہونا کہ پردہ منہ کو لگے مکروہ ہے اور اگر سر اور چہرہ کو پردہ نہ لگے تو جائز ہے۔

☆ احرام کے تہبند کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے۔ اسی طرح اس میں گرہ لگانا یا پن لگانا یا دھاگہ وغیرہ سے باندھنا بھی مکروہ ہے۔ تاہم اگر کسی نے ستر کی حفاظت کے لیے ایسا کیا تو دم یا صدقہ واجب نہ ہوگا۔ (حیات)

☆ سر اور چہرے کے سوا جسم کے دیگر اعضاء پر بلا عذر پٹی باندھنا مکروہ ہے اور عذر میں مکروہ نہیں اور سر اور چہرے پر پٹی وغیرہ باندھنا درست نہیں خواہ عذر ہو یا نہ ہو۔ (حیات)

مکہ مکرمہ پہنچنا

جب مکہ مکرمہ قریب آ جائے تو ذوق و شوق سے تلبیہ پڑھتے ہوئے دعا و استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوں رہنے کی جگہ اور سامان وغیرہ کا انتظام کر کے دیکھیں، اگر آرام کی ضرورت ہو آرام کریں ورنہ وضو یا غسل کر کے عمرہ کرنے کے لیے مسجد حرام کی طرف چلیں، تلبیہ جاری رہے۔ جس خاتون کو ماہواری آ رہی ہو وہ گھر ہی میں رہے، مسجد حرام میں نہ آئے وہ ماہواری سے فارغ ہو کر عمرہ کرے گی۔

مسجد حرام میں حاضری

☆ اگر "باب السلام" معلوم ہو تو مسجد حرام میں اسی دروازے سے داخل ہونا بہتر ہے ورنہ ہر دروازہ سے داخل ہونا جائز ہے۔ ☆ جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوں تو دل سے پورے ادب کے ساتھ پہلے دایاں قدم رکھیں اور یہ دعا کریں:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

☆ اور اعتکاف کی نیت کریں اور کسی کو تکلیف دیے بغیر آگے بڑھیں۔ (غنیہ)

پہلی نظر

جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو راستے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوں اور ☆ اللہ اکبر تین مرتبہ کہیں۔ ☆ لا الٰہ الا اللہ تین مرتبہ کہیں۔ پھر دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائیں اور خوب رو رو کر خوب دعا مانگیں یہ دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے (غنیہ) اور یہ دعا بھی مانگیں۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ"

"اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔"

یا اللہ! خانہ کعبہ نظر آنے پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی دعائیں مانگی ہیں یا بتائی ہیں وہ سب میری طرف سے قبول فرما لیجیے اور اے اللہ! مجھے میری دعا قبول ہونے والا بنا دیجیے! آمین

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

اب آپ کو عمرہ ادا کرنا ہے۔ لہٰذا مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل نہ پڑھیں، اس مسجد کا تحیہ طواف ہے، اس لیے دعا مانگنے کے بعد عمرہ کا طواف کریں اور اگر کسی وجہ سے ابھی طواف نہ کرنا ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو پھر بجائے طواف کے تحیۃ المسجد پڑھیں۔ (غنیہ)

طواف کے لیے وضو کریں کیوں کہ بلا وضو طواف کرنا جائز نہیں۔ (غنیہ)

☆ نیچے اور چھت پر کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ (غنیہ)

طواف

اب آپ طواف کرنے کے لیے حجر اسود کی طرف چلیں اور وہاں پہنچ کر احرام کی جو چادر اوڑھ رکھی ہے اس کو داہنی بغل سے نکال کر اس کے دونوں پلے آگے پیچھے سے بائیں کاندھے پر ڈال لیں اور داہنا کاندھا کھلا رہنے دیں، اسے "اضطباع" کہتے ہیں، یہ طواف کے ساتوں چکروں میں سنت ہے۔ (حیات)

طواف کی نیت

☆ اب آپ خانہ کعبہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے، اس طرح کھڑے ہوں کہ پورا حجر اسود آپ کے داہنی جانب ہو جائے، اس مقصد کے لیے حجر اسود کے نیچے فرش میں جو سیاہ پٹی بنی ہوئی ہے، اس سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ اس طرح سے کہ پوری سیاہ پٹی اپنے داہنی طرف کر دیں اور پٹی کے بائیں کنارے سے اپنا قدم ملا کر رکھیں، پھر قبلہ رُخ بغیر ہاتھ اُٹھائے طواف کی نیت کریں: "اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے عمرہ کا طواف کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان کر دیجیے اور قبول کر لیجیے۔ (حیات)

☆ پھر قبلہ رو ہی دائیں طرف کھسک کر بالکل حجر اسود کے سامنے آئیں اور دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف کریں اور کہیں: "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ"...... اور دونوں ہاتھ چھوڑ دیں۔ (حیات)

استلام یا اشارہ

پھر استلام کریں، یعنی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر اس طرح رکھیں جس طرح سجدہ میں رکھی جاتی ہیں، پھر ان کے درمیان میں منہ رکھ کر آہستہ سے بوسہ دیں، بشرطیکہ حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی نہ ہو اور ایسا کرنے سے دوسروں کو تکلیف بھی نہ ہو ورنہ استلام نہ کریں بلکہ اس کا اشارہ کریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ:

☆ دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائیں کہ دونوں ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف ہو اور دونوں کا اندرونی حصہ حجر اسود کے سامنے کریں۔ گویا حجر اسود پر رکھ دی ہیں اور یہ دعا پڑھیں

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ"

اور دونوں ہتھیلیاں چوم لیں اور تکبیر بند کر دیں اور دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کر دیں اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف چلیں اور جھپٹ کر قریب قریب قدم رکھتے ہوئے اور دونوں کاندھے پہلوانوں کی طرح ہلاتے ہوئے چلیں لیکن دوڑنے اور کودنے سے بچیں، اس کو "رمل" کہتے ہیں۔ یہ طواف کے پہلے تین چکروں میں سنت ہے۔

ملتزم طواف کے سات چکر پورے کر کے ملتزم پر آئیں۔ (حیات) ملتزم حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان جو دیوار ہے اس کو کہتے ہیں۔ اس سے چمٹ کر دعا کریں، یہ دعاء قبول ہونے کی خاص جگہ ہے لیکن اگر یہاں خوشبو لگی ہوئی ہو جیسا کہ اکثر لگی رہتی ہے یا اس پر لوگوں کا ہجوم ہو تو پھر اس سے کچھ دور کھڑے ہو کر دعا کریں، یہ بھی ممکن نہ ہو تو دعا چھوڑ دیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بھول کر یا ساتویں چکر کے شبہ میں طواف کا آٹھواں چکر بھی کر لے تو کچھ حرج نہیں، طواف درست ہے اور اگر کوئی جان بوجھ کر آٹھواں چکر کرے تو اس کو چھ چکر اور ملا کر سات چکر پورے واجب ہیں اور اس طرح یہ دو طواف ہو جائیں گے۔ (عمدہ)

مسئلہ: طواف کے دوران اگر وضو ٹوٹ جائے تو طواف چھوڑ کر وضو کریں یا جماعت کھڑی ہو جائے تو نماز ادا کریں، اس کے بعد جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے باقی طواف پورا کریں۔ البتہ بلا عذر درمیان سے طواف چھوڑ کر جانا مکروہ (گناہ) ہے، اگر ایسا ہو جائے تو طواف کو لوٹانا مستحب ہے۔ (عمدہ)

نماز واجب طواف

یہاں سے ہٹ کر "مقام ابراہیم" کے پاس آئیں اور اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم آ جائے، پھر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت واجب طواف دونوں کاندھے ڈھک کر ادا کریں۔

پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا بہتر ہے، پھر نماز کے بعد دعا کریں اور اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گزرنے دیں یا نمازیوں کی کثرت کی بنا پر وہاں جگہ نہ ملے تو حرم شریف میں جہاں جگہ ملے وہاں یہ نماز ادا کریں۔ (حیات) لیجیے طواف پورا ہو گیا۔

زمزم کے کنویں پر

نماز واجب طواف پڑھنے کے بعد زمزم کے کنویں پر جائیں اور قبلہ رو کھڑے ہو کر تین سانس میں آب زمزم پئیں، ہر بار شروع میں "بِسْمِ اللّٰهِ" اور آخر میں "اَلْحَمْدُ

بِاللّٰہ" کہیں اور خوب پیٹ بھر کر پئیں اور کچھ اپنے اوپر بھی چھڑکیں اور پھر قبلہ رخ دعا کریں۔ (حیات) یہ دعا بھی خوب ہے: "اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔" (مسلم الحاج)

سعی کا طریقہ

☆ سعی نیچے کرنا بہتر ہے اور سعی کی چھت پر جائز ہے۔ (تحویل) نیز سعی بلا وضو بھی جائز ہے لیکن باوضو کرنا مستحب ہے۔ (غنیہ) ☆ اس کے بعد حجر اسود کے سامنے آ کر اور سیاہ پٹی پر کھڑے ہوں اور حجر اسود کا استلام کریں یا اشارہ کریں اور سعی کرنے کے لیے "صفا" کی طرف چلیں اور صفا پر اتنا چڑھیں کہ خانہ کعبہ نظر آ سکے، پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے بغیر سعی کی نیت کریں: "اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں، آپ اس کو قبول کر لیجئے اور میرے واسطے آسان کر دیجئے۔" (حیات)

پھر دعا کے لیے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں، ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف کریں۔ ☆ تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ ☆ تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہیں اور ایک مرتبہ کلمہ توحید پڑھیں، پھر درود شریف پڑھ کر اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے خوب دعا کریں۔ (غنیہ۔ شرف)

لیکن کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے۔ ☆ "صفا" سے اتر کر سکون و اطمینان سے مروہ کی طرف چلیں اور ذکر و دعا میں مشغول رہیں اور جب سبز ستون آنے میں اندازاً چھ ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے تو آپ درمیانی رفتار سے دوڑنا شروع کریں اور دوسرے سبز ستون کے گزرنے کے چھ ہاتھ کے بعد دوڑنا چھوڑ دیں (احکام حج) لیکن خواتین نہ دوڑیں اور یہ دعا کریں: "رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ"

ترجمہ: "اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور رحم فرما، آپ بڑے ہی عزت والے اور کرم والے ہیں۔"

پھر مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے اور ذرا سا دائیں طرف ہٹ کر کھڑے ہوں اور ایسی جگہ کھڑے ہوں کہ دوسروں کو آنے جانے کی تکلیف نہ ہو، پھر وہی ذکر و دعا کریں جو

پہنچ چکی تھی۔ (عمدۃ المناسک) یہ سعی کا ایک چکر ہوا، اسی طرح چھ چکر اور کرنے ہیں، یہاں سے صفا پر جائیں، دو چکر ہو جائیں گے اور صفا سے مروہ پر تین چکر ہو جائیں گے، آخری ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا، ہر چکر میں مرد حضرات سبز ستون کے درمیان دوڑیں گے اور ہر چکر کے ختم ہونے پر خواتین و حضرات صفا اور مروہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر مذکورہ بالا ذکر اور خوب گڑگڑا کر دعا کریں کیونکہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ (عمدۃ المناسک۔ شرف)

☆ پھر سعی کا آخری چکر مروہ پر پورا کر کے دعا کریں اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت مطاف کے کنارے پڑھیں یا حجر اسود کے سامنے ورنہ حرم میں جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لیں۔ سعی کے بعد یہ دو نفل مستحب ہیں۔ (حیات)

مسئلہ: دوران سعی اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے تو کم کو یقینی سمجھ کر باقی چکر پورے کریں، مثلاً شک ہو جائے کہ پانچ چکر ہوئے ہیں یا چھ تو پانچ سمجھیں اور دو چکر اور کریں۔ (غنیہ)

مسئلہ: سعی کے دوران نماز شروع ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی چھوڑ کر نماز وغیرہ شروع کر دیں اور فارغ ہو کر جہاں سے سعی چھوڑی تھی وہیں سے باقی سعی پوری کریں اور اگر بلا عذر سعی کو درمیان سے چھوڑ دیں تو سعی کو لوٹانا مستحب ہے۔ (غنیہ)

سر منڈانا یا قصر کرنا

اس کے بعد مرد حضرات سارے سر کے بال خود یا کسی دوسرے سے منڈوائیں، اگر بال لمبے ہوں تو انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ تمام سر کے بال کتروانا بھی جائز ہے لیکن سر منڈوانا افضل ہے اور خواتین تمام سر کے بال انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ خود کتریں یا کسی دوسری عورت یا اپنے محرم سے کتروائیں، تاہم خواتین اپنے سر کے بال کترنے میں اس بات کا پورا یقین حاصل کریں کہ کم از کم ان کے چوتھائی سر کے بال ضرور کتر چکے ہیں کیونکہ بعض خواتین کے سر کے بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بعض مرتبہ انگلی کے ایک پورے میں سر کے چوتھائی بال نہیں آتے، اس طرح ان کا واجب ادا نہ ہوگا اور احرام نہیں کھلے گا کیونکہ کم از کم چوتھائی سر کے بال کترنا واجب ہے اور تمام سر کے بال کترنا سنت ہے۔ (عمدۃ المناسک۔ شرف)

عمرہ مکمل ہوا

☆ حلق یا قصر کرانے پر آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا، اسی کو عمرہ کرنا کہتے ہیں، اب آپ کپڑے پہنیں، جوتا پہنیں اور گھر بار کی طرح رہیں، اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو گئی ہیں۔

چند زیارات

مکہ معظمہ میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اہم واقعات وابستہ ہیں۔ ان مقامات کی زیارت حج وعمرہ کا حصہ تو نہیں ہے لیکن وہاں جا کر سیرت کے وہ واقعات یاد کرنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اس لیے اگر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے آسانی سے موقع ملے اور ہمت وطاقت بھی ہو تو ان مقامات پر جانا اور زیارت کرنا اچھا ہے اور ان مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قبولیت دعا کی بھی امید ہے لیکن ضروری ہرگز نہیں ہے، اگر کوئی بالکل نہ جائے تو اس کے حج یا عمرہ میں کچھ خلل نہیں آتا بلکہ زیادہ تر حرم شریف کی حاضری کی ہونی چاہیے کیونکہ اصل زیارت گاہ وہی ہے۔

غار ثور: جہاں ہجرت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام پذیر ہوئے تھے۔

غار حرا: جہاں قرآن کریم کی پہلی آیت اُتری۔

مسجد الجن: جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو تبلیغ فرمائی تھی۔

مسجد الرایہ: جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جھنڈا گاڑا تھا۔

مسجد بلال: یہ جبل ابو قبیس کے اوپر ہے، وہاں ایک قول کے مطابق چاند کے ٹکڑے کرنے کا معجزہ ہوا تھا۔

مولد النبی: محلہ مولد النبی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔

جنت المعلیٰ: مکہ مکرمہ کا قبرستان۔

❀❀❀

حج کے متعلق سنتیں

حج کا ثواب اور مغفرت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کی فضیلت معلوم کرنے والے صحابی سے) فرمایا: جب تم بیت اللہ کی زیارت کی نیت سے اپنے گھر سے چلو تو راستے میں تمہاری اونٹنی کے ہر قدم پر تمہارے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ مٹایا جائے گا اور (طواف کے بعد مقام ابراہیم پر) تمہارا دو رکعتیں ادا کرنا (ثواب میں) بنی اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کی طرح ہے اور صفا مروہ (کے درمیان) سعی کرنے کا (ثواب) ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور عرفہ کے دن شام کو تمہارا میدان عرفات میں وقوف کرنا (ایسا مبارک ہے کہ) اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ملائکہ کے سامنے تم پر فخر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں اے میرے بندو! تم غبار آلود، پراگندہ بال، ہر گہری اور کشادہ وادی سے (نکل کر) میرے پاس آئے ہو اور میری جنت (ملنے کی) آرزو رکھتے ہو (تو سنو!)... اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات کی طرح ہوں یا بارش کے قطروں یا سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تو بھی میں نے بخش دیے، اب تم! بخشے ہوئے لوٹ جاؤ اور جن کی تم سفارش کرو (ان کو بھی بخش دیا)۔

جمرات کی رمی میں ہر اس کنکری کے بدلے جس سے تم رمی کرو گے ہلاک کرنے والے گناہوں میں سے ایک گناہ کبیرہ معاف ہوگا اور تمہاری (حج کی) قربانی تمہارے رب کے پاس ذخیرہ ہے (جس کا ثواب آخرت میں ملے گا) اور سر منڈانے میں تمہارے ہر بال کے

بدلہ میں ایک نیکی عطا ہوگی اور ایک گناہ مٹایا جائے گا۔ (اس کے بعد آخر میں) (تمہارا بیت اللہ کا طواف کرنا ایسی حالت میں ہوگا کہ تمہارا کوئی گناہ باقی نہ بچے گا اور ایک فرشتہ آکر تمہارے دونوں کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھے گا اور کہے گا کہ آئندہ (نئے سرے سے) عمل کرو تمہارے پچھلے گناہ (سب) معاف کر دیئے گئے۔ (رواہ الطبرانی باسناد لا باس بہ)

حج کا پہلا دن، ۸ ذی الحج، حج کا احرام

۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک کے ایام حج کے دن کہلاتے ہیں یہی دن اس سارے سفر کا حاصل ہیں اور انہی دنوں میں اسلام کا اہم رکن "حج" ادا ہوتا ہے۔ ۷ ذی الحجہ کو مغرب کے بعد ۸ ذی الحجہ کی رات شروع ہو جائے گی۔ رات ہی کو منیٰ جانے کی مکمل تیاری کریں اور یہ کام انجام دیں۔

☆ اگر آپ کا احرام پہلے سے بندھا ہوا ہے۔ مثلاً حج قران یا حج افراد کا احرام بندھا ہوا ہے تو وہی کافی ہے اور اگر حج تمتع کر رہے ہیں جس میں آپ نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا یا آپ مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں تو آپ صرف حج کا احرام باندھیں گے جس کا طریقہ یہ ہے کہ:

☆ جب احرام کا ارادہ ہو تو پہلے وہ آداب اور سنتیں بجا لائیں جو عمرہ کے احرام میں ہم لکھ آئے ہیں وہاں ان کی تفصیل دیکھیں۔ مثلاً سر کے بال سنواریں، مونچھیں کتریں، بغل اور زیر ناف کے بال صاف کریں اور احرام کی نیت سے غسل کریں۔ (غنیۃ)

☆ سلے ہوئے کپڑے اُتار کر احرام کی چادریں باندھیں، ہوائی چپل یا ایسی جوتی یا چپل پہنیں جس میں پیروں کی پشت کی اُبھری ہوئی ہڈی بالکل کھلی رہے، البتہ خواتین سلے ہوئے کپڑے پہنے رہیں اور جوتے وغیرہ بھی پہنے رہیں۔ (غنیۃ)

☆ اب مرد حضرات حرم شریف میں آئیں اور مستحب یہ ہے کہ طواف کریں اور طواف کی دو رکعات ادا کرنے کے بعد احرام کے لیے دو رکعت نفل پڑھیں اور اگر طواف کرنے کی ہمت نہ ہو تو صرف احرام کی نیت سے سر ڈھک کر دو رکعت نفل ادا کریں۔ اگر پہلی رکعت میں

"الحمد شریف" کے بعد "سورۂ کافرون" اور دوسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھیں تو بہتر ہے اور اگر مکروہ وقت ہو تو بغیر دو رکعت پڑھے حج کی نیت کریں۔ (حیات)

حج کی نیت اور تلبیہ

اگر حج فرض ہے تو احرام باندھنے کے وقت حج فرض کی نیت کریں، نفل ہے تو حج نفل کی نیت کریں اور اگر کسی دوسرے کی طرف سے حج کرتا ہے تو اس کا نام لیں کہ میں فلاں بن فلاں کی طرف سے یا اپنے والد یا والدہ کی طرف سے حج کا احرام باندھتا ہوں، نیت کے الفاظ یہ ہیں: "اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے حج کی نیت کرتا ہوں۔ آپ اس کو قبول کیجیے اور میرے لیے آسان کر دیجیے۔" (آمین)

پھر فوراً ہی حج کے احرام کی نیت سے تین مرتبہ درمیانی آواز کے ساتھ "لَبَّیْکَ" کہیں پھر ہلکی آواز سے درود شریف پڑھیں اور یہ دعا کریں:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ"

ترجمہ:..... "اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔"

☆ خواتین گھر ہی میں احرام باندھیں، ان کے احرام کا وہی طریقہ ہے جو شروع میں خواتین کے احرام میں گزرا، وہ اس کے مطابق عمل کریں اور حج کی نیت کر کے لبیک کہیں۔

☆ اب ایک بار پھر احرام کی پابندیاں لازم ہو گئیں۔ لہٰذا عمرہ کے بیان میں ان کو دوبارہ توجہ سے دیکھ کر تازہ کریں اور ذہن نشین کریں تاکہ حج میں کوئی غلطی نہ ہونے پائے اور حج ناقص نہ ہونے پائے، لیجیے اب حج کا احرام بندھ گیا۔

منیٰ روانگی

☆ اب آپ حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ سے طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہوں اور راستہ میں اترتے چڑھتے، صبح اور شام نمازوں کے بعد اور حاجیوں سے ملاقات کے وقت کثرت سے تلبیہ پڑھیں اور جب بھی تلبیہ پڑھیں تین بار پڑھیں، اس

کے بعد درود شریف پڑھیں اور آہستہ سے یہ دعا مانگیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ"

ترجمہ:..... "اے اللہ! میں آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔"

☆ دیگر اذکار "سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" استغفار اور درود شریف پڑھتے چلیں تاہم تکبیر زیادہ پڑھیں کیونکہ حالت احرام میں یہ سب سے افضل ذکر ہے۔ (حیات) یہ پانچ دن ذکر الٰہی، دعا اور عبادت کرنے کے لیے ہیں۔ اس لیے ان کے انجام دینے میں بطور خاص مصروف رہیں، گناہوں سے بے حد بچیں، غیبت بالکل نہ کریں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ برداشت کر جائیں، فضول باتیں کرنے سے بھی خوب بچیں، بس ہمہ تن اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھیں، توبہ و استغفار کریں تاکہ حج صحیح اور مقبول ہو جائے۔

ضروری مسئلہ

اگر کوئی حاجی ۸ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب سے پہلے (خواہ فجر کے بعد یا فجر سے بھی پہلے) منٰی چلا جائے تو بھی جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ (ہندیہ) لہٰذا معلم کے انتظام سے مجبور ہو کر طلوع آفتاب سے پہلے منٰی جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ منٰی میں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کرنا مسنون ہے اور رات کو منٰی میں رہنا سنت ہے، اگر رات کو مکہ مکرمہ میں رہیں یا مکہ مکرمہ سے سیدھے عرفات پہنچ گئے تو مکروہ ہے، ایسا کرنے سے بچنا چاہیے۔ (عمدہ بتصرف)

حج کا دوسرا دن، ۹ ذی الحجہ، عرفات روانگی

☆ فجر کی نماز منٰی میں پڑھیں، تکبیر تشریق کہیں اور لبیک کہیں اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر عرفات جانے کی تیاری کریں اور پھر سکون و اطمینان سے عرفات کی طرف روانہ ہوں اور راستہ میں یہی اوپر والے اذکار، استغفار، درود شریف اور دعا کرتے رہیں مگر تکبیر زیادہ کہیں۔

ضروری مسئلہ

اگر کوئی حاجی منٰی میں صبح صادق ہونے سے پہلے یا نماز فجر سے پہلے یا سورج نکلنے سے پہلے عرفات چلا جائے تو بھی جائز ہے لیکن ایسا کرنا برا ہے۔ (حیات) تاہم معلم کی ہدایات کے باعث مجبور ہو کر جلدی جانا پڑے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (عمدہ بتصرف) ☆ میدان عرفات میں زوال کے بعد پہنچنا افضل ہے لیکن اگر پہلے پہنچ جائیں تو بھی کوئی گناہ نہیں اور زوال سے پہلے تمام ضروریات، کھانے پینے سے فارغ ہو جائیں اور کچھ دیر آرام کریں، پھر زوال سے پہلے غسل کریں یا وضو کریں لیکن غسل کرنا افضل ہے۔ (حیات، عمدہ بتصرف)

☆ "وقوف عرفات" کا وقت زوال کے بعد سے صبح صادق تک ہے، اس لیے زوال ہوتے ہی وقوف شروع کر دیں۔ یاد رکھیں! یہ بہت ہی خاص جگہ اور خاص وقت ہے، اس سے بہتر وقت زندگی میں نہیں ملے گا، اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں، گرمی ہو یا سردی سب برداشت کر جائیں اور شام تک لبیک کہنے، توبہ و استغفار کرنے، چوتھا کلمہ پڑھنے، الحاح و زاری اور گڑگڑا کر دعا کرنے میں گزاریں اور تکبیر بار بار درمیانی آواز سے کہیں اور اذکار و دعائیں بھی ہلکی آواز سے کریں، یہی افضل ہے اور وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر بھی جائز ہے۔ (عمدہ و حیات)

☆ ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت ادا کریں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں اذان کے ساتھ باجماعت ادا کریں۔ (معلم، عمدہ)

مسجد نمرہ جانے کا حکم

بعض حنفی حجاج مسجد نمرہ میں حاضری کا بہت اہتمام کرتے ہیں تاکہ مسجد نمرہ کی فضیلت حاصل کریں اور امام کی اقتداء میں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھیں۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ اول تو حنفی مذہب میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کرنا واجب نہیں، سنت یا مستحب ہے، دوسرے اس جمع کرنے کی چند شرطیں ہیں جو عموماً نہیں ہوتیں، مثلاً ایک شرط یہ ہے کہ امام المسلمین یا اس کے نائب کی اقتداء میں ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ادا کی جائیں اور یہاں مسجد

نمرہ میں امام المسلمین یا اس کا نائب تو ہوتا ہے لیکن عموماً یہ مقیم ہونے کے باوجود نمازوں میں قصر کرتا ہے اور مقیم امام کے قصر کرنے سے جمہور کے نزدیک یہ نمازیں صحیح نہیں ہوتیں۔ اس لیے حنفی مقیم یا مسافر حاجی کی نماز اس کے پیچھے صحیح نہیں ہوتی اور اپنے خیموں میں بھی یہ نمازیں ملا کر ادا نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں امام المسلمین یا اس کا نائب میسر نہیں۔ اس لیے اپنے خیموں میں دونوں نمازیں اپنے وقت پر ادا کریں۔ (احکامِ حج بتصرف)

نیز اپنے خیمے چھوڑ کر مسجد نمرہ جانے میں راستہ بھولنا، حاجی اور اس کے ساتھیوں کا پریشان ہونا، اس کے علاوہ ہے۔ اس لیے مسجد نمرہ میں نہ جانا چاہیے اور اس قیمتی وقت کو پوری یکسوئی سے حق تعالیٰ کی یاد میں گزارنا چاہیے۔

وقوف عرفات کا طریقہ

جب ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جائیں تو جو طبیعت چاہے ذکر و تلاوت اور دُعا کریں یہاں کے لیے کوئی خاص ذکر مقرر نہیں ہے کہ اس کے بغیر حج میں فرق آ جائے۔ تاہم افضل یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑے ہوں، وقوف کی نیت کریں اور دُعا کے لیے ہاتھ پھیلائیں اور خشوع و خضوع کے ساتھ لبیک کہیں، پھر خوب گڑگڑا کر توبہ و استغفار کریں اور اپنے سارے گناہوں کی دل سے معافی مانگیں اور گیارہ مرتبہ دل سے یہ استغفار کریں:

"أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ"

☆ پھر تین مرتبہ لبیک کہیں اور نماز والا درود شریف سو مرتبہ پڑھیں اور اس کے آخر میں کبھی کبھی "وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ" ملایا کریں۔ ☆ پھر سو (۱۰۰) مرتبہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھیں۔ ☆ پھر سو مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" کی سورت پڑھیں اور درمیان میں لبیک اور کچھ کچھ وقفہ سے جو دل میں آئے دُعا کرتے رہیں یا مناجاتِ مقبول کا اُردو ترجمہ سمجھ سمجھ کر مانگتے رہیں اور یہ سارا وقت پوری توجہ اور دھیان سے یادِ الٰہی میں اور اپنے اور متعلقین کے لیے دُعائیں مانگنے میں گزاریں، ناچیز کو بھی یاد فرمالیں تو احسان ہوگا۔

☆ یہ دُعا بھی مانگیں اور آئندہ بھی ہر جگہ مانگ لیا کریں: "اے اللہ! یہاں پر آج تک جتنی دُعائیں آپ کے انبیاء کرام علیہم السلام نے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دوسرے مقبول بندوں نے مانگی ہیں یا التجائیں ہیں وہ سب دُعائیں میری طرف سے قبول فرما (آمین) اور اے اللہ! ہمیں اپنی رضا اور جنت عطا فرما اور اپنی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ عطا فرما (آمین)" اسی طرح غروبِ آفتاب تک خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر و دُعا میں لگے رہیں۔

مزدلفہ روانگی

جب عرفات کے میدان میں آفتاب غروب ہو جائے تو یہاں نہ مغرب کی نماز پڑھیں اور نہ عشاء پڑھیں اور نہ راستہ میں یہ نماز پڑھیں بلکہ مزدلفہ پہنچ کر ان نمازوں کو ادا کریں۔ راستہ میں ذکر اللہ، درود شریف اور کثرت سے لبیک پڑھتے رہیں اور مزدلفہ میں پہنچ کر یہ کام کریں۔

مغرب اور عشاء کی نماز ملانا

☆ مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کریں، دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت کہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب عشاء کا وقت ہو جائے تو اذان دیں، پھر اقامت کہیں پھر ادا کی نیت سے باجماعت مغرب کے تین فرض پڑھیں، سلام پھیر کر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں اس کے بعد بغیر اقامت کہے فوراً عشاء کے فرض باجماعت پڑھیں اور سلام پھیر کر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں، مسافر ہوں تو عشاء کے دو فرض اور مقیم ہوں تو چار فرض ادا کریں، اس کے بعد مغرب کی دو سنت پھر عشاء کی دو سنت اور تین وتر ادا کریں، نفل پڑھنے کا اختیار ہے مگر ان دو فرضوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھیں اور یہ دو فرض ملا کر پڑھنے واجب ہیں، خواہ باجماعت پڑھیں یا علیحدہ کیونکہ ان کو باجماعت پڑھنا شرط نہیں ہے ہاں باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (غنیہ)

اگر کسی نے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (حیات)

مسئلہ: اگر کوئی حاجی صاحب عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ گئے تو ابھی مغرب کی نماز

نہ پڑھیں، عشاء کے وقت کا انتظار کریں اور عشاء کے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کریں۔ (عمدہ)

مسئلہ: اگر عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے راستہ میں خطرہ ہو کہ مزدلفہ میں پہنچتے پہنچتے فجر ہو جائے گی تو پھر راستے میں مغرب اور عشاء کی نماز پڑھیں۔ (حیات)

کنکریاں چننا

مزدلفہ سے رات ہی کو فی آدمی ستر ۷۰ کنکریاں چھوٹے یا بڑے چنے کے برابر چن لیں تاکہ منیٰ میں مارنے کے کام آئیں اور یہ ستر کنکریاں یہاں سے چننا بلا کراہت جائز ہے۔ (عمدہ) اور ان کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے اور صرف سات کنکریاں جمرۃ العقبہ کی رمی کے لیے یہاں سے اٹھانا مستحب ہے۔ (احکام حج)

مسئلہ: بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔ (معلم) لہٰذا ایسا کرنے سے پرہیز کریں۔

وقوف مزدلفہ

☆ جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے ہی میں اذان دیں، فجر کی سنتیں پڑھیں اور پھر فجر کے فرض باجماعت ادا کریں۔ صبح صادق ہوتے ہی وقوف مزدلفہ شروع ہو جائے گا اور یہ واجب ہے، جس کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے، اگر کوئی شخص فجر کے بعد ایک لمحہ بھی جان کر یا بھول کر یہاں ٹھہر جائے تو اس کا یہ وقوف ادا ہو جائے گا۔ البتہ صبح کی روشنی خوب پھیلنے تک وقوف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (عمدہ)

اگر وقت مذکور میں کسی شخص نے بلا عذر کے ذرا دیر بھی یہ وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے چلا گیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ البتہ عورتیں، بچے، بوڑھے کمزور اور بیمار لوگ اگر رات ہی مزدلفہ سے منیٰ چلے جائیں تو کچھ حرج نہیں، جائز ہے ان پر دم واجب نہیں۔ (حیات)

البتہ مرد حضرات اگر بیماری اور بہت بڑھاپے کے عذر کے بغیر یہ وقوف ترک کریں گے تو ان پر دم واجب ہوگا۔ (عمدہ)

طریقۂ وقوف

وقوف مزدلفہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ نماز فجر ادا کر کے قبلہ رُخ ہو جائیں اور سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور چوتھا کلمہ پڑھیں اور درود شریف پڑھیں اور کثرت سے تکبیر کہیں اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلائیں، ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف کریں پھر دنیا و آخرت کی بھلائیاں اپنے اور اپنے اہل و عیال، والدین، مشائخ، اقارب اور تمام مسلمانوں کے لیے مانگیں۔ یہ بھی ایسا وقت دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔ (حیات) لہٰذا ابھی ذکر و دعا اور تلبیہ میں مشغول رہیں۔ یہاں تک کہ فجر کی روشنی خوب پھیل جائے اور جب سورج نکلنے کا قریب ہو جائے اس وقت مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں، اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے لیکن اس سے کچھ لازم نہیں ہوتا۔ (حیات)

منیٰ واپسی

مزدلفہ میں جب سورج نکلنے میں ذرا سی دیر رہ جائے تو منیٰ چلیں اور راستہ بھر یہی ذکر جن کا ابھی اوپر ذکر آیا ہے کرتے رہیں، بکثرت تکبیر پڑھتے رہیں اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور جب وادی محسر سے گزریں تو عذاب الٰہی سے پناہ مانگتے ہوئے تیزی سے گزریں۔ (حیات) اور منیٰ میں اپنی قیام گاہ پہنچ جائیں۔ اب منیٰ میں کم از کم تین دن آپ کا قیام ہوگا صرف طواف زیارت کے لیے ایک روز مکہ مکرمہ جانا ہوگا جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

حج کا تیسرا دن، ۱۰ ذی الحجہ

آج کا دن بڑا مصروف دن ہے اس دن ہر حاجی کو بہت سے کام انجام دینے ہیں، انہیں ترتیب سے یہاں لکھا جاتا ہے، اطمینان سے ہدایات کے مطابق انہیں انجام دیں۔

جمرۂ عقبہ کی رمی

جب آپ منیٰ پہنچ جائیں تو سب سے پہلے جمرۃ العقبہ کو سات کنکریاں ماریں، اور

کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمرۃ العقبہ سے کم از کم پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہوں، اس سے کچھ زیادہ فاصلہ ہو تو بھی حرج نہیں، پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ایک کنکری پکڑیں اور "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر جمرہ کے ستون کی جڑ پر پھینک دیں، کچھ اوپر بھی لگ جائے تو کچھ حرج نہیں تاہم اس کے احاطے میں کنکری گرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر کنکری کے ساتھ "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے رہیں اور الگ الگ سات کنکریں ماریں، اگر دعا ذیل زبانی یاد ہو تو مانگ لیں تاہم ضروری نہیں ہے۔

"رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا"...... ترجمہ:...... "یہ کنکریاں شیطان کو ذلیل اور خدائے پاک کو راضی کرنے کے لیے مارتا ہوں۔ اے اللہ میرے حج کو قبول فرما اور میری کوشش کو مقبول بنا اور گناہوں کو معاف فرما۔ آمین" (حیات)

مسئلہ: رمی میں کنکری جمرہ کی جڑ میں یا اس کے نزدیک احاطہ میں گرنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے اسی ستون پر اتنی زور سے کنکری ماری کہ وہ ستون کو لگ کر احاطہ سے دور جا پڑی تو یہ رمی جائز نہ ہوگی دوبارہ کرنا ہوگی۔ (عمدہ)

جمرۃ العقبہ کو کنکر مارتے ہی "لبیک" کہنا بند کر دیں اور آج کی تاریخ میں کنکری مارنے کے بعد دعا کے لیے ٹھہرنا سنت نہیں ہے۔ رمی کے بعد اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں اور یاد رکھیں آنے والے بقیہ دنوں میں کنکریاں مارنے کا بھی یہی طریقہ ہے، جو لکھا گیا ہے۔ (حیات)

مسئلہ: رمی پل کے اوپر سے جائز ہے۔ (ماخذ عمدہ)

رمی کے اوقات

اوقات سمجھ لیں! آج کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک ہے۔ ☆ زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک رمی کا وقت بلا کراہت جائز ہے۔ ☆ غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ ہے مگر خواتین کے لیے مکروہ نہیں۔ (عمدہ بتصرف)

☆ اور نیز ۱۰ تاریخ میں صبح صادق سے طلوع آفتاب کا وقت بھی رمی کرنے کے لیے

کراہت کے ساتھ جائز ہے مگر عورتوں اور کمزوروں کے لیے مکروہ نہیں۔ (عمدہ بتصرف)

چونکہ آج کل بھیڑ بہت زیادہ ہوتی ہے اور ہر سال رمی کے دوران متعدد اموات ہو جاتی ہیں، اس لیے بھیڑ کے اندر رمی کرنے میں جان جانے یا سخت تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے اور جان بچانا فرض ہے اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا شام کے وقت غروب آفتاب سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے کنکری مارنے جائیں۔ عموماً اس وقت بھیڑ نہیں ہوتی۔ اگر اس وقت ہجوم زیادہ نہ ہو، اسی وقت کنکری مار لیں اور اگر اس وقت بھی بھیڑ زیادہ ہو تو ابھی رمی نہ کریں، دور ہٹ کر کچھ انتظار کریں یا مغرب کی نماز پڑھ کر کنکری ماریں اور رات میں رمی کرنا اس وقت مکروہ ہے جب بلا عذر ہو اور عذر کی صورت میں کوئی کراہت نہیں۔ (حیات)

بہرحال کنکری مارنے کی یہ چار اوقات ہیں، ان میں سے جس وقت بھی سہولت ہو اس وقت کنکریاں مارنی چاہئیں۔ اول وقت ہی میں کنکری مارنے کی فکر کرنا خواہ جان چلی جائے مناسب نہیں، حق تعالیٰ کی رخصت اور سہولت پر خوشدلی سے عمل کرنا چاہیے۔

رمی خود کریں

مرد، عورت، بیمار و ضعیف سب خود جا کر اپنے ہاتھ سے رمی کریں، کسی دوسرے کو نائب بنا کر رمی کرنا بلا عذر شرعی جائز نہیں، آج کل اس مسئلہ میں بہت ہی غفلت پائی جاتی ہے، معمولی معمولی عذر میں حجاج دوسروں کے ذریعے اپنی رمی کروا لیتے ہیں۔ خصوصاً خواتین کی کنکریاں اکثر ان کے محرم مرد ان کی طرف سے بلا عذر شرعی مار آتے ہیں، یہ بالکل جائز نہیں، ایسا کرنے سے ان پر دم واجب ہو جاتا ہے، اس لیے خواتین و حضرات یہ سنگین غلطی نہ کریں اور بلا عذر شرعی اپنا واجب ترک کر کے گناہگار نہ ہوں اور اپنے حج کو ناقص نہ کریں۔ ہاں عذر شرعی میں کسی دوسرے کو حکم دے کر اور اپنا نائب بنا کر رمی کرانا جائز ہے اور شرعی عذر یہ ہے:

(۱) وہ مرد یا عورت جس کی طرف سے دوسرے شخص کو کنکری مارنا درست ہوتا ہے، یہ ہے کہ وہ اتنا بیمار یا کمزور ہو چکا ہو کہ اب وہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا بلکہ بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے۔

(۲) جمرات تک سوار ہو کر جانے میں بھی سخت تکلیف یا مرض بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہے
(۳) یا پیدل چلنے کی قدرت نہیں اور جمرات تک جانے کے لیے سواری بھی نہیں ملتی تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے، وہ دوسرے کو نائب بنا کر اس سے اپنی رمی کرا سکتا ہے۔ (احکام حج)

ضروری مسئلہ

مذکورہ مسئلہ میں ایک ضروری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ جو مرد یا عورت خود جا کر کنکری مارنے سے شرعاً معذور ہو اس کا کسی دوسرے سے اپنی رمی کرانے کے معتبر ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود کسی دوسرے کو اپنی کنکری مارنے کا حکم دے، یعنی دوسرے سے یوں کہے کہ آپ جا کر میری بھی کنکری ماریں!! اگر اس نے کسی کو حکم نہ دیا اور کسی ہمراہی نے یا شوہر یا محرم نے اس کے حکم کے بغیر خود اس کی طرف سے کنکریاں ماریں تو وہ معتبر نہ ہوں گی، اگر وقت باقی ہو تو کہہ کر اپنی رمی دوبارہ کرائیں ورنہ دم واجب ہوگا۔ (معلم حجاج کبیر)

قربانی

جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرنی ہے لیکن پہلے یہ دیکھ لیں کہ آپ نے کون سا حج کیا ہے۔ اگر آپ نے حج تمتع یا حج قران کیا ہے تو حج کی قربانی کرنا واجب ہے اور اگر حج افراد کیا ہے تو حج کی قربانی واجب نہیں، مستحب ہے۔ ☆ قربانی آج ۱۰ تاریخ میں کرنا ضروری نہیں ہے اس کے لیے تین دن مقرر ہیں ۱۰،۱۱،۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے تک رات میں اور دن میں جب چاہیں قربانی کر سکتے ہیں۔ ☆ عموماً ۱۱ تاریخ کو صبح کے وقت قربانی کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس آسانی پر عمل کرنا چاہیے۔ بلاضرورت اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا مناسب نہیں۔

اور جن خواتین وحضرات پر حج کی قربانی واجب ہے وہ سر کے بال اور ناخن وغیرہ قربانی کے بعد ہی کتر سکتی ہیں۔ خدانخواستہ اگر انہوں نے قربانی سے پہلے سر کے بال منڈوا لیے تو ان پر دم واجب ہو جائے گا، اس لیے وہ بہت احتیاط سے کام لیں۔ ہاں اگر حج افراد کرنے والا حاجی قربانی سے پہلے سر کے بال منڈائے یا ناخن کترے تو اس پر دم

مستحب ہوگا کیونکہ اس پر حج کی قربانی واجب نہیں مستحب ہے۔
☆ جو حجاج قربانی کرنا جانتے ہوں انہیں خود اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے ... کسی قابل اعتماد شخص کے ذریعے قربانی کرائیں، بینک یا کسی اور ادارہ کے ذریعہ قربانی کرانے سے اجتناب کریں۔

ہدی

حج کی قربانی کے جانور میں وہ تمام شرائط ضروری ہیں جو بقر عید کی قربانی کے جانور میں ہیں اس لیے حج کی قربانی کا جانور خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر صحیح سالم، بے عیب اور پوری عمر کا خریدنا چاہیے تاکہ قربانی صحیح ادا ہو۔ (فقص ازمعلم)

مالی قربانی کا حکم

☆ جو خواتین وحضرات مسافر ہوں ان پر بقر عید کی مال والی قربانی واجب نہیں اور جو مقیم ہوں اور قربانی واجب ہونے کی دیگر شرائط ان میں موجود ہوں تو ان پر بقر عید کی مال والی قربانی بھی واجب ہے، پھر انہیں اختیار ہے خواہ یہ قربانی منیٰ میں کریں یا اپنے وطن میں کرائیں لیکن بہرحال مال والی قربانی حج والی قربانی سے الگ واجب ہوتی ہے۔ (معلم حجاج کبیر)

حلق وقصر

☆ قربانی سے فارغ ہونے کے بعد مرد حضرات اپنا سر منڈوا لیں اور خواتین انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ بال پوری چوٹی سے کاٹ دیں اور وہ اس بات کا یقین حاصل کر لیں کہ کم از کم ان کے سر کے چوتھائی بال ضرور کٹ گئے ہیں۔
☆ واضح رہے کہ سر منڈانے سے پہلے خط بنوانا یا ناخن کترنا یا جسم کے کسی اور حصہ کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر غلطی سے ایسا کرلیا تو جزا واجب ہوگی (معلم) تفصیل بتا کر مسئلہ معلوم کرلیا جائے۔
☆ سر کے بال منڈانا ۱۰ تاریخ ہی ضروری نہیں ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک یہ کام ہوسکتا ہے لیکن جب تک حلق یا قصر نہیں ہوگا، آپ احرام ہی میں رہیں

گے۔ خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اور جب حلق یا قصر ہو جائے گا تو احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی، سلا ہوا کپڑا پہننا، خوشبو لگانا، ناخن اور بال کاٹنا سب حلال ہو جائے گا۔ البتہ بیوی سے صحبت کرنا، بوس و کنار کرنا طواف زیارت کرنے تک حلال نہ ہوگا۔ ☆ حج کا حلق یا قصر منیٰ میں کرنا سنت ہے اور حرم میں ہر جگہ جائز ہے۔ البتہ اگر حدودِ حرم سے باہر جا کر حلق یا قصر کیا تو دم لازم ہوگا۔ (عمدہ)

اہم ہدایت

جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا پھر قربانی پھر سر کے بال کترنا یہ تینوں عمل واجب ہیں اور جس ترتیب سے ان کو لکھا گیا ہے، اسی ترتیب سے ان کو ادا کرنا واجب ہے، اگر ان میں سے کوئی عمل چھوٹ جائے یا ان کی مذکورہ ترتیب بدل جائے تو عام طور پر ایک دم واجب ہوگا اور بعض صورت میں ایک سے زیادہ دم بھی واجب ہوں گے، اس لیے حجاج کرام ان سب کو ترتیب سے ادا کرنے کی فکر کریں، اگر غلطی ہو جائے تو معتبر علماء اور اہلِ فتویٰ سے رجوع کریں۔

طواف زیارت

آج کی تاریخ یعنی ۱۰ ذی الحجہ کا سب سے اہم کام طواف زیارت ہے، رمی، قربانی اور سر کے بال کترنے کے بعد طواف زیارت کرنا سنت ہے، اگر طواف زیارت ان اُمور سے پہلے کیا جائے تب بھی فرض ادا ہو جائے گا مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔

طوافِ زیارت کا وقت

طواف زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے تک ہے۔ ان تینوں دنوں میں رات کو یا دن میں جب چاہیں مکہ معظمہ جا کر طواف زیارت کریں، عموماً پہلے روز سخت ہجوم ہوتا ہے، دوسرے یا تیسرے روز زیادہ بھیڑ نہیں ہوتی اس لیے دوسرے یا تیسرے دن یہ طواف کرنا چاہیے اور اس کے ادا کرنے کا وہی طریقہ ہے جو عمرہ کے بیان میں طواف کے طریقہ میں لکھا گیا ہے، وہاں دیکھ لیں ضروری فرق ذیل میں ہے۔ ☆ طواف زیارت کے لیے خواہ احرام باندھے ہوئے آئیں اور خواہ قربانی اور حلق

سے فارغ ہو کر کپڑے پہن کر کریں، دونوں طرح اختیار ہے، اگر احرام باندھے ہوئے طواف زیارت کرتا ہے اور حج کی سعی بھی کرنی ہے تو رمل (اکڑ کر طواف کے پہلے تین چکروں میں چلنا) بھی کریں اور اضطباع بھی کریں۔

☆ طواف زیارت کے بعد سعی کریں، یعنی صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائیں، اس کا طریقہ بھی عمرہ کے بیان میں لکھا گیا ہے، وہاں دیکھ لیں اور اگر حج کی سعی پہلے کرلی ہے تو اب سعی کرنے کی ضرورت نہیں، صرف طواف کرنا کافی ہے۔ رات کو منیٰ واپس آجائیں، دن میں مکہ معظمہ ٹھہر جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں، اپنی قیام گاہ پر آجائیں، کوئی چیز رکھنی ہو یا لینی ہو لے لیں۔

☆ طواف زیارت کرنے کے بعد ممنوعاتِ احرام سب حلال ہو جاتے ہیں اور بیوی سے ہمبستر ہونا اور بوس و کنار کرنا سب حلال ہو جاتا ہے۔

☆ اگر کسی عورت کو ماہواری آرہی ہو تو اس کو اس حالت میں طواف زیارت کرنا حرام ہے اور سخت گناہ ہے، اس لیے وہ اس حالت میں بالکل طواف زیارت نہ کرے بلکہ جب وہ پاک ہو جائے اور غسل کرلے، اس وقت طواف زیارت اور سعی کرے، اگر اس بیماری سے ۱۲ ذی الحجہ کے ایام بھی نکل جائیں تب بھی کوئی حرج نہیں، معذور ہے اور بعد میں طواف زیارت کرنے سے یہ طواف ادا ہو جائے گا اور حج میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت کی اہمیت

یاد رہے کہ طواف زیارت حج کا رُکن اور فرض ہے۔ یہ کسی حال میں بھی نہ فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہو سکتا ہے بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی اور جب تک اس کو ادا نہ کرے گا بیوی سے صحبت اور بوس و کنار کرنا حرام رہے گا۔ (عمدہ) اس لیے خواتین و حضرات اس کی ادائیگی کا خاص اہتمام فرمائیں اور بغیر طواف زیارت کیے ہرگز وطن واپس نہ لوٹیں، خواہ چھٹیاں ختم ہو جائیں یا سیٹ کینسل ہو جائے لیکن یہ طواف ضرور ادا کر کے آجائیں۔

حج کا چوتھا دن، ۱۱ ذی الحجہ

گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت یہ پڑھیں: "بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ وَرِضًا لِّلرَّحْمٰنِ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا"۔

ترجمہ: "یہ کنکریاں شیطان کو ذلیل اور خدائے رحمٰن کو راضی کرنے کے لیے مارتا ہوں۔ اے اللہ! میرے حج کو قبول فرما اور میری کوشش مقبول بنا اور گناہوں کو معاف فرما۔" (حیات)

☆ آج کی یہ کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جمرۂ اولیٰ پر سات کنکریاں اوپر والے کلمات پڑھ کر ماریں، اس کے بعد ذرا سا آگے بڑھ کر قبلہ رُخ ہو کر اور ہاتھ اُٹھا کر چند بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہیں، پھر درود شریف پڑھیں اور پھر اپنے لیے، عزیز و اقارب اور سب مسلمانوں کے لیے خوب دُعا کریں۔

اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ پر سات کنکریاں بالکل اسی طرح ماریں جیسے جمرۂ اولیٰ پر ماری تھیں اور اسی طرح قبلہ رُخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور ذکر و تسبیح کے بعد خوب دُعا کریں۔

اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر طریقۂ بالا کے مطابق سات کنکریاں ماریں لیکن اس کی رمی کے بعد ٹھہر کر دُعا وغیرہ کچھ نہ کریں، اپنی قیام گاہ پر واپس آ جائیں، آج صرف یہی کام تھا جو پورا ہو گیا، اب باقی اوقات تلاوت، ذکر اللہ اور دُعا میں مشغول رکھیں، فضولیات، گناہوں، فضول کاموں اور باتوں میں ضائع نہ کریں، لڑائی جھگڑوں اور غیبت وغیرہ سے خاص طور پر بچیں۔

رمی کے اوقات

☆ آج کی رمی کا مستحب وقت زوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک ہے۔ ☆ غروبِ آفتاب کے بعد سے بارہویں تاریخ کی صبح ہونے تک مکروہ وقت ہے۔ (حیات)

اوّل وقت میں کنکری مارنے والوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے اور بعض اوقات جان کا بھی خطرہ ہو جاتا ہے، اس لیے غروبِ آفتاب سے پہلے ہجوم چھٹنے کا انتظار کریں اور یہ بھی درست ہے کہ مستحب وقت کے آخری وقت میں کنکری مارنے جائیں۔ مثلاً غروبِ آفتاب

سے ایک گھنٹہ پہلے کنکری مارنے جائیں اور زیادہ بھیڑ نہ ہو تو غروبِ آفتاب سے پہلے کنکری ماریں، اگر اس وقت بھی بھیڑ زیادہ ہو تو مغرب کے بعد یا عشاء کے بعد کنکری ماریں۔ عذر کی بناء پر رات کو کنکری مارنے میں کوئی کراہت نہ ہوگی اور واجب ادا ہو جائے گا اور ہجوم کا کوئی خطرہ یا ناقابلِ برداشت تکلیف کا قوی اندیشہ بھی معتبر عذر ہے۔

زوال سے پہلے رمی کرنا

واضح رہے کہ زوال سے پہلے رمی جائز نہیں ہے کیونکہ زوال سے پہلے رمی کا وقت شروع نہیں ہوتا، اگر کسی نے غلطی سے اس وقت رمی کر لی تو وہ معتبر نہ ہوگی اور وقت شروع ہونے پر دوبارہ رمی کرنی ہوگی ورنہ دم واجب ہوگا اور قضا کے وقت رمی کی قضا بھی واجب ہوگی اور وقتِ قضا ۱۳ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے تک ہے (معلم) لیکن قضا کرنے سے دم ساقط نہ ہوگا۔ وہ بہرحال ادا کرنا ہوگا۔ (غنیہ)

حج کا پانچواں دن، ۱۲ ذی الحجہ

آج کا خاص کام صرف تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں بالکل اسی طرح اور اسی وقت میں ماری جاتی ہیں جس طرح ۱۱ ذی الحجہ کو آپ نے ماری ہیں، صرف تاریخ کا فرق ہے اور کچھ فرق نہیں۔ آج کی رمی کرنے کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ منیٰ میں مزید قیام کریں یا مکہ مکرمہ آ جائیں، اگر مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ ہے تو غروبِ آفتاب سے پہلے حدودِ منیٰ سے نکل جائیں، اگر بارہویں تاریخ کا آفتاب منیٰ میں غروب ہو گیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے، ایسی صورت میں آپ کو چاہیے کہ آج کی رات منیٰ میں قیام کریں اور تیرہ تاریخ کی رمی کر کے مکہ معظمہ جائیں۔

واضح رہے کہ بارہ تاریخ کو غروبِ آفتاب کے بعد اور تیرہ تاریخ کی صبح صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے مکہ مکرمہ جانا کراہت کے ساتھ جائز ہے لیکن اگر کوئی چلا گیا تو دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔ البتہ اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح ہو گئی تو اب اس دن کی رمی بھی واجب ہو گئی، اب بغیر رمی کیے مکہ مکرمہ جانا جائز نہیں ہے، اگر کوئی حاجی بغیر رمی کیے

مکہ مکرمہ چلا گیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ ☆ ۱۳ ذی الحجہ کی رمی کا بالکل وہی طریقہ ہے جو گیارہ تاریخ کا اوپر لکھا گیا ہے، اس کے اوقات بھی وہی ہیں۔ البتہ اس تاریخ کی صبح صادق سے لے کر زوال سے پہلے کرنا بھی کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ (مسلم)

حج پورا ہو گیا

الحمدللہ آپ کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور جتنا ہو سکے طواف، عمرے، نماز، روزے، صدقہ خیرات اور ذکر و تلاوت اور دیگر نیک کام کر لینے چاہئیں، پھر معلوم نہیں یہ وقت ملے یا نہ ملے، موت کا وقت ہم کو معلوم نہیں کہ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

☆ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کی ہر نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ لہٰذا جو نیکی ہو جائے غنیمت ہے، ایک قرآن کریم ختم کریں تو ایک لاکھ قرآن کریم ختم کرنے کا ثواب ملے۔ ☆ ایک ریال خیرات کریں تو ایک لاکھ ریال خیرات کرنے کا ثواب ملے۔ ☆ ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھیں تو ایک لاکھ مرتبہ کا ثواب ملے، اس میں سے ستر ہزار کلمے کسی کو بخش دیں تو امید ہے کہ اس کو دوزخ سے نجات مل جائے گی۔

☆ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" درود شریف، "سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" ایک بار پڑھیں تو ایک لاکھ مرتبہ کا ثواب ملے۔

☆ دو رکعت نفل پڑھیں تو دو لاکھ رکعت کا ثواب ملے، اس لیے اشراق، چاشت، سنن زوال، اوابین، قیام اللیل، تہجد، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور عام نوافل کا اہتمام کریں اور ایک لاکھ کا ثواب حاصل کریں۔ ☆ ایک مرتبہ صلوٰۃ التسبیح پڑھنے سے ایک لاکھ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب ملے۔ ☆ ایک روزہ رکھنے سے ایک لاکھ روزوں کا ثواب حاصل کریں۔ ☆ ایک محتاج کو کھانا کھلائیں تو جیسے ایک لاکھ محتاجوں کو کھانا کھلایا۔ ایک مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھنے سے ایک لاکھ کا ثواب ملے۔ ایک مرتبہ عمرہ یا طواف کرنے سے ایک لاکھ عمرہ یا طواف کا ثواب ملے۔

لہٰذا خوب نیک کام کریں اور اجتماعی اہتمام سے گناہوں سے بچیں اور آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور آپ کی سنتوں پر عمل کرنے میں گزارنے کا عہد کریں اور خوب گڑگڑا کر دعا کریں، وہی توفیق دینے والے ہیں۔ نیز اپنے والدین، شوہر، پیر و مرشد اور عزیز و اقارب کی طرف سے بھی نیک کام، طواف اور عمرے حسب استطاعت کریں، پھر معلوم نہیں یہ موقع نصیب ہو یا نہ ہو۔

حج سے واپسی اور طواف وداع

حج کے بعد جب مکہ مکرمہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو پھر طواف وداع واجب ہے۔ اس طواف کا طریقہ بالکل وہی ہے جو نفل طواف کرنے کا ہوتا ہے۔ اس کے مطابق طواف کریں، یہ حج کا آخری واجب ہے اور حج کی تینوں قسموں میں سے ہر قسم کا حج کرنے والوں پر واجب ہے۔ البتہ جو خواتین و حضرات مکہ مکرمہ اور حدود میقات کے اندر رہنے والے ہوں ان پر یہ طواف واجب نہیں ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر ملتزم پر خوب دعائیں کریں، آب زمزم پئیں اور حسرت و افسوس کرتے ہوئے اُلٹے پاؤں واپس ہوں۔ (مسلم بتصرف)

حرم سے باہر آ کر خوب دعائیں کریں اور یہ دعا بھی کریں:

"یا اللہ العالمین! اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور آپ کے نیک بندوں نے جو جو دعائیں مانگی ہیں اور وہ قبول کر لی گئی ہیں، مجھ کو ان دعاؤں میں شامل فرما لیجیے، میری اولاد، والدین اور تمام مسلمانوں کے حق میں قبول کر لیجیے اور جن جن لوگوں نے مجھے دعاؤں کے لیے کہا تھا ان سب کی نیک مرادیں بھی پوری فرما دیجیے اور حج و عمرہ کی سعادت صحت و عافیت کے ساتھ بار بار عنایت کیجیے اور میری اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنائیے۔" (آمین)

خواتین کے لیے

☆ جو خاتون حج کے سب ارکان و واجبات ادا کر چکی ہو، صرف طواف وداع باقی ہو

اور محرم اور دیگر رفقاء روانہ ہونے لگیں اس وقت اگر حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو طواف وداع ان کے ذمہ نہیں رہتا، ساقط ہو جاتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ حرم شریف کے دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعا مانگ کر رخصت ہو جائے، خاتون کے محرم اور دیگر رفقاء سفر پر لازم نہیں ہے کہ وہ اس کے پاک ہونے تک ٹھہریں، اپنی صوابدید کے مطابق جب چاہیں روانہ ہو جائیں اور یہ خاتون بھی ان کے ساتھ چلی جائے۔ (حیات بتصرف) اور اس مجبوری سے طواف وداع چھوڑنے سے خاتون پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

واضح ہو کہ طواف وداع کے لیے نیت ضروری نہیں، ہاں مستقل نیت سے طواف وداع کرنا افضل ہے۔ اس لیے اگر واپسی سے پہلے حیض و نفاس شروع ہونے سے پہلے کسی عورت یا مرد نے کوئی نفل طواف کرلیا ہو تو وہ بھی طواف وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔ (معلم بتصرف)

روضۂ اقدس کی زیارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ (زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں) انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (رواہ البیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (ابن خزیمہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا (رواہ ابن عدی بسند حسن)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں (رواہ البیہقی)

فائدہ:... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور یہ بات جمہور امت کے مسلمات میں سے ہے، اس لیے آپ کے جو امتی قبر مبارک پر حاضر ہو کر

سلام عرض کرتے ہیں، آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح بالمشافہ سلام پیش کرنے کے برابر ہے جو بلاشبہ ایسی عظیم سعادت ہے جو ہر زائر کو تمام آداب کے ساتھ ہر قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عظیم سعادت

حج کے بعد سب سے افضل اور سب سے بڑی سعادت سید الانبیاء و رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت وہ چیز ہے جس کے بغیر ایمان درست نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا دیار مقدس میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کے سامنے خود حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرنے کی سعادت اور اس پر ملنے والے بے شمار ثمرات و برکات حاصل کریں جو دور سے درود و سلام پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔ جن خواتین و حضرات پر حج فرض ہو ان کے لیے پہلے حج کرنا اور زیارت مدینہ کے لیے بعد میں جانا بہتر ہے اور جن پر حج فرض نہ ہو انہیں اختیار ہے۔ خواہ پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوں اور بعد میں حج کریں یا حج پہلے کریں اور مدینہ منورہ بعد میں حاضر ہوں۔ (زبدہ بتصرف)

(۱) جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت کریں اور یوں نیت کریں: "اے اللہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرتا ہوں، اے اللہ! اسے قبول فرمالیجیے۔" (عمدۃ المناسک بتصرف کثیر)

(۲) مدینہ منورہ جاتے وقت احرام کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ واپسی پر اگر مکہ مکرمہ آنا ہو تو احرام باندھنا ہوگا اس لیے احرام کے لوازمات ساتھ رکھیں۔

(۳) سفر مدینہ میں سنتوں پر عمل کرنے کا بہت ہی خیال رکھیں۔ اس کے لیے اسی کتاب کو بطور خاص مطالعہ رکھیں۔

(۴) اس سفر میں ذوق و شوق اور پورے دھیان اور توجہ سے زیادہ سے زیادہ

اور محرم اور دیگر رفقاء روانہ ہونے لگیں اس وقت اگر حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو طواف وداع ان کے ذمہ نہیں رہتا، ساقط ہو جاتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ مسجد شریف کے دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعا مانگ کر رخصت ہو جائے، خاتون کے محرم اور دیگر رفقاء سفر پر لازم نہیں ہے کہ وہ اس کے پاک ہونے تک ٹھہریں، اپنی سہولت کے مطابق جب چاہیں روانہ ہو جائیں اور یہ خاتون بھی ان کے ساتھ چلی جائے۔ (حیات بتصرف) اور اس مجبوری سے طواف وداع چھوڑنے سے خاتون پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

واضح ہو کہ طواف وداع کے لیے نیت ضروری نہیں، ہاں مستقل نیت سے طواف وداع کرنا افضل ہے۔ اس لیے اگر واپسی سے پہلے حیض و نفاس شروع ہونے سے پہلے کسی عورت نے کوئی نفل طواف کر لیا ہو تو وہ بھی طواف وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔ (معلم بتصرف)

روضۂ اقدس کی زیارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ (زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں) انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (رواہ البیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (ابن خزیمہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا (رواہ ابن عدی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

جو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں (رواہ البیہقی)

فائدہ:... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور یہ بات جمہور امت کے مسلمات میں سے ہے، اس لیے آپ کے جو امتی قبر مبارک پر حاضر ہو کر

سلام عرض کرتے ہیں، آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح بالمشافہ سلام پیش کرنے کے برابر ہے جو بلاشبہ ایک عظیم سعادت ہے جو ہر زائر کو تمام آداب کے ساتھ ہر قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عظیم سعادت

حج کے بعد سب سے افضل اور سب سے بڑی سعادت سید الانبیاء رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت وہ چیز ہے جس کے بغیر ایمان درست نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا دیار مقدس میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کے سامنے خود حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرنے کی سعادت اور اس پر ملنے والے بے شمار ثمرات و برکات حاصل کریں جو دور سے درود و سلام پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔ جن خواتین و حضرات پر حج فرض ہو ان کے لیے پہلے حج کرنا اور زیارت مدینہ کے لیے بعد میں جانا بہتر ہے اور جن پر حج فرض نہ ہو انہیں اختیار ہے۔ خواہ پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوں اور بعد میں حج کریں یا حج پہلے کریں اور مدینہ منورہ بعد میں حاضر ہوں۔ (زبدہ بتصرف)

(۱) جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت کریں اور یوں نیت کریں: "اے اللہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرتا ہوں، اے اللہ اسے قبول فرمالیجئے۔" (عمدۃ المناسک بتصرف کثیر)

(۲) مدینہ منورہ جاتے وقت احرام کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ واپسی پر اگر مکہ مکرمہ آنا ہو اور احرام باندھنا ہوگا اس لیے احرام کے لوازمات ساتھ رکھیں۔

(۳) سفر مدینہ میں سنتوں پر عمل کرنے کا بہت ہی خیال رکھیں۔ اس کے لیے اسی کتاب کا بطور خاص مطالعہ رکھیں۔

(۴) اس سفر میں ذوق وشوق اور پورے دھیان اور توجہ سے زیادہ سے زیادہ

درود پاک پڑھیں، نماز والا درود شریف سب سے افضل ہے۔

(۵) جب مدینہ منورہ کی آبادی اور مکانات نظر آنے لگیں تو اپنے شوق و دیدار و اشتیاق کو بڑھائیں اور خوب درود و سلام پڑھتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوں۔

مسجد نبوی میں حاضری

(۱) معلم کے یہاں سامان رکھ کر غسل کریں تو بہتر ہے ورنہ وضو کریں، اچھا لباس پہنیں اور خوشبو لگائیں اور مسجد نبوی کی طرف ادب و احترام کے ساتھ چلیں، کچھ صدقہ کریں۔

(۲) باب جبرئیل معلوم ہو تو پہلی مرتبہ اس میں داخل ہونا افضل ہے یا باب السلام سے ورنہ جس دروازہ سے داخل ہوں درست ہے داخل ہوتے وقت یہ کہیں: "بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" اور دایاں قدم مسجد کے اندر رکھیں اور نفلی اعتکاف کی نیت کریں۔

سیدھے ریاض الجنۃ آجائیں، اگر آسانی سے جگہ مل جائے ورنہ جہاں جگہ مل جائے اور کروہ وقت بھی نہ ہو تو وہاں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ پھر محراب النبی کے پاس آئیں، اگر آسانی سے آسکیں یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک تھا، اس جگہ شکرانہ کی دو نفلیں پڑھیں اور نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا دل سے شکر ادا کریں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے یہاں تک پہنچا دیا اور دعا کریں کہ میں اب سلام عرض کرنے جا رہا ہوں، میرا سلام قبول ہو جائے۔

روضۂ اقدس پر سلام

(۱) اب بڑے ادب و احترام کے ساتھ اور اپنی نالائقی اور روسیاہی کے استحضار کے ساتھ روضۂ اقدس کی طرف چلیں، جب آپ جالیوں کے سامنے جہاں جالیوں میں چاندی کی تختی لگی ہوئی ہے، پہنچ جائیں تو اس جگہ بالکل سامنے تین گول سوراخ نظر آئیں گے، پہلے سوراخ پر آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سامنے ہے۔

(۲) لہٰذا جالیوں سے اندازاً چار قدم کے فاصلہ پر ادب سے کھڑے ہو جائیں، ہاتھ سیدھے کریں، نظریں نیچی کریں اور دھیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگائیں اور

تصور کریں کہ جالیوں کے اندر والی دیوار تک آپ کی آواز چلی جائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کریں اور یوں کہیں: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" اور یوں سمجھیں کہ میرا سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا ہے اور آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ لہٰذا میرے سلام کا جواب بھی آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

(۳) اب پورے ادب و احترام اور دھیان کے ساتھ جس قدر ہو سکے، درود و سلام پڑھیں، جو نسا درود شریف چاہیں، آپ پڑھ سکتے ہیں مگر ہمارے اسلاف نے روضۂ اقدس پر اس طرح درود و سلام پڑھنے کو لکھا ہے:

"اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ"

آپ بار بار یہ الفاظ دہراتے رہیں، یہ الفاظ دل سے ادا کریں اور پوری طرح دھیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۴) اس کے بعد دائیں طرف جالیوں میں دوسرا سوراخ ہے، اس کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس طرح سلام عرض کریں: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَعَنَّا"

(۵) اس کے بعد ذرا دائیں ہٹ کر تیسرے سوراخ کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح سلام عرض کریں: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَعَنَّا"

(۶) اس کے بعد پھر اُلٹے ہاتھ کی طرف اسی پہلے سوراخ کے سامنے آجائیں جس کے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نمبر ۳ میں لکھے ہوئے درود و سلام یا نماز والا درود شریف ذوق و شوق سے پڑھیں اور جن لوگوں نے آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کو کہا ہے ان کا سلام اپنی زبان میں اس طرح پہنچا دیں۔ مثلاً

"یارسول اللہ! عبدالحکیم اور عبدالرؤف نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے آپ ان کا سلام قبول فرمالیں اور وہ آپ سے شفاعت کے اُمیدوار ہیں۔"

اگر نام یاد نہ آئے تو اس طرح عرض کریں: "یارسول اللہ! بہت سے لوگوں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے ان سب کا سلام قبول فرمالیجیے۔"

(۷) پھر اس جگہ سے ہٹ کر اتنی جگہ چلے جائیں کہ آپ کے قبلہ رو ہونے میں روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے خوب رو رو کر اپنے اور اپنے والدین، اہل وعیال، ملنے جلنے والوں، دُعا کرانے والوں اور تمام مسلمانوں کے لیے دُعا کریں۔ بس اسی کو سلام کہتے ہیں۔ جب سلام عرض کرنا ہو تو اسی طرح عرض کیا کریں۔

(۸) جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے کثرت سے روضۂ اقدس کے سامنے حاضر ہو کر سلام عرض کیا کریں۔ خصوصاً پانچوں نمازوں کے بعد اگر کسی وقت سامنے حاضری کا موقع نہ ہو تو آپ مسجد نبوی میں بھی کسی جگہ سے سلام عرض کر سکتے ہیں۔ اگرچہ اس کی وہ فضیلت نہیں جو سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے میں ہے۔ (احکام حج)

مسجد نبوی سے باہر بھی جب کبھی روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزریں تو تھوڑی دیر ٹھہر کر مختصر سلام عرض کر کے آگے بڑھیں۔ (احکام حج)

خواتین کا سلام

☆ خواتین کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت اور سلام عرض کرنا چاہیے اور طریقہ سلام عرض کرنے کا اوپر لکھا گیا ہے، خواتین بھی اس کے مطابق سلام عرض کریں۔ البتہ (اگر حکومت کی طرف سے ممانعت نہ ہو) ان کے لیے رات کے وقت حاضر ہو کر سلام عرض کرنا بہتر ہے اور جب زیادہ ہجوم ہو تو کچھ فاصلے ہی سے سلام عرض کر دیا کریں۔

اگر کسی خاتون کو ماہواری آ رہی ہو یا وہ نفاس کی حالت میں ہو تو گھر پر قیام کرے، سلام عرض کرنے کے لیے مسجد نبوی میں نہ آئے۔ البتہ اگر مسجد کے باہر باب السلام کے پاس یا کسی اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر سلام عرض کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ (احکام حج)

...ہو جائے تو روضۂ مبارک پر سلام عرض کرنے چلی جائے۔

☆ مدینہ منورہ میں بھی خواتین کو گھر ہی میں نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ انہیں گھر میں نماز پڑھا کرنے سے مسجد نبوی کی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ (واضح ص ۱۱۳)

لیکن اگر خواتین مسجد نبوی میں سلام عرض کرنے آئیں اور نماز کا وقت آنے پر مسجد نبوی کی جماعت میں شامل ہو کر نماز ادا کر لیں تو ان کی نماز ہو جائے گی۔

چالیس نمازیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھی جائے گی اور عذاب و نفاق سے برأت لکھی جائے گی۔ (رواہ احمد)

تشریح:۔۔ اس حدیث پاک سے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی برکت سے نمازی کو عذاب دوزخ اور نفاق سے بری فرما دیتے ہیں۔ اس لیے مسجد نبوی کی نمازوں کا خاص اہتمام رکھنا چاہیے اور چالیس نمازیں ادا کر کے یہ عظیم فضیلت حاصل کرنی چاہیے لیکن مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنا فرض یا واجب نہیں ہے اور یہ نمازیں ادا کرنا حج کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چالیس نمازیں مسجد نبوی میں ادا نہ کر سکے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اس کے حج و عمرہ میں کوئی کمی نہیں۔

☆ خواتین کے لیے مدینہ منورہ میں بھی گھر میں نمازیں پڑھنا افضل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انہیں گھر میں چالیس نمازیں پڑھنے کا ثواب بھی مل جائے گا، اس لیے خواتین مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی فکر نہ کریں، اپنے گھروں میں نمازیں ادا کریں، وہاں بھی اگر نماز کے وقت مسجد میں ہوں اور مسجد کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو ان کی نماز ہو جائے گی۔ اگر ماہواری کے عذر کی بنا پر خواتین چالیس نمازیں گھر میں بھی پوری نہ کر سکیں تو بھی کچھ نقصان نہیں بلکہ اس قدرتی اور غیر اختیاری معذوری سے تو یہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ خواتین کو اجر عطا فرمائیں گے، خواتین ہر نماز کے وقت وضو کر کے گھر ہی میں مصلے پر بیٹھ کر تھوڑا سا ذکر کر لیا کریں، یہی ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اور ضروری یہ بھی نہیں۔

حُسنِ سلوک..... ہدایات اور سنتیں

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تباہ ہو وہ شخص! تباہ ہو وہ شخص! تباہ ہو وہ شخص! پوچھا گیا یارسول اللہ وہ شخص کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر جنت میں داخل نہ ہو۔

یعنی ان کی خدمت کر کے ان کو راضی نہ کرے تو وہ انتہائی بدقسمت ہے کیونکہ بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ (مسلم، کتاب الادب)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ رب العزت کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

والدین کیلئے اپنی چادر بچھانا سنت ہے

(۳) ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مقام جعرانہ میں میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اچانک ایک خاتون آگئیں، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے (ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسن سلوک دیکھا تو لوگوں سے) پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ (کتاب الادب)

(۴) اگر ماں باپ نے اولاد کے حق میں کوتاہی بھی کی ہو تب بھی اولاد کے لیے بدسلوکی کرنا موجب وبال ہے۔ (معارف القرآن)

(۵) قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ کیا ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو میرے لیے ابھی کچھ باقی ہے (یعنی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کیا، ان کے مرنے کے بعد بھی کوئی

ایسی صورت ہے کہ ان سے حسن سلوک کرتا رہوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان کے لیے دعا کرنا اور استغفار کرنا اور ان کی وصیت پورا کرنا اور ان کے ناطے داروں سے بھی ان کی وجہ سے حسن سلوک کرنا اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا اب بھی باقی ہے۔ (ابوداؤد)

(۶) ماں باپ کی ایسی اطاعت جائز نہیں ہے جس سے دین کی مخالفت اور شرعی احکام و مسائل کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ (مظاہر حق)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم رحمٰن سے نکلا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا کہ جو شخص تجھ کو جوڑے گا (یعنی تیرے حق کو ملحوظ رکھے گا) میں بھی اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو شخص تجھ کو توڑے گا (یعنی تیرا لحاظ نہ کرے گا) میں بھی اس کو توڑوں گا۔ یعنی ایسے شخص کو اپنی رحمت سے دور کردوں گا۔ (بخاری، کتاب الادب)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (مطلب یہ ہے کہ قطع رحمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا سخت گناہ ہے کہ اس گناہ کی گندگی کے ساتھ جنت میں نہیں جاسکے گا، ہاں جب اس کو سزا دے کر پاک کردیا جائے گا یا توبہ وغیرہ کرنے سے معاف کردیا جائے گا تو جاسکے گا) (صحیح بخاری)

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کامل صلہ رحم وہ نہیں ہے جس کے ساتھ صلہ رحمی کی جاتی ہے (تو وہ بھی صلہ رحمی کرتا ہے) بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی کرے جب دوسرا اس کے ساتھ قطع رحمی (اور حق تلفی) کا معاملہ کرے۔ (بخاری، کتاب الادب)

(۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے تین حق ہیں۔ ایک حق والا وہ پڑوسی ہے جو غیر مسلم ہے، جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہیں ہے۔ دو حق والا وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلمان بھی ہے اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہے مسلمان بھی اور رشتہ دار بھی ہے۔

(۱۰) ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی محلے کے لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل و بہتر وہ شخص ہے جو پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

خوشبو کے بارے میں سنتیں

آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے..... (نشر الطیب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے تھے..... سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے.... خدمت اقدس میں خوشبو اگر ہدیۃً پیش کی جاتی تو آپ اس کو ضرور قبول فرماتے.... خوشبو کی چیز واپس کرنے کو ناپسند فرماتے تھے..... (شمائل ترمذی)

ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اس کے رد کرنے کو منع فرماتے تھے (شمائل ترمذی)

مہندی کے پھول کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبوب رکھتے تھے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں سے زیادہ محبوب رکھتے۔ (زاد المعاد)

آپ خوشبو سر مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں.... تکیہ.... تیل (خوشبو) اور دودھ....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حنا..... زعفران (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکہ (عطر دان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے..... (شمائل ترمذی)

سرمہ لگانا: ...ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے..... (ابن سعد... شمائل ترمذی)

عمران بن ابی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ..... (ابن سعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہیے۔

کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے..... بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے..... (شمائل ترمذی... ابن سعد)

خوشبو کے استعمال کی سنت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو رد نہ فرماتے تھے..... (ترمذی شریف)

پرفیوم تھراپی (Perfume Therapy)

جرمنی کے ڈاکٹر لیلف نے اس طریقہ علاج کو عام کیا اور ہزاروں لوگ اس سے صحت یاب ہوئے..... ڈاکٹر لیلف کے مطابق چونکہ خوشبو ایک جزو لطیف ہے اور روح بھی لطیف ہے.... اس لئے جب کوئی شخص خوشبو لگاتا ہے تو اس کے اثرات فوراً روح پر پڑیں گے اور روح کی وجہ سے جسم صحت اور تازگی کی طرف مائل ہوگا....

بادشاہوں کے محلات میں بعض خوشبودار لکڑیوں کی دھونی دی جاتی تھی اور جب محل میں کوئی بیمار ہوتا تو بھی خوشبودار لکڑیوں کی دھونی دی جاتی یہ اس بات کی علامت ہوتی کہ اس خوشبو کے اثر سے مریض جلد صحت یاب ہو جائے گا....

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحان کی خوشبو کو پسند فرمایا..... ریحان کی خوشبو

پرانے ملیریا کا قطعی علاج ہے....

ایسے مریض جن کا بلڈ پریشر ہمیشہ ہائی رہتا ہو.... ان کے لئے بہت مفید ہے....

جذبات کی تیزی کو نارمل کرتی ہے جن لوگوں کو معدے کا السر اور تیزابیت ہو ان کے لئے اس کا لگانا فائدہ مند ہے....

یاد رکھیں خوشبو زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔

آپ ایک ایسی جگہ جائیں جہاں ہر طرف خوشبو اور مہکار ہو تو آپ کی طبیعت اور مزاج کی کیفیات کیا ہوں گی وہ آپ بہتر سمجھتے ہیں....

اس کے برعکس ایک ایسی جگہ جائیں جہاں بدبو ہو تو انسان کی طبیعت میں تکدر، بے چینی، نفرت حتی کہ بعض حضرات کو قے آ جاتی ہے....

معلوم ہوا کہ خوشبو اور بدبو کا اثر تمام زندگی پر پڑتا ہے۔

اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خاص طور پر خوشبو لگانے کی ہدایت کی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے دور دور سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور خوشبو ان حاضرین کی طبیعت میں خوشگواری اور مسرت پیدا کر دیتی ہے....

اس طرح عود اور مشک کی خوشبو بھی اعصاب میں نشاط اور تحریک پیدا کرتی ہیں....

ان خوشبوؤں کو لگانے والا ہمیشہ چست اور حاضر دماغ رہے گا....

حقوق العباد.... ہدایات اور سنتیں

اولاد کے حقوق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ

☆ مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو.... ☆ جو مسلمان اپنی لڑکی کی عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا....

☆ مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو.... (طبرانی)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے.... (مشکوۃ)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو۔ جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کے لیے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ الگ کر دو.... (مشکوۃ شریف)

☆ لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے.... پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو.... (ابوداؤد)

جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے.... (بخاری)

☆ سب سے مقدم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا ضروری ہے پھر جو لوگ رشتے میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہیے.... (طبرانی)

☆ ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو

آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان نفقہ پر خرچ کیا جائے (یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور عبادت کے درجہ میں ہے اس لیے ان پر تنگی نہ کی جائے)

اولاد کا نام اور ادب

حضرت ابو وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے.....(ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت حبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جن دو مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے... ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا۔

بہشت میں داخل ہو.....وہ کہیں گے (ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی.....(طبرانی کبیر)

لڑکیوں کی پرورش

حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو.....وہ لڑکی کو اپنے پروں کو سایہ میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں... یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا... قیامت تک خدا کی مدد اس کی شامل حال رہے گی.....

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا

سلوک کرے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی.....(طبرانی)

اولاد صالح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے.....

(۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے.....

(۳) صالح اور نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے ہے.....(ادب مفرد)

وصیت:۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو.....(۱) حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی دو ورنہ..... نا انصافی بری بات ہے.....(ترمذی)

ناجائز وصیت سے بچیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں گزارتے ہیں پھر ان کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت کے ذریعے ورثاء کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن شریف کی آیت پڑھی:

"مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ (١٢) وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ط" (سورۃ نساء)

بڑے بھائی..... بہن اور بیٹیوں کا حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہے

جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔۔۔ (مشکوٰۃ۔ حیاۃ المسلمین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے پرورش کی دو یا تین بیٹیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہو جائیں (بیاہ شادی کے بعد) یا فوت ہو جائیں تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔۔۔ ایک بیٹی یا ایک بہن کا بھی یہی حکم ہے)۔۔۔ (الادب المفرد)

یتیم کا حق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیکی یا بھلائی سے پیش آتا ہو میں اور وہ جنت میں پاس پاس ہوں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں (دست مبارک کی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا) (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔۔۔ (ابن ماجہ)

یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔۔۔ (ابو یعلیٰ)

یتیم سے محبت وشفقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے لیے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گے اور جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہے۔۔۔ (بہشتی زیور)

صلہ رحمی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو (مثلاً باپ۔۔۔ دادا اور امی اور جدات اور ان کی اولاد۔۔۔ مرد اور عورت کہ انہیں پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور انہیں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔۔۔ مال میں کثرت وبرکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔۔۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے چند قرابت دار ہیں اور عجب طرح کی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔۔۔ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔۔۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ اگر واقعی میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہتا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم گرم بھوبل ڈالتا ہے (یعنی تیری عطا ان کے حق میں حرام ہے اور ان کے شکم میں آگ کا حکم رکھتی ہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر تیری مدد کرتا رہے گا جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔۔۔ (مسلم۔۔۔ الادب المفرد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر جمعرات کی شام یعنی جمعہ کی رات کو ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔۔۔ پس اللہ تعالیٰ رشتہ قرابت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا۔۔۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب سہولت و آسانی سے لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔۔۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم کو محروم کرے اس کو دو..... جو تم سے رشتہ توڑے اس سے ناطہ جوڑو..... جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو..... جب تم یہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں لے جائے گا..... (طبرانی وحاکم وقال صحیح الاسناد ..... الادب المفرد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کی عمر کو دراز کرتا ہے اور چھپا کر خیرات کرنا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے..... (القضاعی عن ابن مسعود)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے میرا نام رحمٰن ہے..... میں نے اپنے نام کو رحم سے مشتق کیا ہے جو اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو قطع کروں گا..... (ترمذی ..... ابو داؤد)

شعبان کی چودھویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کر دیے جاتے ہیں (یعنی ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں) مگر قاطع رحم..... ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی یہ تینوں اس رات میں بھی آزاد نہیں کیے جاتے..... (بیہقی ..... ترمذی ..... ابو داؤد)

پڑوسی کے حقوق

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لیے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے..... (صحیح مسلم ..... الادب المفرد)

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے..... اگر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دے..... اگر وہ ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے..... اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دے..... اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ ہو اور اپنے چولہے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے..... (طبرانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس کی بہتری کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا..... (مسند احمد)

دوست کا حق

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دوست کا اعزاز و اکرام اس طور نہ کرو جو اسے شاق گزرے..... فائدہ: یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایان شان برتاؤ کرو..... (الادب المفرد)

حفاظت مسلم

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ایذاء سے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے..... (بخاری و مسلم)

ترمذی و نسائی نے اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ کامل مؤمن ہے وہ جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں..... (ترجمان السنۃ)

دوستوں کو جدا کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں..... الخ (احمد، بیہقی)

دوستوں کی دل شکنی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے

(خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرو.....(ترمذی)

فائدہ: البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے..... چنانچہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وہ وعدہ پورا نہیں کر سکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آ سکا.....(اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا.....(ابوداؤد۔ ترمذی۔ حیات المسلمین)

مشورہ دینا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیے.....(ابن ماجہ)

لوگوں پر رحم کرنا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا.....(بخاری و مسلم)

مسلمانوں کو حقیر سمجھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ آدمی کیلئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں..... اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا..... مثلاً اس کا عیب کھولنا..... اس کی غیبت کرنا وغیرہ).....(مسلم۔ حیات المسلمین)

دوست سے ملاقات کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی..... تو نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا ہے.....(ترمذی)

حقوق مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں.....(اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) جب اس سے ملنا ہو تو اس کو سلام کر۔

(۲) جب وہ دعوت دے کر بلاوے تو قبول کر۔

(۳) جب تم سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کر۔

(۴) چھینک لے اور الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ۔

(۵) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کر۔

(۶) جب مر جائے تو اسکے جنازے کے ساتھ جا۔

قطع تعلق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ مؤمن کو تین دن تک چھوڑے رکھے..... جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے اگر (دوسرے نے) سلام کا جواب دے دیا تو دونوں شریک اجر و ثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہو گیا..... اس پر قطع تعلق کا گناہ نہیں رہا.....(الادب المفرد۔ بخاری و مسلم)

مسلمانوں کی آبرو کا حق

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طالب ہوگا اور جو شخص کسی ایسی جگہ مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی اور ہتک ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا طالب ہوگی۔۔۔ (ابوداؤد)

حق طریق (راستہ)

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ راہوں پر بیٹھنے سے بچو اور اگر تم بیٹھنے سے باز نہ رہو تو راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا کرو۔۔۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں کا بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا دینے سے باز رہنا (یعنی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو۔۔۔ مثلاً راستہ تنگ کرے) اور سلام کا جواب دینا (جواب دینا اس لیے کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو مشروع باتوں کا حکم کرے اور غیر مشروع باتوں سے منع کرے۔۔۔ (مسلم)

حقوق مریض (عیادت)

مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے کی خوشخبری دو کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہو سکتی۔ مگر بیمار کی طبیعت خوش ہو جائے گی۔

بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اس کے پاس سے جلد اٹھ آئے۔۔۔ (مسند الفردوس الدیلمی)

مسکین کا حق

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت (کفالت) کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفایت و حمایت کا میں ذمہ دار ہوں۔۔۔ (خطیب)

جانور کا حق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر حساس جانور جس کو بھوک۔۔۔ پیاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے کھلانے۔۔۔ پلانے میں ثواب ہے۔۔۔ (بخاری مسلم)

حقوق حاکم و محکوم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بادشاہ روئے زمین پر (مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے میں) خدا کا سایہ ہے خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں۔ اگر وہ انصاف کرے تو اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بار گناہ اس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔۔۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دعا مانگا کرو کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا۔۔۔ جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں۔۔۔ پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔۔۔ ہر آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں۔۔۔ پس ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔۔۔ ہر عورت اپنے خاوند کے گھر کی راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے۔۔۔ پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔۔۔ ہر نوکر اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال و اسباب اس کی رعیت ہے۔۔۔ پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے مال و اسباب کی نسبت باز پرس

کی جائے گی۔ (مسند احمد۔ بخاری و مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سنو! جب تمہارے حاکم نیک دل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں اور تمہارے معاملات کی بنیاد مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے پر ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔۔۔۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ حکم پسند آئے جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔۔۔۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں۔۔۔۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔۔۔۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کیے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے کام بھی کریں گے پس جس شخص نے انکار کیا یعنی اس کے برے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے اور وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے۔

لیکن دل سے اس فعل کو برا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔۔۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: کیا ان سے لڑیں یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔۔۔۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کہ اے خدا کے نبی! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارے حقوق سے انکار کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے احکام سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لیے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اُٹھائی ہے۔۔۔۔ (مسلم۔۔۔ مشکوٰۃ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظالم امیر کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔۔۔۔ (حاکم)

دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا۔۔۔ ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔۔۔۔ (طبرانی)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ رعایا کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی و خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔۔۔۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری اُمت کے کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری اُمت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو تو بھی اس پر مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری اُمت پر رحم اور نرمی کرے تو تو بھی اس پر رحم و نرمی کر۔۔۔۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

فریقین کا فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور ان میں ایک شخص اظہار مدعا کر چکے)

تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو... اول شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لیے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے... (ترمذی)

خدمت گار کا حق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لونڈی و غلام تمہارے بھائی ہیں... خدا نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے بس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہار سے زیادہ نہ ہو اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے.... (بخاری و مسلم ... الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہو تو تم کو چاہیے کہ اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھاؤ تو ایک دو لقمے اس کو ضرور دے دو.... (بخاری و مسلم ... ابن ماجہ)

مختلف سنتیں

۱: بیمار کی دوا دارو کرنا (ترمذی)

۲: مضرات سے پرہیز کرنا (ترمذی)

۳: بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو (مشکوٰۃ)

۴: خلاف شرع تعویذ گنڈے ٹونے ٹوٹکے مت کرو (مشکوٰۃ)

بچہ پیدا ہونے کے وقت کی سنتیں

۱: جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنا (مسند ابو یعلیٰ)

۲: جب سات روز کا ہو جائے تو اس کا اچھا نام رکھنا (ابو داؤد)

۳: ساتویں روز عقیقہ کرنا (ابو داؤد) ساتویں روز نہ ہو تو چودھویں ورنہ اکیسویں روز۔

۴: کسی بزرگ سے چھوارہ چبوا کر بچے کے منہ میں چٹانا اور بزرگ کا دعا کرنا (بخاری و مسلم)

۵: گھر پر مہمان آئے تو اس کی عزت و اکرام کرنا (مشکوٰۃ)

۶: کسی شخص نے آپ کی مہمان نوازی جان کرنی کی ہو لیکن جب وہ آپ کے گھر آئے تو اس کی مہمانداری کرنا۔ (ترمذی)

۷: مہمان جب رخصت ہو تو گھر کے دروازے تک اس کو چھوڑنا۔ (ابن ماجہ)

۸: پڑوسی کو اپنی ایذا سے بچانا' اس کو اچھی بات کہنا ورنہ خاموش رہنا صلہ رحمی کرنا (بخاری و مسلم)

۹: اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا (بخاری)

۱۰: کوئی شخص آپ کے لئے ہدیہ یا تحفہ لائے اور آپ کا اس کی طرف شوق بھی نہ تھا تو اس کا قبول کر لینا (الترغیب)

۱۱: جمعہ و عیدین کی نماز کے لئے غسل کرنا' جلدی نماز کے لئے چلے جانا' وہاں

دنیا کی باتیں نہ کرنا، پہلی صف میں امام کے پیچھے جا کر بیٹھنا آدمی اگر پہلے سے بیٹھے ہوں تو ان کو پھلانگ کر نہ جانا دو آدمیوں میں جو پاس پاس بیٹھے ہوں جدائی نہ کرنا خطبہ کے وقت خاموش رہنا۔ جمعہ سے قبل چار رکعت سنت ہیں جمعہ کے فرضوں کے بعد چار سنت پھر دو سنت ہیں (الترغیب)

۱۲: جو مسلمان ملے اس کو سلام کرنا چھینک آئے تو الحمد للہ کہنا، سلام کا جواب وعلیکم السلام کہنا اور چھینک کا جواب یرحمک اللہ سے دینا واجب ہے بیمار ہو جائے تو اس کو پوچھنے کے لئے جانا مر جائے تو دوسرے مسلمانوں کے ہوتے ہوئے بھی اس کے جنازے کے پیچھے چلنا، نماز و دفن میں شریک رہنا۔

جب کوئی دعوت دے تو بلا عذر شرعی دعوت رد نہ کرنا، امانت کو بعینہ ادا کرنا، وعدے کو پورا کرنا، کوئی رشتہ دار بدسلوکی کرے اس کے ساتھ سلوک سے پیش آنا چھوٹوں پر رحم کرنا، بڑوں کی عزت کرنا، پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا۔

غیر مسلم اقوام کی وضع قطع ان کے رسم و رواج ترک کر کے ان کو اسلام کے مطابق کرنا، غصہ پی جانا، مسلمانوں کو اپنے ہاتھ و زبان سے محفوظ رکھنا نعمت پر شکر کرنا مصیبت پر صبر کرنا، گانے کی طرف کان نہ لگانا۔ (الترغیب والترہیب)

۱۳: اہلبیت، صحابہ کرام، ازواج مطہرات سب سے محبت رکھنا (ترمذی)

۱۴: سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہنا (ترمذی)

۱۵: دعا کے اول و آخر میں درود شریف پڑھنا (مشکوٰۃ)

۱۶: خوش طبعی کرنا اور اس میں سچ بولنا (نشر الطیب)

۱۷: اپنے اوقات میں کچھ وقت اللہ کی عبادت کے لئے کچھ گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے (مہمان سے ہنسنا بولنا)

ایک حصہ اپنے بدن کی راحت کے لئے نکالنا۔

۱۸: دین کی بات سن کر دوسرے مسلمان تک پہنچانا۔

۱۹: اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے بچانا۔

۲۰: کشادہ روئی اور حسن اخلاق کے ساتھ ملنا۔

۲۱: اپنے ملنے جلنے والوں کے حالات کا استفسار کرنا۔

۲۲: اچھی بات سن کر اس کی اچھائی اور بری بات سن کر اس کی برائی سمجھنا۔

۲۳: ہر کام کو انتظام سے کرنا۔

۲۴: کسی قوم کا آبرو دار آدمی ہو تو اس کے ساتھ عزت سے پیش آنا۔

۲۵: مجلس میں اٹھنا بیٹھنا ذکر اللہ کے ساتھ ہو ہر مجلس میں ایک بار کسی وقت درود شریف پڑھنا۔

۲۶: مجلس میں جو جگہ مل جائے اسی جگہ بیٹھ جانا۔

۲۷: کوئی شخص جہاں بیٹھا ہے اس کو کسی ترکیب سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھنا۔

۲۸: بات کا نرمی سے جواب دینا۔

۲۹: سات برس کا بچہ ہو جائے تو نماز و دیگر دین کی باتوں کا حکم کرنا۔

۳۰: دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھوانا۔ (فوائد الکل من نشر الطیب)

خیر و برکت اور ثواب دارین سنتوں پر چلنے میں ہے

سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے سخی تھے کسی سوال کرنے والے کو "نہیں" کبھی نہیں کہا۔ ہوا تو فوراً دیدیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آئے گا تو لے جانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات کے بہت سچے تھے۔ سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے اٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے ان کی پوچھ گچھ رکھتے گھر والوں کا بہت خیال رکھتے کہ کسی کو اپنے سے تکلیف نہ پہنچے اسی لئے رات کو باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اٹھتے آہستہ سے جوتا پہنتے۔ آہستہ سے کواڑ کھولتے آہستہ سے باہر چلے جاتے اسی طرح سے گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے سے آتا تو سلام پہلے آپ ہی کرتے' عاجزانہ صورت سے بیٹھتے غریب مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا چپاتی کبھی نہیں کھائی تکلف کی طشتریوں میں کھانا نہیں کھایا ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے غمگین سے رہتے اکثر اوقات خاموش رہتے بلاضرورت کلام نہ فرماتے جب بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے۔

بات میں کام میں برتاؤ میں سختی نہ فرماتے۔ نرمی کو پسند فرماتے اپنے پاس آنے والے کی دلداری نہ فرماتے نہ کسی کی بات کاٹتے البتہ اگر خلاف شرع ہوتی تو اس کو روک

دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کو بہت بڑی خیال فرماتے کھانے پینے کی چیز میں عیب نہ نکالتے اگر دل چاہتا کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے مگر کسی دنیوی کام کے بگڑ جانے پر مثلاً کسی نے کوئی چیز توڑ دی یا کام بگاڑ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ نہ آتا تھا البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آتا۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا۔ کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرہ موڑ لیتے تھے۔ لیکن زبان سے تلخ نہیں کہتے تھے جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے نہایت ہی شرمیلے تھے زور سے قہقہہ لگا کر نہ ہنستے بلکہ تبسم فرماتے سب میں ملے جلے رہتے تھے۔ (یعنی شان بنا کر نہیں رہتے تھے) بلکہ کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے لیکن مذاق میں بھی سچی بات کہتے نماز میں اتنا لمبا قیام فرماتے کہ قدم مبارک ورم کر آتے۔

نماز میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو سینہ مبارک میں سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی یہ خوف خدا کی وجہ سے حالت ہوتی مزاج مبارک میں اتنی تواضع تھی کہ امت کو یوں فرما دیا کہ مجھ کو بہت مت بڑھانا اگر کوئی غریب آتا یا بڑھیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے کسی کا جنازہ ہوتا تو اس میں شریک ہو جاتے کوئی بھی آدمی دعوت کرتا قبول فرما لیتے کوئی جو کی روٹی یا بدمزہ چربی ہی کھلاتا تو دعوت سے عذر نہ فرماتے۔

زبان مبارک سے بیکار بات نہ نکالتے سب کی دلجوئی فرماتے ایسا برتاؤ نہ کرتے جس سے کوئی گھبرا جائے ظالموں' شریروں سے خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے۔ بیٹھتے اٹھتے خدا کی یاد کرتے کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں کنارے پر جگہ ملتی بیٹھ جاتے اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے کہ

ہر شخص کا یہی خیال ہوتا تھا کہ مجھ سے سب سے زیادہ آپ کو محبت ہے اگر کوئی بات کرنے بیٹھتا تو جب تک وہ نہ اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھتے۔ گھر پر آرام کے لئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے گھر کے کام اپنے ہاتھ سے کرا دیتے مثلاً بکری کا دودھ نکال لیا اپنے کپڑے صاف کر لئے اپنے کام تو اپنے ہاتھ ہی سے اکثر کیا کرتے تھے۔

کیسا ہی برا آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اس سے اچھی طرح سے ملتے تھے اس کی دل شکنی نہ فرماتے تھے نہ سختی سے بولتے نہ سختی فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلانے والے نہ تھے۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے اپنے ہاتھ سے انسان تو کیا کسی جانور کو بھی نہیں مارا ہاں شرع کی رو سے ضرور سزا دیتے تھے اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادتی کرتا تو بدلہ نہ لیتے۔ ہر وقت ہنس مکھ ہو کر ملتے حالانکہ آخرت کی فکر رہتی تھی کسی کا عیب بیان نہ کرتے نہ بات منہ پر مارتے نہ کسی چیز کے دینے میں دریغ فرماتے۔

زبان مبارک سے وہی بات کہتے جس میں ثواب ملے کوئی پردیسی آتا اس کی خبر گیری کرتے اگر وہ کوئی بے ادبی کرتا برداشت فرماتے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ خوش خلق تھے نہ بہت لانبے تھے نہ پستہ قد تھے (بیہقی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنے والے تھے۔ (ابن سعد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے وقت قدم مبارک اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے تھے کہ ذرا آگے کو جھک جاتے تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے' اس طرح چلتے گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہوں۔ جب کسی چیز کو کروٹ کی طرف دیکھتے تو پورا چہرہ پھیر کر دیکھتے' متکبروں کی طرح کنکھیوں سے نہ دیکھتے نگاہ نیچی رکھتے غایت حیا سے کسی کی طرف نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ جب کوئی ملتا تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سلام کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل ہوتی تھی۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر بات چیت

فرماتے تاکہ مخاطب اچھی طرح سمجھ لے۔ اس قدر ٹھہرتے بھی نہ تھے کہ مخاطب گھبرا جائے (بعض مرتبہ سمجھانے کیلئے) بات کو تین تین بار کہتے' کلام نہایت عمدہ طریقہ سے فرماتے۔ ہر موقعہ کا لحاظ رکھتے یعنی جیسا مخاطب ہوتا اس کی فہم کے مطابق کلام کرتے' مطلب یہ ہے کہ خوش اخلاقی کا اعلیٰ مرتبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا تھا نہ پہلے کسی کو میسر ہوا تھا اور نہ آئندہ میسر ہوگا خوش اخلاقی کے ساتھ انتظام کا بڑا کمال حاصل تھا۔ ہر کام میں قاعدہ کی پابندی فرماتے۔ دوسرے سے کوئی کام میں کمی ہو جاتی تو زجر نہ فرماتے (ابوداؤد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹ بہت ناگوار ہوتا تھا (بیہقی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مسافر کی طرح ... غم۔ دنیوی رونق سے تعلق نہ تھا (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبادت زیادہ محبوب تھی ایسی عبادت جو ہمیشہ ادا ہو سکے۔ (بخاری)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوتے تو بہت مختصر نماز پڑھاتے اور جب تنہا نماز پڑھتے تھے تو بہت طویل پڑھتے تھے (نسائی)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے۔ دائیں بائیں طرف کھڑے ہو جاتے اور فرماتے السلام علیکم (ابوداؤد)

جب کوئی اس کے پاس آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خوش و خرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے (تاکہ انسیت ہو جائے) (ابن سعد)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے۔ (ابن سعد)

جب کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال زکوٰۃ اس غرض سے لاتا کہ مستحقین کو تقسیم فرما دیں تو آپ اس لانے والے کو دعا دیتے کہ اے اللہ فلاں شخص پر رحم فرما (احمد)

یہ ساری باتیں سنتیں ہیں۔ ہم کو عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۱۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو اس طرح کہتے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جب کوئی ناگواری کی حالت پیش
آتی تو فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (حاکم)

۲۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیۃً کوئی پھل آتا اور وہ پھل اول مرتبہ ہی کھانے
کے قابل ہوتا تو اس کو آپ آنکھوں سے لگاتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے۔
اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ پھر بچوں کو دے دیتے جو بھی بچے اس وقت
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے۔ (ابن السنی)

۳۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تو بائیں ہاتھ کی
ہتھیلی میں اس تیل کو رکھتے اور پہلے ابروؤں پر پھر آنکھوں پر اور پھر سر پر لگاتے (مراد
پلک ہیں) اس طرح جب داڑھی مبارک پر تیل لگانا چاہتے تو پہلے آنکھوں کو لگاتے
پھر داڑھی میں لگاتے۔ (شیرازی عزیزی)

۴۔ جب آپ کو خوشبودار تیل پیش کیا جاتا تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں
انگلیاں ڈبوتے پھر جہاں لگانا ہوتا انگلیوں سے استعمال فرماتے۔ (ابن عساکر)

۵۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دعا دیتے۔
اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَاتِکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ (ابوداؤد)
جب آپ کسی کو رخصت کریں یہی پڑھ لیا کریں۔

۶۔ جب بادشمالی (ہوا) چلتی تو یہ دعا کرتے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَرْسَلْتَ فِیْھَا (طبرانی)

۷۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اطلاع ہوتی کہ اہلبیت میں سے
کسی نے جھوٹ بولا ہے تو برابر اس سے رنجیدہ اور ناراض رہتے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیتا
جب توبہ کر لیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور اس سے راضی ہو جاتے (احمد)

۸۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھ میں لے
لیتے اور داڑھی کو دیکھتے تھے (شیرازی) ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ

داڑھی مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے تھے۔

۹۔ جب آپ کو کوئی دشواری پیش آتی تو سر آسمان کی طرف لے جاتے اور کہتے
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ (ترمذی)

۱۰۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں
فرماتے تھے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا ایسا ایسا کرتا ہے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے
کہ وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ (ترمذی)

۱۱۔ جب جاڑے کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو اندر سونا شروع فرماتے اور جب گرمی کا
موسم آتا جمعہ کی رات کو باہر سونا شروع فرماتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے
یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اور کوئی شکر کا لفظ کہتے اور شکرانے کے دو نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی
محتاج کو دے دیتے۔ (ابن عساکر)

۱۲۔ جب آپ کو زیادہ ہنسی آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے
(بغوی) سنتوں پر عمل کرنا کونسا مشکل کام ہے۔

۱۳۔ جب آپ کسی مجلس میں بیٹھتے اور بات چیت فرماتے تو جس وقت وہاں سے
اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے لے کر پندرہ مرتبہ تک استغفار فرماتے (ابن السنی) ایک
روایت میں یہ استغفار آیا ہے
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

۱۴۔ جب آپ بیٹھ کر باتیں کرتے تو کثرت سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے
(ابوداؤد) (آسمان کے عجائبات دیکھ کر قدرت الٰہی کی طرف توجہ فرماتے) جب آپ کو کوئی
دشواری پیش آتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز نفل پڑھتے تھے اس عمل سے ظاہری و باطنی
دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

۱۵۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے پاس ہوتے تو بہت
نرمی اور خاطرداری اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔ (ابن عساکر)

۱۶۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی عیادت فرماتے تو اس سے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم یہ کہتے تھے لَابَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (بخاری)

۱۷۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا فرماتے تو پہلے اپنے لئے فرماتے پھر دوسروں کے لئے فرماتے (طبرانی)

۱۸۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی یا خوف ہوتا تو اس طرح پڑھا کرتے۔ اَللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا۔ (نسائی)

۱۹۔ ازواج مطہرات میں سے کسی کی آنکھ دکھتی تو آرام ہونے تک ان سے ہم بستری نہ فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

۲۰۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے کے ساتھ چلتے تو خاموش رہتے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

۲۱۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے تھے۔ (ترمذی)

۲۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات سے راضی ہوتے تو خاموشی اختیار کرتے (ابوداؤد)

۲۳۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے ہوئے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے۔ (تاکہ غصہ فرو ہو جائے۔ ابن ابی الدنیا)

۲۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو خود بھی اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو (اللہ اسے منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے) (ابوداؤد)

۲۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ نہ جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے ہی رہتے اور جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود نہ ہاتھ

چھوڑتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔

ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کسی سے چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کان اس کی طرف کر دیتے اور جب تک وہ فارغ نہ ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کان نہیں ہٹاتے تھے۔ (نسائی)

۲۶۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مصافحہ کرتے اور دعا فرماتے تھے (نسائی) اور مصافحہ سے پہلے سلام بھی کرتے۔ (طبرانی)

۲۷۔ جب کسی کا نام نہ آتا اور اس کو بلانا ہوتا یا ابن عبداللہ (اے اللہ کے بندے کے بیٹے) کہہ کر بلاتے (ابن السنی)

۲۸۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو لوگوں کو آگے سے ہٹایا نہیں جاتا تھا (طبرانی)

۲۹۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔ (ابن سعد)

۳۰۔ آپ جائز کام کو منع نہیں فرماتے تھے اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا اگر اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔ (ابن سعد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

معمولات متعلق نماز

معمول فجر:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر ہی جانماز پر آلتی پالتی مار کر (چار زانو) بیٹھ جاتے.... صحابہ رضی اللہ عنہم پروانہ وار پاس آ کر جمع ہو جاتے....

یہی دربار نبوت تھا.... یہی حلقہ توجہ تھا.... یہی درسگاہ ہوتی تھی.... یہی محفل احباب بنتی تھی.... یہیں آپ نزول شدہ وحی سے صحابہ کو مطلع فرماتے.... یہیں آپ فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے.... یہیں آپ دین کے مسائل.... معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے لوگوں کے آپس کے معاملات ومقدمات فیصل فرماتے....

اکثر بعد نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے.... کسی نے دیکھا ہوتا تو بیان کرتا اور آپ سیدنا یوسف الصدیق علیہ السلام کی طرح خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے.... کبھی آپ خود ہی فرماتے کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے.... پھر خواب بیان فرما کر اس کی تعبیر خود ہی بیان فرما دیتے.... کبھی کسی کے خواب بیان کرنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اجازت ہو تو اس کی تعبیر میں بیان کروں.... آپ اجازت دے دیتے گویا اس پیغمبرانہ میراث میں حضرت صدیقؓ کو اپنا خلیفہ بنا دیتے اور تعبیر سنتے رہتے.... کوئی فروگذاشت یا غلطی ہوتی تو خود بیان فرما کر اس کی اصلاح فرما دیتے، کبھی صحابہ اثناء گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے قصیدے اور اشعار سناتے.... ہنسی یا مزاح کی باتیں

کرتے.... آپ سنتے رہتے کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے.... اس کے بعد آپ اشراق کی نوافل پڑھتے.... اکثر اسی وقت آپ مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے....

جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ صلوٰۃ ضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار کبھی آٹھ پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے.... وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے اکثر گھر کے کام خود کرتے.... پھٹے کپڑے سی لیتے.... چپل (جوتا) ٹوٹا ہوتا تو اس کو بھی اپنے دست مبارک سے گانٹھ لیتے.... بکری کا دودھ دوہ لیتے.... دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے.... دوپہر میں آرام فرماتے.... (سیرۃ النبی جلد دوم)

بعد ظہر

نماز ظہر با جماعت پڑھ کر اکثر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے.... دکانداروں کا معائنہ واحتساب فرماتے.... ان کا مال ملاحظہ فرماتے ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے ان کے ناپنے تولنے کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے.... بستی اور بازار میں حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری کرتے....

بعد عصر

نماز عصر با جماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے.... حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقرر وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعد مغرب

نماز مغرب با جماعت پڑھ کر اور نوافل (قولہ نوافل اوابین الخ اشراق چاشت اور اوابین کی نماز کبھی آپ ادا فرماتے اور کبھی چھوڑ دیتے تاکہ امت پر فرض، واجب یا سنت مؤکدہ نہ ہو جائیں) اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپ شب گزارنے کے لئے وہیں ٹھہر جاتے.... اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں.... مدینہ کی اور عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں.... اس لئے کہ اس وقت آپ عورتوں کو دینی مسائل

تعلیم فرماتے گویا مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا۔ جس میں اجتماعی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گودیں بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہیں) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں۔ آپ ان کا فیصلہ فرماتے۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں، مجبوریاں بیان کرتیں۔ آپ ان کو حل فرماتے، اگر کوئی بیعت ہونا چاہتیں تو یہیں آپ ان کو بیعت فرماتے۔

ان امور پر کہ "اللہ کا شریک نہ بنائیں گی۔ چوری نہ کریں گی۔ بدکاری نہ کریں گی۔ اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی۔ اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسول کے طریقہ کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔"

غور کرو عورتیں ناقص العقل بچوں کی بیماریوں میں اکثر شرک کر بیٹھتی ہیں۔ شادی بیاہ اور دیگر خوشی کے مواقع پر بے حد فضول خرچ کرنا چاہتی ہیں۔ ایک دوسرے کو بہتان لگاتی ہیں۔ اس لئے اللہ نے رسول کے ہاتھ پر ان سے انہیں باتوں سے بچنے کا معاہدہ لیا۔ آپ ان کو بیعت فرماتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے۔ یہ مدرسہ نماز عشاء تک قائم رہتا۔ پھر آپ نماز عشاء کو جاتے۔ عورتیں سب اپنے گھروں کو واپس جاتیں۔

بعد عشاء

نماز عشاء باجماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ پسند نہ فرماتے۔ آپ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے۔ اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ قبلہ کی طرف سرہانا کرتے۔ جانماز اور مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے۔ سوتے وقت سورۂ جمعہ (قولہ سورۂ جمعہ الخ بعض روایات میں سورۂ حشر سورۂ بنی اسرائیل اور سبح اسم ربک الاعلیٰ کا پڑھنا بھی آیا ہے) تغابن، صف کی تلاوت فرماتے۔ سوتے وقت فرماتے۔ "خدایا تیرا نام لے کر مرتا اور زندہ ہوتا ہوں۔" کبھی آدھی رات کبھی دو تہائی رات کے بعد اٹھتے اور فرماتے۔ "اس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے کے بعد زندہ کیا اور حشر بھی اسی کی طرف ہوگا۔" (سیرۃ النبی دوم)

پھر مسواک سے دانت مانجتے... وضو کرتے پھر تہجد کی نفلیں کبھی دو (قولہ کبھی دو رکعت... دو رکعت تہجد کسی روایت میں نظر سے نہیں گزریں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آٹھ رکعت ادا فرماتے... اگر دو پڑھ لے تو ثواب ہوگا) کبھی چار کبھی چھ کبھی آٹھ کبھی دس رکعات پڑھتے... اس کے بعد تین رکعات وتر پڑھ کر پھر دو رکعتیں نفل کھڑے ہو کر پڑھتے (آخر عمر میں البتہ بیٹھ کر پڑھی مگر آپ کو ثواب پورا ہی ملتا تھا) دعا زیادہ مانگتے...

کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے پھر آرام فرماتے... جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے... حجرہ شریفہ ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر دہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا فرماتے۔

یہ تھے آپ کے معمولات روزانہ... اول تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں... ہر تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گزر گیا... اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کر لو... اس پابندی وقت کے علاوہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کے لئے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے اسی وجہ سے آپ بہت کام کر لیتے تھے کبھی آپ نے وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں فرمائی...

ہفتہ وارانہ معمولات

ہفتہ کے دنوں میں ہفتہ

اس دن میں کوئی حکم خدا یعنی عمل واجب و فرض نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی عمل اس دن ثابت نہیں ہے البتہ آپ کے کچھ ارشادات ہیں...

۱... اس دن سفر کرنے کو مبارک فرمایا ہے۔ ۲۔ صرف اس دن کا روزہ الگ رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہود اس دن کی عظمت کرتے ہیں... لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جمعہ یا اتوار کے ساتھ ملا کر سنیچر کا روزہ رکھ سکتے ہو... (ترمذی)

اتوار

اس کے بارہ میں کوئی حکم خدا اور عمل فرض نہیں البتہ رسول سے یہ عمل ثابت ہے...وہ شنبہ کے ساتھ ملا کر اس دن کا روزہ رکھا ہے... چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک ماہ میں تو آپ شروع ماہ کے سنیچر، اتوار اور دو شنبہ کو تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور دوسرے ماہ میں شروع ماہ کے منگل، بدھ، جمعرات کو تین دن روزے رکھا کرتے... (ترمذی)

سوموار

فضائل... یہ بہت مبارک دن ہے ۱۔ اسی دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ۲۔ اسی دن آپ کو وحی اور خلعت نبوت سے سرفراز کیا گیا ۳۔ اسی دن آپ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی ۴۔ اسی دن مکہ فتح ہوا ۵۔ اسی دن آپ کی وفات ہوئی...

(اعمال) اس دن کے بارہ میں کوئی حکم خدا یعنی فرض عمل نہیں ہے البتہ رسول کے اعمال و اقوال یہ ہیں:...

۱۔ فرمایا کہ دو شنبہ اور پنجشنبہ کے دنوں میں بندوں کے اعمال خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتے ہیں لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ ان دنوں میں روزے سے رہوں... چنانچہ آپ نفل روزہ رکھنے کے لئے خصوصیت سے ان دنوں کا انتظار فرماتے... (ترمذی)

۲۔ اوپر گزر چکا کہ آپ شروع ماہ کے سنیچر، اتوار اور دو شنبہ کو روزہ رکھتے...

منگل

اس کے بارہ میں کوئی حکم خدا نہیں ہے البتہ حضور اکثر شروع ماہ کے منگل، بدھ، جمعرات کے بھی روزے رکھتے... (خصائل نبوی نمبر ۹۷)

یعنی اس دن روزہ رکھنا مسنون اور منحوس سمجھنا شریعت خدا اور سنت رسول کے خلاف ہے

بدھ

اس کے بارہ میں کوئی حکم خدا نہیں ہے... عمل رسول اوپر گزر چکا کہ آپ اس دن اکثر نفل روزہ رکھتے... نیز فرمایا جو کوئی بدھ اور جمعرات کو نفلی روزے رکھے گا تو گو سال بھر متواتر روزے نہ رکھے مگر اس کو دائمی روزہ دار کہیں گے (ترمذی)

جمعرات

۱۔ اس دن کوئی حکم خدا نہیں ۲۔ اس کی خصوصیت دو شنبہ اور بدھ کے ساتھ بیان ہو چکی ہے ۳۔ اس دن سفر کرنا حضور کا معمول تھا... (جمع الفوائد)

جمعہ

فضائل... اس دن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید فرمایا ہے... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے افضل الایام فرمایا ہے (ماثبت) اسکی فضیلتیں بہت ہیں...

۱۔ اسی دن سیدنا حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے...

۲۔ اسی دن حضرت آدم زمین پر اتارے گئے...

۳۔ اسی دن قیامت واقع ہوگی اس میں احکام خدا یہ ہیں:...

۱۔ اس دن میں نماز جمعہ فرض ہے ۲۔ اس دن مسجد میں جمع ہونا... خطبہ پڑھنا خطبہ سننا واجب ہے... اعمال رسول یہ ہیں:...

نماز جمعہ کے لئے غسل کرنا... صاف یا نئے کپڑے پہننا... خوشبو لگانا... مسواک کرنا مسنون ہے... مسجد میں اگر بتی اور خوشبو جلانا مسنون ہے...

۱۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ یہودیوں کو سبت (سنیچر) کا دن ملا... نصاریٰ کو اتوار اور ہم کو جمعہ... (بخاری و مسلم)

۲۔ فرمایا اسی دن خطبہ جمعہ سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا مقبول ہوتی ہے... (مسلم)

۳۔ فرمایا اس دن عصر اور مغرب کے درمیان بھی دعا مقبول ہوتی ہے... (ترمذی)

۴۔ فرمایا جمعہ کی شب میں اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو... (مشکوٰۃ)

۵۔ فرمایا جمعہ کے دن (نماز جمعہ سے قبل یا بعد) جس نے سورۂ کہف پڑھ لی اس کے سات دن کے اندر کے گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جائیں گے...

انتباہ

جمعہ کے دن (قولہ جمعہ کے دن سفر نہ کرے الخ یعنی جمعہ کا وقت ہو جانے کے بعد اور جمعہ کا وقت ہونے سے پہلے سفر جائز ہے) سفر نہ کرے (یعنی نماز جمعہ سے قبل سفر نہ کرے) چاہئے کہ کہیں نماز نہ چھوٹ جائے....

ماہانہ معمولات

۱..... ماہ محرم

فضائل۔ ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو تعظیم اور احترام کیلئے "اللہ کا مہینہ" اور "شہر حرام" "حرمت والا مہینہ فرمایا ہے۔

۲۔ رسول نے رمضان کے بعد روزہ کے لئے اسی مہینہ کو تمام مہینوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے..... (ترمذی)

۳۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس ماہ میں ایک ایسا دن عاشورہ یعنی دسویں تاریخ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دی اور آئندہ بھی قوموں کو (تکالیف) سے نجات دیگا..... (ترمذی)

اعمال۔ اس ماہ میں کوئی عمل فرض وواجب یعنی بحکم خدا نہیں البتہ اعمال مسنون حسب ذیل ہیں

ا۔ عاشورا (دسویں) کا روزہ رکھنا۔ چنانچہ حضور نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور فرمایا۔ اگلے سال میں نویں کو بھی روزہ رکھوں گا۔ نیز صحابہ کو حکم دیا کہ عاشورا کے ساتھ ایک دن کا روزہ اور ملا لو کہ یہود کی مشابہت نہ ہونے پائے۔" (ماثبت) یہ روزہ نویں کا یا گیارہویں کا افضل اور مستحب ہے ۲۔ فرمایا کہ عاشورا کا روزہ رمضان کے بعد سب روزوں سے افضل ہے۔ اس روزہ سے سال بھر کے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف ہوتے ہیں..... (ماثبت بالسنۃ)

۲۔ عاشورا کے دن گھر والوں کے کھانے پینے میں فراخدلی سے پیش آنا..... یہ مستحب ہے آنحضرتؐ نے فرمایا..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس دن بال

بچوں کے کھلانے پلانے میں کشادہ دلی کا برتاؤ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں سال بھر کشادگی اور برکت عطا فرمائے گا..... (ماثبت بالسنۃ)

(انتباہ) ماہ محرم یا عاشورا کی فضیلت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سبب سے نہیں ہے اس لئے کہ دین تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مکمل ہو چکا تھا..... اور واقعہ کربلا آنحضرت کی وفات کے ۴۹ برس بعد ہوا اس لئے واقعہ کربلا کی یادگار کے سلسلہ میں کوئی عمل خواہ کتنا ہی اچھا معلوم ہو..... دین کا فعل نہیں ہو سکتا..... لہٰذا ذکر شہادت کا اہتمام..... نوحہ، تعزیہ، علم، ڈھول بجانا، بچوں کو پیک بنانا، سیاہ کپڑے پہننا، چوڑی توڑنا، زینت کو حرام کر لینا یہ سب بدعتوں کی ایجادیں اور گناہ کی باتیں ہیں.....

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی پاک سیرت اور زندگی کے حالات کا ذکر دیگر صحابہ اور اولیاء اللہ کے ذکر کی طرح خدا کی رحمت نازل ہونے کا سبب یقیناً ہے..... یہ فعل مباح ہے اور سال کے ہر مہینہ میں ہو سکتا ہے.....

سیدنا حضرت حسینؓ کے مصائب سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ لینا چاہئے.....

سیدنا حضرت حسینؓ شہید ہیں اور زندہ ہیں اس لئے ان کا ماتم کرنا گناہ ہے.....

ے وہ روئیں جو منکر ہیں حیات شہداء کے ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

۲..... ماہ صفر

نہ اس مہینہ کی کوئی فضیلت منقول ہے نہ اس میں کوئی حکم خداوندی ہے نہ کوئی عمل رسول ثابت ہے البتہ ایک فرمان ضروری آپ سے مروی ہے.....

عرب کے کافر اسلام سے قبل اس ماہ کو منحوس سمجھتے تھے تو آپ نے مسلمانوں کو تعلیم دی "ولا صفر" یعنی (نحوست فلاں چیز میں بھی نہیں ہے فلاں چیز میں بھی نہیں ہے اسی طرح) صفر کے مہینہ میں بھی نہیں ہے..... (مسلم)

انتباہ..... افسوس! جو ہندوستانی مسلمان مرد و عورت اس کا نام "تیرہ تیزی" رکھتے ہیں..... اور اس کے تیرہ دنوں کو منحوس جانتے ہیں..... وہ کفار عرب کی پیروی اور پیارے رسول کی مخالفت

کرتے ہیں۔۔۔چاہیے کہ اس نام سے پکارنا ترک کر دیں۔۔۔اس ماہ کے آخری چہار شنبہ میں کسی برکت یا فضیلت کا قائل ہونا بھی غلط ہے۔۔۔شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں۔۔۔

۳۔۔۔۔ماہ ربیع الاول

فضائل۔۔۔یہ مہینہ چار اعتبار سے بزرگ ہے۔ ۱۔ اس کی نویں یا بارہویں تاریخ کو ہمارے پاک نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے یہ عالم منور ہوا یعنی آپ پیدا ہوئے۔۔۔۔۲۔ اسی ماہ میں ہمارے پاک نبیؐ پر اللہ کی جانب سے وحی (سورۃ اقرأ) نازل ہوئی اور آپؐ منصب ختم نبوت پر فائز ہوئے۔۔۔۔۳۔ اسی ماہ میں ہجرت جیسی عبادت آنحضرت نے ادا فرمائی جو مسلمانوں کی ترقی اور غلبہ وحکومت کا سبب بنی۔۔۔۔۴۔ اسی ماہ کی بارھویں تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔۔۔

اعمال:۔۔۔اس ماہ میں نہ کوئی حکم خداوندی ہے اور نہ آنحضرت سے کوئی عمل منقول ہے نہ آپ کے بعد آپ کے عاشق زار صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی عمل ثابت ہے۔۔۔حالانکہ صحابہ کو جتنی محبت آنحضرتؐ سے تھی اتنی دنیا میں نہ کسی کو تھی نہ کسی کو ہو سکتی ہے۔۔۔اگر اس ماہ میں کوئی عمل مستحسن ہو سکتا تو صحابہ ضرور کرتے۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے اس ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی ولادت کے ساتھ آپ کی وفات بھی جو مقدر اور واقع فرمائی تو اس کا راز یہ تھا کہ اگر اس ماہ میں آپ کی ولادت کا خیال کر کے لوگ خوشی منانا چاہیں جیسے پہلے کے بعض پیغمبروں کے ساتھ کیا تو فوراً آپ کی وفات کا غم بھی یاد آ جائے جو اسی ماہ میں ہوئی۔۔۔اور اگر لوگ اس ماہ میں آپ کی وفات کا لحاظ کر کے غم منانا چاہیں تو فوراً آپ کی ولادت کی مسرت بھی یاد آ جائے۔۔۔۔

اسی طرح مسلمان اپنی طرف سے اس ماہ میں نہ عید مقرر کریں نہ غم کیونکہ عید کا مقرر کرنا دین اور صرف پیغمبر کا کام ہے۔۔۔۔

کاش! مسلمان بھائی ہجرت رسول کی یادگار میں خود بھی اپنے اپنے موجودہ خلاف شرع اعمال سے اعمال رسول کی طرف ہجرت کریں۔۔۔۔کیونکہ بقول رسول یہ بھی ہجرت ہے پھر غلبہ اور حکومت ان کو بھی ملے۔۔۔۔

۴۔۔۔۔ماہ ربیع الثانی

اس ماہ میں نہ کوئی فضیلت منقول ہے نہ اس میں کوئی حکم خداوندی ہے اور نہ کوئی عمل رسول سے ثابت ہے۔۔۔۔

انتباہ:۔۔۔اس ماہ میں بعض مسلمان بھائی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرتے ہیں جس کو بڑی گیارہویں کہتے ہیں۔۔۔مُردوں یا بزرگوں کو ثواب پہنچانا (مستحب) ایک مستحب فعل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل سے ثابت ہے۔۔۔۔ہم یہاں حضور کا طریقہ ایصال ثواب لکھے دیتے ہیں تاکہ عاشقان رسول ہر ایصال ثواب میں اسی کے مطابق عمل کریں۔۔۔۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں کے لئے خدا سے بخشش کی دعا مانگی ہے۔۔۔یہ کام آپؐ نے ہمیشہ کیا ہے اور شب برات میں قبرستان جا کر خاص طور پر کیا ہے۔۔۔۔

۲۔ آپؐ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور دعا فرمائی کہ ”الٰہی اس قربانی کو میری امت کی طرف سے قبول فرما۔۔۔“

اسی طرح آپؐ نے ایک صحابی کو اجازت بلکہ حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کریں اور اس کا ثواب ماں کو پہنچائیں

۳۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں آئے اور وہاں سورۃ یٰسین پڑھے (اور اس کا ثواب مُردوں کو پہنچانے کی دعا خدا سے کرے) تو اللہ تعالیٰ تمام مُردوں کے عذاب اور تکلیف میں کمی فرما دیتے ہیں۔۔۔۔نیز فرمایا جو شخص قبرستان میں سورۃ الحمد، سورۃ قل ہو اللہ، سورۃ الہاکم التکاثر پڑھے پھر یوں کہے کہ الٰہی میں نے آپ کا جو کلام پڑھا ہے اور اس کا ثواب جو مجھ کو ملا ہے اس کو یہاں کے مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخشتا ہوں۔۔۔۔تو قیامت کے دن وہ سب اس کی شفاعت کریں گے۔۔۔۔(شرح الصدور از علامہ سیوطی)

ان سب حدیثوں پر غور کرنے سے حسب ذیل باتیں فاتحہ کے طریقے کے متعلق معلوم ہوتی ہیں۔۔۔۔

۱:... مُردے بھی قابلِ ہمدردی کا کوئی اور طریقہ ہے ہی نہیں بجز اس طریق کے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرما گئے ہیں....

۲:... ایصالِ ثواب سے گنہگاروں کو تو عذاب اور تکلیف میں کمی کا فائدہ پہنچتا ہے اور بچوں، نیک بندوں یا بزرگوں کو درجات کے بڑھنے کا فائدہ پہنچتا ہے....

۳:... اوپر کی پہلی اور تیسری حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مردوں کو بدنی عبادات (قرآن پڑھنا، نماز، روزہ، حج کرنا، کلمہ شریف، درود شریف، استغفار، سبحان اللہ، والحمدللہ پڑھنا) کا ثواب بھی پہنچتا ہے.... اور دوسری حدیث سے معلوم ہوا مُردوں کو مالی عبادات (قربانی کرنا، حج کرنا، غریبوں کو کھلانا، کپڑا پہنانا، نقد دینا) کا ثواب بھی پہنچتا ہے....

۴:... کوئی شخص جو یہ نفلی عبادات (مالی یا بدنی) کرتا ہے تو ثواب پہلے تو خود اس کو ملتا ہے کیونکہ عمل اسی کا ہے جب عبادات کر چکنے کے بعد یعنی ثواب کا مستحق ہو چکنے کے بعد وہ خدا سے یوں کہے "کہ الٰہی میں اپنی اس عبادت کا ثواب فلاں کو (ایک کو یا کئی کو) پہنچاتا ہوں...." تب وہ ثواب ان مردوں کو بھی اتنا ہی ملتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی اتنا ہی ملتا ہے.... پس اگر کوئی عبادت کرنے اور ثواب کا مستحق ہونے سے پہلے یہ کہہ دے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے (جیسے کھانا ابھی غریب محتاج کو دیا نہیں گھر میں رکھا ہے اور خدا سے دعا کر لی) یا عبادت کر لے اور زبان سے یہ دعا نہ کرے تو ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا....

(فائدے) مالی عبادات میں چند باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ۱۔ مال چونکہ اللہ نے دیا ہے.... لہٰذا اسی کے نام پر اسی کو خوش کرنے کے لئے.... اسی سے دینوی اور اخروی نفع لینے کی نیت سے خرچ کرے.... ۲۔ خوشی دل سے خرچ کرے.... جبر سے یا برادری کی مجبوری سے نہ کرے کیونکہ اس صورت میں ثواب خود اسی کو نہیں ملتا تو مُردوں کو کیا پہنچائے گا.... ۳۔ طیب مال سے کرے.... سودی لے کر عبادت کرنا اور ثواب کی امید رکھنا گناہ ہے.... ۴۔ بہت غریب اور محتاج کو دے اور چھپا کر دے تاکہ نام و نمود کا دخل نہ ہونے پائے.... اور غریبوں کو وہ چیز دے جس کی ان کو حاجت ہو.... ۵۔ چونکہ مال ہر وقت موجود نہیں رہتا اس لئے بیچارے مُردوں کو آرام پہنچانے کو مال ملنے کے وقت تک ملتوی نہ رکھے.... مُردوں کو ثواب پہنچانے کی

جیسی تو اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہر وقت کھول دی ہے جس وقت کوئی عزیز یا بزرگ یا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے.... فوراً کچھ پڑھ کر مثلاً قل ہو اللہ.... کلمہ شریف وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچا دے.... کیونکہ کھانا.... مٹھائی وغیرہ مالی عبادت کو اور قرآن کلمہ پڑھنا.... بدنی عبادات کو ساتھ ساتھ کرنا ضروری نہیں.... نہ ان دونوں کا ساتھ ساتھ کرنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے.... اس لئے مالی عبادات کے انتظار میں آسان بدنی عبادات سے ثواب پہنچانے کو ملتوی نہ کرے....

۵ و ۶:.... جمادی الاولیٰ و جمادی الثانیہ

ان مہینوں میں نہ کوئی فضیلت ہے نہ کوئی حکمِ خداوندی نہ کوئی خاص عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷.... ماہِ رجب

فضائل: ۱.... جب یہ مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے یوں دعا فرماتے "اے اللہ! ہم کو رجب اور شعبان میں برکت یعنی نفع تام عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا...."

۲۔ اسی ماہ میں ایک شب کو (جس کی زیادہ مشہور تاریخ ۲۷ ہے) اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قدرت دکھانے کے لئے جاگتے میں جسم کے ساتھ براق پر مکہ سے بیت المقدس شام تک اور پھر وہاں سے عرش تک رفرف پر سفر کرایا.... اس وقت آپ کی عمر ۵۱ سال یا ۵۲ سال کی تھی.... نماز معراج میں فرض ہوئی....

اعمال:.... اس ماہ میں کوئی حکمِ خداوندی یعنی عمل فرض و واجب نہیں.... اعمال مسنونہ یہ ہیں

۱:.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ میں نفل روزے بکثرت رکھے ہیں....

۲:.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ میں نفل نماز بکثرت پڑھی ہیں....

انتباہ:.... اس ماہ میں تین باتیں کچھ مسلمان بھائی کیا کرتے ہیں....

۱۔ رجب کے جلسے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کی یادگار اور ذکر کے لئے شاندار جلسے کرتے ہیں.... جن میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں....

ستائیسویں شب کو چراغاں.... شب بیداری میں بعض تو وقت گزاری کیلئے گراموفون بجاتے اور دکانوں کو تصاویر سے سجاتے ہیں وغیرہ....

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے یہ معنی کہاں ہیں کہ ان کی یاد میں جلسہ ہو اور انہیں کے حکم کے خلاف تصاویر سے آرائش کی جائے.... نیز معراج کی یادگار میں جلسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں جو عشاق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے.... اور جن میں اس کا زیادہ جوش اور ولولہ تھا.... رجبی کا جلسہ ایک بزرگ نے غلبہ حال میں کیا تھا وہ خود معذور تھے ہم کو ان کی نقل کرنا اور ان کی سنت جاری رکھنا نہ ضروری ہے نہ مصلحت.... اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ معراج شریف کی یادگار میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عام مسلمانوں کو بھی ایک معراج عطا فرمائی تھی اور وہ نماز ہے.... مسلمان بھائی کثیر تعداد میں پنج وقتہ نماز باجماعت مسجدوں میں ادا کرتے رہیں تو یہ خود ہی معراج شریف کی اصلی یادگار اور رجبی کا دینی جلسہ و اجتماع ہے.... مگر اس دینی جلسہ (یعنی نماز باجماعت ادا کرنے) کی بجائے لوگ جلسہ کر لینے کو معراج کی یادگار کافی سمجھ لیتے ہیں.... انا للہ وانا الیہ راجعون....

۲۔ اس ۲۷/ تاریخ کو معراج کی یادگار میں روزہ رکھنے کو ہزاری روزہ، بی بی مریم کا روزہ وغیرہ کہتے ہیں اور اس کو ایک ہزار روزہ کے برابر سمجھتے ہیں.... اس کا کوئی قوی ثبوت حدیث وفقہ میں نہیں ہے.... نہ رسول نے یہ تاریخ مقرر کی نہ یہ ثواب بتایا.... کسی تاریخ میں ایک روزہ تو ثابت ہے.... اگر کوئی ۲۷ ہی کو وہ روزہ رکھے تو عام نفل روزہ سمجھ کر رکھ لے....

۳۔ اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی تاریخ ہے.... بددینوں کو صحابہ رسول سے بغض تو ہے ہی.... انہوں نے ایک فرضی من گھڑت قصے کے ذریعے اسی دن "کونڈے کی عید" منائی اور سنیوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لئے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے فاتحہ کا نام لے دیا....

سنی بھائی اس چکمہ میں آ کر بددینوں کی طرح اس دن گھی کی پوریاں پکاتے اور کھاتے کھلاتے ہیں.... انا للہ.... رسول کے صحابی کی تاریخ وفات میں عید منا کر گھی کے چراغ جلا کر گھی کی پوریاں پکا کر مسلمان فلاح نہیں پا سکتے.... اللہ مسلمان بھائیوں سے یہ بلا چھڑائے....

۸.... ماہ شعبان

(فضائل) ۱.... اس مہینہ کو رسول مقبول نے اپنا مہینہ فرمایا.... تاکہ آپ سے محبت رکھنے والے مسلمان آپ کا خیال کر کے اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کریں اور معصیت سے بچنے کا زیادہ اہتمام کریں....

۲۔ اس ماہ کی پندرھویں شب کو وہ رات ہے جسے قرآن میں "لیلۃ مبارکہ" اور حدیث میں "لیلۃ البراءۃ" کہا گیا ہے اسی کو ہم شب برات کہتے ہیں اس شب کے متعلق آپ نے فرمایا کہ

۱۔ "لیلۃ البراءۃ" "شب قدر (رمضان والی) کے بعد تمام راتوں سے افضل ہے....

۲۔ (مثل شب قدر کے) اس شب میں بھی غروب آفتاب کے بعد ہی سے صبح صادق تک اللہ تعالیٰ اپنا دربار عام بندوں سے قریب یعنی پہلے آسمان پر منعقد کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ کوئی گناہ بخشوانا چاہے تو میں بخش دوں کوئی روزی مانگے تو میں روزی دوں کوئی مصیبت سے نجات مانگے تو میں اسے نجات دوں....

چنانچہ ان تین آدمیوں کے سوا یعنی اول ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا دوسرے مسلمانوں سے کینہ و بغض رکھنے والا تیسرے کسی شرعی وجہ کے بغیر خاندان سے قطع تعلق کرنے والا) سب کی جائز دعا قبول ہوتی ہے....

۳۔ اس شب میں آئندہ سال پیدا ہونے والے.... مرنے والے لوگوں کے نام لوح محفوظ سے نقل کر کے کارکن فرشتوں کو دیئے جاتے ہیں.... اسی طرح ہر شخص کی یکسالہ روزی۔ رزق، عمل، اولاد وغیرہ کی بھی تقسیم ہوتی ہے اور کارکن فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہے....

۴۔ اس شب میں تمام انسانوں کے گذشتہ سال کے اعمال خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں....

(اعمال) اس ماہ میں کوئی حکم خداوندی نہیں ہے البتہ عمل رسول یہ ہیں....

۱۔ شعبان کے چاند کی فکر اور اس کے تاریخ وحساب کا اہتمام رکھنا تاکہ رمضان شریف کے چاند کا حساب ٹھیک معلوم ہو سکے....

۲۔ چودہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے نفلی روزہ رکھنا.... کیونکہ چودہ کے بعد نفلی روزہ رکھنے سے آپ نے منع فرمایا ہے کہ کہیں ان نفلی روزوں کی تھکاوٹ سے رمضان کے فرض روزوں میں سستی نہ ہو....

۳۔ پندرہویں شب کو رات بھر جاگنا (اور اگر رات بھر جاگنا ممکن نہ ہو تو عشاء اور فجر کی نمازیں حسب معمول جماعت سے پڑھنا) نفلیں پڑھنا اپنے لئے اور اپنے مردہ اعزاء بلکہ تمام زندہ و مردہ مسلمانوں کے لئے خدا سے دعاء مغفرت کرنا.... قبرستان میں تنہا یا ایک دو آدمی کے ساتھ جانا اور تمام کے لئے دعا کرنا....

۴۔ اگلے دن یعنی پندرہویں کو صرف ایک دن روزہ رکھنا....

انتباہ:....۱۔ چودھویں تاریخ پندرھویں شب میں پٹاخے چھوڑنا.... حلوہ پکانا سبائیوں کا طریقہ ہے کیونکہ ان کے "امام غائب" جب بھی ظاہر ہوں گے اسی تاریخ میں ظاہر ہوں گے وہ انہیں کے استقبال میں یہ سب کرتے ہیں مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے....

۲۔ اس روزہ میں عرفہ کے نام سے دوسرا روزہ جوڑنا غلط ہے....

۳۔ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے کوئی واجب روزہ بھی نہ رکھنا چاہئے....

۴۔ شعبان کا آخری دن اگر دوشنبہ یا پنجشنبہ ہو اور کسی کی ہمیشہ سے یہ عادت ہو کہ اس دن روزہ رکھے تو وہ البتہ اپنے معمول کے مطابق نفلی روزہ رکھ سکتا ہے....

۵۔ جس دن یہ شک ہو کہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی آخری اس دن مفتی اور خواص علماء تو صرف نفل کی نیت سے روزہ رکھ لیں.... رمضان کی پہلی ثابت ہو جانے پر وہ روزہ خود ہی رمضان کا شمار ہو جائے گا.... مگر عوام کا روزہ افطار کرا دیں، فرض روزہ اور نفل روزہ کا تذبذب نہ ہو.... بلکہ صرف نفلی روزہ کی پختہ نیت ہو....

۹:....ماہِ رمضان المبارک

فضائل:....۱۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ.... عظمت و برکت کا مہینہ محتاجوں کی ہمدردی کا مہینہ ہے....

۲۔ اس ماہ میں قرآن مجید (لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر) نازل ہوا (پھر پہلے آسمان سے دنیا میں آں حضرت پر پہلے پہل ماہ ربیع الاول میں سورۂ اقرأ کا نزول ہوا....)

۳۔ دوسرے پیغمبروں پر اللہ کی پاک کتابیں.... توراۃ.... زبور.... انجیل بھی اسی ماہ مبارک میں لوح محفوظ سے نازل ہوئیں....

۴۔ اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ملتا ہے....

۵۔ چاند رات ہی سے سرکش جنوں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے....

۶۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں

۷۔ ہر رات کو اللہ تعالیٰ کا منادی پکارتا ہے "اے نیکی کے جویا ادھر آ.... اے برائی کے شیدائی رُک جا....

۸۔ اس ماہ میں صاحب ایمان کا رزق بڑھایا جاتا ہے....

۹۔ ہر رات کچھ دوزخ کے مستحق دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں....

۱۰۔ اس ماہ کے دن بہت برکت والے ہیں....

اعمال:....اس ماہ میں احکام خداوندی یہ ہیں....

۱۔ پورے مہینہ کا روزہ رکھنا یعنی ہر بالغ مسلمان کا صبح صادق (تولہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ایک روزے کی حقیقت یہ ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنا.... جھوٹ گالی غیبت اور لڑائی وغیرہ سے پرہیز کرے ورنہ روزہ ناقص ہو جائے گا اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا....) سے غروب آفتاب تک جھوٹ گالی غیبت سے لڑائی سے، کھانے پینے سے اور مباشرت و جماع سے پرہیز کرنا (صرف بھوکا رہنا روزہ نہیں فاقہ ہے)

اعمال:....رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں....

۱۔ ہر روز بعد عشاء بیس رکعات تراویح باجماعت پڑھنا....۲۔ تراویح میں ایک قرآن پورا پڑھنا یا سننا....۳۔ تراویح کے بعد وتر جماعت سے پڑھنا....۴۔ شب قدر کی تلاش میں

اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں جاگنا۔۔۔۵۔محتاجوں کو کھانا کھلانا اور سلوک کرنا۔۔۔۶۔غلام باندی۔۔۔نوکر۔۔۔ماما سے کم کام لینا۔۔۔۷۔روزہ داروں کو افطار کرانا یا کھانا کھلانا۔۔۔۸۔اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کرنا۔۔۔مرد مسجد باجماعت میں اور عورت گھر کے کسی کونہ میں (قولہ گھر کے کسی کونہ میں الخ بلکہ پورے کمرے میں اعتکاف کرسکتی ہے)۔۔۔

(فائدہ)۔۔۔اعتکاف (قولہ اعتکاف کا معنی یہ ہے الخ اعتکاف کا مفہوم یہ ہے کہ سب کام چھوڑ کر نیت کے ساتھ مسجد میں رہنا اور بغیر ضرورت انسانی کے باہر نہ جانا) کے معنی ہیں سب کام چھوڑ کر اللہ کے دروازے پر آپڑنا۔۔۔اور اسی کا نام رٹنا۔۔۔یہ تین قسم کا ہوتا ہے۔۔۔ ایک فرض یعنی وہ اعتکاف جو منت اور نذر میں مانا ہو اس کا پورا کرنا فرض ہے۔۔۔ایک سنت مؤکدہ کفائی یعنی وہ جو رمضان کے اخیر عشرہ کے دس دن کا ہوتا ہے (ہر بستی یا بڑے محلّہ سے ایک آدمی ضرور معتکف ہو ورنہ سب ترک سنت کے گناہگار رہیں گے) اور ایک مستحب جو ہر وقت ہوسکتا ہے اس میں روزہ بھی شرط نہیں۔۔۔

انتباہ:۔۔۔ختم تراویح کے دن روشنی کرنا۔۔۔شیرینی بانٹنا۔۔۔جھنڈیاں لگانا محض فضول خرچی ہے نہ حکم خدا ہے نہ عمل رسول اس لئے اس پر جمے رہنا مناسب نہیں اسی طرح شیرینی کا چندہ جبراً لینا۔۔۔شیرینی لینے کے لئے مسجد میں شور مچانا جائز نہیں ہے۔۔۔

۱۰۔۔۔ماہِ شوال

فضائل:۱۔اس ماہ کا پہلا دن عید الفطر کا دن ہے جو خدا کے انعام اور رحمت اور برکت کا دن ہے اس دن خدا تعالیٰ روزہ داروں پر فخر فرماتا ہے۔۔۔

۲۔یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔۔۔

(اعمال) اس میں احکام خدا و عملی یہ ہیں:۔۔۔

۱۔پہلی تاریخ کو عید کی نماز پڑھنا واجب ہے اس نماز میں چھ واجب تکبیریں زائد کہنی چاہئیں

۲۔خطبہ عید پڑھنا سنت ہے اور اس کے سننے کے لئے ٹھہرنا بھی سنت ہے مگر جو سننے کے لئے ٹھہر جائے تو پھر اس پر خطبہ سننا واجب ہے۔۔۔(شرح تنویر)

۳۔صاحب نصاب پر صدقہ فطر دینا واجب ہے یہ صدقہ کی جنس یا نقد مسلمان

غریبوں ہی کو دینا چاہئے کافر کو دینے سے ادا نہیں ہوتا۔۔۔

۳۔پہلی کو روزہ رکھنا حرام ہے۔۔۔اعمال رسول یہ ہیں۔۔۔

۱۔ثواب لینے کی نیت سے عید کی رات میں جاگنا۔۔۔۲۔عید کی نماز کے لئے مسواک کرنا۔۔۔۳۔غسل کرنا۔۔۔۴۔مقدور بھر صاف اچھے کپڑے پہننا۔۔۔۵۔خوشبو لگانا سرمہ لگانا (قولہ سرمہ لگانا الخ سرمہ لگانا عید یا جمعہ کی سنت نہیں بطور علاج کے اور سنت کی نیت سے رات سونے سے پہلے لگانا چاہئے)۶۔عیدگاہ جانے سے قبل میٹھی چیز کھالینا۔۔۔۷۔صدقہ فطر عیدگاہ جانے سے قبل ادا کردینا۔۔۔۸۔عیدگاہ جانا اور راستے میں آہستہ آہستہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے جانا۔۔۔۹۔عیدگاہ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔۔۔۱۰۔امام کا نماز کے بعد خطبہ پڑھنا اور خطبہ میں وعظ و نصیحت کے ساتھ صدقہ فطر کے مسائل بھی بیان کرنا۔۔۔۱۱۔اس مہینہ میں چھ دن نفل روزہ رکھنا مسنون ہے اس کا ثواب سال بھر روزہ رکھنے کے برابر ہے۔۔۔۱۲۔اس ماہ میں شادی کرنا اور لڑکی کی رخصتی کرنا مسنون ہے۔۔۔

انتباہ:۔۔۔۱۔عید کے دن نماز عید سے قبل کوئی نفل نماز نہ گھر پڑھے۔۔۔نہ عیدگاہ میں۔۔۔ چاشت و اشراق (قولہ چاشت اور اشراق ساقط ہے الخ مگر عید کے بعد گھر میں آکر نوافل ادا کرنا درست ہے) بھی اس دن ساقط ہے۔۔۔

۲۔عید کے دن سیوئیں (قولہ عید کے دن الخ عید کے دن سیوئیں کھانے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے) ویسے کھانے کے بعد ان پر فاتحہ دینا اور اس کو دین اور لازم سمجھنا غلط ہے۔۔۔

۳۔نماز عید کے بعد گلے ملنا۔۔۔(قولہ نماز کے بعد گلے ملنا الخ بطور رسم کے عید ملنا بدعت ہے اگر رسم کے طور پر نہ ہو بلکہ ملاقات اسی وقت ہوئی ہے تو ملنے میں حرج نہیں خصوصاً جب عیدگاہ کے باہر ہو) ہاتھ ملانا رسول کا نہیں ہندوؤں اور رافضیوں کا طریقہ ہے البتہ صحابہ سے "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ" کہنا ثابت ہے۔۔۔(یعنی ہماری تمہاری عبادتیں قبول ہوں) عید مبارک کہنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔(عنایۃ اللہ طارح ص ۳۶۵)

۴۔گود کے بچوں کو عیدگاہ یا مسجد لے جانا خلاف مصلحت ہے۔۔۔

اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں جاگنا.... ۵۔ حاجیوں کو کھانا کھلانا اور سلوک کرنا.... ۶۔ غلام باندی.... نوکر.... ماما سے کم کام لینا.... ۷۔ روزہ داروں کو افطار کرانا یا کھانا کھلانا.... ۸۔ اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کرنا.... مرد مسجد باجماعت میں اور عورت گھر کے کسی کونہ میں (قولہ گھر کے کسی کونہ میں الخ بلکہ پورے کمرے میں اعتکاف کر سکتی ہے)....

(فائدہ).... اعتکاف (قولہ اعتکاف کا معنی یہ ہے الخ اعتکاف کا مفہوم یہ ہے کہ سب کام چھوڑ کر نیت کے ساتھ مسجد میں رہنا اور بغیر ضرورت انسانی کے باہر نہ جانا) کے معنی ہیں سب کام چھوڑ کر اللہ کے دروازے پر آ پڑنا.... اور اسی کا نام رٹنا.... یہ تین قسم کا ہوتا ہے.... ایک فرض یعنی وہ اعتکاف جو منت اور نذر میں مانا ہو اس کا پورا کرنا فرض ہے.... ایک سنت مؤکدہ کفائی یعنی وہ جو رمضان کے اخیر عشرہ کے دس دن کا ہوتا ہے (ہر بستی یا بڑے محلّے سے ایک آدمی ضرور معتکف ہو ورنہ سب ترک سنت کے گناہگار ہوں گے) اور ایک مستحب جو ہر وقت ہو سکتا ہے اس میں روزہ بھی شرط نہیں....

انتباہ:.... ختم تراویح کے دن روشنی کرنا.... شیرینی بانٹنا.... جھنڈیاں لگانا محض فضول خرچی ہے نہ حکم خدا ہے نہ عمل رسول اس لئے اس پر جمے رہنا مناسب نہیں اسی طرح شیرینی کا چندہ جبراً لینا.... شیرینی لینے کے لئے مسجد میں شور مچانا جائز نہیں ہے....

۱۰.... ماہِ شوال

فضائل:۔ ۱۔ اس ماہ کا پہلا دن عید الفطر کا دن ہے جو خدا کے انعام اور رحمت اور برکت کا دن ہے اس دن خدا تعالیٰ روزہ داروں پر فخر فرماتا ہے....

۲۔ یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے....

(اعمال) اس میں احکام خداوندی یہ ہیں:....

۱۔ پہلی تاریخ کو عید کی نماز پڑھنا واجب ہے اس نماز میں چھ واجب تکبیریں زائد کہنی چاہئیں

۲۔ خطبہ عید پڑھنا سنت ہے اور اس کے سننے کے لئے ٹھہرنا بھی سنت ہے مگر جو سننے کے لئے ٹھہر جائے تو پھر اس پر خطبہ سننا واجب ہے.... (شرح تنویر)

۳۔ صاحب نصاب پر صدقہ فطر دینا واجب ہے یہ صدقہ کی جنس یا نقد مسلمان

غریبوں ہی کو دینا چاہئے کافر کو دینے سے ادا نہیں ہوتا....

۴۔ پہلی کو روزہ رکھنا حرام ہے.... اعمال رسول یہ ہیں....

۱۔ ثواب لینے کی نیت سے عید کی رات میں جاگنا.... ۲۔ عید کی نماز کے لئے مسواک کرنا.... ۳۔ غسل کرنا.... ۴۔ مقدورت بھر صاف اچھے کپڑے پہننا.... ۵۔ خوشبو لگانا سرمہ لگانا (قولہ سرمہ لگانا الخ سرمہ لگانا عید یا جمعہ کی سنت نہیں بطور علاج کے اور سنت کی نیت سے رات سونے سے پہلے لگانا چاہئے) ۶۔ عیدگاہ جانے سے قبل میٹھی چیز کھا لینا.... ۷۔ صدقہ فطر عیدگاہ جانے سے قبل ادا کر دینا.... ۸۔ عیدگاہ جانا اور راستے میں آہستہ آہستہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے جانا.... ۹۔ عیدگاہ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا.... ۱۰۔ امام کا نماز کے بعد خطبہ پڑھنا اور خطبہ میں وعظ و نصیحت کے ساتھ صدقہ فطر کے مسائل بھی بیان کرنا.... ۱۱۔ اس مہینہ میں چھ دن نفل روزہ رکھنا مسنون ہے اس کا ثواب سال بھر روزہ رکھنے کے برابر ہے.... ۱۲۔ اس ماہ میں شادی کرنا اور لڑکی کی رخصتی کرنا مسنون ہے....

انتباہ:.... ۱۔ عید کے دن نماز عید سے قبل کوئی نفل نماز نہ گھر پڑھے.... نہ عیدگاہ میں.... چاشت و اشراق (قولہ چاشت اور اشراق ساقط ہے الخ مگر عید کے بعد گھر میں آ کر نوافل ادا کرنا درست ہے) بھی اس دن ساقط ہے....

۲۔ عید کے دن سویّاں (قولہ عید کے دن الخ عید کے دن سویّاں کھانے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے) ویسے کھانے مگر ان پر فاتحہ دینا اور اس کو دین اور لازم سمجھنا غلط ہے....

۳۔ نماز عید کے بعد گلے ملنا.... (قولہ نماز کے بعد گلے ملنا الخ بطور رسم کے عید ملنا بدعت ہے اگر رسم کے طور پر نہ ہو بلکہ ملاقات اسی وقت ہوئی ہے تو ملنے میں حرج نہیں خصوصاً جب عیدگاہ کے باہر ہو) یا ہاتھ ملانا رسول کا نہیں ہندوؤں اور رافضیوں کا طریقہ ہے البتہ صحابہؓ سے "تقبّل اللہ منّا ومنکم" کہنا ثابت ہے.... (یعنی ہماری تمہاری عبادتیں قبول ہوں) عید مبارک کہنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ (غایۃ الاوطار ج ا ص ۳۶۵)

۴۔ گود کے بچوں کو عیدگاہ یا مسجد لے جانا خلاف مصلحت ہے....

۱۱:.... ماہ ذیقعد

یہ مہینہ بھی فضیلت و برکت کا ہے کیونکہ یہ حج کے مہینوں میں سے دوسرا مہینہ ہے اس میں عمل رسول یہ ہیں کہ جو شخص حج کو جانا چاہے وہ سفر کی تیاری شروع کرے....

انتباہ۔ بعض بھائی اس ماہ میں شادی بیاہ کو مبارک نہیں سمجھتے.... ایسا عقیدہ بنا لینا تو حید اور عمل رسول کے خلاف ہے....

۱۲.... ماہ ذی الحجہ

(فضائل)۔ ۱۔ یہ نہایت مبارک اور پُر فضیلت مہینہ ہے....

۲۔ اس ماہ کی شروع کی دس راتیں سال بھر کی کل راتوں سے افضل ہے.... علماء کہتے ہیں کہ دن رمضان کے اور راتیں ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی بہت ہی بابرکت ہیں.... سورۃ والفجر کی آیت "وَلَیَالٍ عَشْرٍ" سے یہی راتیں مراد ہیں.... ان میں جاگنا عبادت کرنا، شب قدر میں جاگنے اور عبادت کرنے کے برابر ہے....

۳۔ اس کی نویں تاریخ یعنی عرفہ کے دن حج جیسی افضل عبادت کا دن ہے اس کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے....

۴۔ اس کی دسویں کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی محبت میں بیٹے کی قربانی کرنی چاہی تھی.... پس قربانی صاحب نصاب پر لازمی اور خدا کو محبوب ہے....

اسکا مطلب اپنی جان اور اپنے بیٹوں کی جان کے بدلے خدا کی راہ اور محبت میں جانور کو قربان کرنا ہے.... قربانی کے بدلے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے اسکے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا ہے....

اعمال خداوندی احکام یہ ہیں....

۱۔ نویں کو فجر کی نماز کے بعد سے لے کر تیرہویں کی نماز عصر کے بعد تک ہر فرض باجماعت کے بعد یہ تکبیر کہنا واجب ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ....

۲۔ نماز عید واجب مع چھ زائد واجب تکبیروں کے پڑھنا.... ۳۔ صاحب نصاب کو قربانی واجب ہے۔ ۴۔ اگر موجود ہے تو خطبہ سننا واجب ہے۔ ۵۔ دسویں.... گیارہویں، بارہویں، تیرہویں.... ان چار دنوں کا روزہ حرام ہے....

ان کے علاوہ اعمال رسول یہ ہیں:....

۱۔ پہلی سے دس تاریخ تک خاص طور پر نیک اعمال خلق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا اہتمام کرنا تاکہ طبیعت کو نیک عمل کی مشق ہو....

۲۔ پہلی سے نویں تک نفل روزے رکھنا.... اگر ۹ دن نہ ہو سکے تو نویں کا نفل روزہ ضرور رکھنا....

۳۔ چاند رات سے دسویں تک ہر رات میں عبادات کے لئے جاگنا خاص کر عید کی شب میں ثواب کی نیت سے جاگنا....

۴۔ جس کو قربانی کرنا ہو وہ پہلی سے قربانی تک حجامت نہ بنوائے نہ ناخن کتروائے....

۵۔ عید کے دن غسل کرنا....

۶۔ مسواک کرنا، خوشبو لگانا، تیل نہ سرمہ (قول سرمہ لگانا ارجح سرمہ لگانا عید کی سنت نہیں) لگانا، کنگھی کرنا....

۷۔ عید گاہ ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے آنا....

۸۔ عید گاہ کو جاتے ہوئے ذرا بلند آواز سے تکبیر کہنا....

۹۔ قربانی سے پہلے عید کے دن کچھ نہ کھانا اور اپنی قربانی کا گوشت ہی اس دن پہلی چیز کھانا

۱۰۔ امام کا بعد نماز خطبہ پڑھنا جس میں نصیحت کے ساتھ قربانی کے احکام و ترغیب ہو نیز ایام تشریق تکبیر کی ترغیب ہو....

(انتباہ) عید الاضحٰے کے دن بھی اشراق و چاشت (قول اشراق چاشت ساقط ہے ارجح عید کی نماز سے پہلے یا بعد عید گاہ میں نوافل درست نہیں عید کے بعد گھر میں نوافل درست ہیں) ساقط ہے....

وہ کام جو خلاف سنت ہیں

(۱) کھڑے ہو کر کھانا۔ (۲) بائیں ہاتھ سے کھانا، پینا۔

(۳) میز یا ٹیبل پر کھانا۔ (۴) کرسی پر کھانا۔

(۵) جوتے پہن کر کھانا کھانا۔

(۶) رکابی میں سالن وغیرہ اتنی مقدار میں چھوڑ دینا جو دوسرے کے استعمال میں بھی نہ آ سکے۔

وضاحت: آجکل لوگ بوتل پی کر یا چائے پی کر ایک آدھ گھونٹ چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح کھانے کی اشیاء بھی ذرا سی مقدار بچا کر ضائع کر دیتے ہیں، یہ نعمتوں کی ناقدری اور سنت کی خلاف ورزی ہے۔

(۷) تیز گرم کھانا۔

وضاحت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیز گرم کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ معتدل ہو جائے۔ البتہ چائے اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا گرم ہی پینا نافع ہے۔

(۸) غٹ غٹ پینا۔ (۹) برتن میں پھونک مارنا۔

(۱۰) برتن میں سانس لینا۔ (۱۱) سونے چاندی کے برتن میں پینا۔

(۱۲) بالوں کو تنگ اور پراگندہ رکھنا۔ (۱۳) فاخرانہ لباس پہننا۔

(۱۴) باریک لباس پہننا۔ (۱۵) پیٹ کے بل سونا۔

(۱۶) مکان میں تنہا سونا۔ (۱۷) خطرہ کی جگہ سونا، مثلاً منڈیر کی چھت پر سونا۔

(۱۸) آلودہ ہاتھوں کو دھوئے بغیر کھانا کھانا۔

(۱۹) ممنوع اوقات میں (یعنی نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک، عصر کے

بعد اور مغرب کے بعد) سونا (الا یہ کہ معذور یا مریض ہو)

(۲۰) انگریزی بال رکھنا۔ (۲۱) مسنون مقدار سے زائد بڑے بال رکھنا۔

وضاحت: مسنون مقدار کی وضاحت "بالوں کی سنتیں" کے ضمن میں صفحہ نمبر ۶۹ پر گذر چکی ہے۔

(۲۲) مصنوعی بال لگانا۔ (۲۳) کھیل کیلئے پرندے پالنا۔

(۲۴) خطوط و مراسلات میں بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا۔

(۲۵) جمعہ کے دن امام کے خطبہ کیلئے منبر پر آ جانے کے بعد بات چیت کرنا۔

(۲۶) ہمیشہ ننگے پاؤں چلنا۔

وضاحت: کبھی کبھار ننگے پاؤں چلنا سنت ہے، بلکہ حدیث میں اس کی ترغیب آئی ہے۔ لیکن ہمیشہ ننگے پاؤں چلنے کی عادت بنا لینا ممنوع اور خلاف سنت ہے۔

(۲۷) پیشاب، پاخانہ میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا۔

(۲۸) راستہ میں پیشاب کرنا۔

(۲۹) نہر کے کنارے یا سایہ دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔

(۳۰) غسل خانہ میں پیشاب کرنا۔ (۳۱) ہوا کے رخ پر پیشاب کرنا۔

(۳۲) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ (۳۳) پیشاب، پاخانہ کے وقت بات کرنا

(۳۴) پیشاب کے وقت سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔

(۳۵) کسی سوراخ میں پیشاب کرنا۔

(۳۶) نماز مغرب میں اذان و جماعت کے درمیان فاصلہ کرنا۔

(۳۷) چلتے وقت ادھر ادھر دیکھنا۔

(۳۸) اقامت کے دوران ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ (۳۹) بدفالی لینا۔

وضاحت: مثلاً سفر میں جاتے وقت اگر گیدڑ راستہ سے گذر جائے تو اس دن سفر نہ کرنا بلکہ کسی اور دن سفر کرنا، صبح کے وقت بندر کے نام لینے کو برا سمجھنا اور کسی آدمی یا جگہ کو منحوس

سمجھنا اسی طرح یہ کہنا کہ "اس مکان کی نحوست کی وجہ سے ہمیں یہ بیماری یا نقصان ہوا" یہ سب باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں۔

• صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا۔ • دائیں ہاتھ سے جوتا پکڑنا۔

• نمازِ عشاء کے بعد بیٹھ کر قصہ گوئی کرنا۔

وضاحت: اگر دینی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، یا نصیحت کی باتیں کی جائیں، یا انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کا ذکر کیا جائے۔ (یعنی ان کی دین پر استقامت کے ایسے واقعات سنائے جائیں جن سے دین پر چلنے کا شوق پیدا ہو) تو کچھ حرج نہیں، اسی طرح اگر کار دیگر اپنا کام کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (شمائل کبریٰ، مسلم بحوالہ بخاری)

٣٣ محرم کے مہینے میں شادی بیاہ اور خوشی کی دیگر تقریبات کو ممنوع سمجھنا۔

٣٤ جمعہ کے پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھنا اور دوسرے خطبہ میں ہاتھ چھوڑ دینا۔

٣٥ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔ ٣٦ کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

٣٧ فرض نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر بلند آواز سے کلمہ یا درود پڑھنا۔

٣٨ فرض نمازوں کے بعد آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کا پڑھنا

٣٩ جماعت کے بعد امام سے مصافحہ کا التزام کرنا۔ ٥٠ نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنا

٥١ نمازِ عید کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا اور "عید مبارک" کہنا۔

٥٢ ایصالِ ثواب کی غرض سے اجتماعی قرآن خوانی کرانا اور اس کے بعد کھانا کھلانا

٥٣ گیارہویں کھانا اور پکانا۔

٥٤ مروجہ ختم یعنی کھانا سامنے رکھ کر قرآن مجید پڑھنا۔ ٥٥ مروجہ شبینہ۔

وضاحت: رمضان المبارک میں مساجد اور گھروں میں جو شبینہ ہوتا ہے اس میں کئی قباحتیں ہیں مثلاً بلا ضرورت لاؤڈ اسپیکر کھول کر پورے محلے کا آرام و راحت اور انفرادی عبادات معمولات کو غارت کر دیا جاتا ہے۔ مسجد میں شور و غل، ضرورت سے زیادہ چراغاں کر کے روشنی اور دیگر کئی خرافات کا مظاہرہ، پھر جماعت بھی اس انداز سے ہوتی ہے کہ بعض لوگ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، بعض بیٹھے ہوتے ہیں، بعض تو باتوں میں مشغول ہوتے ہیں اور بعض ائمہ قرآن اتنی تیز

رفتاری سے پڑھتے ہیں کہ سوائے یعلمون، تعلمون کے کچھ پلے نہیں پڑتا، اور دوسرے ارکان رکوع، سجدہ وغیرہ بھی اسی رفتار سے ادا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس تنہائی کی عبادات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنت ریاء و سمعہ (شہرت) سے دور اور قرب الی القبول ہے۔

مذکورہ مفاسد کی بناء پر علماء نے مروجہ شبینہ کو ناجائز قرار دیا ہے۔

البتہ اگر اس میں درج ذیل شرائط کی رعایت رکھی جائے تو جائز ہے:۔

(١) قرآن مجید ترتیل سے پڑھیں۔

(٢) شبینہ نوافل کے بجائے تراویح میں پڑھیں۔

(٣) جماعت کے وقت تکلف نہ کریں۔ یعنی جماعت میں شرکت کرنے سے نہ بچیں بلکہ خوش دلی اور ذوق و شوق سے شریک جماعت ہوں۔ (٣) ریا اور نمود کیلئے نہ کریں۔

(٥) ضرورت سے زیادہ لائٹ یا مسجد کی بجلی استعمال نہ کریں، لاؤڈ اسپیکر بھی بلا ضرورت استعمال نہ کریں۔

(٦) قاری صاحبان محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے قرآن کریم سنائیں، شرطاً یا معروف طور پر تلاوت کی اجرت نہ لیں کیونکہ اس کی اجرت لینا قطعاً حرام ہے۔

(٧) سننے والے قرآن پاک پورے ادب و احترام سے سنیں۔

١٥٦ اذان سے قبل اور نمازوں کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔

١٥٧ اذان میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا۔

١٥٨ اذان کے جواب میں کلمۂ توحید کے بعد محمد رسول اللہ کہنا۔

١٥٩ اقامت میں حیّ علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہونے کا التزام کرنا۔

٦٠۔ مخصوص طرز پر چار یا آٹھ رکعت پڑھنا۔

وضاحت: مخصوص طرز سے مراد یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچاس بار سورۂ اخلاص یا ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ قدر اور پچیس بار سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔

٦١۔ میت کے سینہ پر کلمۂ شہادت لکھنا۔

٦٢۔ میت کے ساتھ قبرستان تک قرآن مجید لے جانا۔

۶۳۔ جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنا۔
۶۴ جنازہ لے جاتے وقت بلند آواز سے کلمہ پڑھنا یا کوئی اور ورد کرنا۔
۶۵ قبر میں عہد نامہ رکھنا۔ ۶۶ تدفین کے بعد بالالتزام تین دفعہ دعا مانگنا۔
۶۷ تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا۔ ۶۸ قبروں پر آیات قرآنیہ لکھی ہوئی چادر ڈالنا
۶۹ کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا۔
۷۰ کفن سے کپڑا بچا کر امام کا مصلیٰ بنانا۔ ۷۱ حیلۂ اسقاط کرنا۔

وضاحت: میت کی فوت شدہ نمازوں اور روزوں وغیرہ کے بدلے میں حیلۂ اسقاط کی کئی صورتیں مروج ہیں جن میں سے عام اور معروف صورت یہ ہے کہ قرآن مجید اور اس کے ساتھ کچھ غلہ اور نقد رقم رکھ کر جنازہ میں شریک تمام مجمع کے سامنے یہ کہہ کر چکر لگایا جاتا ہے کہ یہ رقم غلہ اور قرآن مجید ہم تمہیں میت کے فوت شدہ نمازوں اور روزوں وغیرہ کے فدیہ میں پیش کر رہے ہیں اور وہ تمام لوگ محض زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے قبول کیا۔ دونوں طرف سے لینے دینے کی کوئی نیت نہیں ہوتی۔ یہ رسم خلاف عقل و شرع اور انتہائی قبیح بدعت ہے۔

۷۲۔ اہل میت کی طرف سے دعوت کا اہتمام کرنا۔
۷۳۔ ایصال ثواب کیلئے اجتماع کا اہتمام کرنا۔
۷۴۔ سالگرہ یعنی پیدائش سے سال پورا ہونے پر تقریب اور خوشی منانا۔
۷۵۔ عرس اور برسی منانا۔ ۷۶۔ ماہ صفر کے آخری بدھ میں عمدہ کھانا پکانا۔

وضاحت: مشہور ہے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفاء ہوئی تھی، اس خوشی میں کھانا پکانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ غلط اور من گھڑت بات ہے جس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

۷۷۔ تعزیہ بنانا اور دیکھنا۔ ۷۸۔ محرم میں سبیل لگانا۔
۷۹۔ ۲۲ رجب کو کونڈوں کا ختم دلوانا۔ ۸۰ بیماری سے شفاء کیلئے بکرا ذبح کرنا

وضاحت: حالانکہ نقد رقم کا صدقہ سب سے افضل ہے۔ معلوم لوگ بکرے کا صدقہ ہی ضروری سمجھتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ جان کے بدلے جان ہے

حالانکہ یہ عقیدہ ہی باطل ہے۔
۸۱۔ متبرک راتوں (شب برأت اور شب قدر وغیرہ) میں مساجد کو سجانا، چراغاں کرنا اور عبادت کیلئے جمع ہونا۔
۸۲۔ ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنا۔ ۸۳ ۱۰ محرم کو مٹھائی لا کر گھر میں تقسیم کرنا
۸۴۔ ۲۷/۱۳/۷ رجب کو روزہ رکھنا۔
۸۵۔ موسیقی اور گانوں کی طرز پر حمد و نعت اور نظمیں پڑھنا۔
۸۶۔ رخصت ہوتے وقت اور فون پر بات ختم کرتے ہوئے "خدا حافظ" کہنا۔
وضاحت: ایسے موقع پر بھی مسنون سلام کرنا چاہئے۔
۸۷۔ نکاح کے وقت دولہا کے سر پر سہرا باندھنا۔
۸۸۔ حج کو جانے والے کو نعروں کے ساتھ رخصت کرنا۔
۸۹۔ اعتکاف کے ختم پر معتکفین (اعتکاف کرنے والوں) کو پھولوں کے ہار پہنانا۔
۹۰۔ شیر خوار بچے کے انتقال پر اس کی ماں سے دودھ بخشوانا۔
۹۱۔ میت کیلئے تین دن خیرات کرنا۔
۹۲۔ درود تاج، درود ماہی، درود لکھی اور گنج العرش وغیرہ پڑھنا۔ (یہ سب چیزیں بے ثبوت ہیں) (ماخوذ کبریٰ احسن الفتاویٰ، فتاویٰ محمودیہ، اشرف التوضیح، فتاویٰ حقانی، خیر الفتاویٰ)

الحمدللہ آج مورخہ ۸ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ
بمطابق 21 نومبر 2015ء کو کتاب ہذا کی تالیف و ترتیب مکمل ہوئی
اللہ تعالیٰ ہمیں تمام دینی احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو تمام خواتین و حضرات کی علمی، عملی... اور اخلاقی اصلاح و تربیت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

والسلام

اشرفیہ مجلس علم و تحقیق



آئیے! اصلاح معاشرہ کیلئے قدم بڑھایئے

قارئین محترم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج بخیر! امید ہے کہ آپ نے عمل کی مبارک نیت سے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کرلیا ہوگا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ادارہ کی روز اول سے کوشش رہی ہے کہ اپنے تمام کرم فرما قارئین تک اسلاف واکابر کی مستند کتب مناسب نرخ پر پہنچائی جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے موصول تنقید برائے اصلاح پر خوشی ہوگی اور اس کیلئے ادارہ آپ کی قیمتی رائے، مشورہ اور مفید بات کو فی الفور قابل عمل سمجھے گا۔ یقیناً کتب دینیہ کو بہتر انداز میں اشاعت کیلئے آپ ہمارے معاون ثابت ہوں گے۔ امید ہے کہ جس جذبہ کے تحت یہ گذارش کی جارہی ہے آپ تمام قارئین وقاریات اس پر عملی قدم اٹھاتے ہوئے، ہمیں ذیل میں دیے گئے سوالوں کے جوابات سے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

☆ آپ کو اس کتاب کا تعارف کیسے ہوا؟..

☆ کیا آپ نے مطالعہ کے دوران کوئی حل طلب بات دیکھی تو آپ نے اسے سمجھنے کیلئے اپنے کسی قریبی مفتی صاحبان یا علماء کرام سے رجوع کیا؟..........................

☆ اگر آپ یہ مفید کتاب اپنے دوست احباب، مسجد لائبریری، سکول وکالج کیلئے بہترین تحفہ سمجھتے ہیں تو ان تک پہنچانے کیلئے آپ نے کیا کوشش کی؟

☆ کیا آپ اس کتاب کو دیگر رشتہ داروں تک پہنچا کر فریضہ تبلیغ ادا کر سکتے ہیں؟ جبکہ یہ کتاب آپ کی طرف سے بہترین ہدیہ ہوگا جسے آپ کی پُر خلوص محبت کی علامت سمجھا جائے گا اس سلسلہ میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟..........................

☆ اس کتاب کو پڑھ کر آپ نے کیا علمی واصلاحی فائدہ محسوس کیا؟..........................

☆ کیا آپ اس کتاب کے مصنف / مرتب / ناشر اور تمام مؤمنین ومؤمنات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں؟..

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ کا ایک اہم قدم

ادارہ کی ویب سائٹ کا اجراء

اللہ کے فضل سے ادارہ کی دینی خدمات کو عرصہ چالیس برس ہو چکے ہیں...
ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان کی مسلسل اشاعت کو بھی سترہ برس مکمل ہو چکے ہیں۔
ایک عرصہ سے قارئین کی طرف سے تقاضا تھا کہ ادارہ اپنی مستقل علیحدہ ویب سائٹ کا اجراء کرے تاکہ قارئین مکمل اطمینان کے ساتھ استفادہ کر سکیں۔
ادارہ نے جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی آفیشل **ویب سائٹ لانچ** کر دی ہے جس سے آپ یہ فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ آپ گھر بیٹھے ادارہ کی تمام کتب اور بالخصوص جدید کتب کی تفصیلات سے باخبر ہو سکتے ہیں۔
☆ محاسن اسلام کے سابقہ اور تازہ شمارے پڑھ سکتے ہیں۔
☆ ادارہ کی مطبوعہ کتب کی بآسانی آن لائن خریداری کر سکتے ہیں۔
☆ آپ ہر وقت بآسانی ادارہ سے **رابطہ میں رہ کر** استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆ دُنیا بھر میں اپنے ایڈریس پر محاسن اسلام کا اجراء کرا سکتے ہیں۔
☆ محاسن اسلام کا زرِسالانہ آن لائن بینکنگ کے ذریعہ ادا کر سکتے ہیں۔
☆ کتب کے انتخاب میں مشورہ اور اپنی آراء دے سکتے ہیں۔

آج ہی اپنے ادارہ کی ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے۔

iTA **www.taleefat.com**
facebook.com/taleefat

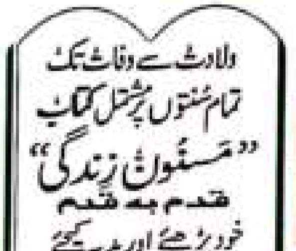
ویب سائٹ سے متعلق مزید معلومات کے لیے رابطہ نمبر **0311-1255248**















اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

000001 007084
Masnoon Zindagi